

عمران سیریز

جلد نمبر
22

ایڈلاوا



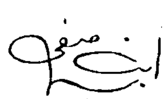
ابن صفی

پیشرس

قاعدے سے اس ناول کو عمران سیریز کا ڈائمنڈ جوبلی نمبر ہونا چاہئے تھا۔ مطلب یہ کہ ضخیم ناول "بیک جلد" اور قیمت ہونی چاہئے تھی مبلغ دس روپے۔ لیکن پھر وہی پرانی بات دہراؤں گا کہ یہ میرے زیادہ تر پڑھنے والوں کی قوت خرید سے باہر ہوتا اس لئے میں اسے "بالاقساط" ایک ضخیم ہی ناول کی صورت میں پیش کر رہا ہوں اور میری کوشش یہی ہوگی کہ ہر قسط اپنی جگہ پر ایک مکمل کہانی بھی ہو۔
اس قسط میں آپ اس ایجنٹ کی کہانی ملاحظہ فرمایئے جس نے ایکس ٹو کو ڈبل کراس کیا تھا۔ غالباً آپ ادھورے آدمی کو بھولے نہ ہوں گے جس نے اسی ایجنٹ جیمسن ہارلے کی سازش سے ایکس ٹو کو بے نقاب کرنا چاہا تھا۔

اس کتاب کی "جھلک" میں غالباً میں نے آلپس کے دامن میں فائروں کی گونج کا ذکر کیا تھا لیکن کہانی کا وہ جزو اس کتاب کے کینواس میں نہیں آسکا۔ (صرف بچہ لوگ سے معذرت خواہ ہوں۔ اگلے ناول میں آلپس کا دامن خون کی ندیوں سے جل تھل ہو جائے گا) ملک کے دشمنوں کا خون بہتے دیکھنا غیر صحت مند رجحان نہیں ہے اور پھر ایسے دور میں تو اسے غیر صحت مند رجحان کہا ہی نہیں جاسکتا جب دنیا کی بعض اقوام امن اور انسانیت کے ڈھول پیٹ پیٹ کر دھماکے کر رہی ہوں یا ان کی حوصلہ افزائی کر رہی ہوں۔ جو چھوٹی اقوام کو ایٹمی دھمکیاں دیتی رہتی ہیں۔

بہرحال آئندہ کہانی اس کہانی سے کہیں زوردار ہوگی۔ (انشاءاللہ)
"عظیم حماقت" کے بارے میں پسندیدگی کے خطوط آئے ہیں۔ لیکن تشنگی کی شکائت بدستور قائم ہے۔ ایکسو بارہ صفحات میں اب فریدی کے ناولوں کو نپٹانا بے حد مشکل کام بن گیا ہے۔ کم از کم ایک سو ساٹھ صفحات ہونے چاہئیں۔ انشاء اللہ پھر آپ فریدی کی کہانیوں میں تشنگی محسوس نہیں کریں گے۔
"عظیم حماقت" کے سلسلے میں میری ایک ذاتی حماقت ملاحظہ فرمایئے جس کی طرف ایک پڑھنے والے نے توجہ دلائی ہے۔ صفحہ نمبر ۵ کی گیارہویں سطر میں چھ لڑکیوں کی بجائے صرف چار لڑکیاں پڑھئے اور لڑکوں کی تعداد چھ نوٹ فرمایئے کیونکہ اگلے صفحات میں اسی تناسب سے ان کا ذکر ہوا ہے۔ بے خودی میں لڑکیوں کی تعداد زیادہ لکھ گیا تھا۔ ویسے بھی مجھے ایک کی چار دکھائی دیتی ہیں۔



۲۵ر جولائی ۱۹۷۴ء

ایئر پورٹ پر کوئی انہیں ریسیو کرنے نہیں آیا تھا۔ حالانکہ ملک سے روانگی کے وقت انہیں بتایا گیا تھا کہ وہ روم میں تنہا نہیں ہوں گے کوئی مقامی آدمی انہیں ایئر پورٹ سے لے جائے گا۔

بہر حال وہ آدھے گھنٹے تک اس کال کا انتظار کرتے رہے تھے جس کی بناء پر ان کی شناخت ہوتی اور ریسیو کرنے والا انہیں اس جگہ تک پہنچا دیتا جہاں وہ قیام کرنے والے تھے۔

"اب کیا ہوگا مسٹر....؟" جوزف نے بالآخر جیمسن کا شانہ تھپک کر پوچھا۔

"فکر نہ کرو.... روم میرے لئے نیا شہر نہیں ہے.... ہم یہاں سے سیدھے آڈلٹو کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔!"

"آڈلٹو....! کیا چیز ہے....؟"

"بڑی نفیس جگہ ہے.... اگر وہ بڑھیا اب بھی زندہ ہوگی تو ہمارے عیش ہو جائیں گے۔ اطالوی بڑے زندہ دل لوگ ہیں۔!"

"کیا اس بڑھیا کا نام آڈلٹو ہے؟"

"نہیں....! ایک قدیم وضع کی عمارت ہے جس میں متوسط مالی حیثیت کے سیاح مزے سے گزارا کر سکتے ہیں۔!"

"اچھا میں سمجھا.... وہ بڑھیا اس سرائے کی مالکہ ہوگی۔!"

"یہی سمجھ لو....! اتنی زندہ دل بڑھیا روئے زمین پر کوئی دوسری نہ ہوگی۔!"

"تو یہ کہو کہ تم اور مسٹر ظفر الملک یورپ کی آوارہ گردی کرتے رہے تھے۔!"

"اور کیا رکھا ہے زندگی میں۔!"

چلو تو پھر وہیں چلو....!" جوزف جماہی لے کر بولا۔ "میرا نشہ اکھڑ رہا ہے۔!"

"لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہوا۔ پرنس مابوتا کے نام کی کال کیوں نہیں ہوئی۔!" جیمسن نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں مسٹر.... پتہ نہیں باس کی کیا اسکیم ہو۔ آڈلٹو میں ہمارا ٹھہرنا کہیں اس کے خلاف نہ ہو۔!"

"اچھا تو پھر بیٹھے رہو یہیں۔!"

"دوسری بات بھی میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔!" جوزف بڑبڑایا۔

"کون سی بات....؟"

"باس نے تمہارے ساتھ مجھے کیوں بھیجا ہے۔!"

"اس لئے کہ مجھے ہر وقت موت یاد رہے موت کا فرشتہ تم سے زیادہ خوفناک نہ لگتا ہوگا۔!"

"میں اتنا بدصورت تو نہیں ہوں مسٹر....!" جوزف نے دانت نکال کر کہا۔

"پھر بتاؤ میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں۔ ویسے ہز میجسٹی آج کل کچھ عجیب سے ہو رہے ہیں۔!"

"اگر تم باس کی بات کر رہے ہو تو وہ کب عجیب نہیں لگتے۔!"

"کبھی میرا باس بھی عجیب تھا لیکن تمہارے باس نے اسے بالکل تباہ کر کے رکھ دیا۔ اب وہ کسی کام کا نہیں رہا۔ ہر وقت شریف آدمی نظر آنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔!"

"مگر تمہیں تو میرے باس نے بے حد خوبصورت بنا دیا ہے۔!" جوزف کے دانت پھر نکل پڑے۔!

"خوب صورت۔!" جیمسن غرایا۔ "ڈاڑھی اور مونچھوں کے بغیر خود کو بالکل یتیم سمجھنے لگتا ہوں۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ انہوں نے میری ڈاڑھی اور مونچھوں کا صفایا کرا دیا۔!"

جوزف آواز سے ہنسا اور بولا۔ "لیکن میں تو اسے ظلم نہیں سمجھتا کہ اسی کے حکم سے مجھے ڈاڑھی رکھنی پڑی ہے۔ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ کبھی ڈاڑھی رکھنے کا خیال بھی میرے دل میں آیا ہو۔!"

"ڈاڑھی میں تم اور زیادہ خوفناک لگنے لگے ہو۔! پندرھویں صدی کے کوئی جلاد۔!" جیمسن اسے گھورتا ہوا بولا۔

"باس کا حکم! لیکن میں اسے ظلم نہیں سمجھتا۔!"

"اچھا کیا میں واقعی خوبصورت لگتا ہوں ڈاڑھی کے بغیر۔!"

"خوبصورت بھی اور کم عمر بھی۔!"

"ہم یہاں کب تک بیٹھے رہیں گے....؟"

"تم جانو....!انچارج تم ہو....!"

"الجھن میں پڑ گیا ہوں۔!"

"میں نے تو باس سے یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ مجھے روم کیوں بھیج رہے ہو۔!" جوزف نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"بہت سعادت مند ہو....!" جیمسن جھلا کر بولا۔

"وہ میرا باپ بھی تو ہے....!"

"اچھا اب خاموش رہو.... مجھے کچھ سوچنے دو۔!"

جوزف نے پھر جماہی لی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ یہ دونوں انتظار گاہ کی ایک بنچ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"چلو اٹھو....!" جیمسن تھوڑی دیر بعد بولا۔ "پتا نہیں کیا چکر ہے۔!"

انہوں نے اپنے سفری تھیلے اٹھائے اور انتظار گاہ سے سڑک کی طرف چل پڑے۔

ٹیکسی میں بیٹھ کر جیمسن نے ڈرائیور کو آڈلٹو کا پتہ بتایا تھا اور ٹیکسی حرکت میں آتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے بکواس شروع کر دی تھی۔

"اگر آپ لوگ سیاح ہیں تو دھوکے بازوں سے ہوشیار رہئے گا۔ یہودیوں نے اٹلی کو تباہ کر دیا ہے۔ آپ شائد عرب ہیں.... سی نیور....!"

"نہیں.... ایرانی۔!" جیمسن بولا۔

"تب تو ٹھیک ہے۔ دراصل یہودی کچھ ایسے بُرے بھی نہیں ہیں۔ مجھے یہودی لڑکیاں بہت پسند ہیں۔ سچ پوچھئے تو سیاحوں کے لئے جنت مہیا کر دیتی ہیں۔ آڈلٹو تو بڑی تھرڈ کلاس جگہ ہے۔"

"ہم ہمیشہ وہیں ٹھہرتے ہیں۔"

"بزنس یا سیاحت سی نیور؟"

"بزنس....! قالینوں کا بیوپار ہے....!" جیمسن بولا۔

"واہ.... واہ.... کیا کہنے.... ایرانی قالینوں کے.... بزنس کیسا چل رہا ہے۔!"

"اٹلی ہمارا سب سے بڑا گاہک ہے۔!"

"پھر بھی آڈلٹو....!"

"اگر ایسا نہ ہو تو ہم تفریح کے لئے پیسے کیوں کر بچائیں۔!" جیمسن بولا۔ "بزنس کا مالک میں تو نہیں ہوں صرف ٹریولنگ ایجنٹ ہوں۔!"

"میں سمجھ گیا سی نیور....!" ڈرائیور نے قہقہہ لگایا۔ "میرا نام اوٹو ہے۔ اگر اچھی تفریح کا ارادہ ہو تو مجھے یاد رکھنا.... وقت بتا دو.... آڈلٹو کے باہر موجود ملوں گا۔!"

"ابھی تو ہم دو دن صرف آرام کریں گے۔!"

"تم انگریزی خاصی بول لیتے ہو۔!" جیمسن بولا۔

"میرا باپ اطالوی تھا اور ماں انگریز....!"

"اچھا.... اچھا.... اب کچھ دیر خاموش بھی رہو۔!" جوزف بھنا کر بولا۔

آڈلٹو کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے اس نے ٹیکسی روکی تھی اس علاقے کی سبھی عمارتیں قدیم طرز کی اور باہر سے مفلوک الحال نظر آتی تھیں۔!

ٹیکسی کا کرایہ ادا کر کے وہ پھاٹک سے گزرتے ہوئے ایک نیم تاریک راہداری میں پہنچے۔ اچانک کسی نے انہیں عقب سے آواز دی۔ جیمسن تھوڑی بہت اطالوی بھی جانتا تھا ورنہ اندازہ نہ کر پاتا کہ انہیں ہی مخاطب کیا گیا ہے۔!

"تم کون ہو اور کہاں چلے جا رہے ہو....؟"

جیمسن رکا تو جوزف بھی رک کر مڑا تھا۔ آواز دینے والا قریب آ گیا۔

"کیا یہ سی نیورا فے نیلی کا بورڈنگ ہاؤز نہیں ہے۔!" جیمسن نے پوچھا۔

"یقیناً ہے....!" جواب ملا۔

"تو ہم پھر صحیح جگہ پر پہنچے ہیں۔!" جیمسن نے پر مسرت لہجے میں کہا۔

اجنبی ان کے سفری تھیلوں کو گھورتا ہوا بولا۔ "اگر یہاں قیام کرنے کی غرض سے آئے ہو تو میرا خیال ہے کہ تمہیں مایوسی ہی ہوگی۔!"

"وہ کیوں پیارے بھائی....؟" جیمسن جیب سے اپنا پرس نکالتا ہوا بولا۔

"ایک آدھ کمرہ وہ اپنے دوستوں کے لئے خالی رکھتی ہے۔!" اجنبی کی آنکھیں جیمسن کے

پرس پر تھیں۔

"ہمیں تو تم اپنا بھی دوست پاؤ گے۔!" جیمسن نے کہا اور پرس سے کچھ نوٹ کھینچ کر اس کی جیب میں ٹھونس دیئے۔

"میرے ساتھ آؤ سی نور۔!" اس نے کہا اور بائیں جانب مڑ گیا۔

وہ شخص فے نیلی کا کلرک ثابت ہوا۔ ایک ہفتے کا پیشگی کرایہ لے کر اس نے ایک رجسٹر میں کچھ اندراجات کیئے تھے اور انہیں ساتھ لئے ہوئے عمارت کی دوسری منزل پر آیا تھا۔ انہیں ایک بڑا کمرہ مل گیا۔ جسے لکڑی کے پارٹیشنز کے ذریعے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

"بھاں....!" اچانک جوزف نے بہ آواز بلند جماہی لی اور بولا۔ "کیا اب میں دو چار گھونٹ لے سکتا ہوں۔!"

"ضرور....ضرور....!" جیمسن نے کہا اور اپنے سفری بیگ سے سامان نکال نکال کر بستر پر ڈھیر کرنے لگا۔

جوزف اپنے پارٹیشن میں بیٹھا بوتل سے گھونٹ لے رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جیمسن کے پارٹیشن میں آیا اور ایک طرف کھڑا ہو کر اسے گھورنے لگا۔

"کیوں....! کیا یہاں کی ہوا زیادہ نشہ لاتی ہے۔!" جیمسن مسکرا کر بولا۔

"نہیں....ہم دو دن آرام نہیں کر سکیں گے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"تم نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تھا....؟"

"اچھا....تو پھر آج ہی لڑکیوں کا انتظام کیا جائے۔!"

"میں یہ نہیں کہہ رہا۔!" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جلدی سے کہہ ڈالو جو کچھ کہنا ہے۔ میں تھوڑی دیر سونا چاہتا ہوں۔!"

جوزف نے ایک تصویر کوٹ کی جیب سے نکال کر جیمسن کے سامنے ڈال دی اور بولا۔

"یہاں ہماری آمد کا مقصد یہ ہے کہ اس شخص کو تلاش کر کے قتل کر دیں۔!"

"مجھے علم ہے....!" جیمسن خشک لہجے میں بولا۔ "میرے پاس بھی تصویر ہے۔!"

"اچھا....!" جوزف کے لہجے میں حیرت تھی۔

"شائد ہم دونوں کو الگ الگ ہدایات دی گئی ہیں۔!" جیمسن نے طویل سانس لے کر کہا۔

"تاکہ ہم دونوں ہی خود کو اس مہم کا انچارج سمجھتے رہیں۔!"

"باس کی باتیں باس ہی جانے۔!"

"مجھے ایکس ٹو سے براہِ راست ہدایت ملی تھی۔!" جیمسن اکڑ کر بولا۔

"تمہارے باس واس کا چکر نہیں ہے۔!"

"مجھے تو باس نے تصویر دی تھی۔!"

"بھلا تم کس طرح اس کو تلاش کرو گے۔!" جیمسن نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔

"بس تم دیکھنا کہ میں کیا کرتا ہوں۔!"

"کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔ یہاں شراب بہت مہنگی ہے۔ شیرہ یہاں نہیں ملتا۔!"

"جس نے پیدا کیا ہے وہی میرے لئے انتظام بھی کرے گا تم اس کی فکر نہ کرو۔!"

دفعتاً کسی نے دروازے پر ہولے ہولے دستک دی!

"آجاؤ....!" جیمسن نے اطالوی میں کہا۔

اور ایک بے حد توانا اور لحیم شحیم بوڑھی عورت کمرے میں داخل ہوئی جیمسن پھرتی سے اٹھا تھا اور اس کے خیر مقدم کو آگے بڑھتا ہوا بولا تھا۔ "سی نیورا فے نیلی تمہیں دوبارہ دیکھ کر میری آنکھوں میں مزید روشنی آگئی ہے۔!"

"خوش رہو لڑکے....! تم پہلے کب یہاں ٹھہرے تھے۔!" عورت بولی۔

"کوئی پانچ سال پہلے کی بات ہے۔ یو۔ کے سے آیا تھا۔!"

"اچھا....اچھا....!" وہ مسکرا کر بولی۔ پھر اس کی نظر جوزف پر پڑی تھی۔

جیمسن نے اُسے چونکتے دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آئے تھے۔!

جوزف بھی اسے گھورے جا رہا تھا۔

"کک....کیا ہم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔!" وہ بالآخر بولی۔

"میرا ساتھی اطالوی نہیں بول سکتا۔!" جیمسن نے کہا۔

"فرانسیسی....!"

"نہیں....! سی نیورا....یہ صرف عربی....سواحلی اور انگریزی بول سکتا ہے۔!"

"بڑی عجیب بات ہے....نام کیا ہے....؟"

"جوزف موگونڈا....نائیجیریا کا باشندہ ہے۔!"

"یقین نہیں آتا....اتنی مشابہت ناممکن ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....تم بیٹھ کیوں نہیں جاتیں۔!" جیمسن نے اس کے لئے کرسی کھسکاتے ہوئے کہا اور اس کے بیٹھ جانے کے بعد خود جوزف کے قریب بستر ہی پر بیٹھ گیا۔

"بہت دنوں کی بات ہے....! بحر الکاہل کے کسی جزیرے کا ایک شہزادہ یہاں ٹھہرا تھا۔ فرانس کی سیکرٹ سروس کے لوگ اس کے پیچھے تھے۔ اس لئے ان سے بچنے کے لئے یہیں پناہ لی تھی۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔!"

"ہو سکتا ہے....! یہ کالے ایک دوسرے سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ میں نے یہی محسوس کیا ہے۔!"

"خیر....! میں یہ کہنے آئی تھی کہ یہاں کے قواعد و ضوابط کے مطابق تمہیں یہاں وقت گزارنا پڑے گا۔ لیکن تم تو جانتے ہی ہو گے اگر یہاں پہلے بھی قیام کر چکے ہو۔!"

"اچھی طرح جانتا ہوں سی نیورا....میں تو پیتا ہی نہیں اور میرے ساتھی کا یہ حال ہے کہ جتنے زیادہ نشے میں ہوتا ہے اتنا ہی خاموش ہو جاتا ہے۔ تم اس کمرے میں کبھی شور و غل نہ سنو گی۔ عورتوں سے نہ مجھے دلچسپی ہے اور نہ میرے ساتھی کو....ہمارے ساتھ کبھی کوئی عورت نہیں دکھائی دے گی۔!"

"خدا کا شکر ہے تمہیں یہاں کے قواعد و ضوابط یاد ہیں ورنہ بعض لوگ تو آن کی آن میں سب کچھ بھول جاتے ہیں۔!"

"نہیں ہم کو ایسا نہیں پاؤ گی سی نیورا....!"

"ویسے میرے ساتھ بیٹھ کر پینے میں کوئی حرج نہیں ہے تم میرے ساؤنڈ پروف کمرے میں بیٹھ کر پیؤ اور جتنا دل چاہے شور مچاؤ۔!"

"میں اپنے ساتھی کو سمجھادوں گا۔!"

فے نیلی چلی گئی۔!

"کیا بکواس کر رہی تھی....؟" جوزف نے برا سا منہ بنا کر پوچھا۔

"صرف میری ہی نہیں تمہاری بھی جان پہچان والی نکلی۔" جیمسن گدی سہلاتا ہوا پر تشویش لہجے میں بولا۔

"میں نہیں سمجھا۔!"

"وہ تمہیں پرنس ہربنڈا[1] سمجھی تھی۔!"

"نہیں....!" جوزف اچھل پڑا۔

"یقین کرو....!" جیمسن نے کہا اور اس کی گفتگو دہراتا ہوا بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ اسے میری بات پر یقین نہیں آیا۔!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا مسٹر۔!"

"مقدر ہمارا....خیر دیکھیں گے۔!"

"کیا دیکھو گے....! میری دانست میں اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔!"

"ختم بھی کرو....! کیا رکھا ہے ان باتوں میں....یہ ہمارے لئے محفوظ ترین جگہ ہے۔!"

جوزف کچھ نہ بولا۔ جیمسن بھی کسی فکر میں پڑ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد پھر دروازے پر دستک ہوئی۔ اس بار خود جیمسن نے اٹھ کر دروازہ کھولا تھا۔

"اوہو....!" وہ متحیر رہ گیا....سامنے وہی ٹیکسی ڈرائیور کھڑا نظر آیا تھا جو انہیں کچھ دیر قبل یہاں چھوڑ گیا تھا۔!

"یہ لفافہ آپ کے لئے ہے سی نیور!" وہ اس کی طرف نیلے رنگ کا ایک لفافہ بڑھاتا ہوا بولا۔

"کہاں سے لائے ہو....؟"

"یہاں سے روانہ ہوا تھا کہ کچھ دور پر ایک آدمی نے ہاتھ اٹھا کر گاڑی رکوائی اور مجھ سے کہا کہ یہ لفافہ آپ تک پہنچادوں اب اجازت دیجئے۔!"

"شکریہ....! میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ کل دس بجے تم یہاں آسکتے ہو۔!"

"ہم دن بھر تمہیں انگیج رکھیں گے۔!"

"ٹھیک دس بجے پہنچ جاؤں گا....آپ مطمئن رہیں سی نیور....!"

وہ چلا گیا اور جیمسن دروازہ بند کرکے بستر کی طرف پلٹ آیا۔

[1] اس داستان کے لئے "کنگ چانگ" سلسلے کے ناول پڑھئے۔

"کیا قصہ ہے....؟" جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔

"قصے پر قصہ ہوتا چلا جارہا ہے اور تم.... خیر.... ابھی بتاتا ہوں۔!" جیمسن کہہ کر لفافہ چاک کرنے لگا۔ جوزف اسے غور سے دیکھے جارہا تھا۔

خط کا مضمون عجیب ثابت ہوا۔ کسی نامعلوم آدمی نے لکھا تھا۔!

"فی الحال یہی مناسب ہے کہ یہیں ٹھہرو.... فون نمبر تین آٹھ سات نو پر اپنی ضروریات سے آگاہ کرسکتے ہو۔ بحوالہ خط نمبر تین.... اپنا نام لینے کی ضرورت نہیں اتنا ہی حوالہ کافی ہوگا فون کسی پبلک ٹیلی فون بوتھ سے کرنا۔!"

خط انگریزی میں لکھا گیا تھا۔ جیمسن نے اسے جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سنسنی خیز کہانی بن سکتی ہے۔!"

جوزف نے اسے پڑھ کر کسی دانش مند آدمی کی طرح خاموشی اختیار کرلی تھی اور جیمسن بستر پر بیٹھا اونگھتا رہا تھا۔

رات کے کھانے سے قبل بوڑھی نفے نیلی ایک بار پھر ان کے کمرے میں آئی اور جیمسن سے کہنے لگی۔ "اپنے ساتھی جوزف کو لے کر میرے ساؤنڈ پروف کمرے میں آجاؤ۔!"

"وہ تنہا بیٹھ کر پینے کا عادی ہے سی نیورا....!"

"کیا کسی کی دعوت بھی نہیں قبول کرتا۔!"

"اچھا میں کوشش کروں گا۔!"

"میں وہیں منتظر رہوں گی۔ دیر نہ لگانا۔!" کہتی ہوئی وہ چلی گئی۔

جیمسن کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں پرنس ہربنڈا والی کہانی جوزف ہی کی طرح اسے بھی پسند نہیں آئی تھی۔ لیکن اب کیا کرسکتا تھا۔ مجبوری تھی۔

ایکس ٹو نے اسے مور چھل سے آدمی اسی لئے بنایا تھا کہ آسانی سے پہچانا نہ جاسکے اور جوزف کی ڈاڑھی کی بھی غرض و غایت یہی معلوم ہوئی تھی کہیں یہ پرنس ہربنڈا والا چکر لے ہی نہ ڈوبے۔

کچھ دیر تک ناک بھوں پر زور دیتے رہنے کے بعد وہ اٹھا اور جوزف والے پارٹیشن کے

قریب پہنچ کر اسے آواز دی۔

"آجاؤ....!" جوزف کی بھرائی ہوئی آواز آئی۔

جیمسن نے اس کے قریب پہنچ کر دیکھا کہ وہ میز پر رکھی ہوئی خالی بوتل کو اس طرح گھورے جارہا ہے جیسے اپنی قوت ارادی کی مدد سے اسے دوبارہ لبریز کردینا چاہتا ہو۔!

"خالی ہوگئی....؟" جیمسن نے سوال کیا۔

"آخری بوتل....!" جوزف گلوگیر آواز میں بولا۔

"تمہارے عقیدے کے مطابق شائد آسمان والا تم پر مہربان ہی معلوم ہوتا ہے۔!"

"بوڑھی تمہیں اپنے ساؤنڈ پروف کمرے میں مدعو کرگئی ہے۔!" وہ بھی بلانوش ہے سر شام شروع کرتی ہے اور اس وقت تک گلاس ہاتھ سے نہیں رکھتی جب تک کہ سونے کا وقت نہ ہوجائے اور آدھی رات گزرنے سے قبل کبھی نہیں سوتی۔!"

"وہ کچھ ایسی بوڑھی بھی نہیں لگتی۔!" جوزف خوش ہوکر بولا۔ "اسے بوڑھی کہنا ترک کردو ایسے لوگ کبھی بوڑھے نہیں ہوتے مرکر بھی زندہ رہتے ہیں۔ پورمارے پنجم یاد ہے نا تمہیں۔!"

"خدا کے لئے کہیں نشے میں اس کا حوالہ نہ دے بیٹھنا۔!"

"میں پاگل نہیں ہوں۔!" جوزف بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔ چند لمحے خاموش رہ کر پھر بولا۔

"یہ بھی ممکن ہے کبھی وہ آدمی بھی اس کی نظر سے گزرا ہو جس کی تصویر میری اور تمہاری جیبوں میں موجود ہے۔!"

"اس کی شکل تم نے اچھی طرح ذہن نشین کرلی ہوگی۔!" جیمسن نے کہا۔

"بالکل.... تصویر دیکھے بغیر ہزاروں میں پہچان لوں گا۔!"

"بس تو ہمیں چاہئے کہ تصویر ضائع کردیں۔!" جیمسن بولا۔

جوزف نے فوراً ہی کچھ نہیں کہا تھا۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو۔ اسے ضائع کردینا ہی بہتر ہوگا۔ پھر ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوگی جس کی بناء پر ہم پہچانے جاسکیں۔!"

اس فیصلے پر پہنچنے کے بعد تصویر کی دونوں کاپیاں جلادی گئی تھیں اور وہ نفے نیلی کے ساؤنڈ پروف کمرے کی طرف چل پڑے تھے۔

فے نیلی کمرے میں تنہا نہیں تھی۔ تین سفید فام اور بھی تھے اس کے ساتھ ان میں سے ایک اسی کی طرح معمر تھا اور دوسرے جوان ہی تھے۔

ان دونوں کی آمد پر وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ فے نیلی نے تعارف کرانے کا فرض انجام دیا تھا۔ بوڑھا آدمی علاقے کی میونسپلٹی کا چیئر مین تھا اور وہ دونوں مختلف تجارتی اداروں سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ سب پہلے ہی سے شغل کرتے رہے تھے۔ فے نیلی نے کپ بورڈ سے دو گلاس اور اٹھائے۔

"میں پیتا ہی نہیں ہوں سی نیورا۔!" جیمسن نے اس طرح کہا جیسے نہ پینا انتہائی نالائقی ہو۔

"پھر کیا کرتے ہو....؟"

"میں اس محفل کو اپنے نغموں سے گرماؤں گا۔ ایرانی نغمے زندگی سے بھرپور ہوتے ہیں۔!"

اس کی یہ تجویز پسند کی گئی۔ بوڑھا آدمی کبھی جوزف کو دیکھتا تھا اور کبھی فے نیلی کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔ جیمسن نے محسوس کیا جیسے بوڑھے نے بھی جوزف کو ہربنڈا کی حیثیت سے پہچان لیا ہو۔ تو اس پارٹی کا مقصد یہ تھا اس نے طویل سانس لی اور فے نیلی کی طرف دیکھنے لگا جو سر جھکائے جوزف کے لئے گلاس تیار کر رہی تھی.... انہوں نے گلاس ٹکرائے تھے اور جیمسن نے ایک طرف رکھا ہوا گیٹار اٹھا لیا تھا۔ ایک مشہور اطالوی دھن چھیڑتے ہوئے اس نے لوگوں کا جائزہ لیا۔ کسی غیر ملکی کو اپنا نغمہ چھیڑتے دیکھ کر ان کے چہرے کھل اٹھے تھے۔

"تم بہت قیمتی ایرانی معلوم ہوتے ہو لڑکے۔!" فے نیلی نے اسے نیم وا آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایرانی قالینوں کی طرح....!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

اس طرح تین دور چلے تھے اور یک بیک بوڑھے آدمی نے بولنا شروع کر دیا تھا۔ "میں تم سے متفق ہوں فے نیلی.... تمہارا خیال درست ہے.... میں معلوم کرنے کی کوشش کروں گا اگر وہ حالات اب بھی برقرار ہیں تو تم بڑے فائدے میں رہو گی۔!"

"ہش.... ہش.... کیا تمہیں نشہ ہو گیا۔!" فے نیلی نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"نہیں....! میں ہوش میں ہوں.... ورنہ تمہارے فائدے کی بات ہرگز نہ کرتا۔!"

"بس اب اپنی زبان بند رکھنا۔!"

ان دونوں کی گفتگو جوزف کے پلے پڑی ہو یا نہ پڑی ہو۔ لیکن جیمسن کے کان کھڑے ہو گئے

تھے وہ خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔

"کچھ اور سناؤ....!" تھوڑی دیر بعد فے نیلی نے اسے مخاطب کیا۔

"اب ایرانی موسیقی سنئے....!" جیمسن مسکرا کر بولا۔

"ہمیں تو اب اجازت دو فے نیلی....!" دفعتاً بوڑھے نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں جوان آدمی بھی اٹھے تھے۔

جیمسن نے بوڑھی کے چہرے پر تشویش کا سایہ سا دیکھا۔ اس نے اٹھ کر انہیں رخصت کیا تھا اور پھر تیزی سے جیمسن کے قریب پہنچی تھی۔

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ تم دونوں یہاں رات نہ گزار سکو گے۔!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں نہیں سمجھا سی نیورا....!"

"مجھ سے غلطی ہو گئی....! میں نے اپنے دوست کو اس لئے بلایا تھا کہ وہ بھی اس حیرت انگیز مشابہت سے محظوظ ہو سکے لیکن وہ تمہارے ساتھی کو وہی مفرور شہزادہ سمجھنے پر مصر ہے جس کی گرفتاری کے لئے یہاں فرانس کے ناظم الامور نے لاکھوں لیرے کا انعام رکھا تھا۔!"

"سوال یہ ہے کہ....!"

"میری بات سنو....!" بڑھیا جیمسن کی بات کاٹ کر بولی۔ "وہ معلومات کرنے گیا ہے۔ اگر ناظم الامور کی وہ پرانی پیش کش ابھی تک منسوخ نہیں ہوئی تو تمہارا دوست بڑی دشواری میں پڑ جائے گا۔!"

"خدا کی پناہ... ہم کس دشواری میں پڑ گئے۔ کیا ہمارے کاغذات بھی کسی کام نہ آسکیں گے۔!"

"اگر تم یہاں کے ماحول سے واقف ہو تو اچھی طرح سمجھتے ہو گے کہ کاغذات بھی تمہارے کام نہ آسکیں گے۔ تم نے یہاں کمرہ حاصل کرنے کے لئے کلرک کو کتنی رشوت دی تھی۔!"

"ارے وہ تو میری اپنی خوشی تھی۔!"

"چند ہزار لیرے وہ اپنی خوشی سے کسی کی بھی جیب میں رکھ سکتا ہے۔ بوڑھا بے حد لالچی ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔!"

"تو پھر بتاؤ ہم کیا کریں۔!"

"جتنی جلدی ممکن ہو یہاں سے چلے جاؤ۔!"

"سچی بات یہ ہے سی نیور کہ میں یہاں تمہارے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں جانتا۔! ورنہ میرے لئے آڈلٹو ہی کیوں.... میں کہیں اور بھی جا سکتا تھا۔!"

"اچھی بات ہے فی الحال تم دونوں اپنے کمرے میں جاؤ.... میں تمہارے لئے کچھ کروں گی۔ مجھے قطعی پسند نہیں ہے کہ میرے گاہک کسی دشواری میں پڑیں۔ میں ایک ایمان دار عورت ہوں میری ہی وجہ سے تم دونوں اس پریشانی میں پڑے ہو.... اس لئے میرا فرض ہے کہ میں ہی تمہارے تحفظ کی ذمہ داری قبول کروں۔!"

"آپ بہت مہربان ہیں سی نیورا....!" جیمسن نے جھک کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

پھر وہ اپنے کمرے میں واپس آ گئے تھے۔ جیمسن نے پوری روداد جوزف کو سنائی تھی اور وہ حیرت سے منہ پھاڑے سنتا رہا تھا۔

"کمال ہو گیا۔!" بالآخر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اب میں سوچ رہا ہوں کہ آخر تمہارے بقراط باس کو یہ کیا سوجھی تھی۔ بغیر ڈاڑھی کے بھی تم اتنے ہی لمبے تڑنگے تھے.... تمہیں کیا تکلیف تھی ڈاڑھی کے بغیر۔!"

"نہ تمہیں ڈاڑھی میں کوئی تکلیف تھی....!" جوزف نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"میری بات چھوڑو.... ڈاڑھی ہو یا نہ ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن جب ہربنڈا فرانس کی جیل سے فرار ہو کر یہاں پہنچا تھا تو اس کے چہرے پر ڈاڑھی تھی۔!"

"ضرور رہی ہو گی....!" جوزف سر ہلا کر بولا۔

"تم اتنی لاپرواہی سے گفتگو کر رہے ہو کہ میں اب پاگل ہو جاؤں گا۔!"

"نہیں.... نہیں.... ایسا نہ ہونے دینا نہیں تو میرا کیا ہو گا۔!"

"میں یہ کہہ رہا تھا عقل کے پتلے کہ تمہارے بقراط نے تمہیں یہاں ہربنڈا بنا کر کیوں بھیجا۔!"

"باس کی مرضی۔!"

"خواہ تمہاری کھوپڑی میں سوراخ ہو جائیں۔!"

"میری زندگی کا مقصد یہی ہے مسٹر کہ باس پر قربان ہو جاؤں۔ پھر مجھے کیا ضرورت ہے کہ یہ سب کچھ سوچتا پھروں۔!"

"بہت دیر سے پیدا ہوئے۔!" جیمسن دانت پیس کر بولا۔ "تمہیں تو ہزاروں سال پہلے پیدا ہونا تھا جب زندہ غلام مردہ آقاؤں کے ساتھ ہنسی خوشی دفن ہو جایا کرتے تھے۔!"

"میرے جسم میں اتنی ہی پرانی روح ہے مسٹر....! میں صرف اپنے باس کے لئے زندہ ہوں اور ایک دن اسی کے لئے مر جاؤں گا۔!"

"شائد وہ دن قریب آ پہنچا ہے۔!"

"ہو گا....!" جوزف نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

جیمسن اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پرسکون لہجے میں بولا۔ "جس کی تصویر ہمارے پاس تھی۔ اس کا کچھ نہ کچھ تعلق فرانس کی سیکرٹ سروس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔!"

"ڈبل کراس کرنے والے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔! کئی پارٹیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔!" جوزف آہستہ سے بولا۔

"کیا مطلب....؟"

جوزف اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا اور بولا۔

"میرا باس سچ مچ احمق نہیں ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ وہ کس کی تصویر تھی۔!"

"نہیں....!"

"اسی ایجنٹ کی جس نے ایکس ٹو کو ڈبل کراس کیا تھا۔!"

"اوہ....!" جیمسن چونک کر بولا۔ "وہ کیکڑے[1] والا قصہ....!"

"ٹھیک سمجھے....! اسی ایجنٹ نے کرنل ہوریشیو کو ایکس ٹو کے آدمیوں کے پیچھے لگایا تھا۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ پرنس ہربنڈا....؟"

"صبر کے ساتھ سنتے رہو....!" جوزف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کرنل ہوریشیو کی گرفتاری کی خبر سنتے ہی وہ ایجنٹ روپوش ہو گیا۔ تمہیں غالباً ایدلی دے ساداں یاد ہو گی۔!"

"ہاں.... ہاں.... لوئیسا....!"

"وہ میرے باس کی دشمن ہو گئی ہے۔ اسی نے بین الاقوامی خیر اندیشیوں کو اس ایجنٹ کے توسط سے ایکس ٹو اور اس کے آدمیوں کے لئے دردِ سر بنایا تھا۔!"

[1] اس داستان کے لئے عمران کا ناول "ادھورا آدمی" پڑھیئے۔

"سمجھ گیا....!" جیمسن سر ہلا کر بولا۔

"کیا سمجھ گئے....؟"

"تم قربانی کے بکرے بنائے گئے ہو۔!"

"ایسی بے ہودہ باتیں نہ کرو.... میرا باس دیوتا ہے.... اس نے مجھے سارے خطرات سے آگاہ کر دینے کے بعد یہ تجویز پیش کی تھی۔!"

"قربانی کے بکرے دیوتاؤں ہی کے لئے ہوتے ہیں۔!"

"مسٹر جیمسن....! میں درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں اپنی زبان بند رکھو ورنہ میں سب سے پہلے تمہیں ہی قتل کر دوں گا۔!"

"میرے باس کو اگر کوئی میری موجودگی میں بھون کر کھا بھی جائے تو میرے کان پر جوں نہیں رینگے گی۔!"

"تمہارا اپنا معاملہ ہے۔!" جوزف نے خشک لہجے میں کہا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ جیمسن تھوڑی دیر بعد سر ہلا کر بولا۔ "میں سمجھ گیا۔ وہ حضرت ہمارے آس پاس ہی کہیں موجود ہوں گے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"کنگ چانگ والے کیس میں بھی یہی ہوا تھا۔ ہم خود کو تنہا سمجھ رہے تھے لیکن وہ حضرت اچانک نمودار ہو گئے تھے۔!"

"میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا کہ مجھے اس آدمی کو تلاش کر کے قتل کر دینا ہے۔!"

"تلاش کیا اور قتل کر دیا....!" جیمسن نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

جوزف صرف عصیلی نظروں سے اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ کچھ بولا نہیں....! جیمسن نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "میں نے تو محض مفت کی تفریح ہو جانے کے خیال سے اپنی ڈاڑھی صاف کرا دی تھی۔!"

"مجھے اس سے غرض نہیں کہ تمہارا مطمع نظر کیا ہے۔!" جوزف آہستہ سے بولا۔

"خیر.... خیر.... دیکھو اب کیا ہوتا ہے۔ بڑھیا تو یہاں رات نہیں بسر کرنے دے گی۔!"

"آسمان والا یہاں بھی ہے۔!" جوزف نے لاپرواہی سے کہا۔

پھر وہ کچھ دیر تک خاموش بیٹھے رہے تھے۔ دفعتاً جیمسن اٹھتا ہوا بولا "ہمیں تیار رہنا چاہئے۔!"

اس نے تیزی سے اپنا سامان اکٹھا کر کے سفری بیگ میں ٹھونسنا شروع کر دیا تھا۔ پھر جوزف نے بھی اس کی تقلید کرنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ دس منٹ کے اندر ہی اندر وہ روانگی کے لئے تیار ہو گئے اس کے بعد انہیں کچھ دیر اور انتظار کرنا پڑا تھا۔

بڑھیا دروازے پر دستک دے کر اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرہ ستا ہوا تھا.... بہت زیادہ فکر مند معلوم ہوتی تھی۔

"سب سے پہلے میں تم لوگوں کا پیشگی کرایہ واپس کروں گی۔!" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "صرف آج کی رقم وضع کر لی ہے۔!"

"ارے نہیں سی نیورا....! واپسی کی کیا ضرورت ہے....!" جیمسن بول پڑا۔

"نہیں....! یہ ضروری ہے اگر تم خود ہی جا رہے ہوتے تو اس پر میرا حق ہوتا۔!"

"تمہاری یہی مہربانی کیا کم ہے کہ تم نے ہمیں خطرے سے آگاہ کر دیا۔!"

"خیر ختم کرو ان باتوں کو.... یہ رقم رکھو....!" اس نے کئی نوٹ اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "نیچے ایک ٹیکسی موجود ہے۔ میں نے ڈرائیور کو ہدایات دے دی ہیں وہ تمہیں ایک جگہ اتارے گا۔ تم مکان میں چلے جانا اور صاحب خانہ کو میرا خط دے دینا۔!"

"بہت بہت شکریہ....! ہم آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھیں گے۔!"

وہ کچھ نہ بولی اور بلاؤز کے گریبان سے ایک لفافہ نکال کر جیمسن کی طرف بڑھا دیا۔ پھر وہ جانے کے لئے مڑ گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی جگمگاتی ہوئی سڑکوں پر گزر رہی تھی۔

سفر قریباً آدھے گھنٹے تک جاری رہا۔

ٹیکسی ایک ایسے علاقے میں رکی تھی جہاں چھوٹے چھوٹے معمولی قسم کے مکانات تھے اور آبادی بھی زیادہ گھنی معلوم ہوتی تھی دور تاروں بھرے آسمان کے پیش منظر میں پہاڑوں کے سلسلے پھیلے نظر آ رہے تھے۔ وہ ٹیکسی سے اتر کر اس مکان کی طرف بڑھے جس کے سامنے ٹیکسی روکی گئی تھی۔ کھڑکیاں روشن تھیں لیکن اندر سے کسی قسم کی آواز نہیں آ رہی تھی ٹیکسی واپسی کے لئے مڑ گئی۔!

انہوں نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا تھا اور کسی مرد نے غرا کر پوچھا۔ "کون ہے۔؟"

"ہم صاحب خانہ کے لئے ایک خط لائے ہیں۔!" جیمسن بولا۔

"کس کا خط ہے....؟"

"سی نیورا فے نیلی کا....!"

"اوہ.... اچھا.... اندر آجاؤ....!" وہ پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ روشنی میں انہوں نے اس کی شکل دیکھی۔ بھاری جبڑوں والا ایک بلند قامت آدمی تھا۔ آنکھوں سے اذیت پسندی مترشح تھی۔

جوزف کو اس نے خاص طور سے گھور کر دیکھا تھا۔ لیکن انداز میں شناسائی کی جھلک بھی نہیں تھی۔ ہو سکتا تھا ناپسندیدگی کی بناء پر اس نے جوزف کو اس طرح دیکھا ہو۔ نیگروز کو یورپ کے باشندے ایسی ہی نظروں سے دیکھتے ہیں۔!

وہ انہیں نشست کے کمرے میں لایا۔ جیمسن نے اسے دروازے ہی پر لفافہ تھما دیا تھا۔ لیکن وہ خط کے مضمون سے لاعلم تھا۔ بہر حال وہ اسے خط پڑھتے دیکھتا رہا۔ خط پڑھ کر اس نے جیب میں رکھا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔ "میرا نام جینی گارڈو ہے۔!"

جیمسن کے بعد اس نے جوزف سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "اگر تمہاری طبیعت میں ستھرا پن ہے تو مجھے تمہارے یہاں قیام کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ویسے بھی تم فے نیلی کے دوست ہو۔!"

"شکریہ....! میں بھی کرسچیئن ہی ہوں....!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"مجھے صرف اسی پر اعتراض ہو سکتا ہے۔!" گارڈو مسکرایا۔

"میرا ساتھی صفائی پسند اور شائستہ ہے....!" جیمسن بولا۔

اس نے جوزف کی آنکھوں میں ناگواری کے آثار دیکھے تھے۔

"کیا تم لوگ کھانا کھا چکے ہو....؟" گارڈو نے پوچھا۔

"ہاں.... فی الحال تمہیں اس کی تکلیف نہ دیں گے۔!" جیمسن نے کہا۔

رات بسر کرنے کے لئے انہیں ایک چھوٹا سا کمرہ نصیب ہوا تھا۔ جس میں ایک بڑے تخت پر دونوں کو سونا پڑا تھا۔

دوسری صبح معلوم ہوا کہ گارڈو اس مکان میں تنہا نہیں تھا۔ دو لڑکیاں بھی تھیں اس کے ساتھ جن کا تعارف اس نے بہنوں کی حیثیت سے کرایا۔ بڑی کا نام پورشیا تھا اور چھوٹی سلویا کہلاتی

تھی۔ ناشتے کی میز پر ان سے ملاقات ہوئی تھی۔

جیمسن کی تجویز کے مطابق جوزف نے طبیعت کی خرابی کا بہانہ کیا تھا اور پھر اسی تخت پر جا پڑا تھا جس پر رات بسر کی تھی۔ واقعی اس کی حالت خراب تھی۔ صبح آنکھ کھلتے ہی پہلا گھونٹ حلق سے نہیں اتر سکا تھا۔ شراب تھی ہی نہیں اور میزبان نے بھی کوئی ایسی پیش کش نہیں کی تھی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ وہ پینے پلانے کے معاملے میں فراخ دل واقع ہوا ہے۔

اپنے پروگرام کے مطابق جیمسن گیارہ بجے کے قریب گھر سے باہر نکلا اتنی رقم تو تھی ہی کہ وہ سستی شراب کی دو تین بوتلیں جوزف کے لئے خرید سکتا۔

ٹیکسی آسانی سے مل گئی تھی اور وہ شہر پہنچا تھا۔ ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے اس نے ان نمبروں پر رنگ کیا۔ جو کسی نامعلوم آدمی کی طرف سے اسے ملے تھے۔

دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا... جیمسن نے خط کا نمبر بتا کر پچھلے دن کی روداد دہرائی۔

دوسری طرف سے موجود قیام گاہ کا محل وقوع پوچھا گیا اور جواب ملنے پر آواز آئی۔ "تم لوگوں سے جلد ہی رابطہ قائم کیا جائے گا۔ فی الحال وہیں تک محدود رہو....!"

"اور کچھ....؟" جیمسن نے پوچھا۔

"نہیں فی الحال اتنا ہی.... تمہارا پرس تو ہلکا نہیں ہے۔!"

"نہیں....! دو تین دن بہ آسانی نکل جائیں گے۔!"

"ایک ضروری بات نوٹ کرو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "نیگرو کا چہرہ صاف ہو جانا چاہئے۔ اب ضرورت نہیں رہی۔!"

"وہ میری بات پر یقین نہیں کرے گا۔!" جیمسن نے کہا۔ "جس نے ڈاڑھی رکھوائی تھی وہی صاف کرا سکے گا۔!"

"اچھا.... اچھا.... ذرا دیر ہولڈ کرو....!" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی چھا گئی۔ جیمسن ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا۔

"ہلو....!" پھر آواز آئی اور جیمسن کا جواب سن کر کہا گیا۔ "اس سے کہہ دینا سرکنڈوں کے سانپ صفائی چاہتے ہیں۔!"

جیمسن نے پر معنی انداز میں سر ہلایا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔

"تو یہ بات ہے....؟" جیمسن بڑبڑاتا ہوا بوتھ سے باہر آیا۔

اس نے ضروریات کی چیزیں خریدی تھیں اور قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ گارڈو کی بہنیں اسے پسند آئی تھیں۔ فلرٹ نہیں معلوم ہوتی تھیں خود گارڈو بھی سنجیدہ آدمی ثابت ہوا تھا۔ لیکن چہرے کی بناوٹ کے اعتبار سے فطرتاً اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا۔

گھر پہنچ کر اس نے سب سے پہلے جوزف کی خیریت دریافت کی تھی۔

"وہ تمہارے جانے کے بعد سے اب تک کمرے سے باہر ہی نہیں نکلا....!" سلویا نے جواب دیا۔

"تمہاری بہن اور بھائی نہیں دکھائی دیتے۔!"

"وہ دونوں میری طرح بیکار تو نہیں ہیں۔ وہ کام کرتے ہیں اور میں گھر سنبھالتی ہوں۔!"

"یہ بڑی اچھی بات ہے.... اچھا اب میں ذرا اپنے ساتھی کی خبر لے لوں پھر امورِ خانہ داری میں تمہارا ہاتھ بٹاؤں گا۔!"

پھر وہ اس کمرے میں آیا جہاں جوزف فرش پر اوندھا پڑا کراہ رہا تھا۔

"آگئیں....! اب تو نہ مرو....!" جیمسن نے کہا اور جوزف اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ تینوں بوتلیں یکے بعد دیگرے تھیلے سے برآمد ہو رہی تھیں۔

"خدا تمہیں جزائے خیر دے....!" جوزف ان کی طرف لپکتا ہوا بولا۔

پہلے ہی ہلے میں اس نے چوتھائی بوتل صاف کر دی تھی۔

"ذرا احتیاط سے.... شیرہ نہیں ہے.... دو دن نکالنے ہوں گے۔! چھ بوتلیں یومیہ والے دن بھول جاؤ۔!"

"اچھا.... اچھا....!" وہ دانت نکال کر بولا۔ "میں احتیاط رکھوں گا۔! تم نے فون پر اس آدمی سے گفتگو کی تھی۔!"

"کی تھی....!" جیمسن بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "تمہارے لئے فوری طور پر چہرے کی صفائی کا حکم صادر ہوا ہے۔!"

"میرا مضحکہ مت اڑاؤ.... اپنی مرضی سے ڈاڑھی نہیں رکھی۔!"

"احمق آدمی....! میں سچ کہہ رہا ہوں.... یہی ہدایت ملی ہے۔!"

"کیسے یقین کر لوں....!"

"سرکنڈوں کے سانپ صفائی چاہتے ہیں۔!" جیمسن نے کہا اور جوزف خوشی کے مارے اچھل پڑا۔ "آسمان والے تیرا بہت بہت شکریہ.... تو نے میری اداسی رفع کر دی۔" اس نے کہا تھا اور پھر شائد جیمسن کا منہ چومنے کے لئے جھپٹا تھا۔ جیمسن بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔

"میں تمہیں ضرور بوسہ دوں گا۔ تم نے بڑی اچھی خبر سنائی ہے مسٹر....!"

"بوسہ گندی حرکت ہے.... اس لئے مجھے معاف رکھو....!" جیمسن نے کہا۔

"خیر.... خیر....!" جوزف نے کہا۔ "میری نیت نے بوسہ تم تک پہنچا دیا۔!"

"کیا سرکنڈوں کے سانپ تمہارے رشتے دار لگتے ہیں۔!"

"نہیں....! یہ میرے باپ کا فرمان ہے.... اب میں خود کو یتیم نہیں محسوس کر رہا۔!"

"بکواس بند کر کے بتاؤ کہ کیا چکر ہے۔!"

"باس یہیں موجود ہیں۔ تصدیق ہو گئی۔!"

"تمہارا باس سرکنڈوں کا سانپ کب سے ہو گیا ہے۔!"

"تمہارے منہ میں خاک....!" جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔ "آسمان والا اس کا سایہ میرے سر پر ہمیشہ قائم رکھے.... ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے قبیلے میں مرنے والوں کی روحیں سانپ بن کر سرکنڈوں کی جھاڑیوں میں رہتی ہیں۔!"

جیمسن بُرا سا منہ بنائے ہوئے کچھ سوچتا رہا۔ جوزف بڑی بیتابی سے بوتل کا کاک نکال رہا تھا۔ چند گھونٹ لینے کے بعد اس نے جیمسن سے کہا "اچانک ڈاڑھی صاف کر دینا مناسب نہ ہوگا۔ تم ان تینوں کی موجودگی میں میری ڈاڑھی کا مضحکہ اڑا کر انہیں اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کرنا اور یہ تجویز پیش کرنا کہ ڈاڑھی صاف کر دی جائے۔ ورنہ وہ شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جائیں گے۔!"

"کیسے شکوک و شبہات....!" جیمسن ہنس کر بولا۔ "تم کیا جانو کہ نیلی نے اپنے خط میں کیا لکھا ہوگا۔!"

"مجھے معلوم ہے.... تمہارے جانے کے بعد لڑکی سے بات ہوئی تھی۔!" جوزف بولا۔

"کیا بات ہوئی تھی....؟"

"اس نے بتایا کہ فے نیلی ہمیں اس لئے آڈلٹو میں نہ رکھ سکی کہ اس کے سفید فام گاہک ایک کالے آدمی کا وجود برداشت نہیں کر سکتے تھے اس کا بھائی گارڈو چونکہ انسانیت پر یقین رکھتا ہے اور فے نیلی بھی ذاتی طور پر ایسے ہی خیالات رکھتی ہے اس لئے اس نے ہمیں یہاں بھیج دیا۔!"

"اس وہم میں نہ رہنا.... پچھلی رات اس نے تمہیں دیکھ کر ناگواری ہی ظاہر کی تھی۔!"

"وہ صفائی ستھرائی کی بات تھی۔ گورے کالے کی بات نہیں تھی۔ مجھے اعتراف ہے کہ میری نسل کے زیادہ تر لوگ صفائی کا خیال نہیں رکھتے۔!"

"خیر....! دیکھا جائے گا۔!" جیمسن بڑبڑاتا ہوا تخت پر نیم دراز ہو گیا۔

شام کو چائے کی میز پر اس نے وہ دونوں تحفے نکالے جو اس نے لڑکیوں کے لئے خریدے تھے تحفے شکریئے کے ساتھ قبول کئے گئے اور گارڈو بولا۔ "ایرانی بڑے شائستہ ہوتے ہیں۔ مجھے ایرانی موسیقی پسند ہے۔!"

"شکریہ....! کچھ سناؤں....!" جیمسن بولا۔

"ابھی نہیں....! رات کے کھانے کے بعد....!" گارڈو نے کہا۔

جیمسن اسی دوران میں بار بار جوزف کی طرف دیکھتا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس کا مضحکہ اڑانا چاہتا ہو۔ شائد پورشیا نے اسے محسوس کر لیا تھا اور وہ بھی جوزف کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ سب اسی کی طرف دیکھنے لگے۔ اس کی ڈاڑھی خواہ مخواہ ہل رہی تھی۔

"کیا یہ کبھی آرام نہیں کرتی۔!" دفعتاً جیمسن انگلی اٹھا کر بولا۔

"کیا مطلب....؟" جوزف چونک پڑا۔

"رات مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا.... یہ سوتے میں بھی ہلتی رہتی ہے۔!"

جوزف جھینپے ہوئے انداز میں ہنسا تھا۔

"مضحکہ خیز لگتے ہو.... ہو سکتا ہے ہم اس کی وجہ سے آڈلٹو میں نہ ٹھہر سکے ہوں۔!"

"مجھے اس طرح ذلیل نہ کرو....!" وہ بُرا مان کر بولا۔ کنکھیوں سے لڑکیوں کو دیکھے جا رہا تھا۔

"سچ کہتا ہوں ڈاڑھی کے بغیر زیادہ اچھے لگو گے....!" جیمسن نے کہا اور دوسروں سے پوچھا۔ "آپ لوگوں کا کیا خیال ہے۔!"

"یہ بات تو ہے....!" دونوں لڑکیاں بیک وقت بول پڑیں۔ گارڈو کچھ نہ بولا خاموشی سے

انہیں دیکھے جا رہا تھا۔

یہ گھرانا انگریزی بول اور سمجھ سکتا تھا اس لئے جیمسن کو اپنا کرتب دکھانے کا موقع مل گیا تھا۔

ذرا ہی سی دیر میں لڑکیاں جوزف کے سر ہو گئیں اور وہ بالآخر اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔

"یہ بڑی نامناسب بات تھی....!" گارڈو نے اپنی بہنوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں ہنسنے لگیں اور گارڈو نے جیمسن سے کہا۔ "دراصل یہ تمہاری شرارت تھی۔!"

"میں عرصہ سے کوشاں رہا ہوں کہ اس کی ڈاڑھی صاف ہو جائے۔!" جیمسن ڈھٹائی سے بولا۔

"غالباً تم بھی اسی کی طرح مذہبی آدمی ہو۔!"

"یہ بات تو ہے....!" جیمسن سر ہلا کر بولا۔

"اسی لئے دوسروں کی دل آزاری میں لذت محسوس کرتے ہو.... میں نے عام طور پر یہی دیکھا ہے۔!"

"نہیں....!" پورشیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "ہم اس مسئلے پر بور نہیں ہونا چاہتے۔!"

گارڈو خاموشی سے اٹھا اور باہر چلا گیا۔

"تمہارے بھائی بہت جذباتی معلوم ہوتے ہیں۔!" جیمسن بولا۔

"کاش یہ سچ ہوتا۔!" پورشیا ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "وہ منطقی دماغ رکھتا ہے اس کے یہاں جذبات کا دخل نہیں۔!"

"پیشے کے اعتبار سے اسکول ماسٹر معلوم ہوتے ہیں۔!"

"بالکل غلط.... مکینک ہے۔!"

"آج میرے سارے اندازے غلط ہو رہے ہیں۔!"

"تم ایرانی موسیقی کی بات کر رہے تھے۔!" سلویا بول پڑی۔

"رات کے کھانے کے بعد۔!"

"یہ تو گارڈو کی تجویز تھی۔ وہ جا چکا ہے.... اب تم ہمیں سنا سکتے ہو۔!"

"یونہی شروع کر دوں۔ یا گیٹار بھی ہے تمہارے پاس....!"

"ہے.... میں لا رہی ہوں....!" سلویا اٹھتی ہوئی بولی۔

اس کے چلے جانے کے بعد جیمسن نے پورشیا سے کہا۔ "یہاں کی ہوا میں اتنی مستی ہے کہ

خواہ مخواہ گانے کو دل چاہتا ہے۔!"

پورشیا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ سلویا خالی ہاتھ دوڑتی ہوئی آئی۔

"وہ.....وہ..... سچ مچ شیو کر رہا ہے۔!" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ جیمسن نے قہقہہ لگایا۔

پورشیا کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آ رہے تھے اور پھر وہ شرمندگی ظاہر کرتی ہوئی بولی تھی۔ "ہمیں اس کا مضحکہ نہیں اڑانا چاہئے تھا۔!"

"بہت بڑا کام ہوا ہے۔!" جیمسن ہنستا ہوا بولا۔ "اس کے ساتھ باہر نکلتے وقت مجھے ہمیشہ یہی محسوس ہوا ہے جیسے معذور بچوں کے لئے چندہ اکٹھا کرنے نکلے ہوں۔!"

"مجھے بے حد افسوس ہے! بقول گارڈو سچ مچ ہم سے اس کی دل آزاری کا گناہ سرزد ہوا ہے۔!"

"ارے چھوڑو بھی اب آدمی لگے گا۔!" تم گیٹار نہیں لائیں سلویا۔!"

"نہیں.....! اب دل نہیں چاہتا۔ بے چارہ جوزف۔!"

جیمسن بُرا سا منہ بنا کر اپنی گدی سہلانے لگا۔

آٹھ منزلہ ہوٹل فرانسیا کے کمرہ نمبر بیالیس کا کرایہ دار خون خوار آدمی معلوم ہوتا تھا۔ ایک بار اس کے چہرے پر نظر پڑنے کے بعد دوبارہ دیکھنے والے کم ہی رہے ہوں گے۔ ہوٹل کے ملازمین اس سے آنکھ ملا کر گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ابھی تک کسی کو بھی اس کے خلاف کسی بھی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملا تھا۔

ہوٹل کی پیشہ ور لڑکیاں اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتی تھیں..... ڈائننگ ہال میں وہ اپنی میز پر تنہا ہوتا۔ جب کھانے بیٹھتا تو ہال میں موجود آس پاس کے لوگوں کی نظریں اسی پر جمی رہتیں۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے کسی لق و دق جنگل میں کوئی درندہ تنہا بیٹھا اپنے شکار کو بھنبھوڑ رہا ہو۔ اس وقت قطعی یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اسے اپنے آس پاس دوسروں کی موجودگی کا احساس بھی ہو۔

ہوٹل کے رجسٹر میں اپنا نام ڈانو موریلی لکھوایا تھا۔ قیام کرنے کے دن سے اب تک ہوٹل کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلا تھا۔

ہوٹل کے خانگی جاسوس نے اس کے بارے میں اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے منیجر سے کہا تھا۔

"شائد وہ یہاں کسی کی آمد کا منتظر ہے۔!"

"کس بناء پر کہہ رہے ہو.....؟" منیجر نے سوال کیا۔

"دن میں کئی بار کلرک سے پوچھتا ہے کہ اس کے لئے کوئی پیغام تو نہیں ہے۔!"

"بہر حال ہوشیار رہو.. کیا تم اس کے کاغذات طلب کر کے دیکھنے کی جرأت کر سکو گے۔!"

"کسی معقول وجہ کے بغیر یہ ہمارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔!" خانگی جاسوس نے جواب دیا۔

"بے حد خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اگر میں اس کی آمد کے وقت یہاں موجود ہوتا تو کوئی کمرہ خالی نہ ہونے کا بہانہ کر دیتا۔!"

"اوہ..... اتنی تشویش کی ضرورت نہیں۔ میں اس پر نظر رکھوں گا۔ آپ مطمئن رہئے۔!"

یہ بات یہیں ختم نہیں ہو گئی تھی..... دوسری طرف پیشہ ور لڑکیاں ایک بے حد چالاک لڑکی کو تاؤ دلانے میں کامیاب ہو گئی تھیں اور وہ ان سے کہہ رہی تھی۔ "خطرناک سے خطرناک مرد بھی عورت کے معاملے میں بالکل الو ہوتا ہے۔ میں اسے دیکھ لوں گی۔!"

ٹھیک اسی وقت خانگی جاسوس بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس نے مجیشی کا دعویٰ سنا۔ یہ اسپینی لڑکی تھی۔ اطالوی، فرانسیسی اور انگریزی روانی سے بول سکتی تھی۔

"تم کچھ نہ کر سکو گی۔!" خانگی جاسوس نے چڑھانے کے سے انداز میں کہا۔

"تمہی نے کونسا بڑا تیر مار لیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے فرانسیا میں شیر گھس آیا ہو۔!"

مجیشی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "میں نہیں سمجھ سکتی کہ لوگ آخر اتنے سراسیمہ کیوں ہیں۔!"

"انہی میں تم بھی شامل ہو۔!" خانگی جاسوس پھر چڑھانے کے سے انداز میں بولا۔ "ورنہ اس وقت اس گفتگو میں کیوں حصہ لے رہیں تھیں۔!"

"تم خواہ مخواہ کیوں آ کودے بیچ میں۔!"

"میں تمہاری ہی تلاش میں نکلا تھا۔!"

"اس عنایت کی وجہ.....؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"سب کے سامنے نہیں بتاؤں گا۔!" اس نے کچھ ایسے لگاوٹ کے انداز میں کہا کہ دوسری لڑکیاں ہنس پڑیں۔

مجیشی کو پھر تاؤ آ گیا اور وہ خانگی جاسوس کا بازو پکڑ کر ایک طرف کھینچتی ہوئی لے چلی۔ "چلو بتاؤ..... چلو بتاؤ.....!" کہتی جا رہی تھی۔

"بس بس.... اب رک جاؤ۔!" خانگی جاسوس بولا۔ "اب یہاں ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔!"

"بتاؤ جلدی....! کیا کہنا چاہتے ہو....؟" وہ رکتی ہوئی بولی۔

"میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کی سراسیمگی بے معنی نہیں ہے۔!"

"بالکل بے معنی ہے.... یہ ایک ہوٹل ہے یہاں ہر قسم کے لوگ قیام کر سکتے ہیں۔ پتا نہیں کتنے ڈاکو، چور اور قاتل قیام کر کے چلے جاتے ہوں گے لیکن کسی کو پرواہ نہیں ہوتی۔ اس بے چارے کا قصور صرف یہ ہے کہ قدرت نے اسے خون خوار چہرہ عطا کیا ہے۔ ہو سکتا ہے اندر سے وہ بالکل موم ہو۔!"

"ہمیں اسکے چہرے سے کوئی سروکار نہیں ہے.. میں صرف اپنی اور منیجر کی بات کر رہا ہوں۔!"

"میں تو سبھی کو اس کے بارے میں متفکر دیکھتی ہوں۔!"

"وہ اس کے رویئے کی بناء پر ہوگا۔ لوگ اس کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔!"

"تم دونوں کی تشویش کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔!" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"چھ ماہ پہلے کی بات ہے.... ایتھنز کے ایک ہوٹل میں ایسا ہی ایک خوف ناک شکل والا مسافر قیام پذیر ہوا تھا ایسا ہی پراسرار.... ایک دن کئی آدمی اس سے ملنے آئے اور اسی رات کو ہوائی اڈے پر مسافروں کے ہجوم پر فائرنگ کی گئی۔ فائرنگ کرنے والوں میں سے دو پکڑ لئے گئے۔ یہ دونوں بھی انہیں لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اس خوفناک چہرے والے سے ہوٹل میں ملاقات کی تھی۔ چھ مسافر اس فائرنگ سے ہلاک ہوئے تھے۔!"

"اور وہ خوفناک چہرے والا....؟" مجیشی نے پوچھا۔

"وہ اچانک غائب ہو گیا تھا۔ گرفتار ہونے والے بھی اس کے بارے میں صرف اتنا ہی بتا سکے کہ فائرنگ کرنے کی ہدایت اسی سے ملی تھی۔ وہ کون تھا، کہاں کا باشندہ تھا، فائرنگ کا مقصد کیا تھا....؟ آج تک نہ معلوم ہو سکا۔!"

"ہوں....!" مجیشی سر ہلا کر بولی۔ "ضروری نہیں کہ یہ آدمی وہی ہو۔ پھر تم پولیس سے رابطہ قائم کر سکتے ہو۔!"

"پہلے میں اپنے طور پر معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ فائرنگ کا واقعہ یونان میں ہوا تھا اٹلی

میں نہیں۔ اگر میرا قیاس غلط نکلا تو میرا لائسنس ضبط ہو جائے گا۔!"

"بات تو ٹھیک ہے....!" مجیشی سر ہلا کر بولی۔

"میری دانست میں تم بہت ذہین ہو....!" خانگی جاسوس طویل سانس لے کر بولا۔ "لہٰذا خواہ مخواہ چھیڑ چھاڑ کرنے کی بجائے کوئی تعمیری کام کرو۔!"

"کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"کسی طرح اس کے کمرے میں ایک الکٹرانک بگ پہنچا دو۔!"

"یہ کام تو تم بھی کر سکتے ہو۔!"

"وہ ابھی تک ہوٹل سے باہر گیا ہی نہیں کہ کنجی ہمارے ہاتھ آتی۔!"

"ہاں یہ بات تو ہے.... وہ باہر نہیں جاتا۔!"

"لہٰذا یہ کام تم بخوبی انجام دے سکو گی۔!"

"وہ ہم میں سے کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔!"

"تم نے اس سے سمجھ لینے کا دعویٰ آخر کس بناء پر کیا تھا....؟"

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "لاؤ.... وہ الکٹرونک بگ مجھے دے دو.... میں کچھ کروں گی۔!"

فرانسیا کی یہ پیشہ ور لڑکیاں روم سروس سے بھی متعلق تھیں اور یہی وہاں ان کی موجودگی کا جواز تھا۔ گاہکوں کے کمروں میں کھانا شراب اور دوسرے مشروبات پہنچاتی تھیں۔ لیکن ابھی تک کسی کی بھی ہمت نہیں پڑی تھی کہ خوف ناک چہرے والے ڈانو موریلی کے کمرے میں قدم رکھ سکتی۔ اگر وہ کمرے میں کھانا یا شراب طلب کرتا تو کوئی مرد ہی اس کے آرڈر کی تعمیل کرتا تھا۔ لیکن خانگی جاسوس اپنے کام کے سلسلے میں کسی مرد پر اعتماد نہ کر سکا۔!

بہر حال اسی رات کو مجیشی شراب لے کر اس کے کمرے میں جا پہنچی....! ڈانو موریلی نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائی تھیں۔

"آج یہ نئی بات کیوں....؟" وہ آہستہ سے غرایا۔

"میں نہیں سمجھی سی نیور....!" وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولی۔

"پہلے کوئی لڑکی میرے کمرے میں نہیں آتی تھی۔!"

"میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتی ہوں سی نیور....!"

"خیر.... خیر.... کیا تم کچھ دیر یہاں ٹھہرو گی۔!"

"جیسا آپ حکم دیں سی نیور....!"

"بیٹھ جاؤ....!" اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ سی نیور....!" مجیشی نے کہا اور بیٹھ گئی۔

"دوسرا گلاس ہوتا تو تم بھی پی سکتیں.... کمرے کا گلاس آج اتفاق سے ٹوٹ گیا۔ دوسرا طلب کرنا بھول گیا تھا۔!"

"ڈیوٹی کے اوقات میں نہیں پیتی سی نیور۔!"

"ظاہر ہے....! کیسے پی سکتی ہو۔!" موریلی نے اپنے لئے شراب انڈیلتے ہوئے کہا۔ ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر کے دوسرا بھرنے لگا تھا۔

مجیشی سوچ رہی تھی کہ آخر لوگ اس سے خوف زدہ کیوں تھے یہ تو بالکل ایک عام سا آدمی ہے۔ شکل خوف ناک ہو سکتی ہے.... آنکھیں شرربار ہو سکتی ہیں۔ لیکن اندر سے نرم ہی معلوم ہوتا ہے۔

دوسرا گلاس خالی کر کے وہ باتھ روم کی طرف چلا گیا تھا اور مجیشی نے بڑی پھرتی سے الکٹرونک بگ اس کے بستر کے نیچے چھپا دیا تھا۔

"جانتی ہو میں نے تمہیں کیوں روکا ہے....؟" اس نے واپسی پر مجیشی سے پوچھا اور مجیشی لگاوٹ کے انداز میں مسکرائی۔

"تم غلط سمجھیں۔!" وہ انگلی اٹھا کر بولا۔ "میں تمہارا نام پوچھوں گا اگر وہ تمہاری شخصیت سے ہم آہنگ ہوا تو خیر.... ورنہ میں تم سے درخواست کروں گا کہ اپنا نام بدل دو۔!"

مجیشی متحیر رہ گئی نہ وہ نشے میں معلوم ہوتا تھا اور نہ غیر سنجیدہ۔!

"مم.... میرا نام.... مجیشی ہے اور میں اسپینی ہوں۔!"

"خوب.... خوب....! تم مجیشی ہی معلوم ہوتی ہو۔ یہ نام تمہاری شخصیت سے مطابقت رکھتا ہے اور تم بہت اچھی اطالوی بول سکتی ہو۔ کیا تم مستقل طور پر یہیں رہتی ہو۔!"

"ہاں.... آٹھویں منزل پر میرا کمرہ ہے۔!"

"اچھی بات ہے.... اب تم جاؤ.... ضرورت ہو گی تو میں روم سروس کو فون کر کے صرف تمہارا نام لوں گا۔!" پھر اس نے اپنے پرس سے کئی بڑے نوٹ کھینچے تھے اور اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا تھا۔ "مجھے سرو کر کے تمہیں ہمیشہ خوشی ہو گی۔!"

"شکریہ سی نیور.... میں ہر وقت.... ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔!"

خاصی بڑی رقم تھی وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ ایک ہفتے کی کمائی کے برابر پندرہ منٹ میں کما لے گی۔ اور وہ بھی بالکل مفت.... بے وجہ۔

حیرت کے سمندر میں غوطے لگاتی ہوئی وہ اس کے کمرے سے برآمد ہوئی تھی۔

اسی رات کو خانگی جاسوس اپنے کمرے میں بے حد مصروف نظر آیا۔ ایئر فون اس کے کانوں پر چڑھا ہوا تھا اور سامنے ٹیپ ریکارڈر پر اسپولز گردش کر رہے تھے۔

خوف ناک چہرے والے موریلی کے کمرے میں خاموشی نہیں تھی۔ کوئی عورت بول رہی تھی۔ لیکن وہ ہوٹل کی لڑکیوں میں سے کسی کی آواز نہیں تھی۔ خانگی جاسوس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔

عورت کہہ رہی تھی۔ "کالا آدمی کسی ایرانی کے ساتھ پہلے فے نیلی کے بورڈنگ میں ٹھہرا تھا جہاں وہ پرنس ہربنڈا کی حیثیت سے پہچانا گیا.... اور راتوں رات وہاں سے غائب ہو گیا۔"

"پرنس ہربنڈا....!" موریلی کی آواز سنائی دی۔ "ٹھہرو....! مجھے سوچنے دو....!" کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر موریلی بولا۔ "وہ اسی کا آدمی ہو سکتا ہے۔ جوزف....! ایک بار وہ پرنس ہربنڈا کا رول ادا کر چکا ہے.... اسے تلاش کرو....!"

"فے نیلی لاعلمی ظاہر کرتی ہے۔!" عورت کی آواز آئی۔

"اگر وہ نہیں جانتی تو پہچانا کیسے گیا۔ نہیں مجھے یقین ہے کہ وہاں سے اس کے غائب ہو جانے میں فے نیلی ہی کا ہاتھ ہے اور اس پر تشدد کرو.... سب کچھ اُگل دے گی۔!"

"جیسی تمہاری مرضی.... یہ کر کے بھی دیکھے لیتے ہیں۔!" عورت کی آواز آئی اور موریلی بولا۔ "اگر وہ نیگرو ہاتھ آ گیا تو دوسرے لوگ بھی روشنی میں آ جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تنہا نہ ہو گا اور ہاں اس کے ساتھ والے ایرانی کا حلیہ بتاؤ۔!"

"بس اس کے بارے میں اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے وہ کوئی ایرانی تھا۔!"

"خیر.... تم نے نیلی کو دیکھو...!" مور یلی کی آواز آئی۔

پھر عورت نے رخصتی کلمات ادا کیے تھے اور آواز سے دروازہ بند ہوا تھا۔ خانگی جاسوس تھوڑی دیر تک اسی طرح بیٹھا رہا تھا۔ پھر ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ آف کر کے ایئر فون کانوں پر سے اتارتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

جوزف اور جیمسن تخت پر بے خبر سو رہے تھے کہ اچانک کوئی بہت وزنی چیز ان دونوں پر آگری۔ کمرے میں اندھیرا تھا انہوں نے بوکھلا کر اس وزن کو اپنے اوپر سے جھٹک دینے کی کوشش کی ہی تھی کہ سرگوشی سنائی دی۔

"میں سلویا ہوں۔!"

"بیوقوف لڑکی یہ کیا حرکت....!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولا۔

"آواز مت نکالنا....!"

"یہ کیا بکواس ہے....!" جوزف تڑپ کر اٹھ بیٹھا اور وہ تخت کے نیچے جا گری۔!

"کہاں گئیں تم....؟" جیمسن نے آہستہ سے پوچھا۔

"تم دونوں کے بارے میں کچھ آدمی گارڈو سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔" سلویا پھر تخت پر چڑھتی ہوئی بولی۔ "ان کے ارادے اچھے نہیں معلوم ہوتے۔!"

جوزف اور جیمسن دونوں کی غنودگی ہوا ہو گئی۔ سلویا کہہ رہی تھی۔ "وہ تشدد پر آمادہ ہیں۔ لیکن گارڈو نے سختی سے ہونٹ بھینچ رکھے ہیں۔!"

اور پھر یک بیک انہوں نے دھینگا مشتی کی آواز سنی۔ جو غالباً نشست کے کمرے سے آرہی تھی۔

"اوہ.... چلو دیکھیں۔!" جوزف نے ٹٹول کر جیمسن کا بازو دبوچ لیا۔

نشست کے کمرے میں روشنی تھی اور چار آدمی گارڈو کی بُری طرح پٹائی کر رہے تھے۔ پورشیا ایک گوشے میں سہمی کھڑی تھی۔ دفعتاً جوزف اور جیمسن نے ان چاروں پر چھلانگیں لگائیں۔

"تم ہٹ جاؤ.... بھائی گارڈو....!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ہم دیکھ لیں گے۔!" ساتھ ہی اس کا گھونسہ ایک حملہ آور کے جبڑے پر پڑا تھا اور وہ اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا۔ البتہ جیمسن کو دو آدمی چمٹ گئے۔ گارڈو نے جوزف کے مشورے پر عمل کرنے کی بجائے

جیمسن کی مدد کرنی شروع کر دی تھی۔ قریب تھا کہ چاروں حملہ آور پست ہو جاتے کہ ان میں سے ایک نے ریوالور نکال لیا۔

"اپنے ہاتھ روکو ورنہ مارے جاؤ گے۔!" اس نے دانت پیس کر کہا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت ایک وزنی گلدان اس کے ریوالور والے ہاتھ پر پڑا اور ریوالور اچھل کر دور جا گرا.... جس پر جوزف نے چھلانگ لگائی تھی دوسرے ہی لمحے میں وہ ریوالور اس کے ہاتھ میں نظر آیا۔

اندھیرے کمرے سے گلدان سلویا نے پھینکا تھا اور اب روشنی میں آکر اس طرح تنی کھڑی تھی جیسے میدان اسی کے ہاتھ رہا ہو۔

"دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔!" جوزف سانپ کی طرح پھنکارا۔ "اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو....!"

چاروں اسے کینہ توز نظروں سے دیکھتے ہوئے دیوار سے جا لگے۔ گارڈو کبھی جوزف کو دیکھتا تھا اور کبھی ان لوگوں کو.. اس کا نچلا ہونٹ پھٹ گیا تھا جس سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔

"لڑکیو....! تم بھائی گارڈو کی خبر لو....!" جیمسن نے کہا۔

"نہیں....!" گارڈو سر جھٹک کر بولا۔ "پہلے یہ بتائیں کہ یہ کون ہیں اور انہیں اس کی جرأت کیسے ہوئی۔!"

اس نے یہ جملہ انگریزی کی بجائے اطالوی میں کہا تھا۔ وہ چاروں کچھ نہ بولے۔

"زبان کھولو ورنہ چاروں یہیں دفن کر دیئے جاؤ گے کیا تم نہیں جانتے کہ گارڈو کیسا آدمی ہے۔!"

"تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ ان دونوں کو ہمارے حوالے کر دو!" ان میں سے ایک بولا۔

"یہ اس طرح نہیں مانیں گے....!" جیمسن بولا۔ "کیوں نہ ہم ان کے ہاتھ پیر باندھ کر انہیں پولیس کے حوالے کر دیں۔!"

"گارڈو پولیس کے حوالے کرے گا...!" گارڈو نے حقارت سے کہا۔ "گارڈو اس علاقے کا قانون ہے۔ تم دروازہ بند کر دو اور ان کی جامہ تلاشی لو۔!"

جیمسن کے بڑھنے سے پہلے ہی سلویا نے جھپٹ کر دروازے کی سٹکنی چڑھا دی تھی۔ جیمسن ان کی جامہ تلاشی لینے لگا۔ ایک کے پاس سے صرف ایک بڑا چاقو برآمد ہوا تھا۔

"بتاؤ تم کون ہو.....؟اور کس کے لئے کام کر رہے ہو۔!" گارڈو پیر پٹخ کر بولا۔

"میں پھر کہتا ہوں ان دونوں کو ہمارے حوالے کر دو.....ورنہ پچھتاؤ گے!" ایک آدمی نے کہا۔

"تم انہیں کیسے جانتے ہو.....؟"

"ہم تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دیں گے۔!"

"اچھی بات ہے تو دفن ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔!" گارڈو آستینیں چڑھاتا ہوا آگے بڑھا۔

"ٹھہر جاؤ بھائی.....!" جیمسن بول پڑا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو.....؟"

"اگر یہ دفن کر دیئے گئے تو ہمیں اپنی وہ غلطی نہ معلوم ہو سکے گی جس کی بناء پر ہمیں پریشان کیا جا رہا ہے۔!"

"یہ بھی ٹھیک ہے.....!" گارڈو سر ہلا کر بولا۔

"کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اطمینان سے کام کریں۔!" سلویا بول پڑی۔

گارڈو مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ اس دوران میں کمرے سے غائب رہی اور اب ایک بہت بڑی ٹرے میں کافی پاٹ اور پیالیاں اٹھائے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔

"یہ کیا ہے.....؟" گارڈو نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

"ساری باتیں دوستانہ فضا میں ہوں گی۔ یہ چاروں بہت تھک گئے ہیں۔ انہیں کافی پلاؤں گی تاکہ ان کے اعصاب کا تناؤ کچھ کم ہو اور ڈھنگ کی باتیں کر سکیں۔!"

وہ چاروں بھی حیرت سے لڑکی کو گھورے جا رہے تھے۔

"چلو.....!یہ بھی بُرا خیال نہیں ہے۔!" گارڈو زہریلی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

سلویا نے چار پیالیوں میں کافی انڈیلی اور ایک ایک کر کے ان کے ہاتھوں میں تھماتی چلی گئی۔

جوزف انہیں اب بھی کور کئے ہوئے تھا۔

"گارڈو.....!یہ بچی تم سے زیادہ عقل مند معلوم ہوتی ہے.....!" ان میں سے ایک بولا۔

گارڈو خاموشی سے سلویا کو دیکھے جا رہا تھا۔ پورشیا بھی اس کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔ لیکن بالکل خاموش تھی۔!

وہ چاروں کافی پیتے رہے۔ دفعتاً سلویا نے جوزف کے ہاتھ سے ریوالور اچک لیا اور تیزی سے

دروازے کے قریب جا کھڑی ہوئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے.....؟" دفعتاً گارڈو دہاڑا۔

"میں ان دونوں کو ان کے حوالے کروں گی۔ اگر تم نے دخل اندازی کی تو اچھا نہ ہوگا۔!" سلویا بولی۔

"شاباش.....!" چاروں بیک وقت بولے۔ انہوں نے جلدی جلدی پیالیاں خالی کر دیں اور انہیں ایک طرف رکھ کر جوزف کی طرف بڑھے ہی تھے کہ ان کے قدم لڑکھڑانے لگے۔

"یہ.....یہ.....کک.....کیا.....؟" ایک ہکلایا اور دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ اس کے تین ساتھی شائد اسے اٹھانے ہی کے لئے جھکے تھے لیکن تینوں اسی پر ڈھیر ہو گئے۔ سلویا نے قہقہہ لگایا اور ریوالور جوزف کی طرف اچھالتی ہوئی بولی۔ "معاف کرنا جوزف بھائی.....تم نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی تھی۔!"

"سلویا.....سلویا.....یہ تم کیا کر رہی ہو.....!" گارڈو مضطربانہ انداز میں بولا۔

جوزف نے کہا تھا" گارڈو.....یہ بچی تم سے زیادہ عقل مند معلوم ہوتی ہے۔ کیا اس نے غلط کیا تھا بڑے بھائی۔!"

"آخر تم کرنا کیا چاہتی ہو۔!"

"تم یہاں ان پر تشدد کرتے تو یہ چیخ چنگھاڑ کر ساری بستی کو جگا دیتے۔ میں نے انہیں کافی میں بے ہوشی دے دی ہے۔ اب اطمینان سے انہیں اپنی وین میں ڈالو اور کسی ویرانے کی طرف نکل جاؤ۔!"

"سلویا تم گریٹ ہو.....!" جیمسن چہک کر بولا۔

"بے بی.....!تم سچ مچ ہم سب سے زیادہ عقل مند ہو.....!" جوزف نے کہا۔

"لیکن گارڈو کبھی اعتراف نہیں کرے گا کہ میں اس سے زیادہ عقل مند ہوں۔!"

"نہیں اس وقت تو کروں گا اعتراف.....!" گارڈو آگے بڑھ کر اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔

پھر اسی کے مشورے پر بے ہوش آدمیوں کے پیر باندھے گئے تھے۔

سلویا کی تجویز کا دوسرا مرحلہ کسی قدر دشوار ثابت ہوا۔ چھوٹی سی وین میں چھ افراد کا سفر تکلیف دہ تھا۔ جوزف لڑکیوں کی دیکھ بھال کے لئے گھر ہی پر رک گیا۔ جیمسن گارڈو کے ساتھ

روانہ ہوا تھا۔

صبح ہوتے ہوتے وہ ایک ویرانے میں پہنچے تھے۔ جہاں حدِ نظر تک اونچی نیچی ننگی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ حملہ آوروں کو ہوش آ گیا تھا اور وہ انہیں گندی گندی گالیاں دے رہے تھے۔

گارڈو نے وین روکی اور انہیں دھکا دے دے کر نیچے گرا دیا۔ "اب یہاں چیخو حلق پھاڑ پھاڑ کر۔" اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔

لیکن وہ یک بیک خاموش ہو گئے تھے اور انکے چہروں سے خوف زدگی مترشح ہونے لگی تھی۔

"تم نے دیکھا کہ گارڈو کے گھر کے بچے بھی کتنے چالاک ہیں۔!" جیمسن نے انہیں مخاطب کیا۔ "اب بتاؤ کہ تمہیں ہماری تلاش کیوں تھی....؟"

"تم دونوں....!" ایک آدمی کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"بکو جلدی سے میرے پاس وقت نہیں ہے۔!" گارڈو دھاڑا۔

"تم خواہ مخواہ ان الجھنوں میں پڑے ہو گارڈو.... تم سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔!" وہی آدمی بولا۔

"تم شائد پاگل ہو.... کس کے گھر پر چڑھ کر آئے تھے تم لوگ....!"

اس نے پھر خاموشی اختیار کر لی۔ گارڈو انہیں گھورتا رہا۔ پھر بولا۔ "میرے ہاتھوں کی بناوٹ دیکھ رہے ہو۔ میں نے اب تک تیرہ خون کئے ہیں۔ اب سترہ ہو جائیں گے۔!"

"نہیں....!" چاروں یک وقت بولے تھے۔

"تو پھر بتاؤ کہ تمہیں کس نے بھیجا تھا۔!"

"کیمبر ٹی باؤل کی مالک نے....!"

"اچھا وہ کتیا.... سائرو کی بیوہ نینا....!"

"ہاں وہی....!"

"وہ میرے دوستوں سے کیا چاہتی ہے۔!"

"ہمیں نہیں معلوم.... ہمیں تو صرف اتنے سے کام کا معقول معاوضہ ملنے والا تھا کہ ہم ان دونوں کو کیمبر ٹی باؤل تک پہنچا دیں۔!"

"یہ کیمبر ٹی باؤل کیا ہے....؟" جیمسن نے گارڈو سے پوچھا۔

"ایک بدنام شراب خانہ.... چھچھورے قسم کے لفنگوں کا اڈہ۔!"

پھر وہ جیمسن کو ان سے کچھ فاصلے پر لے جا کر بولا۔ "اب کیا کہتے ہو....؟"

"میں نہیں جانتا کہ سائرو کی بیوہ نینا کون ہے اور ہم سے کیا چاہتی ہے....؟"

"اسے بھی جہنم میں جھونکو.... میں پوچھ رہا تھا کہ ان چاروں کا کیا کیا جائے۔!"

"چھوڑ دو.... انہوں نے بتا تو دیا کہ کس کے بھیجے ہوئے تھے۔!"

"تم سچ مچ شریف آدمی معلوم ہوتے ہو۔!"

"جیمسن نے دانت نکال دیئے اور گارڈو اسے گھورتا ہوا بولا۔ "لیکن میں ایک تجربہ کار بدمعاش ہوں۔ اگر یہ زندہ رہے تو میں دشواری میں پڑوں گا۔ تمہارہ گیا ہوں۔ عرصہ ہوا بدمعاشی ترک کر چکا ہوں۔ نینا اسے اچھی طرح جانتی ہے ورنہ آج سے دس سال پہلے کے گارڈو سے ٹکرانے کی ہمت نہ کرتی۔!"

"لیکن اگر یہ اس طرح غائب ہو گئے تو کیا سوچے گی۔!" جیمسن نے پوچھا۔

"کچھ بھی سوچے.... لیکن یہ ہرگز نہیں سوچ سکتی کہ میں نے انہیں ختم کر دیا ہوگا۔ وہ تو سرے سے مجھ تک پہنچے ہی نہیں.... کیا سمجھے....؟"

"سمجھ گیا.... لیکن مجھے اس جگہ سے ہٹ جانے دو.... میرا دل بہت کمزور ہے۔!"

گارڈو اس کے شانے پر ہاتھ مار کر ہنسا تھا۔

جیمسن اس کی اجازت سے وین پر بیٹھا اور اسے نشیب میں اتارتا چلا گیا۔ راستے میں پہنچ کر اس نے انجن بند کر دیا تھا۔ یہاں سے وہ لوگ اسے نظر نہیں آ رہے تھے۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد گارڈو نشیب میں اترتا دکھائی دیا۔ اس کی آنکھیں خون میں ڈوبی ہوئی سی معلوم ہوتی تھیں۔ گاڑی کے قریب پہنچ کر اس نے جیمسن کو خاموش رہنے اور ڈرائیو کرنے کا اشارہ کیا تھا۔ جیمسن نے چپ چاپ تعمیل کی۔ خاموشی سے گاڑی چلاتا رہا۔ پھر ایک چھوٹی سی جھیل کے قریب پہنچ کر گارڈو نے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا۔ وہ ابھی تک کسی ایسے ہی درندے کی طرح ہانپ رہا تھا جس نے اپنے شکار کو دبوچ لینے کے لئے بہت لمبی دوڑ لگائی ہو۔

جیمسن نے گاڑی روکی اور گارڈو اتر گیا۔ جھیل کے کنارے پہنچ کر اس نے کپڑے اتارے اور نی میں چھلانگ لگا دی۔ دس پندرہ منٹ کے بعد وہ پانی سے باہر آیا تھا اور کپڑے پہن کر پھر گاڑی

میں آبیٹھا تھا۔

"چلو....!" وہ آہستہ سے بولا۔

گھر پہنچنے سے قبل اس نے کہا تھا۔"اب مجھ سے ان کا تذکرہ مت کرنا۔!"

"لیکن ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔!"

"وہ کیا....؟"

"ان کی گاڑی تمہارے گھر کے آس پاس ہی کہیں موجود ہو گی۔!"

"میں اس کے لئے سلویا سے کہہ آیا تھا۔ تلاشی کے دوران میں ایک کی جیب سے گاڑی کی چابی بر آمد ہوئی تھی۔ سلویا گاڑی کو ٹھکانے لگا چکی ہو گی۔!"

جیمسن پھر کچھ نہیں بولا۔ گارڈو نے کہا۔"لڑکیاں اگر ان کے بارے میں پوچھیں تو تم کہہ دینا کہ ان سے معلومات حاصل کر کے چھوڑ دیا گیا۔ لیکن نہیں یہ بھی مناسب نہ ہو گا۔ مجھے سوچنے دو۔!"

"میرا خیال ہے کہ لڑکیاں کچھ بھی نہیں پوچھیں گی.... آخر وہ گارڈو ہی کی بہنیں تو ہیں۔!"

نروس سی مسکراہٹ گارڈو کے ہونٹوں پر نمودار ہوئی تھی۔

جیمسن نے یہ بات غلط نہیں کہی تھی۔ لڑکیوں نے کچھ بھی نہ پوچھا۔ البتہ سلویا اپنا کارنامہ بیان کرنے لگی تھی۔

"میں نے گاڑی لزی بار کے سامنے پارک کر دی تھی اندھیرا ہی تھا۔ بار کھلا نہیں تھا۔ پھر جانتے ہو میں نے اسٹیئرنگ اور دروازے کا ہینڈل صاف کر دینے کے بعد کیا کیا....؟"

گارڈو نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر کو منفی جنبش دی۔

"میں نے اس کی سیٹ پر چاک سے انسانی کھوپڑی بنائی اور اس کے اوپر خنجر بنا دیا۔!"

"سلویا.... سلویا....!" گارڈو پر جوش لہجے میں بولا۔"تم تو مجھ سے بھی بازی لے گئیں۔!"

"مجھے بھی سمجھاؤ اس مصوری کا مطلب....!" جیمسن نے گارڈو سے کہا۔

"یہ ایک ایسے خطرناک گروہ کا نشان ہے جس کا ایک فرد بھی ابھی تک قانون کی گرفت میں نہیں آسکا.... سلویا میں تمہاری ذہانت کی داد دیتا ہوں۔!"

"میں اچھی طرح جانتی تھی کہ اب وہ چاروں ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائیں گے۔ میرا بھائی

کچا کام نہیں کرتا۔ لہٰذا اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔!"

"اچھا اگر وہ چاروں اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہوں تو....؟" جیمسن نے پوچھا۔

"ناممکن.... اس گروہ کے جیالے سڑکوں پر خون کی ندیاں بہاتے ہیں۔!" چوروں کی طرح گھروں میں نہیں گھستے پھرتے۔!

"یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔!" گارڈو بولا۔ پھر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتے رہنے کے بعد کہنے لگا۔

"مجھے فے نیلی کی خبر لینی چاہئے۔ اس کے علاوہ اور کون جانتا تھا کہ تم دونوں کہاں ہو۔!"

"یہ بات تو ہے....!" جیمسن نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔ جوزف اور پورشیا خاموش تھے۔

پھر گارڈو ناشتہ کئے بغیر ہی باہر چلا گیا تھا۔

دوسری رات کو خانگی جاسوس نے پھر ٹیپ ریکارڈر پر ڈانو موریلی کے کمرے میں ہونے والی گفتگو ریکارڈ کی تھی اور اب اسے منیجر کو سنانے کے لئے اس کے رہائشی کمرے میں لایا تھا۔ اس کے لئے اسے منیجر کو سوتے سے جگانا پڑا تھا۔ خود منیجر نے اسے ہدایت کی تھی کہ جب بھی کوئی گفتگو ریکارڈ کرے فوراً سنائے خواہ اسے سوتے ہی سے کیوں نہ جگانا پڑے۔

خانگی جاسوس نے ٹیپ ریکارڈر کا سوئچ آن کر دیا۔ ہلکی سی کھرکھراہٹ کے بعد مردانہ آواز آئی۔"کیا خبر ہے....؟"

"میرے وہ چاروں آدمی غائب ہو گئے جو انہیں تلاش کرنے نکلے تھے۔!" عورت کی آواز آئی۔

"کہاں تلاش کرنے گئے تھے۔!"

"فے نیلی سے اگلوایا گیا تھا کہ وہ کہاں ہیں۔ اس نے انہیں جینی گارڈو کے پاس بھجوا دیا تھا۔!"

"اوہ.... جینی گارڈو.... لیکن وہ تو شائد اب شریفانہ زندگی بسر کر رہا ہے۔!"

"ہاں یہ درست ہے.... لیکن فے نیلی نے انہیں وہیں بھجوا دیا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ پرنس ہربنڈا فرانسیسی ناظم الامور کے حوالے کر دیا جائے۔!"

"تو تمہارے آدمی کہاں غائب ہو گئے....؟"

"دراصل اب معاملہ دوسرا ہو گیا ہے.... ہو سکتا ہے کہ وہ چاروں گارڈو تک پہنچے ہی نہ ہوں۔ ان کی خالی گاڑی لزی بار کے سامنے کھڑی ہوئی ملی تھی۔ اور اس کی پچھلی سیٹ پر بھیڑیوں

کا نشان بنا ہوا تھا۔!"

"بھیڑیوں کا نشان....!" موریلی کی آواز آئی۔

"یہی تو تشویش کا باعث ہے اگر وہ بھیڑیوں کے ہاتھ لگے ہیں تو کبھی کے مر چکے ہوں گے۔!"

"سنو....! اب بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے.... انہوں نے شائد بھیڑیوں کا تعاون حاصل کر لیا ہے۔!"

"اور اب اسی لئے میں الگ ہو رہی ہوں۔!" عورت کی آواز آئی۔

"یہ کیسی بیوقوفی کی بات کر رہی ہو۔!"

"نہیں سی نیور....! میں ایسے جھمیلوں میں نہیں پڑتی.... ہو سکتا ہے گارڈو ہی پوشیدہ طور پر ان کا سربراہ ہو اور بظاہر شریفانہ زندگی بسر کر رہا ہو۔ ان میں ایک بھی تو آج تک پولیس کے ہاتھ نہیں لگا۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ سب بظاہر شریفانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔!"

"شائد یہ گروہ میرے ہی ہاتھوں ٹوٹے.... اچھا اب دفع ہو جاؤ.... میں کوئی دوسری تدبیر کروں گا۔!"

"تو اب میں الگ ہو رہی ہوں۔!"

"بالکل.... صبح تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا۔ لیکن میرے بارے میں اگر تمہاری زبان سے ایک لفظ بھی کسی کے سامنے نکلا تو نتیجے کی تم خود ذمہ دار ہو گی۔!"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا سی نیور.... میں احمق نہیں ہوں.... میں جانتی ہوں کہ تم بھیڑیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہو۔!"

"بس جاؤ....!"

"میں ایک بار پھر معافی چاہتی ہوں سی نیور....!" عورت کی آواز آئی۔

خانگی جاسوس اور منیجر ٹیپ سننے میں اس طرح محو ہو گئے تھے کہ انہیں کمرے میں کسی کے داخلے کا علم ہی نہ ہو سکا.... وہ سر جھکائے بیٹھے تھے اور موریلی ان کے قریب ہی کھڑا انہیں گھورے جا رہا تھا۔ سب سے پہلے منیجر کی نظر اس پر پڑی اور وہ گھٹی گھٹی سی آواز کے ساتھ اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔ خانگی جاسوس کی تو گھگھی بندھ گئی تھی۔

موریلی نے ٹھوکر مار کر وہ میز الٹ دی جس پر ٹیپ ریکارڈر رکھا ہوا تھا۔

"حرام زادو....!" دفعتاً موریلی دھاڑا۔ "تم سمجھتے ہو کہ دوسرے غافل رہتے ہیں۔ میں ابھی تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ لوگوں کے کمروں میں الیکٹرونک بگ رکھ کر ان کی گفتگو ریکارڈ کرنے کا حق تمہیں کس نے دیا ہے۔ بولو جلدی ورنہ گھونسے مار مار کر ہلاک کر دوں گا۔!"

وہ دونوں خاموش کھڑے تھے اور انکے سینے لوہار کی دھونکنی کی طرح پھول پچک رہے تھے۔

"بولو....!" وہ منیجر کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑتا ہوا غرایا۔

"سس.... سی نیور....! میں کچھ نہیں جانتا.... اسی نے....!" وہ خانگی جاسوس کی طرف ہاتھ اٹھا کر رہ گیا۔!

"یہ کون ہے....؟"

"ہاؤز ڈیٹیکٹیو....!"

"اچھا.... اچھا.... تو یہ تمہیں ڈبل کراس کر رہا ہے۔!" وہ خانگی جاسوس کو گھورتا ہوا بولا۔

"یہ میری ذمہ داری ہے سی نیور....!" خانگی جاسوس گھگھیایا۔

"بکواس ہے....! بول کس نے تجھے اس پر آمادہ کیا تھا۔" موریلی نے اس کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیا۔

"کک.... کسی نے بھی نہیں سی نیور....!"

الٹا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا اور وہ پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"یہ زیادتی ہے.... زیادتی ہے۔!" منیجر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"خاموش رہو....!"

"اب میں ضرور پولیس کو فون کروں گا۔!" منیجر فون کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"ضرور.... ضرور....!" موریلی نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "براہِ راست پولیس چیف کے نمبر ڈائیل کرو.... اور اس سے کہو کہ ڈانو موریلی ہمیں ہماری حماقتوں کی سزا دے رہا ہے۔ پھر اس کے جواب سے مجھے بھی مطلع کر دینا۔!"

منیجر جہاں تھا وہیں رک گیا اور اس کی طرف مڑ کر احمقانہ انداز میں جلدی جلدی پلکیں جھپکانے لگا۔

"کیا تم لوگ مجھے کوئی بدمعاش سمجھتے ہو۔!"

"نن.... نہیں.... لیکن....!"

"چلو بات کرو کرنل فرنانڈو سے....!" اس نے فون کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

منیجر جہاں کھڑا تھا.... وہیں کھڑا رہا۔

"اور تم نے.... ! کس بناء پر میرے کمرے میں الیکٹرونک بگ رکھا تھا....؟" وہ خانگی جاسوس کی طرف مڑ کر بولا۔ "مجھ سے کون سی غیر قانونی حرکت سرزد ہوئی تھی۔!"

"سس.... سب آپ سے خائف تھے سی نیور۔!" خانگی جاسوس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم لوگوں کا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا.... میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے.... لاؤ.... نکالو اپنا لائسنس....!"

"کک.... کیا.... مطلب....!"

"میں اسے منسوخ کرادوں گا.... اور تم بھیک مانگتے پھرو گے۔!"

"ہم نہیں جانتے آپ کون ہیں۔!" منیجر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"پوچھو.... کرنل فرنانڈو سے....!" وہ پھر فون کی طرف ہاتھ اٹھا کر دھاڑا۔

"ہم پوچھ لیں گے.... اب ہمیں معاف کر دیجئے۔!"

"اسپول نکالو ٹیپ ریکارڈر سے اور میرے حوالے کر دو۔!"

"بب.... بہت اچھا سی نیور....!" خانگی جاسوس جلدی سے بولا اور فرش پر بیٹھ کر اسپول نکالنے لگا۔

"میرے سلسلے میں اپنی زبانیں بھی بند رکھنا....!" موریلی غرایا۔

"بہت بہتر.... بہت بہتر.... ہمیں علم نہیں تھا کہ آپ اتنے معزز آدمی ہیں۔ ایک بار پھر معافی چاہتے ہیں سی نیور....!"

"معاف کیا....!" موریلی نے خانگی جاسوس کے ہاتھ سے اسپول لیا اور باہر نکل گیا۔

وہ دونوں کھڑے احمقانہ انداز میں ایک دوسرے کی شکل دیکھے جا رہے تھے۔

سائرو کی بیوہ نینا اپنی چھوٹی فیاٹ فرانسیا کی کمپاؤنڈ سے سڑک پر نکال لائی۔ وہ کسی قدر خوف زدہ بھی تھی۔ جلد از جلد اپنے ٹھکانے پر پہنچ جانے کی کوشش کرنے لگی۔

اس کا شوہر شہر کے بدنام لوگوں میں سے تھا۔ اس کے کئی قمار خانے مختلف علاقوں میں قائم تھے۔ کئی سال پہلے ایک بڑے جھگڑے کے دوران میں اس کے گولی لگی تھی اور وہ ختم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد نینا نے کاروبار سنبھالا۔ یہ تیس اور پینتیس کے درمیان رہی ہوگی۔ تندرست اور خاصی دلکش عورت تھی۔ کاروبار کو اس نے ایک بڑے شراب خانے کی شکل میں محدود کر لیا تھا۔ قمار خانے بند کر دیئے تھے۔ البتہ ایجنٹوں کے توسط سے منشیات کی غیر قانونی تجارت اب بھی جاری تھی۔ ساتھ ہی وہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے دوسروں کے غیر قانونی کام بھی کراتی تھی اور اس کے لئے ضرورت مندوں سے خاصی رقم وصول کرتی تھی۔ ڈانو موریلی کو وہ اونچے طبقے کے ایک ایسے بدمعاش کی حیثیت سے جانتی تھی جو پس پردہ رہ کر بڑے بڑے جرائم کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں وہ اس سے پہلے بھی اس کے لئے کئی جرائم کرا چکی تھی اور معاوضے کی بڑی بڑی رقومات نے اس کے بینک بیلنس میں وقیع اضافہ کیا تھا۔

لیکن اس وقت وہ ڈانو موریلی سے خوف محسوس کر رہی تھی۔ کھیل بگڑ جانے کی خبر سن کر موریلی کی آواز میں اسے کوئی خاص بات محسوس ہوئی تھی۔ لیکن وہ اسے کوئی نام نہ دے سکی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ شائد موریلی کو اس کی بات پر یقین نہیں آیا۔ ممکن ہے وہ سمجھ رہا ہو کہ نینا نے اسے ڈبل کراس کیا ہو۔ دوسری پارٹی سے بھی کچھ رقم وصول کر کے بات بنا دی ہو۔ پہلے تو اسے صرف "بھیڑیوں" کا خوف تھا۔ لیکن اس وقت موریلی کی طرف سے بھی خدشات میں مبتلا ہو گئی تھی۔

اس نے کئی بار سوچا تھا کہ اب اسے صرف قانونی طور پر شراب خانہ ہی چلانے تک محدود ہو جانا چاہئے۔ لیکن اس کے شوہر کے زمانے کے کارندے اسے غیر قانونی بزنس سے دستکش نہیں ہونے دیتے تھے۔

سنسان سڑک پر اس کی گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی کیمبرٹی باؤل کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ رات کا پچھلا پہر تھا اور سڑکوں پر اتنا کم ٹریفک تھا کہ انہیں سنسان ہی کہا جا سکتا تھا.... دفعتاً ایک موڑ پر ایک گاڑی اس کی راہ میں حائل ہو گئی۔ اگر اس نے فوری طور پر پورے بریک نہ لگائے ہوتے تو ٹکر ہو جانے میں کوئی کسر نہیں رہ گئی تھی۔ گاڑی کچھ ایسے ہی طریقے سے روکی گئی تھی کہ راستہ رک گیا تھا۔ اچانک اسی گاڑی سے دو آدمی کودے اور نینا کے سر پر مسلط ہو گئے۔ ایک

کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

"انجن بند کرو اور ہماری گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔!" ریوالور والے نے کہا۔

"اچھا....!" نینا سرد لہجے میں بولی۔ حالانکہ دل ڈوبنے لگا تھا۔ لیکن وہ اپنے رویئے سے خوف ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتی تھی.... وہ چپ چاپ اپنی گاڑی سے اتر کر سامنے والی گاڑی کی طرف بڑھی پچھلی سیٹ کا دروازہ اس کے لئے کھولا گیا تھا اور وہ اندر بیٹھ گئی۔ ایک آدمی پہلے ہی سے پچھلی سیٹ پر موجود تھا۔

گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ نینا خاموش بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "کیا میری گاڑی وہیں کھڑی رہے گی....؟"

"نہیں....! وہ بھی پیچھے پیچھے آرہی ہے۔!" جواب ملا۔

"تم جانتے ہو....! میں کون ہوں....!" نینا نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"ہمیں ایسے لوگوں سے سروکار نہیں جن سے جان پہچان نہ ہو۔!" جواب ملا۔

"تم جانتے ہو....! لیکن میں تمہیں نہیں جانتی۔!"

"تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔!"

"کہاں جانا ہوگا....؟"

"ابھی خود ہی دیکھ لو گی۔!"

"پچھلے ایک سال سے میرا کسی سے بھی جھگڑا نہیں ہوا۔!" نینا نے کہا۔

"ہم صلح صفائی کرانے والے نہیں ہیں۔!" اس نے قریب بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا۔ "تم کیا سمجھ رہی ہو۔!"

"کچھ بھی نہیں۔!" نینا نے لاپرواہی سے کہا۔

پھر بقیہ راستہ خاموشی سے طے ہوا تھا اور گاڑی ایک جگہ ٹھہر گئی تھی۔

"چلو اترو....!" قریب بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔

نینا نے مڑ کر دیکھا۔ دور کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹ نظر آرہی تھی۔ یہ شائد اسی کی گاڑی تھی۔

وہ نیچے اتر گئی اور تینوں آدمی اسے نرغے میں لئے ہوئے ایک جانب بڑھنے لگے۔ ایک کے ہاتھ میں ٹارچ تھی جس سے وہ راستہ دکھاتا جارہا تھا۔ چاروں طرف اندھیرے اور سناٹے کی

حکمرانی تھی۔ کوئی ویرانہ تھا، ناہموار راستوں سے گذرتے ہوئے وہ ایک چوبی عمارت میں داخل ہوئے تھے۔ ایک بڑے کمرے میں کیروسین لیمپ روشن تھا۔

"بیٹھ جاؤ....!" قریب کے آدمی نے نینا کو ایک اسٹول کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

وہ چپ چاپ اسٹول پر بیٹھ کر انہیں گھورنے لگی۔ دفعتاً ایک آدمی نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے بیگ چھین لیا اور اس کا زپ کھول کر دیکھنے لگا۔

"اوہ.... پستول.... غالباً اس میں میگزین بھی موجود ہوگا۔!" اس نے مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"میں کوئی خاتون خانہ نہیں ہوں کہ تمہیں میرے بیگ میں میک اپ کا سامان ملے گا۔!" نینا تلخ لہجے میں بولی نہ جانے کیوں اب اس کا خوف دور ہوچکا تھا۔ "یہ لوگ بھیڑیوں میں سے تو نہیں معلوم ہوتے۔!" وہ سوچ رہی تھی۔

"جینی گارڈو کہاں ہے....؟" دفعتاً ایک آدمی نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"میں کیا جانوں....!"

"یہ بکواس ہے.... تم نے ڈانو موریلی کو ڈبل کراس کیا ہے۔!"

"یہ بکواس ہے.... خود میرے چار آدمی اسی چکر میں ضائع ہوگئے۔ میں تصور بھی نہیں کرسکتی کہ گارڈو کا تعلق بھیڑیوں سے ہوگا۔ ورنہ میں اس کام میں ہاتھ ہی نہ ڈالتی۔!"

"بھیڑیوں کا نشان کوئی بھی بنا سکتا ہے۔!"

"میں نے ایک بار کہہ دیا کہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"اگر تم نے اپنی زبان نہ کھولی تو ہم تشدد کی انتہا کردیں گے۔!"

"تو تم موریلی کے آدمی ہو۔!"

"پھر تم کیا سمجھتی ہو....؟"

"میں اسے چوہا سمجھتی ہوں اگر اس نے میرے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کیا ہے۔!"

دوسرے ہی لمحے میں اس کے گال پر تھپڑ پڑا تھا اور وہ اسٹول سے نیچے گر گئی تھی۔ دفعتاً دروازے کی طرف سے آواز آئی۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ ورنہ قیمہ کر کے رکھ دوں گا۔!"

وہ بوکھلا کر مڑے.... دھندلی روشنی میں وہ اس کا چہرہ صاف طور پر نہ دیکھ سکے۔ لیکن ٹامی

گن تو انہیں صاف نظر آ رہی تھی۔ غیر ارادی طور پر ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔

"تمہارا چوتھا ساتھی تو ایک ٹھوکر بھی برداشت نہ کر سکا۔ باہر بے ہوش پڑا ہے....!" نووارد نے کہا۔

نینا سنبھل چکی تھی۔ نووارد کے بارے میں اس نے اندازہ لگایا کہ اطالوی بولنے کے باوجود بھی اطالوی نہیں ہو سکتا۔ لہجہ عربوں کا سا تھا۔

"تت.... تم کون ہو....؟" ایک آدمی ہکلایا۔

"سائرو کا ایک دوست....! جو اس کی بیوی کی توہین نہیں برداشت کر سکتا۔! نینا تم ادھر آ جاؤ.... میرے قریب.... اور تم تینوں مڑو اور دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔!"

انہوں نے خاموشی سے تعمیل کی تھی۔ نینا نووارد کے قریب کھڑی اسے حیرت سے دیکھے جا رہی تھی۔ نہ آواز شناسا معلوم ہوتی تھی اور نہ شکل ہی سے پہچانا جا سکا تھا۔

"تم ان کے ساتھ جو برتاؤ مناسب سمجھو کرو۔!" نووارد نے نینا سے کہا۔

"میں ان کی موت چاہتی ہوں۔!" نینا دانت پیس کر بولی۔

"ایک بار پھر سوچ لو....!"

"اگر یہ زندہ رہے تو موریلی فرار ہو جائے گا اور میں اس سے انتقام نہ لے سکوں گی۔!" نینا نے کہا اور جھپٹ کر اپنا بیگ اٹھا لیا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس سے پستول نکل آیا تھا۔

"نہیں.... نہیں....!" تینوں گڑگڑانے لگے۔

"ہماری طرف مڑ جاؤ....!" نینا غرائی.... اور وہ بدستور ہاتھ اٹھائے ہوئے ان کی طرف مڑ گئے.... پے در پے تین فائر ہوئے اور تین لاشیں یکے بعد دیگرے فرش پر گریں۔

"ب.... بہت.... پھرتیلی ہو....!" اجنبی ہکلایا۔ "تینوں کے دل چھید دیئے۔!"

"چوتھا کہاں ہے.... جو میری گاڑی لایا تھا۔!"

"باہر ہے.... اب کیا بے ہوش کو بھی نہیں بخشو گی۔!"

"ہر گز نہیں....!"

"تمہاری مرضی....!"

سچ مچ نینا نے بے ہوش آدمی کی کنپٹی پر پستول رکھ کر فائر کر دیا تھا۔

"الجزائری عبدالمنان اللہ کی پناہ چاہتا ہے۔!" اجنبی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"گاڑیاں کہاں ہیں....؟ مجھے راستے کا اندازہ نہیں ہے۔!"

"میرے پیچھے چلی آؤ....!" نووارد نے کہا۔

وہ گاڑیوں تک پہنچے تھے لیکن نینا کو تیسری گاڑی کہیں نہ دکھائی دی۔

"تت.... تمہاری.... گاڑی کہاں ہے....؟" نینا نے پوچھا۔

"میں تو شروع ہی سے تمہاری گاڑی میں رہا ہوں۔ جب تم کیمبرٹی باؤل سے فرانسیا کے لئے روانہ ہوئی تھیں۔!"

"ناممکن.... میری گاڑی اتنی بڑی بھی نہیں ہے کہ مجھے پچھلی سیٹ کی خبر نہ ہو۔!"

"پچھلی سیٹ اس میں ہے کہاں.... پچھلی سیٹ کی جگہ تو میں خود رکھا ہوا تھا یہ دیکھو...."

اس نے گاڑی کے پچھلے حصے میں روشنی ڈالی.... نینا کے حلق سے حیرت زدہ سی آواز نکلی تھی۔

"کیا میں اتنی ہی غافل رہی ہوں۔!" اس نے بالآخر کہا۔

"بیٹھو گاڑی میں ورنہ ہو سکتا ہے کہیں سے کوئی اور ٹپک پڑے۔!" نووارد بولا۔

"تم ہی ڈرائیو کرو گے.... مجھ میں تو اب سکت نہیں ہے۔!"

"بالکل.... بالکل....!"

کنجی اگنیشن میں موجود تھی۔ اجنبی نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی حرکت میں آ گئی۔

"میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔!" نینا کچھ دیر بعد بولی۔

"سائرو نے کبھی تم سے الجزائری عبدالمنان کا ذکر ضرور کیا ہو گا۔!"

"مجھے تو یاد نہیں پڑتا۔!"

"میری بدقسمتی ہے کہ اس نے مجھ ایسے دوست کا ذکر اپنی بیوی سے نہیں کیا۔!"

"لیکن تم میری گاڑی میں کیوں تھے....؟"

"مجھے معلوم تھا کہ تم خطرے میں ہو۔!"

"کہیں تم وہ ایرانی تو نہیں ہو جس کا قیام جینی گارڈو کے یہاں تھا۔!"

"نہ میں کسی ایرانی کو جانتا ہوں اور نہ جینی گارڈو کو۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ تمہیں علم کیوں کر ہوا اس خطرے کا....؟"

"تمہارے ستارے بہت اچھے جارہے ہیں نینا.... یہ محض اتفاق ہے کہ میں نے کسی جگہ ان چاروں کی گفتگو سن لی تھی۔ کسی نے انہیں تمہاری نگرانی پر مامور کیا تھا۔ بس پھر میں نے ان چاروں کی نگرانی شروع کردی تھی۔!"

"تم پہلے کبھی مجھ سے کیوں نہیں ملے۔!"

"میں جنیوا میں رہتا ہوں.... پچھلے ہفتے ایک کام سے آیا تھا۔!"

"بہر حال اس امداد کا بہت بہت شکریہ....! تم اپنی ٹامی گن ڈگی میں رکھ دو....! شہر میں کسی کی نظر پڑ گئی تو زحمت میں پڑو گے۔!"

اس پر اجنبی نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

"کیوں اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے....!"

"ارے بھئی لکڑی کی ہے....!" اجنبی احمقانہ انداز میں بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"کھلونا ہے.... لکڑی کی ٹامی گن.... میں نے اپنے بھتیجے کے لئے خریدی ہے۔! بالکل اصلی معلوم ہوتی ہے۔!"

نینا نے بائیں ہاتھ سے اس کی گود میں رکھی ہوئی ٹامی گن اٹھائی اور خود بھی ہنس پڑی۔

"بہت چالاک معلوم ہوتے ہو۔!"

"دھماکے والے کھیل نہیں کھیلتا.... صرف چاقو میرا ساتھی ہے۔!"

"بڑے عجیب معلوم ہوتے ہو.... تم نے مجھ سے یہ بھی نہ پوچھا کہ قصہ کیا تھا۔!"

"بھئی.... دوسروں کے نجی معاملات کی کھوج مجھے نہیں رہتی.... اگر اتفاقاً تمہارا نام ان کی زبان سے نہ سنا ہوتا تو اس وقت چین سے پڑا سو رہا ہوتا۔ بہر حال تم خود مناسب سمجھو گی تو قصہ سنا دو گی۔!"

"اطمینان سے سناؤں گی.... تم کہاں ٹھہرے ہو....!"

"ایک گھٹیا سے ہوٹل میں.... زیادہ مال دار نہیں ہوں۔!"

"اب تم میرے مہمان ہو۔!"

"نہیں نینا.... میں بدلہ نہیں چاہتا۔!" اجنبی نے دردناک آواز میں کہا۔

"تم میرے چہیتے شوہر کے دوست ہو.... بدلہ کیا.... اور پھر مجھے اس وقت سہارے کی ضرورت ہے.... میرے سب آدمی ناکارہ ہیں۔!"

"اگر یہ بات ہے تو میں تیار ہوں۔!"

نینا ابھی تک واضح طور پر اس کی شکل نہیں دیکھ سکی تھی۔

شہر پہنچتے پہنچتے تاریکی ملگجی ہو چکی تھی اور ہوا بڑی خوش گوار تھی۔

شراب خانے کے چوکیدار نے پھاٹک کھولا اور گاڑی عمارت میں داخل ہو گئی۔

شراب خانے کے عقب میں رہائشی کمرے تھے نینا اجنبی کو اپنے ساتھ اندر لیتی چلی گئی۔ پھر وہ اسے غور سے دیکھنے لگی تھی۔ اگر چہرے پر حماقت نہ برس رہی ہوتی تو بے حد اسمارٹ لگتا۔ چہرہ دلکش تھا۔!

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح تمہارے اس احسان کا بدلہ چکاؤں!" وہ کچھ دیر بعد بولی۔

"مجھے بار بار شرمندہ مت کرو.... اچھا اب اجازت دو....!"

"یہ ناممکن ہے.... صبح ہو چکی ہے.... شائد تم بھی میری طرح رات بھر جاگے ہو.... ناشتہ کرو اور سو جاؤ.... ہاں شراب کون سی پیتے ہو۔!"

"دنیا کا کوئی عبدالمنان شراب نہیں پیتا....!" اس نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"میں نہیں سمجھی۔!"

"عبدالمنان شراب نہیں پیتا....!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"سائرو بھی نہیں پیتا تھا....!"

"نہیں تھک کر بیٹھتا تھا تو پینے لگتا تھا۔!"

"بہر حال میں نہیں پیتا اور ابھی تھک کر بھی نہیں بیٹھا ہوں۔!"

"کیا کرتے ہو....؟"

"مشرق وسطیٰ سے حشیش لاتا ہوں....!"

"خطرناک کام ہے....!"

ناشتے کی میز پر اس نے عبدالمنان کو اپنی کہانی سنائی تھی اور وہ سر ہلا کر بولا تھا ہو سکتا ہے وہ

کالا آدمی کوئی شہزادہ ہو.... بہتیرے افریقی شہزادے گمنامی میں عیاشی کرنے یورپ آتے ہیں۔!"

"جہنم میں جائے.... میں تو اب موریلی سے نپٹنا چاہتی ہوں۔!"

"وہ آخر فرانسیا میں کیوں چھپا بیٹھا ہے۔!"

"فرانسیا میں کوئی غیر یورپین داخل نہیں ہو سکتا.... اس لئے ہو سکتا ہے وہ کالا آدمی اتنا ہی خطرناک ہو کہ اسے فرانسیا کا رخ کرنا پڑا ہو۔!"

"ہاں.... یہ ہو سکتا ہے.... لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"وہ کیا....؟"

"جب موریلی کے اپنے آدمی موجود تھے تو پھر اس نے تمہاری خدمات کیوں حاصل کیں۔!"

"اس لئے کہ معاملہ ایک عورت فے نیلی کا تھا اس سے میں نے تنہا نپٹ لیا تھا جب یہ معلوم ہوا کہ اجنبی گارڈو اب ان دونوں کا میزبان بن گیا ہے۔ تو مجھے کچھ سخت قسم کے لوگوں کا انتظام کرنا پڑا تھا اور اب یہ سوچ رہی ہوں کہ گارڈو بہت سخت ہے.... وہ چاروں واپس نہیں آئے.... اب سوچتی ہوں۔ کہیں گارڈو ہی بھیڑیوں کا سربراہ نہ ہو۔!"

"ہو سکتا ہے....!" عبدالمنان سر ہلا کر بولا۔ "تائب ہو جانے والے بعض اوقات کسی خاص مقصد کے تحت اپنی توبہ کی پبلسٹی کراتے ہیں۔!"

"اگر یہ بات ہے تو میں خطرے میں ہوں.... موریلی کو تو ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں۔!"

"اگر تم بھیڑیوں کی وجہ سے پریشان ہو تو مجھے اس پر غور کرنا پڑے گا کہ تمہاری پیش کش قبول کر لوں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"یہیں تمہارے پاس آ جاؤں....!"

"مجھے بے حد مسرت ہوگی.... لیکن لکڑی کی ٹامی گن یا چاقو سے کام نہیں چلے گا۔!"

"ابھی تک تو میرا کام یونہی چلتا رہا ہے۔!"

جینی گارڈو کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آنکھیں حلقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں اور وہ مسلسل ٹہلے جا رہا تھا۔

"بھائی گارڈو تم بتاتے کیوں نہیں کیا قصہ ہے۔!" جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"اگر جان کی بازی لگانی ہو تو مجھے مت بھولنا.... میں تمہارے لئے شیر کے منہ میں بھی ہاتھ ڈال سکتا ہوں۔!"

"کاش وہ کوئی مرد ہوتا۔!" گارڈو ٹہلتے ٹہلتے رک کر بولا۔

"کس کی بات کر رہے ہو....؟"

"اسی کتیا نینا کی.... فے نیلی کو اس نے بُری طرح زخمی کر دیا ہے۔!"

"میری وجہ سے اس نیک دل عورت نے بڑی تکلیف اٹھائی ہے۔ آخر میں اس کے لئے کیا کروں۔!"

"کیا تم سچ مچ پرنس ہو....؟"

"نہیں بھائی گارڈو.... میں پرنس نہیں ہوں۔!"

"تمہارا ساتھی کہاں گیا....؟"

"ظاہر ہے کہ وہ قالینوں کے بزنس کے لئے یہاں آیا تھا۔!"

"تم کیا کرتے ہو....!"

"ہم دونوں ایک ہی فرم میں ملازم ہیں۔!"

سلویا خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ دفعتاً بول پڑی۔ "اس نشان کا کیا رد عمل رہا جو میں نے ان کی گاڑی میں بنایا تھا۔!"

"تم نے دوسری دشواری میں ڈال دیا ہے سلویا۔!"

"دشواری میں ڈال دیا ہے۔!"

"ہاں... یہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ میں بھی اب اسی خون خوار گروہ سے تعلق رکھتا ہوں۔!"

"خدایا....!" وہ اچھل پڑی۔ "اس کا تو دھیان ہی نہیں آیا تھا مجھے۔!"

"لیکن میرا خیال ہے کہ شائد یہ بات نینا سے آگے نہ بڑھے وہ کسی سے بھی اعتراف نہیں کرے گی کہ اس کے آدمی مجھ پر چڑھائی کرنے گئے تھے میں نے اس پیشے سے علیحدگی ضرور اختیار کر لی ہے لیکن میرے دوست اب بھی اسی میدان کے کھلاڑی ہیں۔!"

"میں سوچ رہا ہوں کہ اس سے فے نیلی کا انتقام کیسے لیا جائے۔!" جوزف بولا۔

"تم ایک عورت پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے۔!" سلویا نے گارڈو سے کہا۔ "لیکن میں تو اس سے نپٹ سکتی ہوں۔!"

"نہیں.....!اس کی ضرورت نہیں..... میں خود دیکھ لوں گا۔!"

اسی گفتگو کے دوران میں جیمسن آگیا۔ جوزف کی زبانی نے نیلی کا حال سن کر اس نے بھی یہی کہا تھا کہ اس سلسلے میں ضرور کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔ پھر وہ گارڈو سے کیمبرٹی باؤل کا پتا پوچھنے لگا تھا۔

"کیوں.... تم کیا کرو گے.....؟" چینی گارڈو نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"سب سے پہلے تو میں یہ دیکھوں گا کہ نینا کی عمر کیا ہے۔!"

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو.....اور فی الحال گھر ہی تک محدود رہنے کی کوشش کرو۔!"

"مجھے وہ لوگ نہ پہچان سکیں گے البتہ جوزف بھی ساتھ ہو تو شاید دونوں ہی مارے جائیں۔!"

"ڈاڑھی کے بغیر بھی مارا جاؤں گا۔!" جوزف نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

بات وہیں ختم ہوگئی تھی اور دونوں اپنے رہائشی کمرے میں آئے تھے۔

"کیا خبر لائے ہو.....؟" جوزف نے آہستہ سے پوچھا۔

"تمہارے باس کو کیمبرٹی باؤل میں دیکھ کر آرہا ہوں۔!"

"پہنچ گئے وہاں تک۔!" جوزف خوش ہو کر بولا۔

"وہ تو شائد نینا کے معدے تک پہنچ گئے ہیں۔!"

"کیا مطلب.....؟"

"دونوں اس طرح ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے جیسے برسوں کی جان پہچان ہو۔!"

"باس سے تو پتھر بھی بولنے لگتے ہیں۔!"

"بس بس.....!زیادہ بکواس مت کرو..... ہم یہاں جھک مار رہے ہیں۔!"

"تم سے بات ہوئی تھی.....؟"

"ہوئی تھی.....!لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس ہدایت پر عمل درآمد کیسے ہو۔!"

"کیسی ہدایت؟ مجھے بھی بتاؤ۔!"

"انہوں نے کہا ہے کہ چینی گارڈو کو یہ مکان خالی کر کے کہیں اور چلے جانا چاہئے وہ خطرے میں ہے۔!"

"باس نے کہا ہے تو ٹھیک ہی ہوگا۔!"

"لیکن میں اسے یہ مشورہ کیسے دوں... وہ مجھ سے پوچھے گا کہ میں اس نتیجے پر کیوں کر پہنچا۔!"

"ہاں.....!یہ بات تو ہے.....!ہم تو یہاں کی سڑکوں اور گلیوں تک سے واقف نہیں ہیں۔!"

"اگر گارڈو پر کوئی بڑی مصیبت آئی تو ہم بھی اس سے متاثر ہوں گے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ مصیبت بھی اس پر ہماری ہی وجہ سے آئے گی۔!"

"واقعی اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے لہٰذا تھیلے سے نکالو میری بوتلیں.....!"

"بوتلوں میں گھس کر غور کرو گے۔!" جیمسن پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا۔

"میری عقل بوتل میں رہتی ہے۔!"

جیمسن نے تھیلے سے تین بوتلیں نکال کر میز پر رکھ دیں۔

"اب میں تمہیں کوئی اچھی سی تدبیر بتانے کی کوشش کروں گا۔!"

"تم تدبیر بتانے کی کوشش کرو گے.....!" جیمسن نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہاں..... ہاں..... تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔!"

جوزف نے دو بوتلیں احتیاط سے اپنے تھیلے میں رکھ دی تھیں اور تیسری بوتل لے کر پھر نشست کے کمرے میں آگیا تھا۔

"آؤ..... کچھ دیر شغل رہے.....!" اس نے گارڈو سے کہا۔

اور پھر اسی شغل کے دوران میں جوزف نے "بھیڑیوں" کا ذکر چھیڑ دیا۔

"تم کہتے ہو کہ انہیں کوئی نہیں جانتا۔!"

"ہاں.....!وہ ابھی تک پہچانے نہیں جاسکے..... ان کا ایک آدمی بھی گرفتار نہیں ہوسکا۔!" گارڈو نے طویل سانس لے کر کہا۔

"تب تو پھر تمہارے لئے بہت بڑا خطرہ موجود ہے۔ انہیں ضرور علم ہو جائے گا کہ کسی نے ان کا نشان استعمال کیا ہے۔!"

"میں بھی تو یہی سوچ رہا ہوں۔!"

"یہ اچھی بات ہے کہ نینا تمہیں اس گروہ سے متعلق سمجھ کر تم سے مرعوب ہو سکتی ہے لیکن اگر ان لوگوں نے تمہیں گھیر لیا تو کیا کرو گے۔!"

"تم تو وہی سب کچھ کہہ رہے ہو جو میں سوچتا رہا ہوں۔ ذہین آدمی معلوم ہوتے ہو۔!"

"ایسا نہ ہوتا تو اس بے وقوف ایرانی کا باڈی گارڈ بنا کر کیوں بھیجا جاتا۔ بہر حال مجھے ان بچیوں کی وجہ سے تشویش ہے۔!"

"تمہاری تشویش درست ہے۔ میں بھی انہیں کے متعلق سوچتا رہا ہوں۔!"

"تو پھر کیوں نہ انہیں کسی محفوظ جگہ بھجوا دو۔!"

"سلویا میرے بغیر نہیں رہے گی۔!"

"اچھا تو پھر ہم سبھی کسی محفوظ مقام پر چلے چلتے ہیں۔!"

"میدان چھوڑ کر بھاگتے ہوئے مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا.... میں بہر حال جینی گارڈو ہوں۔!"

"بچیوں کا تحفظ ضروری ہے.... کیا تمہاری انا ان سے زیادہ قیمتی ہے۔!"

"ہرگز نہیں....! میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔!"

"تب پھر یہاں سے نکل چلنے کی تیاری کرو۔ کوئی محفوظ جگہ ہو گی ہی تمہارے ذہن میں۔!"

"بہتیری ہیں۔!"

بات طے ہو گئی تھی اور جوزف نے جیمسن کو اپنی کامیابی کی اطلاع دیتے ہوئے کہا تھا۔ "بس ایک غلط بات کہہ دی تھی میں نے.... اس کی بھی اطلاع دے دوں تمہیں۔!"

"کیا بات تھی....؟"

"میں نے تمہیں بیوقوف ایرانی کہا تھا۔ حالانکہ تم نہ ایرانی ہو اور نہ بیوقوف....!"

"لڑکیوں کے سامنے کہا تھا۔!" جیمسن آنکھیں نکال کر بولا۔

"نہیں....! ہم دونوں تنہا تھے۔!"

"تب تو ٹھیک ہے....!"

"بہر حال....! وہ تیاری کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہم یہاں سے کہیں اور چلے جائیں گے۔ میری بوتل ختم ہو گئی اس چکر میں لہٰذا کل چار لانا۔!"

نینا اسے بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا تھا کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ سائرو کے پرانے ساتھیوں سے بھی اس نے اس کے سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی۔ لیکن

ان میں سے کوئی بھی الجزائری عبدالمنان کے بارے میں کچھ نہ بتا سکا۔ انہوں نے پہلے کبھی اسے نہیں دیکھا تھا۔

کہیں یہ کوئی سرکاری آدمی نہ ہو.... نینا نے سوچا.... لیکن پھر خیال آیا کہ اگر یہ کوئی سرکاری آدمی ہوتا تو کم از کم ان چاروں کو قتل نہ کرنے دیتا۔ تو پھر اس کا بھید کیسے کھلے۔ عبدالمنان قریب ہی بیٹھا چیونگم سے شغل کر رہا تھا اور وہ بھی کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتا تھا۔

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ....!" نینا نے اونچی آواز میں کہا۔

اسی کا ایک ملازم کمرے میں داخل ہوا اور ایک طرف مودبانہ کھڑا ہو گیا۔

"کیا خبر ہے....؟" نینا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"وہاں تو اب کوئی بھی نہیں ہے سی نور....!" اس نے کہا۔ "وہ لوگ شاید مکان ہی خالی کر گئے ہیں۔!"

"تم نے پڑوسیوں سے کیا معلومات حاصل کی ہیں۔!"

"سب نے لاعلمی ظاہر کی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔!"

"جاؤ معلوم کرو.... ضروری نہیں کہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو۔!"

"بہت اچھا سی نیور....!"

وہ چلا گیا اور نینا نے عبدالمنان سے کہا۔ "جینی گارڈو اپنے لوگوں سمیت غائب ہو گیا۔!"

"اوہو.... تب تو تمہارا یہ خیال درست بھی ہو سکتا ہے۔!"

"کون سا خیال....!"

"یہی کہ جینی گارڈو کا تعلق بھیڑیوں سے بھی ہو سکتا ہے۔!"

"ضروری نہیں ہے۔!"

"بالکل ضروری ہے.... اپنے آدمیوں کی گاڑی میں بھیڑیوں کا نشان دیکھ کر تم اسی نتیجے پر پہنچو گی کہ گارڈو بھی انہی سے تعلق رکھتا ہے۔!"

"سامنے کی بات ہے۔!"

"لہٰذا وہ غائب ہو گیا اور اب شاید وہ تمہاری زبان ہمیشہ کے لئے بند کر دینے کی کوشش

کرے۔ تم کسی کو بھی نہ بتا سکو کہ تم کم از کم ان میں سے ایک آدمی کو جانتی ہو۔!"

"تم بہت جلد نتائج اخذ کر لیتے ہو۔!"

"اگر میرا ذہن ایسا نہ ہوتا تو کبھی کا مارا جا چکا ہوتا۔ لیکن مجھے ان بھیڑیوں کا تجربہ نہیں۔ ان کی تنظیم زیادہ پرانی تو نہیں معلوم ہوتی۔!"

"ایک سال سے زیادہ عمر نہیں ہے لیکن پولیس کو ایک سال ایک صدی معلوم ہونے لگا ہے۔!"

"اچھا تو اب تم میرے ایک مشورے پر عمل کرو۔!"

"کہو....! کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"تم بھی غائب ہو جاؤ.... کیوں کہ دو طرفہ چوٹ پڑنے کا امکان ہے۔ موریلی کے بارے میں تم نے بتایا تھا کہ مقامی پولیس کے سربراہ سے اس کے بہت اچھے تعلقات ہیں۔!"

"ہاں کرنل فرنانڈو اس کے گہرے دوستوں میں سے ہے۔!"

"تب پھر ان چاروں لاشوں کو بھی ہر وقت ذہن میں رکھو....!"

"لیکن میں کس طرح غائب ہو سکتی ہوں۔!"

"کیا یہاں کوئی ایسا نہیں ہے جو کچھ دنوں کے لئے تمہارا کاروبار سنبھال لے۔!"

"کاروبار کی بات نہیں ہے.... وہ تو میری عدم موجودگی میں بھی چلتا رہے گا سوال یہ ہے کہ غائب کہاں ہو جاؤں۔!"

"ہم موریلی سے قریب ہی رہنے کی کوشش کیوں نہ کریں۔!"

"تم تو فرانسیا میں داخل ہی نہ ہو سکو گے۔!"

"مجھے کون روک سکے گا۔!"

"میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں۔ غیر یوروپی باشندے وہاں نہیں داخل ہو سکتے۔ وہ ایک قدامت پسند انگریز کی ملکیت ہے۔!"

"وہ لوگ مجھے غیر یوروپی قرار نہیں دے سکیں گے۔!"

"بھلا کس طرح....؟ تم تو دور سے بھی یوروپین نہیں معلوم ہوتے۔!"

"سی نیورا.... میں نے بہت دنیا دیکھی ہے اور بہتیرے پیشوں سے منسلک رہا ہوں۔ میں جب چاہوں یوروپین بن سکتا ہوں۔ تمہاری بھی ایسی شکل تبدیل کروں کہ قریب کے لوگ بھی

نہ پہچان سکیں۔!"

"پہلے خود یوروپین بن کر دکھاؤ.... پھر میں اپنی بھی شکل تبدیل کرالوں گی۔!"

"اچھا تو اب میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔ آدھے گھنٹے بعد ملوں گا۔!"

"جیسی تمہاری مرضی۔" نینا ہنس کر بولی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ویسے بھی آدمی دلچسپ معلوم ہوتا ہے۔ صرف تین گھنٹے سویا تھا اور سر پر سوار ہو گیا تھا۔ اس کی سلامتی کی اسے بہت فکر تھی۔ ویسے اس کے مشورے معقول ہی معلوم ہوتے ہیں وہ سچ مچ خطرے میں ہے۔ دو طرفہ خطرات.... آج وہ شراب خانے والے حصے میں نہیں گئی تھی۔ اچھی طرح جانتی تھی کہ کوئی نہ کوئی اس کی فکر میں ضرور ہوگا!

وہ آدھے گھنٹے سے پہلے ہی اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا اور وہ اسے دیکھ کر چونک پڑی تھی۔

"تت.... تم....!" وہ ہکلائی۔

"ہاں.... سی نورا....!" اس بار اس کا لہجہ بالکل اطالویوں کا سا تھا۔

"میں نے پہلے تمہیں کہاں دیکھا ہے۔ کہیں یہ شکل نظروں سے ضرور گزری ہے۔!" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔ "نہیں....! یہ ناممکن ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتی ہو۔!"

"تت.... تم سائرو کے چھوٹے بھائی معلوم ہوتے ہو۔!"

"چلو یہ بھی اچھا ہی ہوا.... لیکن میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔!"

"وہ مشرق بعید میں ہے.... اور کہیں تم نے اس کی تصویر تو نہیں دیکھی۔!"

"ہرگز نہیں....! میری دانست میں یہ روایتی قسم کا ایک اطالوی چہرہ ہے۔!"

"بہر حال میں تمہارے اس کمال کی بھی معترف ہوں۔!"

ٹھیک اسی وقت پھر کسی نے دروازے پر دستک دی اور عمران تیزی سے دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ نینا متحیرانہ انداز میں اس کی طرف دیکھتی رہی تھی پھر چونک کر بولی۔ "آجاؤ۔!"

ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

"کرنل فرنانڈو کا ایک آدمی آپ کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ میں نے اس سے کہہ دیا

کہ آپ تین دن سے یہاں نہیں ہیں۔!"

"ہوں....!" وہ پر تفکر لہجے میں بولی۔"اس نے یہ بھی معلوم کرنا چاہا ہوگا کہ میں کہاں مل سکوں گی۔!"

"جنیوا میں....!" وہ مسکرایا۔

"تم نے اپنے انداز سے یہ تو نہیں ظاہر ہونے دیا کہ جھوٹ بول رہے ہو۔!"

"نہیں.... سی نورا.... آپ جانتی ہی ہیں کہ میں پیدائشی اداکار ہوں۔!"

"مجھے تمہاری اس صلاحیت پر اعتماد ہے۔ میں سچ مچ جنیوا جا رہی ہوں لیکن تم لوگ میرے وہاں کے پتے سے واقف نہیں ہو۔!"

"بہت بہتر.... سی نورا....!"

"مجھے یقین ہے کہ میری عدم موجودگی میں یہاں سارے معاملات ٹھیک رہیں گے۔!"

"آپ اس کی فکر نہ کریں سی نورا۔!"

"شکریہ.... بس جاؤ....!"

وہ چلا گیا.... اور نینا پھر اسی دروازے کی طرف دیکھنے لگی جس سے عبدالمنان گزر کر دوسرے کمرے میں گیا تھا۔

پھر وہ خود بھی اٹھ کر اسی دروازے میں داخل ہوگئی تھی۔ عبدالمنان ایک آرام کرسی پر نیم دراز نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں کوئی کتاب تھی۔ نینا اس طرح کمرے میں داخل ہوئی تھی کہ اسے علم ہو جائے.... وہ چونک کر مڑا اور کتاب کو میز پر ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہارا یہ خیال بھی درست نکلا....!" نینا ہنس کر بولی۔

"کون سا خیال....؟"

"فرنانڈو کا آدمی میرے سلسلے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ اس سے کہہ دیا گیا ہے کہ میں تین دن سے یہاں نہیں ہوں۔!"

"یہ تو بہت اچھا ہوا.... اب ہم یہاں سے نکل ہی چلیں تو بہتر ہوگا۔ لیکن اگر میں سائرو کے بھائی کے میک اپ میں ہوں تو مجھے کوئی دوسری شکل اختیار کرنی چاہئے۔!"

"میں بھی یہی کہنا چاہتی تھی۔ لیکن ہم جائیں گے کہاں۔!"

"کیوں نہ فرانسیا میں قیام کریں۔ مجھے موریلی سے کچھ ضد سی ہوگئی ہے۔!"

"تو تم کیا کرو گے۔!"

"جس سے ضد ہو جاتی ہے اسے مار ڈالتا ہوں۔ میری بہت پرانی عادت ہے۔!"

"میں تیار ہوں.... لیکن اسے فراموش نہ کرنا کہ وہ مقامی پولیس کے سربراہ کرنل فرنانڈو کے خاص دوستوں میں سے ہے۔!"

"جب میں کسی کام کا تہیہ کر لیتا ہوں تو یہ نہیں دیکھتا کہ کن دشواریوں سے گزرنا پڑے گا اور میرے لئے تو پولیس ہمیشہ سے کھلونا رہی ہے۔!"

"بہت بڑے بڑے دعوے نہ کرو....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"دعوے بے بس قسم کے لوگ کیا کرتے ہیں۔ میں تو عملی آدمی ہوں تم دیکھ ہی لو گی۔!"

نینا نے میک اپ کے بعد اپنی شکل دیکھی اور مسکرا کر بولی۔"نہ صرف شکل بدل گئی ہے بلکہ تم نے تو میری عمر بھی خاصی کم کر دی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ میں تیس سال کی ہوں۔!"

"بیس سال سے زیادہ کی نہیں معلوم ہوتیں۔!" عبدالمنان بولا۔"لہٰذا اب مجھے اپنی عمر میں بھی ڈنڈی مارنی پڑے گی۔!"

ایک گھنٹے بعد وہ عقبی دروازے سے باہر نکلے تھے اور نینا کی تجویز کے مطابق پیدل ہی ایک ڈیپارٹ منٹل اسٹور کی طرف روانہ ہوگئے تھے۔ وہاں انہوں نے دو سوٹ کیس اور روزمرہ کے استعمال کی چیزیں جن میں کچھ ملبوسات بھی شامل تھے خریدے۔!

ایک شادی شدہ جوڑے کی حیثیت سے انہوں نے فرانسیا میں دو کمروں کا ایک سوٹ حاصل کیا تھا۔! لیکن تھوڑی ہی دیر بعد ان کی مایوسی کی حد نہ رہی جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ موریلی کمرہ چھوڑ کر کہیں جا چکا ہے۔!

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔!" نینا ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"پرواہ نہ کرو.... فی الحال تمہیں خود کو فرنانڈو کے آدمیوں سے دور رکھنا ہے۔!"

"ہاں.... کیا حرج ہے۔!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی اور عبدالمنان گڑبڑا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"تم نے ہوٹل کے رجسٹر میں اپنا جو نام لکھوایا ہے مجھے پسند آیا میں اب تمہیں وہی کہوں

لی۔!"

"کیا البرٹو سنا لیئنی ایسا ہی نام ہے۔!"

"یقیناً.... البرٹو میں بڑی مردانگی پائی جاتی ہے۔!" نینا ہنس کر بولی۔

تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر یک بیک چونک پڑی اور اس کی طرف اس طرح دیکھنے لگی جیسے خود اسی سے کوئی فروگذاشت ہوگئی ہو۔!

"ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔!" اس نے کہا۔

عبدالمنان پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوگیا تھا۔

نینا پر تفکر لہجے میں بولی۔ "جب وہ میرے سلسلے میں فرنانڈو سے مدد لے سکتا ہے تو پھر ان دونوں کالے آدمیوں کے لئے مجھ سے کیوں بات کی تھی۔!"

"بہت دیر سے تمہیں اس کا خیال آیا۔ حالانکہ میں پہلے ہی معاملے کی تہہ تک پہنچ چکا تھا۔!"

"تم کیا سمجھے ہو۔!"

"میری دانست میں تو یہ ڈانو موریلی دوہری زندگی گزار رہا ہے۔ اگر وہ ان کالوں کے سلسلے میں فرنانڈو سے مدد کا خواہاں ہوتا تو اس کی دوسری حیثیت فرنانڈو کے سامنے آجاتی جسے وہ بہر حال ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔!"

"یہی بات ہوسکتی ہے ورنہ ایک معاملے میں ہم جیسے لوگوں سے رابطہ رکھنا اور دوسرے معاملے میں پولیس تک جا پہنچنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔!"

"اب اگر تم اس کی دوسری حیثیت سے پردہ اٹھا سکو تو فرنانڈو سے بھی محفوظ رہ سکو گی۔ ظاہر ہے کہ اپنے چار ساتھیوں کی لاشیں ملنے کے بعد ہی اس نے فرنانڈو سے رابطہ قائم کیا ہوگا۔"

"تم اگر نہ ملتے تو یا تو میں ختم کردی گئی ہوتی یا کسی بہت بڑی دشواری میں پڑی ہوتی۔ اوہ بس ختم بھی کرو.... جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا.... روم سروس کو فون کرکے پینے کے لئے کچھ منگواؤ.... میں بڑی تھکن محسوس کر رہی ہوں۔!"

"کیا پیئو گی....؟"

"اسکاچ....!"

عبدالمنان نے اس کے لئے اسکاچ اور اپنے لئے کولڈ کافی طلب کی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ایک لڑکی مشروبات لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی اس نے میز پر ٹرے رکھ دی اور "سی" کر کے فرش پر بیٹھتی ہوئی اپنا پیر سہلانے لگی تھی۔

"کیا ہوا....؟" نینا نے پوچھا۔

"پنجہ مڑ گیا تھا سی نورا....!" لڑکی کراہ کر بولی۔ پھر وہ اٹھی.... اور لنگڑاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عبدالمنان عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ اس کی طرف دیکھے جارہا تھا۔ جب وہ دروازہ بند کرکے چلی گئی تو نینا نے پوچھا۔

"کیا اس کی لنگڑاہٹ بہت دلکش تھی....؟"

"نہیں.. تکلیف سے اس کے چہرے کی بناوٹ میں عجیب سی تبدیلی ہوئی تھی۔" اس نے کہا۔

پھر وہ تیزی سے اٹھا اور ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا میز کے قریب گھٹنوں کے بل جا بیٹھا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے میز کی تہہ سے کوئی چیز نکالی تھی اور اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا اپنی کرسی پر واپس چلا گیا تھا۔

نینا اس چیز کو حیرت سے گھورے جارہی تھی۔ یہ ایک الکٹرونک بگ تھا عبدالمنان نے جیب سے قلم تراش چاقو نکالا اور بگ کا ایک اسکریو ڈھیلا کرنے لگا تھا۔ دو منٹ کے اندر ہی اس نے اسے ناکارہ کرکے پھر میز کے نیچے لگا دیا۔

"اب ہم اطمینان سے گفتگو کرسکتے ہیں۔!" عبدالمنان مسکرا کر بولا۔

"تم عقابی نظریں بھی رکھتے ہو۔ میں نے تو لڑکی کے بیان پر یقین کرلیا تھا۔!" نینا نے طویل سانس لے کر کہا۔

عبدالمنان نے کولڈ کافی کا جگ اٹھایا اور ہلکی ہلکی چسکیاں لینے لگا۔

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم پہچان لئے گئے۔ ورنہ لڑکی یہ حرکت کیوں کرتی۔!" نینا کچھ دیر بعد بولی۔

عبدالمنان کچھ نہ بولا وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "کچھ اور بات معلوم ہوتی ہے۔ ہم پہچانے نہیں گئے.... ٹھہرو.... ابھی معلوم ہوجاتا ہے.... اگر وہی لڑکی ہاتھ لگ گئی۔!"

اس نے پھر روم سروس کو فون پر مخاطب کرکے کہا۔ "سوٹ نمبر چونسٹھ میں ایسپرین کی

چند ٹکیاں بھی بھجوادو۔۔!"

کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی اور اندر آنے کی اجازت ملنے پر پھر وہی لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ نینا کی طرف بڑھی تھی اور عبدالمنان نے دروازہ بولٹ کر دیا تھا۔ نینا کو ایسپرین دے کر وہ واپسی کے لئے مڑی تو عبدالمنان کو پستول لئے دروازہ کے قریب کھڑے دیکھا۔ اس نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ بھی کیا تھا۔ لڑکی بت بنی کھڑی رہی۔

"اگر تم چیخو گی بھی تو تمہاری آواز باہر نہیں جاسکے گی کیونکہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف معلوم ہوتا ہے۔!"

"ہاں... یہ ٹھیک.... کمرہ ساؤنڈ پروف ہے.... لیکن تم نے پستول کیوں نکال لیا ہے سی نور؟ غالباً یہ سوٹ نمبر چونسٹھ ہے۔!" لڑکی بولی۔

"بہت خوب.... اس طرح کسے اطلاع دے رہی ہو کہ سوٹ نمبر چونسٹھ میں کوئی تمہیں پستول دکھا رہا ہے۔!"

لڑکی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور وہ پھر بت بن کر رہ گئی۔

"کسی کی آمد کا انتظار نہ کرو.... تمہاری آواز کسی ایئر فون تک ہرگز نہ پہنچ سکی ہوگی.... تمہارے لگائے ہوئے آپریٹس کو میں پہلے ہی بیکار کر چکا ہوں.... وہ سفاک سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

لڑکی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور تھوک نگل کر رہ گئی۔

نینا ہاتھ میں گلاس لئے اٹھ کر اس کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے سرد لہجے میں کہا۔ "اس حرکت پر تمہیں عمر قید کی سزا بھی ہو سکتی ہے۔ سرکاری آدمیوں کی ٹوہ میں رہنا ایسا ہی جرم ہے۔!"

"سس.... سرکاری....!" وہ ہکلائی۔

"تمہیں کس نے اس حرکت پر آمادہ کیا تھا....؟"

"کرنل فرنانڈو کے ایک دوست نے۔!"

"وہ مردود کرنل فرنانڈو کے نام پر فراڈ کرتا پھر رہا ہے۔!" عبدالمنان نے نینا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"دیکھئے جناب....! اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔!" لڑکی بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"اس کی تمام تر ذمہ داری ہوٹل کے خانگی جاسوس پر ہے۔ اسی نے مجھ کو یہاں بگ لگانے کی ہدایت دی تھی۔!"

"اچھا.... ہم اسے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ تم اس کی آمد تک یہیں ٹھہرو گی۔!" اس نے کہا اور نینا سے بولا۔ "اسے دوسرے کمرے میں بند کر دو۔!"

نینا اسے دھکیلتی ہوئی دوسرے کمرے میں لے گئی تھی۔ عبدالمنان نے فون پر خانگی جاسوس سے رابطہ قائم کر کے کہا۔ "سوٹ نمبر باسٹھ میں فوراً پہنچو....!"

"کیا بات ہے....؟"

"ایک چور پکڑا ہے.... تم لوگ اتنے غافل کیوں رہتے ہو۔!"

"ابھی آیا سی نور....!" دوسری طرف سے کہا گیا۔ عبدالمنان ریسیور رکھ کر کمرے سے راہداری میں نکل آیا اور اب وہ تیزی سے سوٹ نمبر باسٹھ کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے دروازے کے قریب رک کر دوسری طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ چوتھی منزل پر رکی تھی اور خانگی جاسوس چوتھی منزل کی راہداری میں داخل ہو کر سوٹ نمبر باسٹھ کی طرف بڑھا تھا۔

عبدالمنان بدستور منہ پھیرے کھڑا تھا جیسے ہی خانگی جاسوس اس کے قریب پہنچا وہ تیزی سے کھسک کر بالکل اس سے جا لگا۔ کوٹ کی داہنی جیب سے ریوالور کی نال کا دباؤ اس کے پہلو پر ڈالتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "سوٹ نمبر چونسٹھ کی طرف.... پستول بے آواز ہے۔!"

خانگی جاسوس ہونقوں کی طرح اس کی شکل دیکھے جا رہا تھا۔

"چلو....!" وہ اسے دھکا دیتا ہوا بولا۔

اس طرح وہ اسے اپنے کمرے میں لایا تھا۔

"یہ... یہ... حرکت آپ کو مہنگی پڑے گی سی نور....!" خانگی جاسوس غصیلے لہجے میں بولا۔

"چلو....!" اس نے اسے دھکا دے کر دور ہٹا دیا اور جیب سے پستول نکال کر نینا سے بولا۔

"اسے بھی لاؤ....!"

"مجیشی....!" خانگی جاسوس اچھل پڑا۔ لڑکی ہونٹ بھینچے خاموش کھڑی تھی۔

"لڑکی....! اب بتاؤ کیا بات تھی۔!" عبدالمنان نے مجیشی سے کہا۔

"تم اپنی زبان بند رکھو گی۔!" خانگی جاسوس بولا۔

"مجھے اس پر نہ مجبور کرو کہ پولیس اسٹیشن پر تم دونوں تھرڈ ڈگری کا شکار ہو جاؤ۔!" عبدالمنان غرایا۔

"میں نہیں سمجھا۔!"

"ابھی سمجھاتا ہوں۔ سکون سے اس کرسی پر بیٹھ جاؤ.... لڑکی تم بھی بیٹھو۔!" اس نے پستول کو جنبش دے کر کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو ہمیں دھمکا نہیں سکتے۔!" خانگی جاسوس آگے بڑھ کر بیٹھتا ہوا بولا۔ مجیشی بدستور کھڑی رہی۔ عبدالمنان نے پھر اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی اور خانگی جاسوس سے بولا تھا۔ "مجھے موریلی سے متعلق پوچھ گچھ کرتے دیکھ کر تم نے میرے کمرے میں الکٹرونک بگ لگوایا۔ کیوں کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔!"

خانگی جاسوس کچھ نہ بولا۔ وہ اسے گھورے جا رہا تھا۔ عبدالمنان کہتا رہا۔ "موریلی نے غالباً تمہیں اس پر آمادہ کیا تھا کہ اگر کوئی اس کے بارے میں پوچھ گچھ کرتا ہوا نظر آئے تو تم اس کی نگرانی شروع کردو۔ تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ میں غلط نہیں کہہ رہا۔ اب تم بتاؤ کہ تم اسے کس پتے پر رپورٹ دو گے۔!"

""مم.... میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"موریلی کو کب سے جانتے ہو....؟"

"میں کسی کو نہیں جانتا۔!"

"تو پھر یہ الکٹرونک بگ....؟ میں تمہارا لائسنس اپنے دستخط سے بھی منسوخ کر سکتا ہوں۔ کیا تم سے فرنانڈو نے کہا تھا کہ وہ اس کا دوست ہے۔!"

"نن.... نہیں....!" خانگی جاسوس کی زبان سے غالباً غیر ارادی طور پر نکلا تھا۔

"تو پھر تم اس کے لئے کام کرنے پر کیوں تیار ہو گئے.... وہ کرنل فرنانڈو کا نام لے کر لوگوں کو ٹھگتا پھر رہا ہے۔!"

"مم.... میں کیا کروں.... جناب.... منیجر نے بھی اسے تسلیم کرلیا تھا کہ وہ کرنل فرنانڈو کا دوست ہے۔!"

"کیا اس نے فرنانڈو سے اس کی تصدیق کی تھی....؟"

"میرا خیال ہے کہ نہیں کی تھی۔ میں آپ کو پوری کہانی سناتا ہوں جناب....؟" پھر خانگی جاسوس نے اپنی داستان چھیڑ دی تھی۔

"اب اس کی شامت ہی آگئی ہے۔!" عبدالمنان نے اس کے خاموش ہوتے ہی کہا۔ چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "میں چاہوں تو ابھی تمہارا لائسنس منسوخ کر سکتا ہوں۔ لیکن ایسا نہیں کروں گا کیونکہ تم نے بھی دھوکا کھایا تھا۔ لو یہ میرا شناخت نامہ دیکھو....!" اس نے جیب سے ایک آئیڈنٹٹی کارڈ نکال کر خانگی جاسوس کی طرف اچھال دیا۔

خانگی جاسوس نے اسے ہاتھوں پر روک کر دیکھا تھا اور پھر اس قدر سراسیمہ نظر آنے لگا تھا جیسے شناختی کارڈ کی بجائے اپنی موت کا پروانہ دیکھ لیا ہو۔

"بلاشبہ آپ مجھے دفن کر سکتے ہیں سی نور۔!" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔!" عبدالمنان اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔

"میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں سی نور....؟"

"بس اپنی زبان بند رکھو.... منیجر سے بھی میرے بارے میں کسی قسم کی گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں اور اس لڑکی کو بھی قابو میں رکھنا.... ورنہ میں نہیں جانتا کہ تم دونوں کہاں ہو گے۔ زبان بند رکھنے کو اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر کرنل فرنانڈو اپنی فورس لے کر اس کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا تو وہ پھر ہاتھ سے نکل جائے گا۔!"

"میں سمجھ گیا سی نیور....!"

"اب بتاؤ کہ تم اسے کس پتے پر مطلع کرتے۔!"

"مجھے کاغذ اور قلم دیجئے سی نور.... مجیشی نہیں جانتی اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اور آپ کے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہ ہونے پائے۔!"

"سمجھ دار آدمی معلوم ہوتے ہو۔!" عبدالمنان نے کہا اور اس کے لئے کاغذ اور قلم مہیا کر دیئے اس نے کچھ لکھ کر کاغذ عبدالمنان کی طرف بڑھا دیا تھا۔ اس نے اسے دیکھا اور تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔

"اور تم اپنا بگ بھی نکال لے جاؤ۔!" عبدالمنان نے مجیشی سے کہا۔

جب وہ دونوں کمرے سے جا رہے تھے اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک بار پھر انہیں وارننگ دی تھی کہ وہ اپنی زبان بند رکھیں۔

نینا خاموش کھڑی رہی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے کسی ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو۔

"ذرا میں بھی تو دیکھوں تمہارا شناخت نامہ۔!"

"تم کیا کرو گی دیکھ کر.... ایسے کئی شناخت نامے مع تصویر میرے بیگ میں پڑے رہتے ہیں۔ جہاں جیسی ضرورت ہوئی اس کے مطابق استعمال کر بیٹھا اور تم دیکھنا کہ کسی دن جیل میں ہوں گا۔!"

"میرا خیال ہے کہ تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو۔!"

"کھلی ہوئی بات ہے....!" عبدالمنان مسکرایا۔

"میں تصور بھی نہیں کر سکتی کہ تم ذہنی طور پر بھی اتنے پھرتیلے ہو گے۔!"

"پتا نہیں کب سے اس بزنس میں ہوں لیکن آج تک تو کوئی مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکا۔!"

"شناخت نامہ دکھاؤ....!"

"بور ہو جاؤ گی.... دیکھ کر.... لہٰذا.... نہ دیکھو تو بہتر ہے۔!"

"نہیں میں دیکھوں گی۔!"

"یہ لو....!" اس نے شناختی کارڈ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"وہ اسے دیکھتی رہی پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "تمہارے ساتھ تو گردن ہی کٹ جائے گی۔ تم اس وقت مرکزی انٹیلی جنس بیوریو کے ایک ذمہ دار آفیسر بنے ہوئے ہو۔!"

"ذرا دیکھنا.... ہے کوئی فرق مجھ میں اور تصویر میں۔!"

"انتہائی خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو۔!"

"لیکن میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ تم جب چاہو میرا ساتھ چھوڑ سکتی ہو۔!"

"ساتھ کیسے چھوڑ سکتی ہوں.... میری ہی وجہ سے تو تم اس بکھیڑے میں پڑے ہو۔ ہاں اس نے کیا لکھ کر دیا ہے تمہیں۔!"

عبدالمنان نے جیب سے پرچہ نکالا اور پڑھنے لگا۔ "اس نے مجھ کو صرف فون نمبر دیا تھا۔ چار

تین دو آٹھ سات.... لیکن میں نے اس جگہ کا پتہ لگا لیا ہے۔ جہاں کا فون نمبر ہے چار تین بولسینا ڈسٹرکٹ کا نمبر ہے۔ دو آٹھ سات بولسینا جھیل کے قریبی قصبے لائی ٹربو کی ایک عمارت کا نمبر ہے۔ عمارت کا نام ہے راؤ لے دلا میں ایک بار پھر آپ کو اپنے پر خلوص تعاون کا یقین دلاتا ہوں سی نور۔!"

"تیز آدمی معلوم ہوتا ہے۔!" نینا طویل سانس لے کر بولی۔ "لیکن رابرٹو تمہارا تو جواب ہی نہیں ہے۔!"

"اب مجھے لائی ٹربو کے بارے میں بتاؤ۔!" عبدالمنان نے کہا۔

"یہاں سے سو کلومیٹر کے فاصلے پر لاگو دی بولسینا واقع ہے۔ اسی کے کنارے لائی ٹربو نامی قصبہ آباد ہے۔ خوب صورت جگہ ہے۔ زیادہ تر مال دار لوگوں نے وہاں اپنی شاندار عمارتیں بنا رکھی ہیں۔ اس کے نواح کی سب سے اچھی تفریح گاہ ہے۔!"

"تو پھر اب ہمیں یہاں سے رخصت ہو جانا چاہئے لیکن یہ سوٹ ہمارے ہی نام پر انگیج رہے گا۔!"

"جیسی تمہاری مرضی.... تم میری زندگی میں ایک خوش گوار تبدیلی لائے ہو۔! برسوں سے بور ہو رہی تھی۔!"

"پہلی بار کسی سے ایسی بات سن رہا ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"مجھے سب احمق اور بور سمجھتے ہیں۔!"

"تم جھوٹے ہو.... یہ ناممکن ہے۔!"

"خصوصیت سے عورتیں مجھے پسند نہیں کرتیں۔!"

"صرف شریف عورتیں نہ کرتی ہوں گی۔!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بڑی لگاوٹ سے مسکرائی اور وہ پھر بوکھلائے ہوئے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"یہ ہمیں کہاں لے آیا!" جوزف چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "میرا تو دم گھٹ رہا ہے۔!"

جیمسن بھی خاموشی سے گرد و پیش کا جائزہ لے رہا تھا۔ چاروں طرف خالی کریٹ اور ڈرم بکھرے ہوئے تھے۔ غالباً کسی بہت بڑے گودام کا ایسا حصہ تھا جہاں صرف کاٹھ کباڑ بھرا رہتا تھا۔

عجیب سی ناگوار بو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی اور دن کو اتنا اندھیرا تھا کہ کیروسین لیمپ روشن کرنا پڑا تھا۔!

گارڈو نے لڑکیوں کو کسی رشتے دار کے گھر بھجوادیا تھا اور ان دونوں کو یہاں لے آیا تھا اور اس وقت موجود بھی نہیں تھا۔ یہ دونوں تنہا تھے۔

"کیا کہا تھا تم نے....؟" جیمسن نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

لیکن جوزف کچھ نہ بولا۔

"کیا بے ہوش ہوگئے....!"

"نہیں اب بالکل ٹھیک ہوں۔!"

"تمہارے باس کی عنایت ہے.... الٹے سیدھے مشورے دیتا رہتا ہے۔!"

"باس کو کچھ نہ کہو.... میرا مصرف ہی یہی ہے۔!"

"تمہارا ہوگا.... میری نفاست پسندی اجازت نہیں دے گی کہ یہاں دو چار گھنٹے سے زیادہ زندہ رہ سکوں.... اور پھر اب دشواری یہ آپڑی ہے کہ اس جگہ کی نشاندہی کیسے کروں گا۔ یہاں اس گندے علاقے میں شائد ہی کہیں فون بھی ہو۔!"

"صبر کرو....! گارڈو کو واپس آنے دو....!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اس کی واپسی سے پہلے ہی میرا دم نکل جائے گا۔!"

"نکل جانے دو....!" جوزف نے لاپرواہی سے کہا۔

"اچھا اب تم اپنی چونچ بند رکھو مجھے کچھ سوچنے دو۔!"

پھر ایک گھنٹہ گزر گیا تھا لیکن گارڈو واپس نہیں آیا تھا۔

"پتہ نہیں اس بیچارے پر کیا گزری..!" جوزف بولا۔ "پچیس تیس منٹ کو کہہ کر گیا تھا۔!"

"اگر واقعی اس پر کچھ گزری ہے تو یہ ہمارا مقبرہ بن جائے گا۔ میں اس علاقے سے واقف نہیں ہوں۔!"

"میں سوچ رہا ہوں کہیں وہ ان لوگوں کے ہتھے نہ چڑھ گیا ہو۔!"

"ہو سکتا ہے....!" جیمسن نے لاپرواہی سے کہا۔ پھر کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔

"اگر وہ ایک گھنٹہ اور نہ آیا تو ہم یہاں سے نکل چلیں گے۔ کم از کم ان لوگوں کو اطلاع دینی

ہی چاہئے جن سے ہمارا رابطہ ہے۔!"

"تمہاری مرضی.... میں تو ہر وقت تیار ہوں....!" جوزف بولا۔

جیمسن کچھ کہنے ہی والا تھا کہ پیروں کی چاپ سنائی دی۔ کوئی انہی کی طرف آرہا تھا.... اور پھر وہ کیروسین لیمپ کی روشنی میں آگیا۔ لیکن یہ گارڈو نہیں تھا۔

"گارڈو نے تمہیں بلایا ہے۔!" اجنبی نے کہا۔ "وہ خود نہیں آسکا۔!"

"کہاں ہے....؟" جیمسن نے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ایک محفوظ مقام پر.... تم لوگ جلدی سے اپنا سامان اٹھالو.... وقت کم ہے۔!"

جوزف نے جیمسن سے پوچھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ جیمسن نے اسے بتایا تھا جوزف کے چہرے پر پہلے تو تشویش کے سائے نظر آئے۔ پھر وہ سر ہلا کر بولا۔ "چلو....!"

گارڈو کی وین گودام کے باہر کھڑی تھی وہ دونوں پچھلے حصے میں بیٹھ گئے اور اجنبی نے اس کا دروازہ باہر سے مقفل کردیا۔

"اب دیکھو....! مقدر کس کال کوٹھری میں لے جاتا ہے۔!" جیمسن برا سا منہ بنا کر بڑبڑایا۔

جوزف نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور تھیلے سے شراب کی بوتل نکال کر چھوٹے چھوٹے گھونٹ لینے لگا۔

گاڑی کس سمت جا رہی تھی انہیں اندازہ نہ ہو سکا.... رفتار بہت تیز تھی دفعتاً جیمسن نے اپنی ناک میں جلن سی محسوس کی اور پھر سانس بھی گھٹتی ہوئی سی محسوس کی تھی۔ جوزف نے بوتل میں کاگ لگا کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کردیا۔ بالکل ایسا ہی محسوس ہوتا تھا جیسے نظر نہ آنے والا دھواں ان کے پھیپھڑوں میں سمایا جا رہا ہو۔!

"یہ کک.... کیا بلا ہے۔!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور جیمسن کا گلا اس حد تک رندھ گیا تھا کہ وہ بول ہی نہ سکا۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ سیٹ سے نیچے گر کر بے حس و حرکت ہوگئے تھے۔ آغاز سفر تو ان کے ہوش میں ہوا تھا لیکن ان کے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو سکا کہ کتنی مسافت طے کرنے کے بعد اس سفر کا اختتام ہوا تھا۔ جب ہوش آیا تو وہ کسی تکلیف دہ جگہ پر چت پڑے ہوئے تھے ان کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں تھیں.... وہاں صرف وہی دونوں نہیں تھے گارڈو بھی ان کے قریب ہی اسی حالت میں پڑا ہوا تھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری حفاظت نہ کر سکا۔!" وہ انہیں ہوش میں دیکھ کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"مگر یہ ہوا کیسے....؟" جیمسن نے اس کی طرف سر گھما کر پوچھا۔

"میں تم دونوں کو وہاں عارضی طور پر چھوڑ کر ایک خالی مکان کی کنجی حاصل کرنے نکلا تھا کہ انہوں نے مجھے ایک جگہ گھیر لیا۔ تم شائد نہیں جانتے کہ ہم سچ مچ بھیڑیوں کے چنگل میں پھنس گئے ہیں۔!"

"نہیں....!" جیمسن کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یقین کرو.... انہوں نے مجھ سے پہلا سوال یہی کیا تھا کہ میں نے نینا کے آدمیوں کو ٹھکانے لگا کر ان کا نشان کیوں استعمال کیا تھا۔ بہر حال انہوں نے مجھے ایسی دھمکی دی کہ مجبور ہو کر مجھے ان کو تمہارا پتہ بتا دینا پڑا۔!"

"کیسی دھمکی....؟" جیمسن نے پوچھا۔

"انہوں نے کہا تھا کہ میری بہنوں کو پکڑ لیں گے اگر میں نے تمہارا پتہ نہ بتایا۔ انہیں علم تھا کہ میں پورشیا اور سلویا کو کہاں چھوڑ آیا ہوں۔!"

"تم نے بہت اچھا کیا....!" جوزف پہلی بار بولا۔ "بچیوں پر آنچ آنے سے پہلے ہم خود ہی مر جانا پسند کرتے۔!"

" گارڈو خود کو کتنا بے بس محسوس کر رہا ہے۔ کاش اس سے پہلے وہ خود ہی مر گیا ہوتا۔ اپنے مہمانوں کی حفاظت نہ کر سکا۔!"

"تم اس کی بالکل پرواہ مت کرو....!" جوزف بولا۔ "اگر آسمان والے کو ہمیں زندہ رکھنا منظور ہے تو وہ ہر حال میں ہماری حفاظت کرے گا۔ لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر یہاں کے بھیڑیئے ہم پردیسیوں سے کیا چاہتے ہیں۔!"

گارڈو کچھ نہ بولا۔ جیمسن بھی خاموش تھا۔

وہ غالباً کسی بڑے کمرے میں پڑے ہوئے تھے۔ بائیں جانب والی فرنچ ونڈو سے سرد ہوا کے جھونکے مسلسل چلے آ رہے تھے۔ اور وہ دور پہاڑوں کے اوپر پھولنے والی خوش رنگ شفق کو دیکھ سکتے تھے۔ شائد یہ کسی عمارت کی اوپری منزل تھی۔ کہیں قریب ہی ابابیلوں کا کوئی شور مچاتا ہوا

جھنڈ بسیرا لے رہا تھا۔

"کیا تمہارا کوئی تیسرا ساتھی بھی ہے....!" دفعتاً گارڈو نے پوچھا۔

"ک.... کیا مطلب....؟" جیمسن ہکلایا۔

"تمہارے ہوش میں آنے سے قبل ایک بدہیت آدمی یہاں آیا تھا اور مجھ سے تمہارے تیسرے ساتھی کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ میں نے لاعلمی ظاہر کی تو اس نے اس کی پہچان بتا کر پوچھ گچھ شروع کر دی تھی۔"

"کیا پہچان بتائی تھی....؟" جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"صورت سے بالکل بے وقوف معلوم ہوتا ہے۔!"

"صورت سے تو ہم دونوں ہی بے وقوف لگتے ہیں۔!" جیمسن نے کہا۔

"نہیں.... نہ وہ نیگرو ہے اور نہ تمہاری طرح دبلا پتلا....!"

"ہمارے بارے میں تم نے کیا بتایا....؟" جوزف نے سوال کیا۔

"تمہارے بارے میں اس کے علاوہ اور کیا جانتا ہوں کہ فے نیلی نے تمہیں میرے پاس اس لئے بھجوایا تھا کہ اس کے گاہک وہاں کسی نیگرو کی موجودگی پسند نہیں کرتے تھے۔!"

"بہر حال تم فکر نہ کرو....!" جیمسن بولا۔ "اب ان بھیڑیوں کا وقت قریب آ گیا ہے۔!"

گارڈو نے قہقہہ لگایا تھا اس بات پر۔

"ہاں.... ہاں.... ہمیں خوش ہی رہنا چاہئے....!" جوزف نے کہا۔

"بس اب خاموش رہو....!" گارڈو نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "اگر تم مجھے پہلے ہی بتا دیتے کہ یہاں تم لوگوں کی موجودگی کوئی خاص مقصد رکھتی ہے تو میں اس طرح مار نہ کھاتا۔ خود بھی ہوشیار رہتا اور تمہیں بھی مشورے دیتا۔!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کسی نے کمرے میں آ کر روشنی کی اور دروازے کے قریب سے انہیں دیکھتا رہا پھر وہ چلا گیا تھا۔

"یہ فرنچ ونڈو اب بند کر دی جاتی تو بہتر تھا۔!" جیمسن بولا "میں سردی محسوس کر رہا ہوں۔!"

"آواز دو اپنے غلاموں کو آ کر بند کر دیں۔!" گارڈو زہریلی ہنسی کے ساتھ بولا۔

"ارے کوئی ہے....؟" جیمسن نے احمقانہ انداز میں ہانک لگائی اور پھر حلق پھاڑ کر گانے لگا۔

"کیا پاگل ہوگئے ہو خاموش رہو....!" گارڈو نے زور سے کہا۔

"اسے بھوک لگ آئی ہوگی۔!" جوزف بولا۔ "جب تک کچھ کھانے کو نہ مل جائے اسی طرح حلق پھاڑتا رہے گا۔!"

دفعتاً دروازے کے قریب سے کسی نے للکارا.... "کیوں شور مچار کھا ہے۔!"

"سنو پیارے بھائی...!" جیمسن گڑگڑایا۔ "میری ہتھ کڑیاں پیروں میں ڈال دو اور مجھے ایک گیٹار لادو....!"

للکارنے والا قریب آگیا۔ یہ ایک قوی الجثہ اور بدہیبت آدمی تھا۔!

"تو تم دونوں بھی ہوش میں آگئے۔!" وہ انہیں گھورتا ہوا غرایا۔

"ہاں سی نور.... لیکن ہمارا یہ حشر کیوں....!" جیمسن بولا۔ "ہم تو گانے بجانے والے لوگ ہیں۔!"

"تمہارا نام جیمسن ہے.... تم کبھی ہپی ہوا کرتے تھے.... اور یہ جوزف موگونڈا ہے۔!"

"درست ہے سی نور....!"

"عمران کہاں ہے....؟"

"ارے باپ رے.... سچ مچ مارے گئے....!" جیمسن کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "تو یہ کوئی چکر تھا۔ سن لیا تم نے کالے آدمی۔!"

"کیا بکواس کررہے ہو....؟" جوزف غرایا۔

"تم چپ رہو.... میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ کوئی چکر ضرور ہے.... خواہ مخواہ ہمیں یورپ کی سیر کے لئے چھٹی نہیں دی گئی۔!"

وہ آدمی آگے بڑھا اور جیمسن کی گردن پکڑ کر اسے اٹھاتا ہوا بولا۔ "بتاؤ وہ کہاں ہے....؟"

"ہم دونوں تنہا آئے تھے ہم سے کہا گیا تھا کہ ہوائی مستقر پر کوئی ہمیں ریسیو کر کے کہیں لے جائے گا۔ لیکن وہ نامعلوم آدمی مستقر پر موجود نہیں تھا۔ مجبوراً ہمیں فے نیلی کے بورڈنگ ہاؤز کا رخ کرنا پڑا۔ وہ ایک بہت نیک دل عورت ہے لیکن اس کے گاہکوں کو کالے آدمی کے قیام پر شدید اعتراض تھا۔ اس لئے اس نیک دل عورت نے ہمیں بھائی جینی گارڈو کے سپرد کردیا۔!"

"تم نے اپنی ڈاڑھی کیوں صاف کردی۔!" اچانک جوزف سے سوال کیا گیا۔

"یہ سب میرا مضحکہ اڑاتے تھے۔!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"پہلے بھی نہیں تھی ڈاڑھی۔!"

"میں احتجاج کرتا ہوں جناب....! جیمسن بول پڑا۔ "آپ نے میری ڈارھی کی خیریت نہیں دریافت فرمائی۔!"

"میرا وقت ضائع نہ کرو.... میں عمران کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔!"

"مجھے جو کچھ معلوم تھا عرض کرچکا....!"

"تم دونوں یہاں کیوں آئے تھے....؟"

"یہاں آنے کا مشورہ تو مسٹر عمران ہی نے دیا تھا۔ میں نے ابھی آپ کو بتایا تھا کہ ہم کس طرح فے نیلی کے بورڈنگ ہاؤز تک پہنچے تھے۔ لیکن مقصد کا علم ابھی تک نہیں ہوسکا۔!"

"تم دونوں کو عنقریب پولیس کے حوالے کردیا جائے گا کیونکہ تم جعلی پاسپورٹ پر یہاں آئے ہو۔!"

"قطعی نہیں جناب ہمارے پاسپورٹ جعلی نہیں ہیں۔ جوزف کی ڈاڑھی دوبارہ اگ سکتی ہے۔!"

"اس صورت میں اگر تم نے کل صبح تک عمران کا پتہ نہ بتایا تو تمہارے جسموں کا ریشہ ریشہ الگ کردیا جائے گا۔!"

"اگر عمران سے اس طرح ہمیں نجات مل سکتی ہو تو ہمیں اس پر بے حد خوشی ہوگی۔!" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"ہم اس کے لئے کام کر کے خوش نہیں ہوتے۔!" جیمسن نے کہا۔ گفتگو اطالوی میں ہورہی تھی۔ ورنہ جوزف ضرور مداخلت کر بیٹھتا۔ بدہیبت آدمی شائد ان دونوں سے اس حد تک واقف تھا کہ اس نے جوزف سے انگریزی ہی میں سوالات کئے تھے۔

"لیکن نہیں....!" جیمسن کہتا رہا۔ "مجھے صرف اپنے بارے میں یہ کہنا چاہئے.... جوزف تو اس کا زر خرید غلام ہے.... اس سے غداری نہیں کرے گا۔!"

بدہیبت آدمی چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر دروازے کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ "تم میرے ساتھ آؤ....!" جیمسن نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر بائیں آنکھ دبائی تھی اور اس

کے پیچھے ہو لیا تھا۔

وہ البرٹو سنالینی ہی بنا رہا اور نینا بیوی کی حیثیت سے اس کی ہم سفر رہی۔ قصبہ لائی ٹربو تک انہوں نے بس کے ذریعے سفر کیا تھا اور سر شام منزل مقصود تک پہنچ گئے تھے۔ یہ علاقہ نینا کا دیکھا بھالا ہوا تھا اس لئے قیام کے لئے ایک مناسب سی جگہ بھی مل گئی تھی۔ بڑا خوب صورت ماحول تھا اس علاقے کا جھیل کے گرد کی پہاڑیاں سرسبز و شاداب تھیں۔ جن پر جگہ جگہ صاف ستھری عمارتیں نظر آتی تھیں۔ جھیل کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے ہٹ بکھرے ہوئے تھے۔

"میں بہار کے موسم کا کچھ حصہ یہاں گزارتی ہوں۔!" نینا نے کہا۔

"کیا فائدہ ہوتا ہے اس سے....؟"

"بہت فائدہ ہوتا ہے۔ شہر کی مصروف زندگی سے کچھ دنوں کیلئے پیچھا چھوٹ جاتا ہے۔!"

"کیا کسی نے تمہیں شہر کی مصروف زندگی گزارنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ مستقل طور پر یہیں رہا کرو۔!"

"تم کسی بات کا سیدھی طرح جواب دینا بھی جانتے ہو یا نہیں۔!"

"مجھے بے حد افسوس ہے۔!" وہ احمقانہ انداز میں بولا۔ "مجھے عورتوں سے گفتگو کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔!"

"میں سکھادوں گی....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"اب مجھے کیا کہنا چاہئے اس پر....!"

"میرا شکریہ ادا کرو....! سچ بتاؤ کبھی کسی سے محبت بھی کی ہے تم نے۔!"

"شادی ہی نہیں کی پھر محبت کیسے کرتا۔!"

"محبت کے لئے شادی تو ضروری نہیں ہے۔!"

"ہمارے یہاں جس سے شادی ہوتی ہے صرف اسی سے محبت کی جاسکتی ہے۔ کسی غیر عورت سے محبت کا تصور یہودی سازش کا نتیجہ ہے۔!"

"خدا کیلئے بات بات پر اپنا عرب ہونا مت جتاؤ...اب محبت بھی یہودی سازش کا نتیجہ ہوگئی۔!"

"بے شک....! غیر عورت سے محبت کرنا یسوع مسیح کی تعلیم کے منافی تھا۔ یہودیوں نے محبت کی داستانیں گڑھیں اور جا بجا گاتے پھرے۔ نوجوانوں کے ذہنوں پر ان کہانیوں کا نشہ طاری ہونے لگا اور وہ مسیح کے بندھنوں سے آزاد ہونے لگے۔!"

"بس بس.... بور مت کرو....!" نینا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "ہم کسی نیک کام کی نیت سے نہیں نکلے ہیں۔!"

"مجھے صرف اپنے چاقو سے محبت ہے جو میری راہ میں حائل ہونے والوں کا لہو چاٹ لیتا ہے۔!"

"یہ بھی غالباً مسیح کی تعلیم کا کوئی جزو ہوگا۔!" نینا نے طنزیہ کہا۔

"مسیح کا نام تو میں نے یہودیوں کی ضد میں لیا تھا۔ مجھے کسی سے بھی دلچسپی نہیں۔ میرا مذہب خنجر کی دھار ہے۔!"

"ابھی تک تو صرف ذہنی جنگ کے ماہر ثابت ہوئے ہو۔!"

"کبھی چاقو کے ہاتھ بھی دیکھ لینا۔!"

"اچھا سنو....!" دفعتاً پر تفکر لہجے میں بولی۔ "کیا میرا ایک مشورہ قبول کرو گے۔!"

"ضرور.... ضرور....!"

"اب البرٹو سنالینی والا قصہ ختم کر دو۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"اگر اس کی جان پہچان کا کوئی آدمی مل گیا تو تم دشواری میں پڑو گے۔ یہ ایک ایسی تفریح گاہ ہے جہاں زیادہ تر سرکاری آفیسر چھٹیاں گزارتے ہیں۔!"

"اگر ایسا ہے تو تم نے معقول مشورہ دیا ہے۔ اچھی بات ہے تو پھر وہی الجزائری عبدالمنان۔!"

"وہ تو اصلی شکل ہے نا تمہاری۔!"

"صد فیصد اصلی....!"

"پتہ نہیں کیوں.... اصلی شکل سے بالکل احمق لگتے ہو۔!"

"حشیش کی تجارت نے صحت سے زیادہ چہرے پر اثر ڈالا ہے۔ بہر حال اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔!"

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔!" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"ڈانو موریلی کی تلاش میں۔!"

"اور تم خواہ مخواہ میرے لئے خطرے میں پڑے ہو....؟" نینا نے سوال کیا۔

"اس کا صحیح جواب میں ابھی نہیں دے سکوں گا۔ بہر حال تم خطرے میں تھیں۔ کیمبرٹی باؤل میں بیٹھی رہ کر نقصان میں رہتیں۔!"

پھر وہ اس عمارت کی تلاش میں نکلے تھے جس کے بارے میں فرانسیا کے خانگی جاسوس سے معلومات حاصل ہوئی تھیں۔ عبدالمنان نے اپنے میک اپ میں تبدیلی نہیں کی تھی۔ نینا نے ایک بار پھر اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اس میک اپ کی وجہ سے زحمت میں پڑ سکتا ہے۔ جواب میں اس نے کہا تھا کہ فی الحال وہ میک اپ اس کے لئے ضروری ہے۔!"

پہاڑی پر بنی ہوئی الگ تھلگ عمارت بڑی شاندار تھی۔ پرانی وضع کی تھی لیکن اس میں کچھ جدید ترین تبدیلیاں کی گئی تھیں۔ عمارت کے مقابل ایک ٹیلے پر پہنچ کر وہ رک گئے ایک فرنچ ونڈو بالکل ان کے سامنے تھی اور پوری طرح روشن نظر آ رہی تھی۔

"کیا اسی وقت کچھ کر گزرنے کا ارادہ ہے؟" نینا نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"حالات پر منحصر ہے۔!" اس نے کہا اور تھیلے سے دوربین نکالی۔

"اس اندھیرے میں دوربین کیوں نکالی ہے۔!"

"ذرا روشن کھڑکیوں کا جائزہ لوں گا۔ اس فرنچ ونڈو میں کچھ لوگ نظر آ رہے ہیں۔!" اس نے کہتے ہوئے دوربین آنکھوں سے لگائی اور دوسرے ہی لمحے میں بولا۔ "واہ.... وہاں تو تین آدمی فرش پر چت پڑے ہوئے ہیں۔ خوب خوب ایک سیاہ فام بھی ہے۔!"

"مجھے دینا....!" نینا نے مضطربانہ انداز میں دوربین پر ہاتھ ڈال دیا.... اب وہ فرنچ ونڈو کی طرف دیکھ رہی تھی۔ دفعتاً بول اٹھی۔ "اوہ....! موریلی.... وہ کمرے میں داخل ہوا ہے۔ بے شک ان میں سے ایک سیاہ فام آدمی معلوم ہوتا ہے۔ شائد وہ دونوں اس کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔ مگر تیسرا کون ہے۔!"

اس نے دوبارہ دوربین اسے پکڑا دی۔

"اوہ.... تو یہ ہے موریلی.... خاصی خوفناک صورت والا ہے۔!"

"پتہ نہیں ان لوگوں کا کیا چکر ہے۔!"

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"کچھ نہیں.... اوہ.... ان میں سے ایک کو اس نے اٹھا کر کھڑا کر دیا ہے۔ خوب اس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ہیں۔ وہ اس سے کچھ کہہ رہا ہے۔!"

"لاؤ.... دیکھوں....!" نینا نے دوربین کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"نہیں.... ٹھہرو.... وہ جا رہا ہے.... اور اس کے پیچھے وہ آدمی ہے جس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ہیں۔ وہ دونوں چلے گئے۔ اب دیکھو.... یہ کون ہے.... جس نے فرنچ ونڈو کی طرف سر گھمایا ہے۔!" اس نے دوربین نینا کو تھما دی۔

"یہ.... یہ تو.... جینی گارڈو معلوم ہوتا ہے.... یہ بھی پکڑا گیا۔ ہو سکتا ہے کچھ دیر بعد یہاں سے تین بنڈل برآمد ہوں اور لاگوڈی بولسینا میں غرق کر دیئے جائیں۔!"

"میری موجودگی میں یہ ناممکن ہے.... اب تم جاؤ ہٹ میں میرا انتظار کرنا....!"

"یہ ناممکن ہے.... میں بہر حال تمہارے ساتھ ہی رہوں گی۔!"

"کیا تم درخت پر چڑھ سکتی ہو۔!"

"پھر بیوقوفی کی باتیں شروع کر دیں۔!"

"نہیں میں اس درخت کی بات کر رہا ہوں جس کی ایک شاخ فرنچ ونڈو پر جھکی ہوئی ہے۔!"

"میں تمہیں اس حماقت کی اجازت نہیں دوں گی۔ پتہ نہیں عمارت میں کتنے آدمی ہوں۔!"

موریلی اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا اور جیمسن کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔ "میں غلط نہیں کہہ رہا۔ فاقوں سے تنگ آ کر میں نے اس کے لئے کام کرنا شروع کیا تھا۔ اب گردن تک پھنس چکا ہوں۔ اگر مجھے صرف ایک بار ہی موقع مل جائے تو میں نکل بھاگوں گا۔ ویسے اصل آدمی تو ایکس ٹو ہے۔ عمران بھی ایک آلۂ کار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔!"

"کرنل ہوریشیو پر تو عمران ہی نے ہاتھ ڈالا تھا۔" موریلی اسے گھورتا ہوا بولا۔

"خدا کی پناہ....! تو یہ قصہ ہے.... کک.... کیا تم وہی ایجنٹ ہو جس نے ایکس ٹو کو ڈبل کراس کیا تھا۔!" جیمسن کے لہجے میں حیرت بناوٹی نہیں تھی۔

"فضول بکواس سننے کے لئے تمہیں یہاں نہیں لایا۔!"

"تب پھر صاف صاف سن لو کہ میں عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ اگر تم اس کے احوال سے تھوڑی بہت واقفیت بھی رکھتے ہو تو تمہیں علم ہوگا کہ کالا آدمی میری نسبت اس سے زیادہ قریب ہے۔!"

"میں تم دونوں کی کھال اتار دوں گا۔!" کہہ کر موریلی نے کسی کو آواز دی ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

"ان دونوں کو بھی لاؤ.... اس نے اس سے کہا۔ جیمسن سختی سے ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔ اس کی اسکیم فیل ہوگئی تھی۔ وہ موریلی کو شیشے میں نہیں اتار سکا تھا۔ ویسے اسے خوشی تھی کہ وہ یہاں عمران کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ لیکن وہ فون نمبر جس پر کسی ہمدرد سے رابطہ قائم کرتا رہا تھا کہیں تشدد کے دوران میں وہ فون نمبر اس کی زبان سے پھسل نہ جائے اور ان پر تشدد ہونا لازمی ٹھہرا.... ضروری نہیں کہ ان پر نظر رکھنے والے اب بھی ان کے احوال سے واقف ہوں۔

تھوڑی دیر بعد جوزف اور گارڈو بھی اسی کمرے میں پہنچا دیئے گئے۔ جوزف نے جیمسن کو گھور کر دیکھا تھا اور پھر موریلی کی طرف متوجہ ہوگیا تھا۔

"جوزف موگنڈا....!" موریلی سرد لہجے میں بولا۔ "تمہارا آخری وقت قریب ہے۔!"

"یہ اطالوی نہیں جانتا....!" جیمسن بول پڑا۔

"میں جانتا ہوں....!" موریلی نے کہا اور یہی جملہ انگریزی میں دہراتا ہوا بولا۔ "صرف پندرہ منٹ دے رہا ہوں اگر تم نے عمران کا پتہ نہ بتایا تو زندہ آگ میں جھونک دیئے جاؤ گے۔!"

"آسمان والا مجھ پر مہربان ہے مسٹر کہ میں باس کا پتہ نہیں جانتا.... اگر جانتا بھی ہوتا تو تم مجھ سے نہ اگلوا سکتے۔!"

"یہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے....!" جیمسن بولا۔

"تم خاموش رہو....!" موریلی غرایا۔

"میرا مطلب تھا کیا یہاں کوئی ایسی کرسی نہیں جس پر بیٹھا کر تم مشینی ذرائع سے ہمیں سب کچھ اگل دینے پر مجبور کر دو۔ جیسے کرنل ہوریشیو نے ایکس ٹو سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔!"

"اس بکواس کا مطلب....!"

"تمہیں بھی آسانی ہوگی اور ہم پر بھی اس کی ذمہ داری نہ ہوگی کہ ہم نے اگل دیا۔!"

"میں سمجھ گیا تم کیا چاہتے ہو۔!" موریلی کے ہونٹوں پر خوفناک سی مسکراہٹ نمودار ہوئی دفعتاً جوزف اردو میں بولا۔ "یہ وہ آدمی نہیں جس کا تصویر ہمارے پاس تھا۔!"

"میں بھی دیکھ رہا ہوں اندھا نہیں۔ چپ چاپ کھڑے رہو۔!" جیمسن نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

موریلی نے ڈپٹ کر پوچھا تھا کہ ان دونوں نے ایک دوسرے سے کیا کہا تھا۔

"شراب مانگ رہا تھا۔!" جیمسن بولا۔ "ہر وقت پیتا رہتا ہے۔ کئی گھنٹے سے نہیں ملی۔ کم از کم چھ بوتلیں اس کے سامنے رکھوا دو شائد ترنگ میں آکر بتا ہی دے جو کچھ جانتا ہے۔!"

"بکواس مت کرو.... سب سے پہلے میں گارڈو کو ذبح کر دوں گا۔ ہو سکتا ہے اس دوران میں تم دونوں کو عقل آجائے۔!" یہ کہہ کر اس نے میز کے پائے سے لگا ہوا ایک بٹن دبایا تھا۔ جیمسن نے گارڈو کی طرف دیکھا اس کے چہرے سے ذرہ برابر بھی مترشح نہیں ہوتا تھا کہ وہ خائف ہے۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور آنکھیں سرخ تھیں۔

وہ آدمی جو ان دونوں کو اس کمرے میں لایا تھا وہیں موجود تھا۔ دفعتاً موریلی غصیلے لہجے میں بولا۔ "جاؤ دیکھو....! وہ آئے کیوں نہیں۔!"

وہ دروازے سے نکلا ہی تھا کہ اچھل کر پھر کمرے میں آپڑا۔ بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے کسی نے اس کو اٹھا کر کمرے کے وسط میں پھینک دیا ہو۔ موریلی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک آدمی داخل ہوا اور اپنا داہنا ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "قانون کے نام پر۔!"

موریلی جہاں تھا وہیں رک گیا۔ تینوں قیدی بھی دروازے کی طرف مڑے تھے۔

"تمہیں اندر داخل ہونے کی جرأت کیسے ہوئی۔!" موریلی دہاڑا۔

"میں نے قانون کا حوالہ دیا تھا۔!" نووارد نے نرم لہجے میں کہا اور پھر ایک عورت کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اس پر نظر پڑتے ہی موریلی اچھل پڑا۔

"نینا سائرو....!"

"ہاں.... سی نورڈا نو موریلی....!"

موریلی کے آدمی نے فرش پر پڑے ہی پڑے ریوالور نکال لیا تھا۔ لیکن جوزف نے ہتھ

کڑیوں سمیت اس پر چھلانگ لگائی اور ریوالور چکنے فرش پر پھسلتا ہوا عورت کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے بڑے اطمینان سے جھک کر اسے اٹھالیا۔

اچانک موریلی کچھ لوگوں کے نام لے لے کر چیخنے لگا تھا۔

"خواہ مخواہ حلق نہ پھاڑو۔!" اجنبی پر سکون لہجے میں بولا۔ "وہ سب اسی کمرے میں بے ہوش پڑے ہیں۔ جہاں تاش کھیل رہے تھے۔!"

"تم کون ہو....؟"

"قانون کا ایک محافظ.... تمہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ تم ان تینوں کو ہتھ کڑیاں پہناؤ۔!"

اس دوران میں جوزف نے موریلی کے آدمی کو رگڑ ڈالا تھا۔ وہ جلدی ہی بے حس و حرکت ہو گیا۔

"شناخت نامہ دیکھے بغیر میں تمہارے بیان پر یقین نہیں کر سکتا۔!"

اس نے جیب سے شناخت نامہ نکال کر اس کی طرف اچھال دیا۔ موریلی نے اسے ہاتھوں پر روکا تھا اور بغور دیکھنے لگا تھا۔

"یہ بھیڑیوں کا سربراہ ہے سی نور....!" دفعتاً گارڈو بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "ہم تینوں اس کے راز سے واقف ہو گئے تھے۔!"

"تم چپ رہو....!" موریلی پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"چیخو مت....! میرے ساتھ ایک خاتون بھی ہیں۔!" نووارد بولا۔

"البرٹو سنالینی....! مجھے حیرت ہے کہ تم مجھے نہیں جانتے۔!" موریلی نے نرم لہجے میں کہا۔ "یہ تینوں چور ہیں۔ تم نے مشہور بدمعاش جینی گارڈو کا نام ضرور سنا ہو گا.... وہ رہا... اور تم ایک بدمعاش عورت کے کہنے پر یہاں دوڑے چلے آئے ہو۔!" نینا نے جھپٹ کر ایک تھپڑ موریلی کے گال پر رسید کیا۔ شائد اس سے حماقت ہی سرزد ہوئی تھی کیونکہ دوسرے ہی لمحے میں موریلی نے اس کے بائیں ہاتھ سے ریوالور چھین لیا جسے کچھ ہی دیر پہلے اس نے فرش سے اٹھایا تھا۔ پھر اس نے اسے دھکا دیا تھا اور ان دونوں پر ریوالور تان کر بولا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔!" نینا کے ہاتھ غیر ارادی طور پر اوپر اٹھ گئے تھے۔ لیکن اس کا ساتھی بدستور لاپرواہی سے کھڑا رہا۔ پھر وہ آہستہ سے بائیں جانب ہٹا تھا۔

"گولی مار دوں گا....!" موریلی نے دھمکی دی اور پیچھے ہٹ کر پھر میز کے پائے سے لگا ہوا بٹن دبانے لگا۔

"بتاؤ....! اس عورت نے تم سے کیا کہا تھا۔!" اس نے ریوالور کو جنبش دے کر سوال کیا۔

"اس نے کوئی خاص بات نہیں کہی تھی۔ لیکن جینی گارڈو نے تم پر جو الزام عائد کیا ہے اس کی جواب دہی کے لئے تیار ہو جاؤ۔!" نووارد نے کہا۔

"میں تمہیں یہیں دفن کر دوں گا۔ اسی کو جواب دہی سمجھ لینا۔!"

"تو تمہیں اعتراف ہے کہ تم بھیڑیوں کے سربراہ ہو۔!"

"ہاں.... میں ایک بھیڑیا ہوں.... سربراہ سمجھ لو.... پھر....؟"

"ابھی بتاتا ہوں....!" وہ کہتا ہوا ایک قدم آگے بڑھا ہی تھا موریلی نے فائر کر دیا۔ اس نے ایک جانب چھلانگ لگائی موریلی نے دوسرا فائر کیا.... وہ بھی خالی گیا.... پھر تیسرا.... چوتھا.... پانچواں.... چھٹا.... اور اس کے بعد اس نے موریلی پر چھلانگ لگائی تھی۔

"واہ.... وا.... میرے دلیر.... میرے جیالے.... عرب....!" نینا اچھل اچھل کر تالیاں بجا رہی تھی۔

"کمال ہے.. کمال ہے..!" جینی گارڈو کے دانت نکلے پڑ رہے تھے۔ جوزف اور جیمسن خاموش کھڑے ایک دوسرے کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اس وقوعے پر یقین نہ آ رہا ہو۔!

اجنبی کا مکا موریلی کے جبڑے پر پڑا تھا لیکن ایسا ہی معلوم ہوا جیسے اس نے کسی دیوار پر مکا مارا ہو۔ پھر موریلی اس سے لپٹ پڑا تھا۔

"اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔!" جیمسن بڑبڑایا۔

"کچھ بھی نہیں....!" گارڈو نے کہا۔ "بہت جاندار آدمی معلوم ہوتا ہے اسے ٹھیک کر دے گا۔ پتہ نہیں یہ کون ہے۔ اگر نینا کا ساتھی ہوا تو میرے لئے بدستور خطرہ باقی ہے۔!"

"تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے بھائی گارڈو۔!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تمہارے لئے ہم اپنی جانیں دے دیں گے۔!"

"ہماری ہتھ کڑیاں۔!" جیمسن چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

موریلی نے اجنبی کو دور اچھال دیا تھا۔ وہ پھر اٹھا اور کسی لڑاکے مرغ کی طرح حملے کا پہلو

تلاش کرتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے موریلی سے خوف زدہ ہو..... موریلی اسے محسوس کرتے ہی شیر ہو گیا۔ اس نے اجنبی پر چھلانگ لگائی اور اپنے ہی زور میں منہ کے بل فرش پر چلا آیا۔ دوسرے ہی لمحے میں اجنبی اس کی پشت پر سوار تھا۔ لیکن موریلی نے اسے پھر اچھال پھینکا۔ اتنی مہلت ہی نہیں دی تھی کہ وہ اسے اپنے پیروں سے جکڑ سکتا۔ اس کے بعد وہ خود بھی اٹھ ہی رہا تھا کہ اجنبی کی ٹھوکر اس کی پیشانی پر پڑی اور وہ کریہہ سی آواز کے ساتھ دوسری طرف الٹ گیا۔ دوسری ٹھوکر بائیں پہلو پر پڑی۔ تیسری ٹھوڑی پر..... پھر موریلی اٹھ نہیں سکا تھا۔ ٹھوکریں کھا کھا کر حلق پھاڑتا رہا..... ذرا ہی سی دیر میں وہ بے سدھ ہو گیا۔ البرٹو نے اس کی جیبیں ٹٹول کر کچھ چیزیں برآمد کیں۔ جن میں ہتھ کڑیوں کی چابیاں بھی تھیں۔

وہ تینوں آزاد ہو گئے۔

"تم تینوں بھاگ جاؤ۔!" البرٹو بولا۔ اس نے دوسروں کی نظریں بچا کر جیمسن کو آنکھ بھی ماری تھی۔

"یہ..... یہ.....!" نینا گارڈو کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"یہ بھی جائے گا۔!"

"یہ میرے چار آدمیوں کا قاتل ہے۔!" نینا اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولی۔

"تم نے بھی میرے سامنے چار کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔!" اس نے بھی اتنی بھی آہستگی سے کہا کہ دوسرے سن نہ سکیں۔ نینا کچھ نہ بولی اور اس نے ان تینوں سے پھر کہا کہ وہ وہاں سے چلے جائیں۔

جیمسن اور جوزف نے گارڈو کے بازو پکڑے تھے اور دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے اور البرٹو انہیں بتاتا رہا تھا وہ کس طرح صدر دروازے تک پہنچیں گے۔!

ان کے چلے جانے کے بعد البرٹو نے ہتھ کڑیوں کا ایک جوڑا موریلی کے بے ہوش ملازم کے ہاتھوں میں ڈالا اور دوسرا پیروں میں۔

نینا خاموشی سے سب کچھ دیکھتی رہی۔ پھر دفعتاً وہ موریلی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے گھورتی رہی اور پھر تیزی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔

"ارے..... ارے..... یہ تو مر گیا۔!" وہ اس پر جھکی ہوئی گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی۔

"ہو سکتا ہے.....!" البرٹو لاپرواہی سے بولا۔ "بائیں پہلو پر پڑنے والے ٹھوکر نے حرکت قلب بند کر دی ہو گی۔ ویسے تم اسے ڈانو موریلی کی حیثیت سے کب سے جانتی ہو۔!"

"میرا خیال ہے پچھلے تین سال سے۔!"

"اب میں تمہیں اس کی اصلی شکل دکھاؤں گا۔!"

وہ نینا کو اس کے قریب سے ہٹا کر خود اس پر جھک پڑا۔ قریب ہی پڑے ہوئے اپنے تھیلے سے کوئی سیال نکالا تھا اور اس کے چہرے کے بعض حصوں کو تر کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ موریلی ہے۔!

"یہ کون ہے.....؟ میں تو اسے نہیں جانتی۔!"

"موریلی کی حیثیت سے یہ غالباً بھیڑیوں کا سربراہ تھا۔ لیکن میں بھی نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔!"

"اب کیا کرو گے.....!"

"اسے اپنے کپڑے پہناؤں گا اور خود اس کا لباس پہنوں گا۔ تم دوسری طرف منہ کر کے کھڑی ہو جاؤ۔!"

پانچ چھ منٹ بعد اس نے کھکار کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔!

"مگر تم نے یہ کیوں کیا ہے.....؟" نینا مضطربانہ انداز میں بولی۔

"اب میں اس کے سینے پر بھیڑیوں کا نشان بناؤں گا اور ہم یہاں سے نکل چلیں گے۔ فی الحال خاموش رہو باتیں بعد میں ہوں گی۔!" اس نے کہا اور تھیلے سے قلم نکال کر مردہ آدمی کی قمیض پر کھوپڑی اور خنجر بنایا۔ بے ہوش آدمی کے ہاتھ پیروں سے ہتھ کڑیاں نکالیں اور نینا کا بازو پکڑے ہوئے عمارت سے باہر نکل آیا۔

کچھ دیر بعد وہ اسی ہٹ میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں انہوں نے قیام کیا تھا۔ نینا اس کے لئے کافی انڈیل رہی تھی۔

"اب میں تمہارے اس سوال کا جواب دوں گا۔ ذرا گرما گرم کافی کا ایک کپ پی لینے دو.....!" اس نے خاموش ہو کر کافی کا گھونٹ لیا اور طویل سانس لے کر بولا۔ "اگر میں اسے موریلی ہی کی حیثیت سے وہاں پڑا رہنے دیتا تو اس کے گرگے ہماری تلاش میں نکل کھڑے ہوتے اور اب ہوش

میں آنے کے بعد جب ایک اجنبی کی لاش میرے لباس میں دیکھیں گے اور اس کے سینے پر اپنے گروہ کا نشان بھی دیکھیں گے تو یہی سمجھیں گے کہ موریلی اسے مار کر کسی وجہ سے کہیں چل دیا۔ اس طرح وہ اس لاش کو ٹھکانے بھی لگا دیں گے۔!"

"تم نے اپنا شناختی کارڈ بھی اٹھایا تھا وہاں سے یا نہیں۔!"

"میں ایسی چیزیں بھولا نہیں کرتا۔!"

"مجھے یقین نہیں کہ تم اس دنیا کے آدمی ہو۔!"

"مریخ سے آیا ہوں۔!"

"سچ بتانا.... تم واقعی سائرو کے دوست ہو یا نہیں.... میرا خیال ہے کہ تم عرصہ سے موریلی کی تاک میں رہے تھے اور وہ دونوں دراصل تمہارے ہی آدمی تھے۔!"

"اگر میں سائرو کا دوست نہیں.... تب بھی میں نے تمہارے ساتھ کوئی بُرائی نہیں کی۔ موریلی کے بارے میں سچی بات یہ ہے کہ میں اس کی تاک میں تھا۔ اس نے یہاں میرا بزنس خراب کرنے کی کوشش کی تھی۔ ہاں وہ میرے ہی آدمی تھے اور اسی لئے یہاں آئے تھے کہ موریلی ان سے چھیڑ چھاڑ کرے اور میں اسے ٹھکانے لگا دوں۔ لیکن یقین کرو کہ میں اسے موریلی کی حیثیت سے نہیں جانتا تھا۔ یہ آسانی مجھے تمہاری ہی وجہ سے ہوئی اور ہاں....! میں تم سے صرف اتنا ہی چاہوں گا کہ تم جینی گارڈو کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔!"

"تم کہتے ہو تو یہی ہوگا۔!" وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بڑے پیار سے بولی۔

"الجزائری عبدالمنان تمہیں ہمیشہ یاد رکھے گا۔!"

"اور جب بھی یہاں آئے گا میرا مہمان رہے گا۔!"

لیکن دوسری صبح جب وہ بیدار ہوئی تو الجزائری عبدالمنان اپنے تھیلے سمیت غائب تھا اور کیوں نہ غائب ہو جاتا اسے تو روم پہنچ کر ان دو قربانی کے بکروں کو تلاش کرنا تھا جن کی وساطت سے وہ نینا تک پہنچا تھا اور پھر نینا نے اس کی راہنمائی موریلی تک کی تھی۔ گارڈو اور نینا کو اصل قصے کا علم نہ ہو سکا۔

روم پہنچ کر جیمسن نے بتائے ہوئے فون پر نمبر رنگ کر کے ہدایات طلب کی تھیں۔ اس سے کہا گیا تھا کہ وہ دونوں نصف شب کو ہوائی مستقر پر پہنچ جائیں اور وہ گارڈو کی عدم موجودگی میں

چپ چاپ گھر سے نکل آئے تھے۔

عمران ہوائی مستقر پر ان کا منتظر تھا۔ انہیں دیکھتے ہی چہک کر بولا۔ "اخاہ....! خاصے تندرست ہو رہے ہیں آپ لوگ....!"

"قربانی کے بکرے تندرست ہی ہوتے ہیں۔!" جیمسن بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"ابھی سے دم نکلنے لگا۔ ارے ابھی تو جینوا پہنچ کر خیر اندیشوں کی خبر لینی ہے۔!" عمران چیونگم کا پیس منہ میں ڈالتا ہوا بولا۔

"اوہ....! تو کیا یہاں کا کام ختم ہو گیا باس....؟" جوزف نے پوچھا۔

"پچھلی رات کو ہی ختم ہو گیا تھا۔!"

"تو کیا موریلی....؟ لیکن تم نے اس کی تصویر تو نہیں دی تھی۔!"

"وہ جیمسن ہارلے ہی تھا۔ وہی ایجنٹ جس نے ایکس ٹو کو ڈبل کراس کیا تھا۔ لیکن بحیثیت موریلی میک اپ میں رہتا تھا۔ دوہری زندگی بسر کر رہا تھا۔ ایکس ٹو کا ایجنٹ ایدلی دے ساواس یا لوئیسا کے توسط سے بنا تھا۔ لہٰذا میں نے تمہیں ڈاڑھی رکھوا دی تھی اور میرا یہ اندیشہ بھی درست نکلا کہ وہ لوئیسا ہی کے بھڑکانے پر ہمارے خلاف ہوا تھا۔ ویسے یہ محض اتفاق تھا کہ تم سیدھے وہیں پہنچے جہاں کبھی پرنس ہربنڈا نے قیام کیا تھا۔ ورنہ مقصد تو یہی تھا کہ تم روم کی سڑکوں پر بھٹکتے پھرو حتیٰ کہ جیمسن ہارلے تمہاری طرف متوجہ ہو کر اپنی کمین گاہ سے نکل آئے اور میں اسے مار ڈالوں۔!"

"اگر ہم ہی مار ڈالے گئے ہوتے تو....؟" جیمسن بول پڑا۔

"شریفوں کے سے حلیے میں مارے جاتے.... سبحان اللہ.... اچھا بس....! جوزف تم یہ اپنا بغیر ڈاڑھی والی تصویر کا پاسپورٹ سنبھالو.... ہم روانہ ہی ہونے والے ہیں۔ ویسے جیمسن سلمہ....! تم ڈاڑھی اور بڑھے ہوئے بالوں کے بغیر اتنے اچھے لگتے ہو کہ....!"

"پلیز.... یور میجسٹی....!" جیمسن نے احتجاجاً کہا اور بُرا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔

عمران نے جوزف کو آنکھ ماری تھی اور جوزف کے دانت نکل پڑے تھے۔

عمران سیریز نمبر 76

خیر اندیش

(دوسرا حصہ)

پیشرس

"خیر اندیش سے ملئے۔ لیکن اس بار میں کہانی سے متعلق کچھ نہیں عرض کر سکتا۔ پڑھئے اور خود ہی فیصلہ کیجئے۔ ویسے اتنا ضرور کہوں گا کہ سلسلے کی کتابیں بتدریج زور پکڑتی ہیں۔

اس بار دراصل کچھ بے حد ضروری خطوط کے جوابات دینے ہیں یوں بھی لاڑکانہ سے ایک دوست نے لکھا ہے کہ پیشرس میں دہی کو میٹھا ثابت کرنے کی بجائے خطوط کے جوابات کا سلسلہ شروع کر دوں لہٰذا سب سے پہلے ایک بیرنگ لفافے کا ذکر کروں گا۔ خط بزبان پنجابی تحریر کیا گیا ہے۔ جڑانوالہ سے کسی بہت ہی اللہ والے گھرانے کے کسی بے حد برگزیدہ فرد نے تحریر کیا ہے۔ ایسی ایسی دعائیں لکھی ہیں مجھے کہ میں اُن کا بے حد مشکور ہوں۔ خدا تادیر ان کا سایہ ہم جیسوں کے سر پر سلامت رکھے۔ آمین۔

ایک صاحب نے کراچی سے لکھا ہے کہ حمید کی شادی کر ہی دیجئے۔ سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کی شادی بھی نہیں کرتے۔ آخر کسی کی تو کر ہی دیجئے۔

ہر گز نہیں جناب.... شادی ہر گز نہیں۔ ویسے آپ دعوت ہی کھانے پر مصر ہیں تو شامیانہ وغیرہ لگوا کر کسی کا صرف ولیمہ کئے دیتا ہوں، شادی ہر گز نہیں کر سکتا۔

ایک اور صاحب راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ میں آخر اشیائے

خوردنی میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف کیوں نہیں لکھتا۔ اب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ بین الاقوامی سازش کے تحت ہو رہا ہے تاکہ پاکستانی قوم جسمانی طور پر ناکارہ ہو جائے۔

گزارش ہے کہ بھائی آپ خود اپنی قوم کو کیا سمجھتے ہیں؟ کسی دوسری قوم کو کیا پڑی ہے کہ اتنے ہیر پھیر کے ساتھ کوئی ایسا چکر چلائے کہ آپ کو اس پر "بین الاقوامیت" کا شبہ ہونے لگے۔ بس زبان نہ کھلوائیے۔ ورنہ جبہ و دستار سے لے کر منی اسکرٹ تک سبھی مجھ بے چارے پر جھپٹ پڑیں گے۔

کراچی سے ایک بنگلہ دیشی مہاجر نے کتاب کی قیمت بڑھانے پر احتجاج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آخر اتنے موٹے موٹے ڈائجسٹ کم قیمت پر کیوں نکل رہے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ اُن کے ہاتھ کچھ بہت پرانے ڈائجسٹ لگے ہیں جن پر کئی سال پہلے کی قیمتیں درج ہیں اور پھر انہیں اخباری کاغذ نسبتاً سستے نرخوں پر ملتا ہے۔ مجھے کھلے بازار میں منہ مانگے دام ادا کرنے پڑتے ہیں۔ (واضح رہے کہ سرکاری طور پر صرف اخبارات اور رسائل کو کاغذ کا کوٹہ ملتا ہے۔)

میر پور خاص سے ایک بھائی رقم طراز ہیں کہ قیمت بڑھائی ہے تو مواد بھی بڑھاؤں۔ ایک صفحے پر کم از کم چھبیس سطریں لکھواؤں۔ بھائی! قیمت تو کاغذ کی قیمت کی مناسبت سے بڑھائی ہے۔ کیا میری محنت کی کوئی قیمت نہیں؟

والسلام

ابن صفی

۲۳/اگست ۱۹۷۴ء

جھیل کیا تھی ایک چھوٹا سا سمندر تھا جس کے مغربی کنارے سے مشرقی کنارے تک نظروں کی رسائی ممکن نہیں تھی بس پانی ہی پانی تھا اور افق میں دھواں دھواں سے پہاڑوں کے آثار نظر آتے تھے۔ جھیل کے مغربی کنارے پر دور تک سرسبز و شاداب پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں اور یہ پہاڑیاں ویران بھی نہیں تھیں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بستیاں نظر آتی تھیں جن کے مکینوں کی بسر اوقات کا ذریعہ انگوروں کی کاشت تھی۔ آس پاس کے شہروں کے لوگ ان اطراف میں چھٹیاں گزارنے کے لئے بھی آتے تھے اور ان چھوٹی چھوٹی بستیوں کی رونق کبھی کم نہ ہوتی۔

جھیل کے مغربی کنارے پر بے شمار کشتیاں دن بھر آتی جاتی رہتیں۔ انہی کشتیوں کے ذریعے انگوروں کی بڑی بڑی کھیپیں شراب کشید کرنے والے کارخانوں تک پہنچائی جاتی تھیں۔

جھیل میں ماہی گیری بھی ہوتی تھی۔ لیکن مغربی کنارے کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک صرف ایک اسٹیمر کی اجارہ داری تھی۔ دن بھر وہ شکار کے لئے سرگرداں رہتا اور شام کو ٹریسنی کے ڈوک پر لنگر انداز ہو جاتا۔

ٹریسنی ان اطراف کی نسبتاً بڑی بستیوں میں سے تھی اور یہاں اس علاقے کے سب سے اچھے انگوروں کے باغات تھے۔ سیاحوں کے قیام کے لئے اوسط درجے کے تین ہوٹل بھی تھے ایک گیراج تھا جہاں کرائے پر گاڑیاں مل جاتی تھیں۔ ایک اوپیرا ہاؤز ایک سینما ہال تھا جہاں ہر روز نئی فلم دکھائی جاتی تھی۔

ماہی گیری کے اسٹیمر کا عملہ جو اٹھارہ افراد پر مشتمل تھا رات گئے ٹریسنی کے ہوٹلوں میں مختلف قسم کی تفریحات میں مشغول رہتا تھا اس کے اخراجات دیکھ کر مقامی لوگ سوچتے تھے کہ

شاید وہ لوگ کو موجھیل سے سونے کی مچھلیاں پکڑتے ہیں۔ ہر فرد پانی کی طرح کرنسی بہاتا تھا اور اُن کا سربراہ تو شہنشاہ معلوم ہوتا تھا۔ یہ بھاری جبڑوں اور تنگ پیشانی والا ایک بد ہیبت اسپینی تھا۔ شانے غیر معمولی طور پر چوڑے تھے اور جسامت کے اعتبار سے دیو معلوم ہوتا تھا۔ مزاح کی حس نہ رکھتا ہوتا تو لوگ اس سے خائف ہی رہتے۔ البتہ اجنبی اسے اپنے قریب دیکھ کر تھرا اٹھتے تھے۔ ٹریسنی قصبے کے کسی فرد کو اس کے خلاف کبھی کسی شکایت کا موقع نہیں ملا تھا۔ قصبے کی جوان عورتوں میں اس کے لطیفے بے حد مقبول تھے۔ بہتیری تو سر شام ہی اس فکر میں پڑ جاتی تھیں کہ اس رات اس کی نشست کس ہوٹل میں ہوگی۔ وہ ایک شریف اور ہنسوڑ آدمی کی طرح ان سے پیش آتا تھا اور اس کے گرد عورتوں کی بھیڑ ضرور ہوتی۔

اس کے ماتحت اسے کپتان بلڈوزر کہتے تھے۔ ویسے اس کا نام الفروزے تھا۔ بہر حال کپتان الفروزے اپنی بدصورتی کے باوجود بھی بستی میں مقبول تھا۔

اس وقت بھی فیملی پے ٹیو کے ڈائننگ ہال میں اس کی میز کے گرد کئی لوگ موجود تھے اور ان میں عورتوں کی تعداد زیادہ تھی۔ وہ انہیں بتا رہا تھا کہ اس کی چچی اپنے ہر بچے کی پیدائش پر کس طرح شور مچایا کرتی تھی اور کس طرح خدا کے حضور گڑگڑا کر اس عہد کے ساتھ اپنی زندگی کے لئے دعا مانگا کرتی تھی کہ اگلی بار اس کے چچا کو ضرور قتل کرا دے گی۔

وہ سب قہقہے لگا رہے تھے۔

"تم کہاں تھے اس وقت....؟" کسی نے پوچھا۔

"میں.. میں..!" وہ ایک ایک کی شکل دیکھتا ہوا بولا۔ "میں تو پیدا ہی نہیں ہوا تھا اس وقت!"

"تب پھر جھوٹ ہے.....!"

"قطعی سچ ہے..... میں نے یہ کہانی اپنے چچا کی زبانی سنی ہے۔ کبھی کبھی بہت زیادہ نشے کی حالت میں اس کا مضحکہ اڑایا کرتا تھا.... کہتا تھا.... دیکھا تم نے....! وہ خود مر گئی اور میں ابھی زندہ ہوں۔!"

گفتگو کا یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ اسٹیمر کے عملے کا ایک آدمی اس کی میز کے قریب آکر کھڑا ہوا پھر اس نے جھک کر آہستہ سے اس کے کان میں کچھ کہا تھا۔

کپتان الفروزے کے چہرے پر سنجیدگی طاری ہوگئی۔

"خواتین وحضرات....!" وہ یک بیک اٹھتا ہوا بولا۔ "میری شہنشاہیت کا دور ختم ہوا۔!"

"کیا بات ہے.... کیا بات ہے....؟" کئی آوازیں آئیں۔

"میرا باس اچانک وارد ہوا ہے۔!"

"تمہارا باس ہمیشہ اچانک ہی وارد ہوتا ہے۔!" کوئی بولا۔

"اسکے سر پر سینگ ہیں اور ایک ننھی سی دم بھی رکھتا ہے۔!" الفروزے نے مسکرا کر کہا۔

"ضرور یہی بات ہوگی۔!" ایک عورت بولی۔ "بستی والوں نے کبھی تمہارے باس کو نہیں دیکھا۔!"

"دُم دار حضرات سب کو نظر نہیں آتے۔ اچھا خواتین وحضرات شب بخیر....؟ پھر اس کے وزنی جوتوں کی آواز ہال میں گونجنے لگی تھی.... ماتحت اس سے دو قدم پیچھے چل رہا تھا۔ باہر نکل کر اس نے اُس سے پوچھا۔ "موڈ کیسا ہے باس کا....؟ اس نے کچے آلو تو نہیں چبار کھے۔!"

"موڈ اچھا نہیں معلوم ہوتا کیپٹن....!" جواب ملا۔

"ہوں.... اچھا.... دیکھیں گے....!"

ڈوک ایک فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ راستہ پیدل ہی طے کیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے الفروزے کی ساری خوش مزاجی فضا میں تحلیل ہوگئی ہو۔ اندھیرا نہ ہوتا تو اسکے ماتحت کو اس کی آنکھوں میں تشویش کی پرچھائیاں ضرور نظر آتیں اسٹیمر پر پہنچ کر وہ اپنے کیبن میں تنہا داخل ہوا تھا!

"یس باس....!" وہ سامنے بیٹھے ہوئے آدمی کے سامنے "اٹین شن" ہوتا ہوا بولا۔

نووارد ادھیڑ عمر کا ایک توانا آدمی تھا۔ آنکھوں سے سرد مہری ٹپکتی تھی۔ پتلے پتلے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

"بیٹھ جاؤ....!" اس نے سامنے والے اسٹول کی طرف اشارہ کیا۔

"تھینکس باس....!"

وہ چند لمحے الفروزے کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "شمالی کنارے کی کیا کیفیت ہے....؟"

"سب ٹھیک ہے باس....!"

"کیا ٹھیک ہے....؟"

"سرحد کے محافظ ہی ہیں جو پچھلے مہینے تھے کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔!"

"کھیپ آنے والی ہے.... تیار رہنا۔!"

"او.... کے باس....!"

"اور ہاں.... ایک بُری خبر بھی ہے۔!"

کپتان اُسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھتا رہا اور وہ قدرے توقف کے ساتھ بولا۔

""جیمسن ہارلے مار ڈالا گیا۔!"

"نہیں....!" کپتان بے ساختہ اسٹول سے اٹھ گیا۔

"ہاں....!" باس دوسری طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "بولسینا جھیل میں اس کی لاش تیرتی ہوئی ملی ہے۔ سینے پر روم کے بھیڑیوں کا نشان بنا ہوا تھا۔!"

"بھیڑیوں کا نشان....؟"

"اسی پر حیرت ہے....! کیونکہ بھیڑیوں کا سربراہ تو وہ خود ہی تھا۔!"

الفروزے پھر بیٹھ گیا.... اس کی آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں کی طرف سے اُسے خطرہ تھا....!"

"نتائج اخذ کرنے کی کوشش مت کرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ساری دنیا میں میرا واحد حریف بہت باخبر آدمی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کرنل ہوریشیو اس کی قید میں نہ ہوتا۔!"

"میں نہیں سمجھا باس....!"

بھیڑیئے جیمسن ہارلے سے واقف نہیں تھے۔ وہ اُسے ڈانو مورلی کی حیثیت سے جانتے تھے۔ بحیثیت ہارلے وہ ان کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔!"

"تو کیا اُس کی لاش میک اپ میں نہیں تھی....؟"

"نہیں....! اپنی اصلی شکل میں تھی اور اس کے سینے پر بھیڑیوں کا نشان بنا ہوا تھا۔!"

الفروزے تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "کیا آپ اس کے کسی بھیڑیئے سے ذاتی طور پر بھی واقف ہیں۔!"

"نہیں.... ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں یا تعداد میں کتنے ہیں۔! ہارلے کی اپنی ذاتی تنظیم تھی جس سے اُس نے اپنی اصلی شخصیت پوشیدہ رکھی تھی۔!"

"تب تو پھر یقین کر لینا چاہئے کہ وہ اپنے ہی کسی آدمی کے ہاتھوں مارا گیا ہوگا۔!" الفروزے بولا۔

"وہ کس طرح....؟" باس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"کسی ایک کو اس کی اصلیت کا علم ہو گیا ہوگا۔ بس اس نے ہاتھ صاف کر دیا اب تنظیم کو خود سنبھالے گا۔!"

"اس کا امکان ہے....!" باس نے طویل سانس لی۔

تھوڑی دیر تک پھر خاموشی رہی اس کے بعد باس نے کہا۔ "بہر حال ہمیں محتاط رہنا چاہئے۔!"

"کس سے....؟"

"اسی سے.... جس نے کرنل ہوریشیو کا منصوبہ ناکام بنا دیا تھا۔!"

"اُوہ.... وہ ہمارا کیا بگاڑ لے گا۔!"

"خوش فہمیوں میں مبتلا ہونا اچھا نہیں۔ اس کے بارے میں ہماری معلومات زیادہ نہیں ہیں۔ کچھ دنوں پہلے تو ہم یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ جنوبی ایشیا میں ہمیں کیوں ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ جیمسن ہارلے ہی نے ایکس ٹو کی غیر واضح نشان دہی کی تھی۔!"

"اور وہ بالآخر مار ڈالا گیا۔ اپنے ہی کسی آدمی کے ہاتھوں....!" الفروزے بولا۔

"مجھے اس میں شبہ ہے اگر لاش پر بھیڑیوں کا نشان نہ پایا جاتا تو اس کے بارے میں سوچا جا سکتا تھا تاہم خود غور کرو جیمسن ہارلے کی حیثیت سے وہ بھیڑیوں کے لئے قطعی اجنبی تھا اس لئے اپنے کسی آدمی کے ہاتھوں مارے جانے کی صورت میں اس کے سینے پر نشان پائے جانے کا کوئی جواز نہیں۔!"

"میں سمجھ گیا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔!"

"کیا سمجھ گئے....؟" باس نے سرد لہجے میں سوال کیا۔

"ایکس ٹو کے کسی ایجنٹ کے ہاتھوں مارا گیا جس نے اس کے قتل کی ذمہ داری بھیڑیوں کے سر ڈالنے کی کوشش کر ڈالی اور شاید اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔!"

"ہاں....! میں اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔ روم میں ہونے والے زیادہ تر جرائم بھیڑیوں ہی کے سر منڈھے جا رہے ہیں۔!"

"تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ مطلب یہ کہ ہم کس طرح محتاط رہیں جب کہ ان لوگوں کے بارے میں ہماری معلومات بھی ناکافی ہیں۔!" الفروزے نے پُر تفکر لہجے میں کہا پھر چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "کیا جیمسن ہارلے نے اس دوران میں آپ سے رابطہ قائم کیا تھا....؟"

"نہیں....! البتہ کرنل ہوریشیو کی گرفتاری کی اطلاع ملنے پر اس نے مجھے اس خطرے سے آگاہ کر دیا تھا۔!"

"اوہ.... باس تب پھر یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ایکس ٹو ہی کے کسی ایجنٹ کے ہاتھوں مارا گیا ہو۔!"

"بات دراصل یہی ہے کہ میں خود بھی ابھی تک اس سلسلے میں کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا ہوں۔!" باس نے طویل سانس لے کر کہا۔

"اور پھر میں یہ بھی نہیں جانتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت کرنل ہوریشیو کو زبان کھولنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔!" الفروزے بولا۔ "ہماری طرف ان کا رخ اس صورت میں ہو سکے گا جب وہ ہمارے متعلق کچھ جانتے ہوں۔ خیر اندیشوں کا قانونی بزنس بے داغ ہے۔!"

"سوال کرنل ہوریشیو کا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ دو افراد اور بھی ایسے تھے جنہیں ہمارے اندرونی معاملات کا علم تھا۔ بعض لوگوں پر اعتماد کرنا ہی پڑتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا اصل بزنس کیا ہے۔!"

"جانتا ہوں باس....! اور اکثر سوچتا رہتا ہوں کہ ہمارا طریق کار یکسر غلط ہے۔ ایسے بزنس میں سربراہ کے علاوہ اور کسی کو بھی بنیادی مقاصد کا علم نہ ہونا چاہئے۔!"

"میرے حریف ایکس ٹو کا طریق کار اس کے برعکس ہے اس کے ماتحت نہیں جانتے کہ وہ کون ہے، کہاں رہتا ہے اور اپنے آرگنائزیشن کو کس کس طرح کنٹرول کرتا ہے۔!"

"واقعی ہم دشواری میں پڑ گئے ہیں۔!" الفروزے پر تفکر لہجے میں بولا۔ "لیکن ہمارا تو کام ہی دشواریوں سے گزرنا ہے۔!"

"میں یہی سننا چاہتا تھا....!" باس کی بے مروت آنکھوں سے ہلکی سی گرم جوشی جھلکنے لگی۔

جیمسن اور جوزف جنیوا کی سڑکوں پر مٹر گشت کرتے پھر رہے تھے۔ عمران ایک بار پھر ان

سے بچھڑ گیا تھا یہاں بھی ان کے پاس کسی کا فون نمبر تھا۔ جس پر مقررہ اوقات کے مطابق رنگ کر کے انہیں اپنے لئے پروگرام طلب کرنا پڑتا تھا۔ آج تیسرے دن بھی انہیں یہی ہدایت ملی تھی کہ جس طرح چاہیں وقت گزاریں فی الحال ان کے لئے کوئی کام نہیں ہے۔!

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی....!" دفعتاً جوزف بولا۔

"ایک کیا دس بھی ہوں تو تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔!" جیمسن نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"نہیں سنجیدگی سے سنو....! آخر ہمارا مصرف کیا ہے۔!"

"تمہارا مصرف چھ بوتلیں اور میرا مصرف کچھ بھی نہیں ہے۔ کل جس عورت نے ساحل پر ملنے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی نہیں ملی۔!"

"سارے کام تو وہ خود نپٹاتے پھر رہے ہیں۔!"

"آخر تمہیں کب یقین آئے گا کہ تم قربانی کے بکرے ہو۔!"

"تو پھر قربانی ہی ہو جاتی۔!"

"ہو جائے گی کسی دن.... فکر نہ کرو....!"

"اوہو....!" جوزف چونک کر گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔ "کال کرنے کا وقت ہونے والا ہے۔ صرف سات منٹ رہ گئے کسی بار یا ریستوران میں چلو۔!"

"بار میں نہیں....! ریستوران میں۔!" جیمسن نے کہا۔

"بار میں بیٹھ کر کبھی نہیں پیتا....!"

"اس لئے ریستوران ہی میں مناسب رہے گا.... آؤ....!"

وہ ایک قریبی ریستوران میں داخل ہوئے یہاں سلف سروس کا قاعدہ رائج تھا۔ انہوں نے جلدی جلدی اپنے لئے کچھ چیزیں خریدیں اور ایک میز سنبھال لی۔ جوزف گھڑی دیکھتا رہا تھا۔

"وقت ہو گیا.... جاؤ....!" جوزف نے کاؤنٹر کی طرف اشارہ کیا۔

جیمسن اٹھ کر کاؤنٹر کے قریب آیا اور کلرک کو کال کا کوپن دے کر فون پر مذکورہ نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر ماؤتھ پیس میں بولا۔ "جے اسپیکنگ۔!"

"ہولڈ آن کرو....!" دوسری طرف کہا گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے عمران کی آواز سنی تھی۔

"ہیلو ہینڈسم....!"

"اوہ.... شکر ہے کہ آپ کی آواز سنائی دی۔!" جیمسن بولا۔

"لیکن میں اس عورت کا بدل تو نہیں ہو سکتا جس نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ آج ساحل پر تمہارا انتظار کرے گی۔!"

"خدا کی پناہ.... آپ جانتے ہیں۔!"

"کیوں نہیں....!"

جیمسن نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "میں سمجھ گیا۔!"

"کیا سمجھ گئے....؟"

"آپ ہمارے چال چلن کی تصدیق کرنے کے لئے ہمیں یہاں لائے ہیں۔!"

"تم اپنے ساتھ اس کالئے کو بھی تباہ کرو گے۔!"

"تباہ ہونے کی صلاحیت سرے سے رکھتا ہی نہیں بے چارہ۔!"

"اچھا شٹ اپ.... جاؤ.... وہ عورت وہیں تمہاری منتظر ہے۔!"

"کیا آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں....؟"

"تمہیں وہ جگہ یاد ہے نا جہاں اُس نے ملنے کو کہا تھا۔"

"جی ہاں....! اچھی طرح یاد ہے۔!"

"وہیں سے مغرب کی طرف سیدھے چل پڑنا قریباً ڈھائی تین فرلانگ کے فاصلے پر ایک ڈوک نظر آئے گا جہاں بڑی بڑی لانچیں لنگر انداز رہتی ہیں۔ ہائی لیو نامی لانچ تلاش کرنی ہے تمہیں۔!"

"اور وہ عورت....؟"

"پچھلی رات کسی اور کے نکاح میں آ گئی۔ تمہارے لئے دوسری تلاش کر دوں گا۔!"

"میں سمجھ گیا۔!" جیمسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "لانچ تلاش کر لینے کے بعد کیا کرنا ہو گا۔!"

"لانچ کی نگرانی۔!"

"کب تک....؟"

"فی الحال اُسے تلاش کرنا ہے۔ مل جانے پر تم وہیں سے اس فون نمبر پر اطلاع دو گے۔!"

"جوزف کے لئے کوئی پیغام۔!"

"کم سے کم پینے کی کوشش کرے۔!" دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

جیمسن نے صرف پیغام ہی جوزف تک پہنچایا تھا اور اپنی خریدی ہوئی اشیاء پر ٹوٹ پڑا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے صرف پیٹ بھرنے کی ہدایت فون پر موصول ہوئی ہو۔

"باس نے اور کچھ نہیں کہا۔" جوزف نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"خوب ڈٹ کر کھالو.... پھر پتہ نہیں کب کھانا نصیب ہو۔!"

جوزف نے شانوں کو جنبش دی اور سر جھکا کر کھانے میں مشغول ہو گیا۔ جیمسن پھر اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف چلا گیا تھا۔ اُس نے کافی طلب کی اور ٹرے اٹھائے ہوئے دوبارہ میز پر آ گیا۔

کافی پیتے وقت اس نے جوزف کو بتایا کہ اب انہیں کیا کرنا ہے۔

"ٹھیک ہے.... یہ ہوئی نا.... کام کی بات....!" جوزف کے دانت نکل پڑے۔

"لیکن اگر ہمیں ڈوک پر پہنچنے سے روکا گیا تو....!" جیمسن بولا۔

"روکا تو جائے گا لیکن تم شائد یہ بھول گئے کہ ہمارے پاس یہاں کے محکمہ صحت کے شناخت نامے موجود ہیں ہم روکنے والوں کو وہاں اپنی موجودگی کا کوئی سبب بتا سکیں گے۔!"

"شناخت نامے اصلی ہرگز نہیں ہو سکتے۔!"

"نہ ہوں....!" جوزف نے لاپرواہی سے کہا۔

"دھر لئے جائیں گے۔!"

"کیا غم ہے.... تم پہلے خود کو قربانی کا بکرا تسلیم کر چکے ہو۔!" جوزف مسکرا کر بولا۔

"صرف تم ہو.... میں ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچا۔!"

"میں پہنچا دوں گا.... تم اس کی فکر نہ کرو۔!"

"میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں کی آب و ہوا میں تم بہت زیادہ چہک رہے ہو۔!" جیمسن بھنا کر بولا۔

"بحر روم کی آب و ہوا میری صحت پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔!"

"چلو اٹھو.... ہمیں دن رہے ہی وہاں پہنچنا ہے۔!"

پھر ایک بس میں بیٹھ کر وہ ساحلی علاقے کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

"یہاں تمہاری نسل کے لوگ خاصے دکھائی دیتے ہیں۔!" جیمسن کچھ دیر بعد بولا۔

بس میں کئی سیاہ فام افریقی موجود تھے۔

"ہم کہاں نہیں مسٹر....!" جوزف بولا۔"اب ہمارا زمانہ آرہا ہے پورے یورپ پر قبضہ کریں گے۔!"

"پیدل....!"

"یہی سمجھ لو.... پیدل ہی کچھ دنوں کے بعد سوار کہلاتے ہیں۔ اُونہہ کیوں فضولیات میں پڑے ہو کام کی سنو....!اگر ہمیں ڈوک پر جانے سے روکا جائے تو تم محکمہ صحت کا شناخت نامہ پیش کردینا۔!"

"موجودگی کی وجہ پوچھی جائے گی۔!" جیمسن بھنا کر بولا۔

"نہایت آسانی سے وجہ بھی بتا سکو گے۔ کہہ دینا تمہیں اطلاع ملی ہے کہ ہائی لیو پر ٹائیفائڈ کا کوئی مریض موجود ہے اس طرح تمہیں ہائی لیو کی پوزیشن بھی معلوم ہو جائے گی۔!"

"بات تو ٹھیک ہے....!" جیمسن سر ہلا کر بولا۔"لیکن اگر ہائی لیو والوں نے اس جھوٹ پر کوئی ہنگامہ برپا کردیا تو....؟"

"تم فکر نہ کرو.... میں ان میں سے کسی نہ کسی کو ٹائیفائڈ کا مریض بنادوں گا۔!"

"لیکن ہمیں صرف نگرانی کی ہدایت ملی ہے اور اسکی ڈوک پر موجودگی کی اطلاع بھی دینی ہوگی۔!"

"کاش مجھے بھی اطالوی آتی ہوتی۔!" جوزف ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"آجائے گی اگر ڈوک پر پٹائی ہوگئی۔!"

"بس خاموش بیٹھے رہو....!"

جیمسن بُرا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس قسم کی بات کی گئی تو ڈوک کا کوئی گارڈ ان کے ساتھ ہائی لیو تک جائے گا اور بات بڑھ جائے گی۔ ویسے شناخت نامے کے استعمال کی حد تک تو جوزف کا مشورہ معقول تھا.... خیر.... کوئی اور بات بنائی جائے گی شناخت نامے کے توسط سے۔!

ساحل پر پہنچ کر وہ ڈوک کی طرف چل پڑے سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا۔

اندیشے کے مطابق انہیں گیٹ پر روکا گیا اور انہوں نے اپنے شناخت نامے دکھائے۔

"کوئی خاص بات....!" گارڈ نے پوچھا۔

"ہمارے آفیسر کا ایک دوست لانچ پر موجود ہے اس سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔!"

جیمسن نے کہا۔"براہِ کرم ہمیں لانچ کی پوزیشن سے آگاہ کرو۔!"

"خود جاکر دیکھ لو.... ہمارے پاس اینکریج کا نقشہ نہیں ہوتا۔" گارڈ نے ترش روئی سے کہا۔

"شکریہ....!" کہہ کر جیمسن آگے بڑھ گیا۔ جوزف اس کے پیچھے تھا۔

ڈوک پر بہت سی لانچیں لنگر انداز تھیں۔ ہائی لیو کو ڈھونڈھ نکالنے میں قریباً بیس منٹ صرف ہوئے تھے۔ یہ ایک شاندار لانچ ثابت ہوئی تھی کسی مال دار آدمی کی بحری تعیش گاہ معلوم ہوتی تھی۔

"سوال تو یہ ہے کہ اب اس کی نگرانی کریں کہ ٹیلی فون تلاش کرتے پھریں۔" جیمسن بڑبڑایا۔

"میں یہیں ہوں....!" جوزف بولا۔"تم ڈوک کے گیٹ سے فون کرو جاکر....!"

"ضروری نہیں کہ وہاں مجھے فون استعمال کرنے دیا جائے۔!"

"غالباً تم پھر بھول گئے کہ تمہارے پاس محکمہ صحت کا شناخت نامہ موجود ہے۔!" جوزف نے خشک لہجے میں کہا۔

"ہوں.... اچھا میں دیکھتا ہوں۔!" جیمسن نے کہا۔"تم محتاط رہنا.... کیوں کہ تمہیں اطالوی نہیں آتی۔!"

"جاؤ.... میری فکر نہ کرو....!"

جیمسن گیٹ کی طرف پلٹ آیا اور اسی گارڈ سے گفتگو کرنے لگا جس نے ان کے شناخت نامے دیکھے تھے۔

"ہمارا فون عام استعمال کے لئے نہیں ہے۔!" گارڈ اسے گھورتا ہوا بولا۔

"لیکن میں عام آدمی نہیں ہوں تم ابھی میرا شناخت نامہ دیکھ چکے ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تمہیں اس کے لئے جواب دہی بھی کرنی پڑے۔!"

"کسے کال کرو گے....؟"

"اپنے آفیسر کو.... اس کا دوست بیمار ہو گیا ہے.... ایمبولینس طلب کر کے اسے یہاں سے لے جائیں گے۔!"

ٹھیک اسی وقت جیمسن نے محسوس کیا کہ کوئی اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوگیا ہے۔ گارڈ کی نظر

بھی اس کی طرف اٹھ گئی تھی۔

"میری بات کا جواب نہیں دیا تم نے۔!" جیمسن نے گارڈ کو مخاطب کیا۔

"تم یہاں سے فون نہیں کر سکتے۔!" عقب سے آواز آئی۔

جیمسن نے مڑنے سے قبل گارڈ کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ دیکھی تھی۔

"کیوں جناب..؟" جیمسن نے اجنبی سے پوچھا۔ لباس سے وہ کوئی جہاز راں ہی معلوم ہوتا تھا۔

"وجہ تمہیں بتائی جاچکی ہے۔ لیکن اگر چاہو تو میرے ساتھ کہیں اور چل کر فون کر سکتے ہو۔!"

"میں تو یہیں سے کروں گا.... میرے آفیسر نے یہی کہا تھا۔!"

"کیا نام ہے تمہارے آفیسر کا....!"

"ٹونٹی امرانو....!" جیمسن نو وارد کو گھورتا ہوا بولا۔

"اچھا....اچھا....!" وہ سر ہلا کر بولا۔ "کس محکمے سے تعلق رکھتے ہیں۔!"

"محکمہ صحت سے....!" جیمسن نے کہا وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں اس شخص کا تعلق اسی لانچ سے نہ ہو جس کے بارے میں اس نے گارڈ سے پوچھ گچھ کی تھی۔

"یہاں محکمہ صحت کا کیا کام....!"

"مجھے تو تمہاری صحت بھی اچھی نہیں معلوم ہوتی۔!" جیمسن اُسے بغور دیکھتا ہوا بولا۔

"کیا تمہاری لانچ پر لاسلکی ٹیلی فون لگا ہوا ہے۔!"

"یہی بات ہے....!" اس نے مسکرا کر اُسے آنکھ ماری۔

"چلو....!" جیمسن آگے بڑھتا ہوا بولا۔

کچھ دور جاکر اجنبی نے کہا "چرس فروخت کرنا چاہتے ہو۔!"

جیمسن چلتے چلتے رک گیا۔ "کیا میں صورت سے چرس فروش لگتا ہوں۔!" اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"محکمہ صحت سے تعلق ہے نا تمہارا....؟"

"بالکل ہے....!"

"اور تم چرس فروخت نہیں کرتے۔!"

"قطعی نہیں۔!"

"تو پھر یہاں کیا جھک مارنے آئے ہو۔ میں جانتا ہوں کہ محکمہ صحت کے غیر ملکی ملازم زیادہ تر چرس کا کاروبار کرتے ہیں اور محکمے کے سربراہ کو اس کے لئے معقول معاوضہ ادا کرتے ہیں۔!"

"تم مجھے فون کال کرانے لائے تھے۔!"

"کیا تم میرے بہنوئی ہو کہ میں تم پر خواہ مخواہ احسان کروں گا۔!" جہاز راں نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ جیمسن جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ محکمہ صحت اور چرس فروشی؟ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ پھر وہ تیزی سے اس کی طرف چل پڑا جہاں جوزف کو چھوڑ آیا تھا۔ چرس اور محکمہ صحت کا معاملہ اتنا مضحکہ خیز تھا کہ وہ سوچ سوچ کر مسکراتا رہا۔ لیکن یہ مسکراہٹ برقرار نہ رہ سکی۔ کیونکہ جوزف اپنی جگہ سے غائب تھا اور ہائی لیو نامی لانچ کا بھی دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ وہ احمقوں کی طرح ادھر اُدھر بھٹکتا پھرا۔ لیکن ہائی لیو ڈوک کے کسی حصے میں بھی نہ دکھائی دی۔

دفعتاً اسے وہی جہاز راں ایک لانچ کے عرشے پر کھڑا دکھائی دیا جس نے کچھ دیر پہلے اس سے چرس طلب کی تھی۔ جیمسن نے زور زور سے ہاتھ ہلا کر اُسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"کیا ہے....؟" وہ وہیں سے غرایا۔

"میں ایک دشواری میں پڑ گیا ہوں پیارے بھائی....! میری مدد کرو.... میں تمہارا مسئلہ حل کردوں گا۔!"

وہ عرشے سے اتر کر ڈوک میں آگیا۔

"کیا بات ہے....؟"

"میرا ایک ساتھی اور بھی تھا جسے میں ہائی لیو کے قریب چھوڑ کر فون کرنے گیا تھا۔!"

"اچھا تو پھر....؟"

"اب نہ کہیں اس کا پتا ہے اور نہ ہائی لیو کا۔!"

"تو پھر میں کیا کروں....؟"

"تم سمجھتے کیوں نہیں پیارے بھائی.... چرس اسی کے پاس تھی.... ہم دراصل اطمینان کے بغیر مال کسی کو نہیں دیتے۔!"

"کیا ہائی لیو پر فروخت کرنی تھی....؟"

"ہرگز نہیں.... میرا خیال ہے کہ میرے ساتھی سے زبردستی کی گئی ہے کیا سمجھے اغواء...."

ہزاروں لیرے کی چرس اس کے پاس تھی۔!"

"اگر تم پہلے ہی مجھے بتا دیتے۔!"

"چھوڑو ان باتوں کو.... اب تو کال کرا دو.... میرے ساتھی کی زندگی خطرے میں ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ وافر مقدار میں بالکل مفت....!"

"بکواس مت کرو....!"

"یقین کرو.... میں تمہارے پاس لانچ ہی پر موجود رہوں گا جب تک چرس پہنچ نہیں جائے گی۔ میں اپنے آفیسر کو فون کروں گا وہ بھی میرا اہم قوم ہے۔ اطالوی نہیں ہے کہ تم کسی قسم کا خطرہ محسوس کرو۔!"

"اچھی بات ہے... چلو...!" جہاز راں طویل سانس لے کر بولا۔ وہ جیمسن کو لانچ پر لایا تھا۔

"میرے آفیسر کی اطالوی زیادہ اچھی نہیں ہے اس لئے میں اس سے اپنی ہی زبان میں گفتگو کروں گا۔ تمہیں اس پر کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔!" جیمسن نے ملتجیانہ انداز میں کہا۔

"نہیں.... نہیں.... تم اپنا کام کرو....!" جہاز راں بولا۔ "میرا نام انٹونیو ہے بہت شریف آدمی ہوں بے وجہ کسی پر شبہ نہیں کرتا.... تمہارا نام....!"

"جمسن....!"

دونوں نے گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔

پھر جیمسن نے لاسلکی فون پر آپریٹر کو عمران کے فون نمبر بتائے تھے اور جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ اردو میں اپنی کہانی دہراتے ہوئے اس نے کہا۔ "میں بیگل نامی لانچ پر ہوں۔!"

"ٹھیک ہے وہیں ٹھہرو.... چرس.... بھی پہنچ جائے گی۔ فکر نہ کرو۔!" دوسری طرف سے عمرن کی آواز آئی۔

سلسلہ منقطع کر کے جیمسن انٹونیو کی طرف مڑا اور بولا۔ "وہ کسی کو بھیج رہا ہے اور تمہارے لئے کم از کم اتنی چرس ضرور آئے گی کہ ایک ماہ تک عیش کرو۔!"

"انٹونیو کو تم اپنا بہترین دوست پاؤ گے۔!" اس نے ایک بار پھر جیمسن سے مصافحہ کیا۔

"ہائی لیوکس کی لانچ ہے۔!"

"پتہ نہیں.... دن بھر درجنوں آتی جاتی رہتی ہیں۔!"

"یہاں سے نہ جانے کہاں گئی ہو۔!" جیمسن کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔

"ہو سکتا ہے....! تمہارا ساتھی کسی اور لانچ پر سودا کر رہا ہو۔!"

"یہ ناممکن ہے....! اسے سودا کرنے کا اختیار نہیں۔ میری عدم موجودگی میں کسی سے بات نہیں کر سکتا۔!" جیمسن بولا۔

آدھے گھنٹے بعد خود عمران ہی وہاں پہنچا تھا۔ حسب وعدہ چرس بھی لایا تھا۔

"اب بتاؤ...! میں تم لوگوں کیلئے کیا کروں....!" انٹونیو بے حد مسرت ظاہر کرتا ہوا بولا۔

"اگر ممکن ہو تو ہم سارے ڈوک دیکھ لیں۔!" عمران نے کہا۔ "لیکن شائد تم اپنے مالک کی اجازت کے بغیر ایسا نہ کر سکو....!"

"مالک کی عدم موجودگی میں پورے بحر روم کا چکر لگا سکتا ہوں۔ مجھ پر کوئی پابندی نہیں دوستو....!"

"تب پھر اسے تلاش کرنا بے حد ضروری ہے.... ہزاروں کا مال ہے اس کے پاس....!" جیمسن بولا۔

"دوستوں کے لئے جان کی بازی بھی لگا سکتا ہوں۔ چلو ابھی دیکھتے ہیں انٹونیو نے جیمسن کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

عمران نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ تھوڑی دیر بعد لانچ نے لنگر اٹھا دیا۔

جوزف ہائی لیو نامی لانچ کے قریب ہی کھڑا تھا لیکن انداز ایسا نہیں تھا جیسے اس لانچ سے اُسے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ بس ایسا لگتا تھا جیسے اس جگہ رک کر کسی کا انتظار کر رہا ہو۔ دفعتاً ایک آدمی لانچ سے اترا اور اُس کے قریب آ کھڑا ہوا.... یہ اطالوی ہی معلوم ہوتا ہے۔

"تم یہاں کیوں کھڑے ہو....؟" اس نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔ لیکن سوال اطالوی زبان میں کیا گیا تھا اس لئے جوزف ہونقوں کی طرح منہ پھاڑے کھڑا رہا۔

"کیا تم نے سنا نہیں....؟"

"تم کیا کہہ رہے ہو....! میں نہیں سمجھ سکتا۔!" جوزف نے انگلش میں کہا۔

"اوہ....!" وہ اُسے گھورتا ہوا انگلش میں بولا۔ "تم یہاں کیوں کھڑے ہو....؟"

"کیا یہاں کھڑے ہونے پر کوئی پابندی ہے....؟ میرا تعلق محکمہ صحت سے ہے۔!"

"خوب.... میرے لئے بالکل نئی اطلاع ہے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"سرکاری محکموں میں کسی ایسے غیر ملکی کو ملازمت نہیں ملتی جو اطالوی نہ بول سکتا ہو۔!"

"میں صرف کام کرتا ہوں....!" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "بولنا میرے فرائض میں شامل نہیں ہے۔!"

اطالوی نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ ہلائے تھے لیکن پھر اس نے پھرتی سے ریوالور نکال لیا اور دانت پیس کر بولا۔ "لانچ پر چلو....!"

جوزف نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں.... لیکن اسی طرح کھڑا رہا۔ آس پاس بالکل سناٹا تھا۔ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔

"یہ حرکت قطعی غیر قانونی ہے تمہیں جواب دہ ہونا پڑے گا۔!" جوزف غصیلے لہجے میں بولا۔

"چلو....!" اُس نے ریوالور کو جنبش دی۔

جوزف خاموشی سے لانچ کی طرف مڑ گیا تھا۔ عرشے پر دو آدمی اور بھی نظر آئے ان کے ہاتھوں میں بھی ریوالور تھے۔ کچھ کر گزرنے کا موقع ان کی موجودگی کی بناء پر ہاتھ سے نکل گیا۔ طوعاً و کرہاً اسے لانچ پر جانا پڑا۔ وہ ایک بڑے کیبن میں داخل ہوئے سب سے پہلے جوزف کی جامہ تلاشی لی گئی لیکن کوئی ایسی چیز برآمد نہ ہو سکی جس کی بناء پر اس کی شخصیت مشتبہ قرار دی جا سکتی۔

"اوہو.. شناخت نامہ بھی موجود ہے... محکمہ صحت کا!" انگلش بولنے والے اطالوی نے کہا۔

"ارے تو کیا میں فراڈ ہوں....!" جوزف جھنجھلا کر بولا۔

"یہ شناخت نامہ جعلی ہے۔!"

"کیوں شامت آئی ہے تمہاری....!" جوزف غرایا۔

وہ کچھ نہ بولا۔ غور سے جوزف کو دیکھے جا رہا تھا۔ جیسے کسی سوچ میں پڑ گیا ہو۔ پھر اس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے اطالوی میں کہا۔ "اسے نیچے لے چلو....!"

دونوں نے آگے بڑھ کر اپنے ریوالور جوزف کے پہلوؤں سے لگا دیئے اور اسے لانچ کے نچلے حصے میں لے آئے۔ یہاں اندھیرا تھا ان میں سے کسی نے بلب روشن کر دیا پھر جوزف نے

بمشکل خود کو چونک پڑنے سے روکا تھا۔ سامنے ہی ایک سیاہ فام لڑکی اسٹول پر بیٹھی نظر آئی تھی۔ جوزف ہی کی نسل کی معلوم ہوتی تھی۔ اُس نے بھی اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تھا۔

"اب بتاؤ کہ تم کون ہو....؟" جوزف سے پھر پوچھا گیا۔

"کیا تم نے میرے شناخت نامے پر میرا نام نہیں دیکھا....!" جوزف غرایا۔

"تمہاری ہڈیاں چور کر دی جائیں گی.... اگر زبان نہ کھولی۔!"

"میرا نام جوزف موگنڈا ہے....!"

"اور یہ لڑکی کون ہے....؟"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا.... میں کیا جانوں....!"

"لڑکی....! یہ کون ہے....؟" اس نے کڑک کر پوچھا۔

"میں نہیں جانتی.... پہلے کبھی نہیں دیکھا....!" وہ مردہ سی آواز میں بولی۔

"باس کو آنے دو....!" اطالویوں میں سے ایک نے کہا۔ "شاید وہ پہچان ہی لے۔!"

"فی الحال باس یہاں موجود نہیں ہے۔!"

"خود کچھ کرنے کی بجائے مناسب یہی ہوگا کہ اس پر چھوڑ دیں۔ ہو سکتا ہے ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔!"

"ٹھیک ہے....!"

"لیکن لانچ کو یہاں سے ہٹا لے چلو....!"

"کیوں....؟"

"ہو سکتا ہے کوئی اس کی تلاش میں ادھر آ نکلے۔!"

"بہت اچھا.... ہم یہاں سے چلتے ہیں۔!"

"تم یہیں ٹھہرو گے....!" انگلش بولنے والے اطالوی نے جوزف سے کہا۔ "اگر کوئی شرارت کی تو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔!"

"تم لوگ زبردست غلطی کر رہے ہو.... محکمہ صحت....!"

"محکمہ صحت سے تصدیق ہو جانے کے بعد ہی تمہاری گلو خلاصی ہو سکے گی۔!"

جوزف انہیں گھورتا رہا اور وہ زینے طے کر کے اوپر چلے گئے پھر دروازہ بند ہونے کی آواز

آئی۔ سیاہ فام لڑکی جوزف کو ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"تم کون ہو بھائی....؟" وہ بالآخر بولی۔

"میں کوئی بھی ہوں.... لیکن تم ان لوگوں کی قیدی معلوم ہوتی ہو۔!"

"یہی بات ہے....!" وہ سر ہلا کر بولی۔

"کیا قصہ ہے....؟ لیکن ٹھہرو.... کس ملک سے تمہارا تعلق ہے۔!"

"نائیجیریا سے....!"

"آہا.... تب تو ہم اپنی مادری زبان میں گفتگو کر سکیں گے۔ بے حد خوشی ہوئی۔!" جوزف اظہارِ مسرت کے لئے مسکرایا تھا۔

"مگر تم ہو کون....؟" لڑکی اُسے گھورتی ہوئی اپنی زبان میں بولی۔

"ان لوگوں نے کسی غلط فہمی کی بناء پر مجھے پکڑ لیا تھا۔ اگر تم قیدی ہو تو شاید انہوں نے مجھے تمہارا ساتھی سمجھ لیا ہو گا۔ میں دراصل محکمہ صحت کا ایک ملازم ہوں۔!"

"یا پھر کوئی غدار....!" وہ تلخ لہجے میں بولی۔ "میرے غدار بھائی کا ساتھی۔!"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔!"

"بتاؤ.... میرا بھائی کہاں ہے....؟"

"لڑکی یقین کرو.... ہماری ملاقات محض ایک اتفاق ہے.... میں تمہارے یا تمہارے کسی بھائی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔!"

لانچ کے انجن کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔ شاید وہ اس ڈوک کو چھوڑ رہے تھے۔ لڑکی خاموشی سے جوزف کو دیکھتی رہی۔!

"اس کشتی کا مالک کون ہے....؟" جوزف نے کچھ دیر بعد سوال کیا۔

"میں نہیں جانتی۔!"

"خیر مجھے کیا....؟" جوزف نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگا۔

لانچ کا نچلا حصہ دراصل اسٹور تھا۔ کھانے پینے کی چیزوں کی وافر مقدار کے ساتھ ہی "پینے پلانے" کا بھی خاصا اسٹاک دکھائی دیا۔ بہترین قسم کی شراب کی لاتعداد بوتلیں ایک الماری میں

چنی ہوئی تھیں۔

"واہ....!" جوزف جھومتا ہوا بولا۔ "یہ بھی کیا یاد کریں گے کہ کسے قید کیا تھا....؟"

اس نے الماری سے ایک بوتل نکالی اور شغل شروع کر دیا۔ لڑکی اسے خوف زدہ نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔ لیکن جوزف کے انداز سے ایسا لگتا تھا جیسے اب اسے وہاں اس کی موجودگی کا احساس تک نہ رہ گیا ہو....!"

"تت.... تم.... یہاں شراب نہیں پی سکتے۔!" لڑکی تھوڑی دیر بعد ہکلائی۔

"کیوں....؟" جوزف چونک پڑا پھر مسکرا کر بولا۔ "شراب پی کر بالکل بے ضرر ہو جاتا ہوں۔ بے حد شریف.... مجھے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے جیسے ابھی ابھی پیدا ہوا ہوں۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ نوزائیدہ بچوں کی طرح شور مچانے لگتا ہوں کہنے کا مطلب یہ کہ شراب میری معصومیت میں اضافہ کر دیتی ہے۔!"

"اگر تم واقعی قیدی ہو تو انہیں غصہ دلانے کی کوشش مت کرو....!" لڑکی نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"تم ان کی شراب پی رہے ہو۔!"

"قیدی ان کا ہوں تو پھر شراب کسی کی پیوں۔!"

"نہیں..! تم قیدی نہیں معلوم ہوتے یہاں اسلئے لائے گئے ہو کہ مجھ سے پوچھ گچھ کر سکو۔!"

"جو دل چاہے سوچتی رہو۔!" جوزف نے کہا اور ذرا ہی سی دیر میں پوری بوتل صاف کر دی اور اس پر ڈھکن لگا کر اسے دوسری بھری ہوئی بوتلوں کے پیچھے چھپاتا ہوا بولا۔ "پتہ نہیں اس قید کی میعاد کتنی طویل ہو اس لئے مجھے تھوڑی بہت احتیاط برتنی پڑے گی۔!"

لڑکی اسے حیرانی سے دیکھتی رہی۔ جوزف نے طویل انگڑائی لی اور فرش پر لمبا لمبا لیٹ گیا۔

"کیا تم مستقل طور پر یہیں رہتے ہو....؟" لڑکی نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"ظاہر ہے یہیں کے محکمہ صحت کا تو ملازم ہوں۔!"

"یہاں کے فوجیوں کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہو۔!"

"مجھے فوجیوں سے کیا سروکار.... فوج کا محکمہ صحت ہم سے متعلق نہیں ہے۔!"

"میں یہاں اپنے بھائی کے ساتھ آتی تھی۔ وہ بھی فوجی ہے۔ کرنل موگمبی....!"

"اچھا نام ہے....!" جوزف لاپرواہی سے بولا۔ "اگر میں بھی نائیجیریا ہی میں ہوتا تو اب تک جنرل موگنڈا کہلاتا۔!"

"تو تم بھی نائیجیریا کے ہو۔!"

"کبھی ہوا کرتا تھا اب تو کہیں کا بھی نہیں رہا۔!"

"یہاں کب سے ہو....؟"

"پچھلے پانچ سال سے۔!"

"تمہارے ذمے کون سی خدمت ہے....؟"

"ہسپتالوں میں شور مچانے والے بچوں کو ڈرانے کے لئے رکھا گیا ہوں۔!"

"شائد اب تمہیں نشہ ہو رہا ہے۔!"

جوزف اٹھ بیٹھا اور لڑکی کو بغور دیکھتا ہوا بولا۔ "مجھے تو تم بھی قیدی نہیں معلوم ہوتیں۔!"

"میں ایک پڑھی لکھی لڑکی ہوں اس لئے تم مجھے بچے جننے والی عورتوں کی طرح پریشان حال نہ پاؤ گے۔!"

"پڑھ لکھ کر بھی عورتیں بے وقوف ہی رہتی ہیں۔!"

"یہ تم کس طرح کہہ سکتے ہو۔!"

"سامنے ہی بیٹھی ہوئی ہے ایک بے وقوف لڑکی۔!"

"تم میری توہین کر رہے ہو....!"

"اگر بے وقوف نہیں ہو تو وقت کیوں ضائع کر رہی ہو یہاں سے نکلنے کی سوچو۔!"

"نکل کر جاؤں گی کہاں۔ میں نہیں جانتی کہ میرا غدار بھائی کہاں ہے۔ اس ملک سے بھ نہیں جاسکتی کیونکہ میرا پاسپورٹ بھی اسی کے پاس ہے۔!"

"آخر تم اپنے بھائی کو غدار کیوں کہہ رہی ہو....؟"

"وہ ملک میں مسلح بغاوت کے خواب دیکھ رہا ہے یہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ کچھ بین الاقوا ٹھگوں کے توسط سے اسلحہ اسمگل کرا کے نائیجیریا بھجوا رہا ہے یہ بات مجھے یہیں آکر معلوم ہوا ورنہ میں نائیجیریا ہی میں اسے قانون کے حوالے کرنے کی کوشش کرتی۔!"

جوزف پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ لڑکی کہتی رہی "یہاں پہنچ کر مجھے شبہ

اور میں نے اس کے ملنے جلنے والوں کی گفتگو چھپ کر سننے کی کوشش کرتی رہی پھر ایسے ہی ایک موقع پر کسی نے پیچھے سے مجھ پر حملہ کیا جس کی تاب نہ لاکر میں بے ہوش ہو گئی اور جب سے ہوش آیا ہے اسی لانچ پر ہوں۔!"

"آہا.... تب تو شاید تمہارے بھائی کو علم ہی نہ ہو کہ تم پر کیا گزری۔!"

"خدا جانے۔!"

"تمہارے ساتھ ان لوگوں کا برتاؤ کیسا ہے۔!"

"برتاؤ میں اس کے علاوہ اور کوئی برائی نہیں کہ انہوں نے مجھے یہاں بند کر رکھا ہے۔!"

"بہر حال.... تم ان لوگوں سے واقف ہو گئی ہو جن کی مدد سے تمہارا بھائی غیر قانونی طور پر اسلحہ نائیجیریا پہنچاتا رہتا ہے۔!"

"ہاں....! لیکن ان لوگوں کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں کی حکومت بھی ان کے خلاف کسی شکایت پر توجہ نہیں دے گی۔!"

"یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔!"

"ان لوگوں کا ظاہر بزنس کچھ اور ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا مسی.... ذرا وضاحت کرو۔!"

"تم بہت زیادہ دلچسپی ظاہر کر رہے ہو۔!"

"ہو سکتا ہے تمہارے کسی کام آسکوں۔!"

"ابھی میں تمہاری طرف سے بھی مطمئن نہیں ہوں۔!"

"اسی لئے اتنی باتیں کر ڈالی ہیں۔!" جوزف مسکرا کر بولا۔

"پریشان ذہن باتوں کی رو میں بہہ جاتے ہیں۔!"

جوزف سوچ رہا تھا کہ اس لانچ کی نگرانی کی ہدایت یونہی تو ملی نہ ہو گی کہیں یہ لڑکی اسے بین الاقوامی خیر اندیشیوں ہی کی کہانی نہ سنا رہی ہو۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر لڑکی نے کہا۔ "موگمبی میرے بارے میں نہ جانے کیا سوچ رہا ہو۔!"

"سوال یہ ہے کہ وہ ایسی مہم پر تمہیں کیوں ساتھ لایا تھا جبکہ تم اس معاملے میں اس کی راز دار بھی نہیں ہو۔!"

"کسی معقول وجہ کے بغیر وہ یہاں کا سفر نہیں کر سکتا تھا۔!"

"تو وہ معقول وجہ تم تھیں۔!"

"ہاں....! میرا اور موگمبی کا ایک مشترکہ بزنس بھی ہے۔ ورثے میں ہمیں باپ کا بزنس ملا تھا جس کی دیکھ بھال کی ذمہ داری موگمبی ہی پر ہے۔!"

"اچھا.... اچھا.... میں سمجھ گیا۔!"

"ہم اپنے ملک سے اٹلی کے لئے خام مال برآمد کرتے ہیں۔ موگمبی نے مجھے اطلاع دی کہ ہمارا یہاں کا ایجنٹ کچھ بدعنوانیوں کر رہا ہے۔ لہٰذا اٹلی ہی چل کر اس معاملے کو دیکھنا پڑے گا! اسے ملک سے باہر جانے کی اجازت اسی بناء پر ملی تھی یہاں پہنچ کر اس نے کہا کہ وہ ایک ایسے ادارے سے رابطہ قائم کرے گا جو اس قسم کے معاملات کی چھان بین کرتا ہے۔ یہ ادارہ بین الاقوامی خیر اندیش کے نام سے مشہور ہے۔

"بین الاقوامی خیر اندیش..!" جوزف مضحکہ خیز انداز میں بولا۔ "نام تو بڑا خوبصورت ہے۔!"

"لیکن وہ خطرناک لوگ ہیں۔ بین الاقوامی مجرموں کا ٹولہ ہے۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ انہوں نے تمہیں کیوں قید کیا ہے....؟"

"میرا خیال ہے کہ انہوں نے میرے بھائی کی لاعلمی میں مجھ پر نظر رکھی تھی۔!"

"خام مال میں مونگ پھلیوں یا کچے چمڑے کے علاوہ اور کیا برآمد کر سکتی ہو گی۔!"

"صرف مونگ پھلیاں....! ہماری زمینوں پر مونگ پھلیوں کی کاشت ہوتی ہے۔!"

"اس کے علاوہ اور بھی کوئی چکر معلوم ہوتا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

"مسلح بغاوت کی تیاریاں محض اندرونی معاملہ نہ ہو گا۔ تمہارا بھائی کسی بڑی طاقت کا ایجنٹ معلوم ہوتا ہے.... مجھے علم ہے کہ ابھی حال میں تمہارے ملک میں یورینیم کے بھاری ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔!"

"ہوئے تو ہیں....!" وہ جوزف کو غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"موجودہ حکومت نے کسی بڑی طاقت کی پیش کش اس کے سلسلے میں ٹھکرا دی ہو گی۔!"

"غالباً ایسا بھی ہو چکا ہے۔!"

"بس تو پھر یہ سمجھ لو کہ وہ بڑی طاقت اپنے ایجنٹوں کو وہاں برسر اقتدار دیکھنا چاہتی ہے۔!"

"تم تو میرے ذہن کی کھڑکیاں کھولے دے رہے ہو۔!" وہ حیرت سے بولی۔

"بس آدھی بوتل اور.... اس کے بعد تم میرا شمار روشن ضمیروں میں کرنے لگو گی۔!"

"گہرے آدمی معلوم ہوتے ہو.... سچ سچ بتاؤ تم کون ہو۔!"

"جوزف موگنڈا جو مظالم کے خلاف آواز بلند کرتا رہتا ہے خواہ وہ دنیا کے کسی حصے میں بھی ہو رہے ہیں۔!"

لڑکی کچھ دیر خاموش رہ کر بولی۔ "میرا نام زلیخا موگمبی ہے۔ میری مدد کرو اچھے آدمی.... ورنہ پورا شمالی مغربی افریقہ تباہ ہو جائے گا۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے.... فکر نہ کرو تمہیں یہاں سے نکال لے جانے کی تدبیر ضرور کی جائے گی۔ ویسے یہاں اس لانچ پر کل کتنے آدمی ہیں۔!"

"ان تینوں کے علاوہ ابھی تک اور کوئی نہیں دکھائی دیا۔!"

"تم یہاں کب سے قید ہو....؟"

"دس روز ہو گئے۔!"

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمہارا بھائی ابھی یہیں مقیم ہے۔!"

"یہ کیسے کہا جا سکتا ہے۔!"

"تمہیں اس طرح روکے رکھنے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔!"

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور مجھے اپنی پرواہ بھی نہیں ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ میرا ملک تباہی سے بچ جائے۔!"

"ان لوگوں کا برتاؤ کیسا ہے تمہارے ساتھ....؟"

"برتاؤ نامناسب نہیں ہے.... میں جب چاہوں ان میں سے کسی کو طلب کر کے اپنی کسی ضرورت سے آگاہ کر سکتی ہوں۔ وہ فوراً تعمیل کرتے ہیں۔!"

"تب تو تدبیر ہو جائے گی۔!"

"کیا تدبیر ہو جائے گی۔!"

"کچھ نہ کچھ تو ہو ہی جائے گی۔!" جوزف پھر بوتلوں والی الماری کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"یہ کیا کر رہے ہو.... کیا اب اور پیؤ گے....!" لڑکی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ذرہ برابر بھی نشہ نہیں ہو رہا۔ کم بختوں نے مریضوں کے پینے والی اکٹھی کر رکھی ہے۔!" جوزف ایک بوتل اٹھاتا ہوا بڑبڑایا۔ پہلے ہی ہلے میں پھر اس نے آدھی بوتل صاف کر دی اور آگے پیچھے جھولتا ہوا بولا۔ "اب کچھ بات بنی ہے۔!"

"تت.... تمہاری آنکھیں خوف ناک لگ رہی ہیں۔ مجھ سے دور رہو....!"

"کیا تم کوئی گندی مرغی ہو کہ تم سے دور رہوں.... بے وقوف لڑکی اپنی بے تکی باتوں سے شہنشاہ جوزف موگنڈا کو پریشان مت کرو....!" پھر وہ بوتل کو مٹھی میں جکڑے اچھلنے کودنے لگا تھا۔ حلق پھاڑ پھاڑ کر اپنے قبیلے کے دیوتاؤں کو پکار رہا تھا۔

لڑکی خوف زدہ نظر آنے لگی تھی۔ وہ جھپٹ کر دیوار کے قریب پہنچی انٹر کوم کا سوئچ آن کر کے چیخنے لگی۔ "بچاؤ.... بچاؤ.... وہ بہت زیادہ پی گیا ہے.... پاگل ہو رہا ہے۔!"

"میں تمہیں کھا جاؤں گا.... ننھی گلہری....!" جوزف دھاڑا۔

اور پھر یک بیک تہہ خانے کا دروازہ کھلا تھا اور دو آدمی تیزی سے نیچے آئے تھے۔ "ٹھہرو!" ان میں سے وہی غرایا جو انگلش بول سکتا تھا۔

جوزف جھومتا ہوا ان کی طرف مڑا اور قہقہہ لگا کر بولا۔ "میرے تو عیش ہو گئے بھائی.... تم لوگ فرشتے ہو.... اتنی بوتلیں.... واہ واہ....!"

"ارے تو کیا یہ تمہارے باپ کی ہیں۔!"

"باپ....! باپ کہاں ہے.... میں تو یتیم ہوں۔!" جوزف گلوگیر آواز میں بولا اور پھر دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ آدھی بوتل اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔ روتے روتے خاموش ہو کر اس نے دو گھونٹ لئے اور پھر دھاڑیں مارنے لگا۔

"اسے اوپر لے چلو....!" اطالوی نے اپنے ساتھی سے کہا۔ "ہاتھ پیر باندھ کر ڈال دیں گے اور منہ پر ٹیپ چپکا دیں گے۔!"

"میرا خیال ہے کہ اسے یہ بوتل ختم ہی کر لینے دو خود ہی خاموش ہو جائے گا۔" دوسرا بولا۔

جوزف کی یہ حرکت اب بھی جاری تھی۔ روتے روتے خاموش ہوتا اور دو گھونٹ لے کر پھر رونے لگتا۔ لڑکی کا خوف دور ہو چکا تھا اور وہ بے تحاشہ ہنسے جا رہی تھی اور یہ دونوں بھی اس

چوئیشن سے خاصے محظوظ ہو رہے تھے۔

بوتل خالی کر کے جوزف ایک بار پھر لہرایا اور فرش پر ڈھیر ہو گیا لیکن وہ اب بھی آہستہ آہستہ کچھ کہے جا رہا تھا۔

وہ دونوں اس کے قریب پہنچے اور اس کو اٹھانے کے لئے جھکے اور پھر انہیں اس کا اندازہ کرنے کی بھی مہلت نہیں ملی تھی کہ جوزف نے کس طرح ان کی گردنیں پکڑ کر سر ٹکرائے تھے۔ اور خود قلابازیاں کھا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر وہ انہیں دوبارہ سنبھلنے کا موقع دینے والا کہاں تھا۔ دوسری بار ان کے سر فرش سے ٹکرائے تھے۔

لڑکی دم بخود کھڑی تھی۔ اسی دوران میں جوزف نے اسے انٹر کوم کا سوئچ آف کر دینے کا اشارہ بھی کیا تھا اور اس نے کسی سحر زدہ کے سے انداز میں تعمیل کی تھی۔

دونوں اطالوی اب بے ہوش پڑے تھے اور جوزف لڑکی سے کہہ رہا تھا

"لو تدبیر ہو گئی۔!"

"تت.... تو.... تم نشے میں نہیں ہو۔!" لڑکی بوکھلائے ہوئے انداز میں ہکلائی۔

"نشے کی بات کر رہی ہو تم.. بس ذرا سی گرمی آئی ہے خون میں... پتا نہیں کیسی شراب ہے۔!"

"اب کیا ہو گا....؟"

"تمہاری اور میری رہائی.... اوپر صرف ایک ہی ہو گا۔ انجن روم میں۔!"

جوزف نے ان دونوں کی جامہ تلاشی کے بعد ایک ریوالور برآمد کیا اور اُسے اپنے قبضے میں کر کے ان کے ہاتھ پیر باندھ دیئے۔!

"تم یہیں ٹھہرو....!" اس نے لڑکی سے کہا۔ "میں اوپر جا رہا ہوں۔!"

وہ تینوں انجن روم ہی میں تھے اور لانچ سمندر کا سینہ چیرتی تیزی سے ایک سمت چلی جا رہی تھی۔ انہوں نے اب تک دو ڈوک دیکھے تھے لیکن وہاں ہائی لیو کا سراغ نہیں ملا تھا۔

بیگل کا اسٹروکر انٹونیو ایک زندہ دل آدمی ثابت ہوا تھا۔ تینوں اس طرح گھل مل کر گفتگو

کر رہے تھے جیسے برسوں کے ساتھی ہوں۔ انٹونیو کہہ رہا تھا۔ "میرا مالک بہت مست آدمی ہے۔ کبھی کبھار تفریحی مقاصد کے لئے لانچ استعمال کرتا ہے اور یہ کبھی نہیں دیکھتا کہ اس کی عدم موجودگی میں کتنا ایندھن خرچ ہوا ہے۔ لہٰذا تم لوگ بالکل پرواہ نہ کرو تمہارے ساتھی کو تلاش کر کے ہی دم لوں گا۔ لیکن ایک بات پہلے ہی سے بتادوں کہ میں ذاتی طور پر لڑائی بھڑائی سے دور بھاگتا ہوں۔ اگر ایسی کوئی بات ہوئی میں دور سے صرف تماشا دیکھوں گا اور دل ہی دل میں تم لوگوں کی کامیابی کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔!"

"دعا بھی ہم خود ہی کرلیں گے تم بس تماشا دیکھنا....!" عمران نے کہا۔

"تم جھوٹ کیوں بولے تھے....؟" دفعتاً انٹونیو نے جیمسن سے سوال کیا۔

"میں نہیں سمجھا پیارے بھائی۔!"

"تم نے کہا تھا کہ تمہارے آفیسر کی اطالوی اچھی نہیں ہے لیکن یہ تو پڑھے لکھے اطالویوں کی طرح گفتگو کرتا ہے۔!"

"غالباً اس نے مجھے فون کرنے سے قبل ایسی کوئی بات کہی ہوگی۔!" عمران بولا۔

"ہاں اسی وقت....!"

"محض اس لئے کہ یہ فون پر اطالوی میں چرس کے بارے میں گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایکس چینج پر ہماری گفتگو سنی جاسکتی۔!"

"مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔!" انٹونیو نے کہا۔

"اور مجھے بہت جلدی تھی۔ بحث میں وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا تھا۔!" جیمسن بولا۔

"میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں دوست....!" انٹونیو اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

وہ چوتھے ڈوک کے قریب پہنچنے والے تھے انٹونیو نے انہیں بتایا۔

"اگر ہائی لیو وہاں بھی نہ ہوئی تو پھر....؟" جیمسن نے سوال کیا۔

"تو پھر وہ کھلے سمندر کی طرف نکل گئی ہوگی تاکہ تمہارے ساتھی کو غرق کیا جاسکے۔!" انٹونیو نے سرد لہجے میں کہا۔ "چرس چھین لیں گے اور اس کا گلا گھونٹ کر پانی میں پھینک دیں گے۔!"

"ایسے بے وقوف آدمی کا یہی انجام ہونا چاہئے۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایسا نہ کہو...اس کے پاس ہزاروں لیرے کی چرس ہے۔!" انٹونیو نے مغموم لہجے میں کہا۔

لانچ کی رفتار اس نے کم کردی تھی۔ ڈوک نزدیک تھا۔ دفعتاً اس نے فتح کا نعرہ لگایا۔

"یہ....یہ....ہائی لیو موجود ہے۔!"

"کیا ایسی پوزیشن میں ہے کہ تم اس کے برابر ہی اینکر کرسکو....!" عمران نے انٹونیو سے پوچھا۔

"بالکل ہے....!"

"بس تو پھر یہی کرو۔!"

لانچ آہستہ آہستہ تیرتی ہوئی ہائی لیو کے قریب جا رکی اور لنگر ڈال دیا گیا۔

"اب مجھے کیا کرنا ہوگا۔" انٹونیو نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں!" عمران بولا۔ "تم اپنی لانچ پر ٹھہرو گے ہم دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔!"

"تم مجھے ہر قدم پر اپنا دوست پاؤ گے۔!"

"بہت بہت شکریہ....!" عمران نے کہا اور جیمسن سے بولا۔ "فی الحال تم بھی یہیں ٹھہرو۔ میں ہائی لیو پر جا رہا ہوں۔!"

"او کے....یور میجسٹی....!"

پھر ایک لمبی چھلانگ اسے ہائی لیو کے عرشے پر لے گئی تھی لیکن اسے کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ چاروں طرف سناٹا تھا۔ دفعتاً اس نے اونچی آواز میں کہا۔ "میں قانون کے نام کیپٹن کو مخاطب کر رہا ہوں۔ کیبن سے باہر آؤ۔!" لیکن جواب میں نہ کوئی آواز سنائی دی اور نہ کوئی عرشے ہی پر آیا۔ عمران بغلی ہولسٹر پر ہاتھ رکھے ہوئے آہستہ آہستہ انجن روم کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر اچانک اس نے "باس" کا نعرہ سنا تھا۔ آواز جوزف ہی کی تھی۔ وہ انجن روم کی بغلی کھڑکی سے سر لٹکائے اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"فرمائیے....کیا مشاغل ہیں۔!" عمران نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔ جوزف کے دانت نکل پڑے۔

"سب ٹھیک ہے باس..اس وقت لانچ میرے قبضے میں ہے لیکن میں اسے چلا نہیں سکتا۔!"

عمران نے انجن روم میں پہنچ کر دیکھا کہ اطالوی فرش پر بندھا پڑا ہے۔ جس کے منہ پر ٹیپ

چپکا دیا گیا تھا اور اس کے قریب ہی ایک سیاہ فام لڑکی تھی۔

"کیا چکر ہے....!" عمران جوزف کو گھورتا ہوا بولا۔

"دو نیچے بھی ہیں۔ کل تین آدمی تھے.... اور یہ بے چاری۔!"

"اس بے چاری کا قصور بتاؤ۔!"

"ہمارے مطلب کی کہانی ہے باس....!"

"تم سے صرف نگرانی کے لئے کہا گیا تھا۔!"

"میں کیا کرتا.... یہ لوگ زبردستی مجھے لانچ پر لائے تھے۔!" جوزف نے کہا اور لڑکی کی کہانی دہرانے لگا۔

عمران کی نظر اس اطالوی پر تھی جو ایک گوشے میں بندھا پڑا تھا۔ جوزف کے خاموش ہونے پر بولا۔ "یہاں یہ پہلا کام ہوا ہے لڑکی نے اپنے بھائی کا پتہ نہیں بتایا۔!"

"نہیں باس....!"

"تم نے پوچھا تھا۔!"

"میں نے جب بھی معلوم کرنا چاہا.... بات اڑا گئی۔!"

"اچھا.... اچھا.... دیکھیں گے....!"

"یہ اطالوی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں بول سکتا۔!" جوزف نے قیدی کی طرف اشارہ کیا۔

"نیچے ایک ایسا بھی ہے جو انگلش جانتا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہی کیپٹن بھی ہے۔!"

"تم یہیں ٹھہرو گے.... مجھے نیچے جانے کا راستہ دکھا کر واپس آجاؤ۔!"

جوزف نے تعمیل کی تھی اور پھر لڑکی کے پاس واپس آگیا تھا۔

"وہ.... کون تھا....؟" لڑکی نے کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"میرا مالک....!"

"لیکن وہ اطالوی نہیں معلوم ہوتا۔!"

"وہ ساری دنیا کا باشندہ ہے۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ وہی تمہاری بھی مدد کرے گا۔ تمہیں اس دلدل سے نکالے گا۔ تیسری دنیا کے سارے ملک اس کے اپنے ملک ہیں مگر یہ بہت بری بات ہے کہ تم اب بھی مجھ پر اعتماد نہیں کر رہیں۔!"

"نہیں.... ایسی تو کوئی بات نہیں۔!"

"پھر کیوں نہیں بتاتیں کہ کرنل موگمبی کہاں مقیم ہے۔!"

"بے اعتمادی کی بات نہیں ہے.... پتہ نہیں وہ اب کہاں ہو۔!"

"پہلے کہاں تھے....؟"

"ہم دونوں رومانو میں ٹھہرے تھے۔ سوٹ نمبر بیالیس ہمارے لئے مخصوص تھا۔!"

"ٹھیک ہے....! لیکن میرا خیال ہے کہ تم رہائی کے بعد وہاں نہیں جاسکو گی۔"

"میں خود بھی نہیں جانا چاہتی۔ پہلے مجھے معلوم ہونا چاہئے کہ موگمبی کی کیا حیثیت ہے۔ اگر وہ غدار ہے تو میں اپنے ہی ہاتھوں سے مار ڈالنا پسند کروں گی۔"

"شاباش....! تم ایک شیر دل لڑکی ہو۔ تم ہمارے ہی ساتھ رہو گی۔ باس میرا کہنا نہیں ٹالے گا۔!"

تھوڑی دیر بعد عمران واپس آگیا اور اس اطالوی کی طرف بڑھا جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔

"ہمیں اطلاع ملی تھی کہ ہائی لیو پر ایک چیچک کا مریض ہے۔!" اس نے اطالوی میں کہا۔ "لیکن تم لوگوں نے ایک سرکاری آدمی کے ساتھ بہت بُرا برتاؤ کیا۔ بہرحال احتیاطاً تمہیں بھی انجکشن دینا پڑے گا۔!"

اس نے اپنے کاندھے پر لٹکے ہوئے تھیلے سے ہائپوڈرمک سرنج نکالی جو سیاہ رنگ کے کسی سیال سے بھری ہوئی تھی۔ انجکشن لگتے ہی اطالوی کی آنکھیں بند ہوگئیں۔ عمران اس کے ہاتھ پیر کھولنے لگا۔ پھر منہ پر چپکا ہوا ٹیپ بھی نکال دیا۔

"اسے اٹھا کر میرے ساتھ چلو!" اس نے جوزف سے کہا۔ "لڑکی تم بھی ساتھ ہی رہو گی۔!"

جوزف نے بے ہوش اطالوی کو کاندھے پر ڈالا تھا اور وہ اسے ایک کیبن میں لائے تھے جہاں کئی بستر موجود تھے۔ اُسے ایک بستر پر ڈال دیا گیا۔

"اب ان دونوں کو بھی ایک ایک کر کے یہیں لاؤ۔!" عمران بولا۔

جوزف چلا گیا تھا۔

عمران لڑکی سے بولا۔ "کیا تم اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتی ہو۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی.... جوزف سے ہی پوچھنا۔!"

"اچھا.... اچھا....!"

جوزف ایک ایک کر کے انہیں لایا۔ وہ دونوں ابھی بے ہوش تھے اور ان کے ہاتھ پیر بھی کھلے ہوئے تھے انہیں بھی احتیاط سے لٹا دیا گیا۔

"اب واپس چلو....!" عمران بولا۔ نہ جانے کیوں وہ جوزف کو عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا جسے جوزف نے بھی محسوس کر لیا تھا اور شائد ردعمل ہی کے طور پر کچھ شرمایا شرمایا سا لگ رہا تھا۔

بیگل پر واپس پہنچے تو انٹونیو کی حیرت قابل دید تھی۔ شائد اسے توقع تھی کہ ہائی لیو پر ہنگامہ ضرور ہوگا اور سیاہ فام آدمی کے ساتھ ایک سیاہ فام لڑکی کا اضافہ اسے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے خواب دیکھ رہا ہو۔ لیکن اس سلسلے میں کوئی سوال کرنے کی بجائے اس نے اس چرس کی خیریت دریافت کی تھی جسے جیمسن کے بیان کے مطابق جوزف کی تحویل میں ہونا چاہئے تھا۔

"بہت چالاک ہے۔!" عمران بولا۔ "ہائی لیو کے عرشے پر قدم رکھتے ہی اس نے بڑی صفائی سے پانی میں پھینک دی تھی۔!"

"ہزاروں لیرے کا سوال....!" انٹونیو ہکا بکا رہ گیا۔

"ارے یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے اس بزنس میں۔!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"یہ لڑکی کون ہے....؟" اس نے عمران کو الگ لے جاکر آہستہ سے پوچھا۔

"یہ بھی ہمارے ہی گروہ سے تعلق رکھتی ہے دراصل میرے آدمی اسی کی تلاش میں آئے تھے۔ بس اب تم چپ چاپ یہاں سے نکل چلو میں نہیں چاہتا کہ تمہاری لانچ ان کی نظروں میں آئے۔ وہ ابھی تک اسے نہیں دیکھ سکے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"بے ہوش پڑے ہیں۔ تین گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئیں گے۔۔!"

"یہ تو بہت اچھا ہوا.... کیا خطرناک لوگ ہیں۔!"

"بہت زیادہ....!"

لانچ تھوڑی دیر بعد ڈوک چھوڑ رہی تھی اور عمران انٹونیو کے قریب ہی موجود تھا۔

"تم ہمیں ڈوک نمبر تین پر اتار دینا۔!" عمران نے اس سے کہا۔

"پھر کبھی ملاقات ہوگی یا نہیں۔!" اس نے مغموم لہجے میں پوچھا۔

"کیوں نہیں.... کیوں نہیں.... اگلی بار میں تمہیں ایسا تحفہ دوں گا کہ جی خوش ہو جائے گا۔ ہم نے چرس کا ایسنس بھی کشید کر لیا ہے۔!"

"وہ کیا ہوتا ہے....؟"

"سیال ہے.... ایک تنکا ڈبو کر کسی بھی سگریٹ پر اس کی ایک لکیر کھینچ دو اور عالم بالا کی سیر کرتے پھرو.... ایک اونس کی قیمت امریکہ میں پانچ ہزار ڈالر ہے۔!"

"اے بھائی ضرور.... دو چار ہی قطرے سہی.... مجھے اپنا پتہ بتا دو.... خود ہی مل لوں گا۔!" انٹونیو گھگھیایا۔

"نہیں.... یہ مناسب نہ ہوگا.... میں خود ہی تم سے مل لوں گا تمہارے توسط سے ڈوکس پر محفوظ بزنس ہو سکے گا۔ معقول کمیشن دوں گا اور تمہارے اپنے استعمال کا مسالہ مفت....!"

"تم مجھے ایک وفادار ترین دوست پاؤ گے....!" وہ عمران کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بولا۔

ڈوک نمبر تین پر انہیں اتار دیا گیا۔ یہ ایک ویران ساحل تھا اور اس وقت یہاں یہی ایک لانچ نظر آرہی تھی۔

"یہاں سے ہم کہاں جائیں گے باس....!" جوزف نے چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔ دور دور تک کسی گاڑی کا بھی پتہ نہیں تھا۔

"جہاں بھی جائیں گے انشاءاللہ پیدل ہی جائیں گے۔ جیمسن خوش ہو کر بولا۔

"آپ بہت خوش نظر آرہے ہیں۔!" عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"قصہ حاتم طائی یاد آرہا ہے۔ آخر کار جوزف نے ایک لڑکی جن ہی دی۔!" جیمسن بولا اُسے شاید ابھی تک زلیخا موگمبی کی کہانی نہیں معلوم ہو سکی تھی۔

"کیا تم نے اسے کچھ نہیں بتایا۔!" عمران نے جوزف سے پوچھا۔

"تمہاری مرضی کے بغیر کوئی کام کرتا ہوں باس....!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا اور جیمسن کو اردو میں اس کے بارے میں بتانے لگا۔

"کیا آپ کو لانچ پر لڑکی کی موجودگی کا علم تھا۔!" جیمسن نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں.... اتفاقیہ دریافت ہے۔ میں نے تو محض اس لئے لانچ کی نگرانی شروع کرائی تھی کہ وہ خیر اندیشوں کے سربراہ کی نجی ملکیت ہے اور وہ کبھی کبھی کھلے سمندر میں وقت گزارتا ہے۔ آج کل اپنے ہیڈ کوارٹر میں موجود نہیں ہے۔ میں نے سوچا شائد لانچ پر ہو۔!"

"تو پھر....؟"

"لانچ پر بھی نہیں ملا.... لانچ کا عملہ نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہوگا۔ یہاں اس کے آدمیوں میں سے کسی کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہوگا....؟"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ وہ سب پیدل ہی ایک جانب چلے جا رہے تھے۔

"آخر ہم کہاں چلے جا رہے ہیں۔!" جیمسن تھوڑی دیر بعد بڑبڑایا۔

"بس کچھ دور اور چل کر ہم گاڑی کا انتظار کریں گے۔!" عمران بولا۔

"کیا عالم بالا سے آئے گی۔!"

"کہیں میں پھر تمہارے چہرے پر ڈاڑھی نہ اگادوں۔!" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

"اس غریب الوطنی میں میری تشویش حق بجانب ہے۔!"

"مجھ سے زیادہ گاڑھی اردو نہ بولنا.... اچھا.... بیگل نے فون پر کسی کو ہدایات دے چکا ہوں۔ گاڑی ابھی پہنچ جائے گی۔!"

"دیکھا آپ نے گاڑھی اردو کا کمال آخر میری تشویش دور ہو گئی نا۔!"

"میں تمہارے وجود کو منصۂ شہود سے نابود کر دوں گا۔!" عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

"ارے باپ رے.... اتنی گاڑھی حلق سے نہیں اترتی یور میجسٹی۔!"

"کان پکڑو.... میں ظفر الملک نہیں ہوں۔!"

"یہ لیجئے....!" جیمسن اپنا کان پکڑ کر بولا۔ "مطلب بتا دیجئے۔!"

"میں نے کہا تھا کہ میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔!"

"ایسی شاندار اردو میں مارنا ہے تو میں تیار ہوں۔!"

"بکواس بند کرو.... اب بہت محتاط ہو کر کام کرنا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ کرنل موگمبی.. ایڈلاوا کے بارے میں کچھ جانتا ہو۔!"

"ایڈلاوا....؟"

"ہاں.... خیر اندیشوں کا سربراہ....!"

"مگر یہ اطالوی نام تو نہیں معلوم ہوتا۔!"

"ضروری نہیں ہے کہ اٹلی میں صرف اطالوی ہی رہتے ہوں۔!"

"آخر کس نیشنلٹی کا ہو سکتا ہے۔!"

"مجھے تو کچھ لاطینی امریکن سا لگتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں ہے کہ میرا خیال درست ہی ہو۔ ناموں میں کیا رکھا ہے۔ آخر میں بھی تو الجزائری عبدالمنان رہ چکا ہوں.... اوہو.... گاڑی آرہی اب بالکل خاموش رہنا۔!"

روما نو کا وسیع ریکریئیشن ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ڈانس فلور کے گرد اتنی بھیڑ تھی کہ رقص کرنے والوں اور محض تماشائیوں میں امتیاز کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ نئی نسل کے بڑے بالوں والے لڑکوں اور مرد نما لڑکیوں کا متحرک ہجوم اور بلند آہنگ موسیقی کچھ اسی طرح گڈمڈ ہو کر رہ گئے تھے کہ ریکریئیشن ہال آوازوں کا جنگل معلوم ہونے لگا تھا۔

جیمسن بھی اسی بھیڑ میں ایک اطالوی لڑکی کے ساتھ تھرکتا پھر رہا تھا۔ میک اپ میں تھا اور اس کا وگ اتنا شاندار تھا کہ آس پاس کی دوسری لڑکیاں اُسے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ یونہی نہیں تھرکتا پھر رہا تھا۔ شروع سے اب تک کرنل موگمبی سے اس کا معینہ فاصلہ برقرار ہی رہا تھا اس کی ہم رقص بھی ایک اطالوی عورت تھی جس کے لچکنے کا انداز اس کی اپنی شخصیت سے ہم آہنگ نہیں تھا۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کرنل موگمبی کے گھٹیا ٹیسٹ پر پوری اترنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔

جیمسن کی ہم رقص کسی وحشت زدہ ہرنی کی طرح چوکڑیاں بھر رہی تھی لیکن وہ موگمبی سے اپنا فاصلہ برقرار رکھنے کے سلسلے میں اس کا ساتھ نہیں دے پا رہا تھا۔

"تم صورت سے تو کاہل نہیں معلوم ہوتے۔!" اس کی ہم رقص قریب آکر اس کے کان میں چیخی۔!

"میرے اندر کوئی چیز ٹوٹ گئی ہے۔!" جیمسن نے کسی خاتون ناول نگار کے جملے کا اطالوی

ترجمہ کردیا۔ یہاں آنے سے قبل وہ خواتین کے لکھے ہوئے اوسط درجے کے ناول بے تحاشا پڑھتا رہا تھا۔

ہم رقص رک کر اسے گھورنے لگی لیکن جیمسن بدستور تھرک کے جا رہا تھا۔

"تم بکواس کر رہے ہو۔!" وہ بالآخر بولی۔

"یقین کرو....!"

"ٹوٹنے والی چیزوں میں ریڑھ کی ہڈی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے تمہارے اندر اگر وہ ٹوٹی ہوتی تو تم کھڑے نہیں رہ سکتے تھے۔!"

"ایک غم ناک رومانی جملے کا خون کر دیا تم نے۔!" جیمسن نے سسکی لی۔

"آخر کس دیس سے آئے ہو.... تمہاری باتیں عجیب ہیں۔!"

"میں ساری دنیا کا باشندہ ہوں۔!"

"نام کیا ہے....؟"

"جمن....!"

"بہت خوب صورت نام ہے۔!"

"کیا کہنے؟" عقب سے اردو میں آواز آئی۔ "باپ کے دیس میں یہ نام گالی معلوم ہوتا تھا۔!"

اس نے عمران کی آواز پہچان لی تھی۔ لیکن مڑا نہیں تھا۔

پھر اس نے دیکھا کہ کرنل موگمبی اپنی ہم رقص سمیت شراب کے کاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا۔

"کچھ پیو گی....؟" جیمسن نے اپنی ہم رقص سے پوچھا۔

"ابھی میں صرف ناچنا چاہتی ہوں۔!"

"میں لائم جوس لینا چاہتا ہوں.... شاید وہ چیز میرے معدے میں ٹوٹی ہے۔!"

"تم جاؤ.... میں تنہا ناچتی رہوں گی۔!"

"شکریہ....!" وہ اس سے ٹوٹ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر عمران موگمبی کے قریب ہی نظر آیا لیکن بظاہر وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ موگمبی کی ہم رقص چہک رہی تھی اور اس کی نظر اس بڑے گلاس پر جمی ہوئی تھی جو شاید اس کے لئے بھرا جا رہا تھا۔ پھر دونوں نے اپنے گلاس سے چسکیاں لیں اور انہیں کاؤنٹر پر رکھ کر گفتگو کرنے لگے عمران بار ٹنڈر کو اپنی طرف

متوجہ کرنے کے لئے آدھے دھڑ سے اوپر اٹھ گیا تھا۔

"آپ کی مطلوبہ شراب موجود نہیں سی نور۔!" بار ٹنڈر نے عمران سے کہا اور وہ مایوسانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا کاؤنٹر کے قریب سے ہٹ گیا۔

جیمسن نے اُسے بھیڑ میں غائب ہوتے دیکھا خود اس نے بار ٹنڈر سے لائم جوس اور سوڈا طلب کیا تھا لیکن قبل اس کے کہ بار ٹنڈر اس سے کچھ کہتا وہ جلدی سے بولا۔ "مجھ پر احسان کرو بھائی۔ میرے معدے میں آگ لگی ہوئی ہے۔!"

"اچھا.... اچھا....!" وہ اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"السر.... بُری بلا ہے.... مجھے شراب نہ پینی چاہئے تھی۔!"

"اچھا سی نور.... میں مہیا کرتا ہوں دو تین منٹ کی تاخیر کے ساتھ۔!"

جیمسن کاؤنٹر پر ہاتھ ٹیکے کھڑا رہا۔ اس کی ہم رقص شاید اس کی طرف سے بالکل لاپرواہ ہو گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بار ٹنڈر نے اس کے سامنے لائم جوس کا گلاس رکھ دیا۔

کرنل موگمبی اور اس کی ہم رقص کے درمیان کسی مسئلے پر بحث چھڑ گئی۔ موگمبی کو اونچی آواز میں بولتے سن کر جیمسن اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم گندی کتیا ہو.... ذلیل عورت....!" اس نے عورت سے کہا اور پھر عورت کا زناٹے دار تھپڑ موگمبی کے گال پر پڑا تھا۔

"کالے سور....! جب ظرف نہیں ہے تو اتنی پی کیوں لیتے ہو۔!" وہ حلق پھاڑ کر چیخی.... پچ پچ موگمبی بہت زیادہ نشے میں معلوم ہوتا تھا۔ تھپڑ کھا کر فرش پر جا گرا تھا۔ ٹھیک اسی وقت جیمسن نے عمران کو اس کی طرف جھپٹتے دیکھا۔ وہ اسے فرش سے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

جیمسن آگے بڑھ کر عورت سے بولا۔ "اس میں یہی کمزوری ہے تم اسے معاف کر دو۔ آئندہ منہ نہ لگانا۔!"

عورت نے غصیلی نظروں سے اُسے دیکھا اور فرش پر زور سے پاؤں مار کر دوسری طرف مڑ گئی۔ عمران نے موگمبی کو اٹھا لیا اور اس کی کمر میں ہاتھ دیئے ایک جانب لے چلا تھا۔

بار ٹنڈر نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن جیمسن نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ادائیگی میں کروں گا۔ فکر مت کرو.... بے چارہ موگمبی.... سوٹ نمبر بیالیس میں مقیم

ہے.... ہم اسے اس کے بستر پر پہنچائیں گے۔!"

بارٹنڈر کچھ نہ بولا۔ جیمسن نے پرس سے کئی نوٹ نکالے اور اس کے سامنے ڈال دیئے۔ پھر وہ بھی عمران کی جانب بڑھ گیا لیکن وہ اسے لفٹ کی طرف لے جانے کی بجائے صدر دروازے کی جانب لے جارہا تھا۔

باہر ایک لمبی سی کار شاید پہلے ہی سے کھڑی تھی۔ ڈرائیور نے دروازہ کھولا اور عمران نے موگمبی کو پچھلی سیٹ پر ڈال دیا جو اب بالکل خاموش اور بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔

"تم اسے لے جاؤ۔!" وہ جیمسن کی طرف مڑ کر بولا۔ "میں اس کے کمروں کی تلاشی لوں گا۔ میری واپسی سے قبل ہوش میں آجائے تو اس سے کسی قسم کی گفتگو مت کرنا.... اور نہ کسی سوال کا جواب دینا۔!"

"او.... کے یور میجسٹی....!"

جیمسن کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ رومانو میں کیا ہونے والا ہے اس سے تو بس یہ کہا گیا تھا کہ موگمبی کی نگرانی کرے اور اگر وہ اپنے کمرے سے باہر نکلے تو اس کے قریب ہی قریب رہنے کی کوشش کرے۔

جیمسن اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے قریب بیٹھ گیا اور گاڑی چل پڑی.... وہ آبادی سے باہر ایک عمارت میں مقیم تھے۔ عمارت کیا تھی اچھا خاصا قلعہ تھا اور اس کے مکین عمران کا بہت احترام کرتے تھے اور وہ بھی وہاں خود کو بہت لئے دیئے رہتا تھا۔ جیمسن نے اسے کبھی اتنا سنجیدہ نہیں دیکھا تھا جتنا وہ اسے اس عمارت میں نظر آیا تھا۔

گاڑی تیز رفتاری سے راستے طے کرتی رہی۔ جیمسن خاموش بیٹھا رہا۔ وہ پچھلی سیٹ پر پڑے ہوئے کرنل موگمبی کے خراٹے صاف سن رہا تھا۔

اس کی بہن زلیخا موگمبی بھی انہی کے ساتھ اسی عمارت میں مقیم تھی اور زیادہ تر جوزف کے ساتھ رہتی تھی۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد گاڑی عمارت کے وسیع احاطے میں داخل ہوئی شائد عمران وہاں پہلے ہی فون کر چکا تھا اسی لئے کچھ لوگ پورچ میں منتظر ملے تھے جو بے ہوش آدمی کو گاڑی سے اٹھا اندر لے گئے۔!

جیمسن نے شانوں کو لاپرواہی سے جنبش دی اور اس حصے کی طرف روانہ ہو گیا جہاں وہ جوزف اور زلیخا سمیت مقیم تھا۔ تین بیڈ روم اور ایک نشست کا کمرہ ان کے استعمال میں تھا۔

زلیخا شائد سو چکی تھی جوزف نشست کے کمرے میں بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے عنقریب دنیا کے خاتمے کا خدشہ لاحق ہو گیا ہو۔

"کیا خالی ہاتھ ہی آئے ہو۔!" جوزف نے اُسے دیکھ کر گلوگیر آواز میں پوچھا۔

"اچھا تو کیا میں نے زندگی بھر کا ٹھیکہ لیا ہے۔ تمہارے باس کی موجودگی میں بری الذمہ ہوں۔!"

"میں تو بڑی مشکل میں پڑ گیا ہوں۔ باس کہتے ہیں لڑکی کی موجودگی میں کم پیؤ ورنہ اس کے اخلاق پر برا اثر پڑے گا۔!"

"میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں پسند کرنے لگی ہے۔!"

"اپنا خیال اپنے ہی پاس رکھو مسٹر....!"

"کتنی دیر سے نہیں پی۔!"

"مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے ایک ہفتے سے شکل تک نہ دیکھی ہو۔!" وہ جمائی لے کر بولا۔ "یہاں اس عمارت کے لوگ بھی عجیب ہیں۔ کوئی کسی سے بات ہی نہیں کرتا۔!"

"اچھا تو کیا شراب کی بھیک مانگنے کا ارادہ تھا۔!"

"سچی بات بتاؤں....!" جوزف انگلی اٹھا کر بولا۔

"ضرور بتاؤ.... اب میں سچائی ہی کے قابل رہ گیا ہوں۔!"

"باس نے مجھے سزا دی ہے وہ جو میں نے ہائی لیو میں دو بوتلیں صاف کر دی تھیں نا.... جانتے ہو باس نے ان کے لئے کیا کیا....؟"

"میں کوئی تمہارے باس کے گلے میں لٹکا رہتا ہوں کہ مجھے کچھ معلوم ہو گا۔!"

"وہ دونوں بوتلوں کی قیمت ایک بے ہوش آدمی کے سینے پر رکھ آئے تھے۔!"

"ایسے شریف آدمیوں کے ساتھ تمہیں جیسوں کا گزارہ ہو سکتا ہے۔ میں تو باز آیا۔!"

"اب بتاؤ.... میں کیا کروں پیارے بھائی۔!" جوزف روہانسا ہو کر بولا۔

"اپنے باس ہی کی طرح سر کے بل کھڑے ہو جاؤ۔!"

جوزف کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر بدستور سوگواری چھائی رہی جیمسن صوفے پر نیم دراز

ہوتا ہوا کرنل موگمبی کے بارے میں سوچنے لگا۔ آخر اچانک وہ ایک ہی پگ میں اس حال کو کیوں پہنچ گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ ایک نارمل آدمی کی طرح رقص کرتا رہا تھا۔ لیکن پھر ایک ہی پگ میں اس طرح اُلو ہوجانا اور پگ بھی چھوٹا ہی تھا۔ اس کے برخلاف اس کی ہم رقص نے تو لارج وہسکی ہضم کی تھی اور ہوش مندوں کی طرح اُسے سلواتیں سناتی ہوئی وہاں سے رخصت ہوگئی تھی۔

دفعتاً کسی نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور جیمسن چونک کر بولا۔ ”آجاؤ۔!“

ایک اطالوی لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔

”کیا آپ کے لئے رات کا کھانا لگایا جائے سی نور....؟ اس نے ادب سے پوچھا۔

”ضرور.... ضرور....!“ جیمسن بولا۔ ”سی نور جوزف کھانے سے پہلے پیتے بھی ہیں۔

”تو پھر پہلے شراب نوشی کے لاؤنج میں تشریف لے چلئے۔!“

”اٹھو سالے....!“ جیمسن نے اردو میں کہا۔ ”انتظام ہوگیا ہے۔!“

”کیا ہوگیا....؟“

”شراب نوشی کے لاؤنج میں چلو.... کھانے کو کہنے آئی تھی۔ میں نے کہا میرا دوست کھانے سے پہلے پیتا بھی ہے۔!“

”تم سالا اندر سے فرشتہ ہے۔“ جوزف خوش ہو کر اٹھتا ہوا بولا۔

”اور باہر سے....؟“ جیمسن نے آنکھیں نکالیں۔

”بالکل لیڈی معلوم ہوتا.... ڈاڑھی نہیں ہوتا تو ہم پاگل ہوجاتا۔!“

”حد ہوگئی حرامی پن کی.... شراب کا نام سنتے ہی چہکنے لگا سالا....!“ جیمسن دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

لڑکی انہیں شراب نوشی کے لاؤنج میں لائی اور بار پر جاکر خود ہی دو گلاس نکالے۔

”صرف یہی پیئے گا۔!“ جیمسن جلدی سے بولا۔ ”میں پہلے ہی سے بھرا ہوا ہوں۔!“

لڑکی جوزف کو گلاس تھما کر بولی تھی۔ ”کھانے کے کمرے میں میز تیار ملے گی۔!“ پھر وہ چلی گئی تھی۔

”اس بار ایک گلاس سے آگے بڑھنے کی مت سوچنا....!“ جیمسن بولا۔

”اچھا.... اچھا....!“ جوزف نے بیزاری سے کہا۔ ”اب اسے تو حرام نہ کرو۔!“ پھر وہ اس طرح پیتا رہا جیسے کوئی مقدس فریضہ انجام دے رہا ہو گلاس خالی کر کے بولا۔ ”میں نے کھانے کا ارادہ ہی ترک کردیا تھا۔!“

”کیوں نہیں....! پہلے سے پیٹ میں شراب کی دلدل نہ ہو تو کھانا کہاں جاکر غرق ہوگا۔!“

”کیا تم سچ مچ شراب سے نفرت کرنے لگے ہو۔!“

”صرف ڈسپلن....! ہز میجسٹی کو میرا پینا پسند نہیں ہے اپنے باس کے ساتھ ہوتا ہوں تو مجھے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔!“

”تب تو پھر تم عادی نہیں ہو۔!“

”عادی ہونا بھی مجھے پسند نہیں ہے۔!“

پھر وہ کھانے کی میز پر ہی تھے کہ عمران آدھمکا اس نے جوزف کو گھور کر دیکھا۔

”مم.... میں کچھ نہیں جانتا۔!“ جوزف ہکلایا۔ ”اس شریف آدمی نے سوچا شائد میں بھوکا مرجاؤں گا۔!“

”تم نے پلوائی تھی....!“ عمران جیمسن کی طرف دیکھ کر غرایا۔

”کھانے سے قبل والی ہلکی پھلکی۔!“

”اچھا.... اچھا.... سمجھوں گا تم سے بھی۔!“

”آپ نہیں کھائیں گے۔!“

”میں رومانو میں کھا چکا ہوں۔!“

”بب.... باس میں بے قصور ہوں۔!“ جوزف کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ ”تم مجھے قتل کردو.... لیکن ایسی کوئی سزا نہ دو کہ زندہ درگور ہوجاؤں۔!“

”تم وعدہ کرو کہ آئندہ کبھی لوٹ کے مال میں ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔!“

”میں بے ایمان نہیں ہوں باس.... ہائی لیو والوں کی پہلی بوتل غصے میں پی گیا تھا اور دوسری اس لئے پی تھی کہ لڑکی کو نروس کرکے انہیں اس کی مدد کے لئے بلوانا تھا ورنہ پھر ان پر کس طرح قابو پاتا۔!“

”خیر.... خیر.... میرے سوٹ کیس میں کل کے لئے تین بوتلیں موجود ہیں۔ سفر میں

تین سے زیادہ ہرگز نہیں ملیں گی۔!"

"تم دیوتا ہو باس....!" جوزف کی آواز رقت آمیز ہو گئی۔

"دیوتا کیا.... تم لوگ تو مجھے آدمی بھی نہیں رہنے دو گے۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ گیا۔

"ایک بات یور میجسٹی....!" جیمسن ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"کیا ہے....؟"

"آخر وہ ایک ہی پگ میں کیوں دیوانہ ہو گیا تھا۔!"

"کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ کاؤنٹر پر میں اس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔!"

"وہ تو دیکھا تھا۔!"

"بس تو پھر سفوف دافع بُردباری کی ایک چٹکی کام کر گئی تھی۔!"

"بہت گاڑھی ہے....!" جیمسن کان پکڑ کر بولا۔

"ایک ایسا سفوف جس کی ذرا سی مقدار ہاتھی تک کا دماغ الٹ سکتی ہے۔!"

اب اُسے یاد آیا کہ عمران نے کاؤنٹر پر جھک کر بار ٹنڈر سے کچھ کہا تھا اور شائد اسی وقت موگمبی کے گلاس کے ساتھ کوئی کارروائی بھی ہو گئی تھی۔

"لڑکی کو یہاں اس کی موجودگی کا علم نہ ہونے پائے۔!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"وہ بہت پریشان ہے باس....!"

"کچھ بھی ہو.... اُسے فی الحال ہر معاملے سے لاعلم رکھنا ہے۔!"

"وہ بھی اسی عمارت میں ہے۔!" جیمسن بولا۔ "آپ کیسے چھپا سکیں گے۔!"

"کیا تم جانتے ہو کہ وہ اس عمارت میں کہاں ہے۔!"

"نہیں....! مجھے نہیں معلوم کہ وہ اسے کہاں لے گئے ہیں۔!"

"حالانکہ تم ہی اسے یہاں لائے تھے۔!" عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

جیمسن نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور کاغذی نیپکن سے ہاتھ صاف کرنے لگا۔

جوزف بھی کھانا کھا چکا تھا۔

کھانے سے فارغ ہو کر دونوں اپنی اپنی خواب گاہوں میں چلے گئے تھے۔ عمران نے تھوڑی

دیر بعد جوزف کی خواب گاہ کے دروازے پر دستک دی۔ وہ سویا نہیں تھا۔ دروازہ کھول کر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے کمرے میں داخل ہو کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ پل بھر کے لئے جوزف کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آئے پھر وہ پوری طرح عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اب تمہارا کام شروع ہو گا۔!" عمران بولا۔

"کہو باس....!" جوزف کی آنکھوں میں خاص قسم کی چمک لہرائی۔

"ہم میں سے کوئی بھی موگمبی کے سامنے نہیں جائے گا اس سے تمہیں گفتگو کرنی ہے۔ گفتگو کے دوران میں تم اُس کی بہن کا کوئی حوالہ نہیں دو گے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا باس.... میں سمجھتا ہوں۔!"

"دوسری بات.... میری معلومات کے مطابق خیر اندیشوں کا سربراہ بہت کم ہیڈ کوارٹر سے غیر حاضر ہوتا ہے۔ اگر کہیں جاتا بھی ہے تو اس کے کسی نہ کسی ماتحت کو اس مقام کا علم ہوتا ہے جہاں وہ گیا ہو۔ لیکن بسا اوقات کسی کو کچھ بتائے بغیر بھی غائب ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بہت ہی خاص مواقع ہوتے ہوں۔!"

"ہو سکتا ہے باس....!"

"کیا ہو سکتا ہے....؟"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ شائد موگمبی اس مسئلے پر روشنی ڈال سکے۔!"

"شاباش....! ذہانت جاگ رہی ہے تمہاری.... بس ایسے ہی موڈ میں تمہیں اس سے ملنا ہے۔ اسلحہ کی اسمگلنگ وہ بھی کسی ملک میں بغاوت کرانے کے لئے بہت ہی خاص مسئلہ ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اسی سلسلے میں کہیں گیا ہو۔ بہرحال معلوم کرنے کی اصل بات یہ ہے کہ اسلحہ کہاں سے سرحد کے پار جائے گا۔ ہو سکتا ہے... ایڈلاوا ایسے بے حد خاص کام اپنی نگرانی میں کراتا ہو۔!"

"میں سمجھ گیا باس.... لیکن اگر اس نے زبان نہ کھولی تو....!"

"تم پرائز فائٹر رہ چکے ہو۔!"

"میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا....!" جوزف کے دانت نکل پڑے پھر یک بیک سنجیدہ نظر آنے لگا۔

"کیوں.... کوئی اور خیال....؟"

"اپنی نسل سے بخوبی واقف ہوں۔!" وہ متفکرانہ لہجے میں بولا۔ "کیا کوئی کسی طرح بھی تمہارے بارے میں مجھ سے کچھ اگلوا سکتا ہے۔!"

"دشواری یہ ہے کہ ہم موگمبی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔!" عمران اپنی گردن سہلاتا ہوا بولا۔ "خود اس سازش کا سربراہ ہے یا کسی دوسرے کا آلہ کار..... بہر حال دونوں ہی صورتوں میں اس کا خدشہ ہے کہ وہ خاموشی سے مر جائے.... کچھ بتائے بغیر.... لہٰذا اب اپنے پرائز فائٹر ہونے والی بات بھول جاؤ.... دوسری تجویز سنو....!"

اور پھر وہ آہستہ آہستہ اُسے کچھ سمجھاتا رہا تھا۔ جوزف کبھی سر ہلاتا اور کبھی اُسے غور سے دیکھنے لگتا۔!

دوسری صبح جیمسن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ جب اس نے جوزف کو بہترین قسم کے سوٹ اور بے داغ سفید قمیض میں ملبوس دیکھا۔ گلے میں سرخ رنگ کی ٹائی تھی اور اس نے اپنے بال کسی خوش سلیقہ آدمی کے سے انداز میں سنوار رکھے تھے۔ بغلی ہولسٹر کوٹ کے اوپر سے بھی نمایاں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی خاص مقصد کے تحت اس میں یہ تبدیلی واقع ہوئی ہو۔

ناشتے کی میز پر عمران نہیں تھا۔ صرف یہی دونوں تھے۔ جیمسن بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "کیا وہ ابھی تک سو رہی ہے۔ ناشتے کے لئے نہیں آئی۔!"

"پتہ نہیں.... باس جانیں۔!"

"تو تم نے اتنی محنت خواہ مخواہ کر ڈالی ہے۔!"

"تم کیا سمجھ رہے ہو....!" جوزف اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کچھ بھی نہیں.... ویسے اس وقت ہیل سلاسی کے فرزند لگ رہے ہو۔!"

جوزف کچھ نہ بولا۔ خاموشی سے ناشتہ کرتا رہا۔ ناشتے کے بعد وہی لڑکی کمرے میں داخل ہوئی جس نے پچھلی رات جوزف کو کھانے سے پہلے شراب پلائی تھی۔

"تمہاری طلبی ہوئی ہے۔!" اس نے جوزف کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

جیمسن نے اُسے جملے کا مفہوم سمجھایا تھا اور وہ اٹھ کر لڑکی کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا۔

جیمسن وہیں رہ گیا تھا۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ فی الحال اُسے کسی معاملے سے کوئی سروکار نہیں۔!

کئی راہداریاں طے کرنے کے بعد لڑکی ایک کمرے کے سامنے رکی تھی اور جوزف کو اندر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کمرے کی کنجی حوالے کی تھی۔

جوزف نے قفل میں کنجی گھما کر دروازہ کھولا اور ایک دم اندر داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر کے وہ اسی جگہ کھڑا کرنل موگمبی کو گھورتا رہا جو بستر پر بیٹھا اسے حیرت سے دیکھے جا رہا تھا۔ پھر دفعتاً سنبھل کر غصیلے لہجے میں بولا۔ "یہ کیا قصہ ہے اور تم کون ہو۔!"

جوزف نے ہاتھ اٹھا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ انداز میں سرد مہری تھی۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اُس کے قریب پہنچا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"کیا پچھلی رات والی حرکت تمہارے مشن میں شامل تھی۔!" اُس نے بالآخر سرد لہجے میں پوچھا اور موگمبی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"جواب دو....!" جوزف نے کڑک کر پوچھا۔

"نن.... نہیں....!" موگمبی ہکلایا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اس کام کے اہل نہیں ہو۔!"

"مم.... میں.... بہت پریشان تھا۔ مگر پہلے یہ بتاؤ تم کون ہو۔!"

"یہ ضروری نہیں ہے۔!"

"پھر میں اُسے تسلیم بھی نہیں کر سکتا کہ میں اس وقت کسی غیر متعلق آدمی سے گفتگو نہیں کر رہا۔!"

"تمہاری بہن کہاں ہے....؟" جوزف اُسے گھورتا ہوا غرایا....!

"ب.... بہن.... وہ.... وہ....!"

"ڈبل کراس....!" جوزف بغلی ہولسٹر پر ہاتھ رکھ کر دہاڑا۔

"یہ غلط ہے۔! میں انقلاب کا حامی اور وفادار ہوں۔!"

"بکواس بند کرو....!"

"تم آخر ہو کون.... میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔!"

"تمہاری حیثیت ہی کیا ہے کہ تم ہر ایک کو دیکھ سکو....!" جوزف نے حقارت آمیز لہجے

میں کہا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ موگمبی مرعوب ہو گیا ہے اس لئے سازش کا سرغنہ خود نہیں ہو سکتا۔ اس سے اونچے رینک ہی کا کوئی آدمی ہو گا جو خود ملک ہی میں بیٹھا ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی طاقت ور جنرل ہو۔

موگمبی نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ شاید خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تم فی الحال معطل کر دیئے گئے ہو۔!" جوزف آہستہ سے سرد لہجے میں بولا۔

"یہ.... یہ کیسے ممکن ہے۔!" موگمبی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اس وقت تک اسی حالت میں رہو گے جب تک کہ مطلوبہ مال سرحد نہیں پار کر جاتا۔!"

"تم کوئی بھی ہو میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ مجھ پر انقلاب سے غداری کا الزام نہیں لگایا جاسکتا۔ پہلے تم میری پوری بات بھی تو سُن لو۔!"

"سناؤ....!" جوزف بیزاری سے بولا۔

"بہن میرے ساتھ ہی تھی لیکن ایک دن میں نے محسوس کیا کہ وہ چھپ کر میری اور ایڈلاوا کی گفتگو سنتی ہے لہٰذا میں نے اسے اٹھوا کر ایڈلاوا کی قید میں ڈلوا دیا۔ انقلاب ہی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج تک یہ بھی جاننے کی کوشش نہیں کی کہ ایڈلاوا نے اُسے کہاں رکھا ہے اور وہ کس حال میں ہے۔ جب تک اسلحہ سرحد پار نہیں کر جاتا.... جاننا بھی نہیں چاہتا۔ یہ میں نے انقلاب ہی کے لئے کیا ہے۔ اگر تم ایک ذمہ دار آدمی ہو تو اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچو کیا کوئی بھائی اسے گوارا کرے گا۔!"

"ہو سکتا ہے تم سچ کہہ رہے ہو....!" جوزف نے لاپرواہی سے کہا۔ "لیکن اوپر سے ملا ہوا حکم.... حکم ہے.... اس کی تعمیل ضروری ہو گی۔ آج سے چارج میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر اسلحہ بحفاظت سرحد پار کر گیا تو تمہاری پوزیشن دوبارہ بحال ہو جائے گی۔!"

"مجھے منظور ہے....!"

جوزف نے جیب سے ایک نقشہ نکال کر سامنے پڑی ہوئی چھوٹی میز پر پھیلا دیا۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "کیا پوزیشن طے ہوئی ہے....؟"

موگمبی نقشے پر جھک گیا اور ایک جگہ انگلی رکھ کر بولا۔ "یہ کوموجھیل کے مغربی کنارے پر ٹریسنی کی گودی ہے۔ یہاں ایڈلاوا کا اسٹیمر پورے مغربی کنارے پر ماہی گیری کرتا ہے۔!"

جوزف نے پنسل سے نقشے پر نشان لگایا۔ پھر موگمبی بولا۔ "یہی اسٹیمر اسلحہ بار کر کے "کوموجھیل" سے "میزولا جھیل" میں داخل ہو گا اور دریائے برگی گلیا کے دہانے پر تک جائے گا۔ دریائے برگی گلیا میں چھوٹی کشتیاں چلتی ہیں۔ وہاں اسلحہ اسٹیمر سے اتار کر ان کشتیوں میں بار کیا جائے گا اور پھر ایڈلاوا خود اپنی نگرانی میں کشتیوں کو سرحد پار کرا دے گا۔!"

جوزف نے پھر نقشے پر نشانات لگائے اور موگمبی کو غور سے دیکھنے لگا۔

"ایڈلاوا ٹریسنی میں ہے۔!" اس نے کچھ دیر بعد سوال کیا۔

"ہاں....! وہ اس معاملے کو ماتحتوں پر نہیں چھوڑ سکتا۔!"

"یہاں تمہیں تکلیف نہیں ہو گی۔!" جوزف اٹھتا ہوا بولا۔ "لیکن اگر تم نے فرار ہونے کی کوشش کی تو گولی مار دی جائے گی۔!"

"بس اب خاموش رہو۔!" موگمبی اچانک بپھر گیا۔ "میں غدار نہیں ہوں وقت اُسے ثابت کر دے گا۔!"

جوزف کچھ کہے بغیر خاموشی سے باہر نکل گیا۔ نقشہ تہہ کر کے اس نے جیب میں رکھ لیا تھا اور باہر نکل کر دروازے کو مقفل کرنا نہیں بھولا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران اپنے کمرے میں اس کی پیٹھ ٹھونکتا ہوا نظر آیا۔

"یہ کام ہوا ہے....!" وہ سر ہلا کر بولا۔ "اب تم عیش کرو.... چھ بوتلیں دوبارہ بحال.... ٹریسنی کی بہترین شراب چیانٹی....!"

"بہترینوں سے تو میں تنگ آ گیا ہوں باس....! ذرا کچھ تیز ہونی چاہئے۔ یہ جو مل رہی ہے بالکل ایسی ہی لگتی ہے جیسے ہاضمہ درست رکھنے والی کوئی دوا۔!"

"شیرہ تو یہاں ممکن نہیں معمر بیٹے۔!"

"خیر میری قسمت....!"

"دوسری بات....! اب تم اس عمارت سے باہر قدم نہیں نکالو گے تمہارا کام ختم....!"

"یہ تو مشکل کام ہے باس....!"

"ہائی لیو کا عملہ تمہاری شکل نہیں بھلا سکے گا۔ جیمسن کو انہوں نے دیکھا ہی نہیں تھا۔ میں کسی نہ کسی طرح کام چلا ہی لوں گا۔ لیکن ابھی تک میک اپ کا ایسا سامان دریافت نہیں ہو سکا جو

"تمہیں گلفام بنادے۔!"

"اب میں اسے کیا کروں....!"

"لہٰذا تمہاری روپوشی بھی کام ہی ٹھہری۔!"

"مالک ہو.... تمہاری مرضی....!"

"میں اور جیمسن کچھ دنوں کے لئے یہاں سے جارہے ہیں۔!"

"میں سمجھتا ہوں.... اب تمہیں کہاں چین۔!"

"بہر حال لڑکی اور اس کا بھائی دونوں ہی تمہاری ذمہ داری ہیں دونوں کا سامنا نہ ہونے پائے۔ ویسے لڑکی شریف معلوم ہوتی ہے جو کچھ بھی کہا جاتا ہے اس کے خلاف نہیں کرتی۔!"

"آہا....!" دفعتاً جوزف چونک کر بولا۔ "ایک بات تو بھول ہی گیا۔ زلیخا نے ایک اطالوی لڑکی کا بھی ذکر کیا تھا جو ہائی لیو پر اُس کے ساتھ تھی۔!"

"کیا وہ بھی قیدی تھی....؟"

"نہیں زلیخا کی دیکھ بھال کے لئے تھی لیکن پھر ان تینوں سے اس کا جھگڑا ہو گیا تھا اور وہ چلی گئی تھی۔!"

عمران نے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"تو پھر اب میں اپنے کمرے میں جاؤں....؟" جوزف نے جمائی لے کر پوچھا۔ شاید اس نشہ اکھڑ رہا تھا۔

"ضرور.... ضرور.... اب اس نامعقول کو بھیج دینا۔!" عمران نے کہا جوزف چلا گیا تھوڑی دیر بعد جیمسن کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر کچھ عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"اس خندہ دنداں نما کا مطلب....؟" عمران نے ڈپٹ کر سوال کیا اور جیمسن ہاتھ جوڑ کھڑا ہو گیا۔

"میں پہلے ہی کان پکڑ چکا ہوں.... یور میجسٹی۔!"

"میں نے پوچھا تھا دانت کیوں نکلے پڑ رہے ہیں۔!"

"کلوٹے کی قسمت پر اظہارِ مسرت کر رہا تھا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"میرا خیال ہے کہ اس لڑکی نے بالآخر اُسے آدمی بنا ہی دیا۔!"

"سفر کی تیاری کرو.... وہ لڑکی کے باپ کا کارنامہ ہے۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

فضا شہتوتوں کی میٹھی میٹھی مہک سے معمور تھی اور جھیل کی طرف سے چلنے والی خنک ہوا کے جھونکے انگور کی بیلوں میں لطیف سرسراہٹیں پیدا کر رہے تھے۔

سورج غروب ہو چکا تھا۔ ٹریسنی کی تفریح گاہوں میں بڑی چہل پہل تھی۔ دراصل آج ریشم کے کیڑے پالنے والوں کا تہوار تھا۔ کھلی جگہوں پر لوگوں کی بھیڑ نظر آئی تھی۔ لوک ناچ اور لوک گیتوں کا گویا طوفان آ گیا تھا۔ ہر مجمعے میں کوئی ایک قصہ گو گٹیار کے تاروں پر مضراب لگا لگا کر کہانی کہتا نظر آتا۔ پھر کہانی ہی کے کسی کردار کی طرف سے گانا شروع کر دیتا۔ گیٹار کے تاروں پر تیزی سے اس کا ہاتھ چلتا۔ لوگ تالیوں سے تھاپ دیتے اور نوجوان جوڑے رقص کرنے لگتے۔

ایسے ہی ایک مجمعے میں کپتان الفروزے کو بھی گیٹار تھما دیا گیا اور اس سے روائتی انداز میں لطیفوں کی فرمائش کی گئی۔

"دوستو! یہ ایک مشکل کام ہے۔!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "لطیفے ہنسنے ہنسانے کی چیز ہے۔ ان میں موسیقی کا کیا کام....!"

"جیسے بھی بنے کام چلاؤ پیارے۔!" ایک عورت چیخ کر بولی۔

"اچھا تو سنو....!" وہ تاروں میں مضراب لگا کر بولا۔

"لطیفے کے بعد گیت بھی ہوگا۔!" دوسری عورت چیخی۔

"ہاں ہاں ضرور ہوگا۔!" بہت سی آوازیں آئیں۔

"دیکھا جائے گا.... پہلے تم لطیفہ تو سنو....!" الفروزے نے گیٹار پر مضراب لگا لگا کر کہنا شروع کیا۔ "اسپین کا ایک بیوقوف طالب علم انگلستان کی سیر کو گیا۔ شہروں شہروں مارا پھر رہا تھا کہ ایک ہم وطن سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے کہا شہروں میں کیا رکھا ہے۔ دیہاتوں میں گھومو پھرو زندگی کا لطف اٹھاؤ۔ طالب علم نے کہا ٹھہروں گا کہاں؟ شہروں میں تو ہوٹل موجود ہیں۔ ہم

وطن نے کہا کہ بھائی انگریز بڑے مہمان نواز ہوتے ہیں۔ اول تو تم شہروں کے آس پاس کے دیہاتوں میں جاؤ.... دن بھر گھومو پھرو اور شام کو واپس شہر آجاؤ اور اگر دیہات ہی میں رات ہو جائے تو تم کسی بھی گھر کے دروازے پر دستک دے کر رات گزارنے کی درخواست کر سکتے ہو۔ وہاں رات کا کھانا بھی ملے گا اور بستر بھی... پھر صبح طالب علم نکل کھڑا ہوا دیہات کی طرف... اس نے سوچا یہ تو بڑی اچھی تدبیر ہے ایک وقت کے کھانے اور ناشتے کے پیسے ہی بچیں گے۔ دن بھر گھومتا پھرا اور دیدہ و دانستہ دیہات ہی میں رات کر دی۔ پھر ایک چھوٹے سے مکان کے دروازے پر دستک بھی دے بیٹھا۔ ایک بوڑھے انگریز نے دروازہ کھولا اور طالب علم نے رات گزارنے کی درخواست پیش کر دی۔ رات بہت سرد تھی طالب علم کے دانت بج رہے تھے۔ بوڑھے انگریز نے کسی قدر تذبذب کے ساتھ کہا آجاؤ.... بھائی آج سردی بہت ہے۔ ہم سب بستروں میں گھس چکے تھے اور ہمارے پاس صرف دو ہی کمرے ہیں۔ ایک میں ہم بوڑھے بوڑھی سوتے ہیں اور دوسرے میں بے بی پھر وہ اُسے کچن میں لے گیا۔ جو کچھ بچا کھچا تھا اس کے سامنے رکھتا ہوا بولا۔ ہمارے کمرے میں تو جگہ نہیں ہے ایسا کرو کہ بے بی کے کمرے میں سو جاؤ۔ طالب علم نے سوچا کہ بے بی رات کو اگر جاگی اور رونے دھونے لگی تو خواہ مخواہ اس کی نیند خراب ہوگی اور اخلاقاً اٹھ کر اسے تسلی دلاسا دے کر دوبارہ سلانا پڑے گا اور اگر حوائج ضروریہ سے بھی فارغ کرانا پڑا تو اور مصیبت ہوگی۔ لہٰذا اس نے بڑی سعادت مندی سے کہا نہیں....! آپ بے بی کے آرام میں خلل اندازی نہ کریں وہ سو گئی ہوگی۔ آپ براہِ کرم مجھے ایک کمبل دے دیجئے میں برآمدے ہی میں بینچ پر لیٹ جاؤں گا۔ بوڑھے نے کہا یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا سردی بہت زیادہ ہے برآمدے میں اکڑ جاؤ گے ایک کمبل ناکافی ہوگا۔ ہمارے احمق اکڑ کو بولے میں سیاح ہوں بحر منجمد شمالی میں بھی ایک ہی کمبل میرے لئے بہت ہوگا۔ بہر حال اپنی ضد پر اڑ کر اس نے ایک کمبل لیا اور برآمدے میں پڑ رہا۔ سردی سچ مچ بہت زیادہ تھی۔ رات بھر کمبل لپیٹے اکڑوں بیٹھا رہ گیا۔ دانت بجتے رہے جب دیکھا کہ صبح ہو رہی ہے تو ہانپتا ہانپتا لیٹ گیا لیکن نیند کہاں۔ بہر حال بوڑھے نے آکر اسے ناشتے کے لئے اٹھایا تھا۔ ناشتے کی میز پر بوڑھی، بوڑھے کے علاوہ ایک بے حد جوان توانا اور خوب صورت لڑکی بھی نظر آئی۔ بوڑھے نے طالب علم سے کہا ہماری بے بی سے ملو اور یہ ہونقوں کی طرح منہ پھاڑے اُسے دیکھتا رہا۔ بے بی چہک کر بولی میرا نام میریا ہے؟

اور تمہارا نام....؟ طالب علم نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا میرا نام....! میرا نام ڈیم فول ہے۔!"

قہقہوں کے شور سے پورا میدان گونج اٹھا اور الفروزے گیٹار بجا بجا کر گانے لگا۔

"اگر دنیا میں احمق نہ ہوتے تو ہم ہنسنے کو ترس جاتے۔!
ان کا دم غنیمت ہے.... دنیا انہی کی وجہ سے جنت ہے۔
اگر مجھے کوئی احمق مل جائے تو میں اسے متبنی کرلوں گا۔
اس طرح.... بقیہ زندگی آرام سے گزر جائے گی۔!"

"مل گیا.... مل گیا....!" مجمعے میں سے کسی نے چیخ کر کہا۔ "یہاں ایک ایسا بے وقوف موجود ہے۔!"

الفروزے خاموش ہو گیا۔

مجمعے سے پھر آواز آئی۔ "یہ بیوقوف آدمی پوچھ رہا ہے کہ یہ شخص لطیفہ سنا کر رونے کیوں لگا ہے۔ رو رہا ہے تو گیٹار کیوں بجا رہا ہے۔!"

الفروزے نے زور دار قہقہہ لگایا اور بولا۔ "لاؤ.... اسے میرے پاس لاؤ.... میں اُسے ضرور متبنی کروں گا۔ آجاؤ میرے پاس....!"

ایک آدمی مجمعے سے نکل کر اس کی طرف بڑھا جوان اور خوش شکل تھا لیکن چہرے پر حماقت طاری تھی۔

"خوب خوب....!" الفروزے ہنس کر بولا۔ "واقعی معلوم ہوتے ہو۔!"

اجنبی پوری طرح روشنی میں آگیا تھا۔

"کہاں سے آئے ہو....؟ اطالوی تو نہیں معلوم ہوتے۔!"

"یونانی ہوں....!" اجنبی نے جواب دیا۔

"ارے افلاطون اور ارسطو کی سرزمین پر بھی تم جیسے پائے جاتے ہیں۔!"

"انہی کی وجہ سے تو پائے جاتے ہیں میری عقل کتابوں نے چرا ڈالی ہے۔!"

"طالب علم ہو....؟"

"اور احمق بھی.... لیکن بے بی کے لئے انگلستان جانا پڑے گا یہاں تو کوئی ملی نہیں۔!"

"اکیلے ہو....؟"

"نہیں....! میرے ساتھ ایک بیوقوف اور بھی ہے لیکن وہ میری طرح روانی سے اطالوی نہیں بول سکتا۔!"

"اسے بھی بلاؤ....!" الفروزے زندہ دلی کا مظاہرہ کرتا رہا۔

"آجاؤ بھائی.... تم بھی....!" احمق نے مڑ کر کسی کو آواز دی۔

دوسرا ابھی اسی کے قریب آکھڑا ہوا۔

"یہ بھی یونانی ہے....؟" الفروزے نے پوچھا۔

"نہیں....! یہ عرب ہے۔!"

"کہاں مقیم ہو....؟"

"کہیں بھی نہیں....! لانچ سے اتر کر سیدھے ادھر ہی چلے آئے ہیں۔!"

"تم دونوں میرے مہمان رہو گے جب تک چاہے عیش کرو۔!" الفروزے نے کہا اور پھر جھوم جھوم کر گیٹار بجانے لگا۔ اس بار اس نے ایک اسپینی نغمہ چھیڑ دیا تھا۔ اُس کی پاٹ دار آواز دور دور تک پھیل رہی تھی لیکن پھر اچانک اس طرح خاموش ہو گیا جیسے سر پر پہاڑ آ گیا ہو۔ اس کا ایک ماتحت تیزی سے اس کے قریب پہنچا تھا اور آہستہ آہستہ کچھ کہنے لگا تھا۔ الفروزے کے چہرے پر غضب ناکی کے آثار نظر آتے تھے اور وہ پیر پٹخ کر دھاڑا تھا۔ "میرا موڈ خراب کر دیا تم نے....اُسے یہیں کیوں نہیں لیتے آئے۔!"

"وہ نہیں آئی.... بے حد اہم بات ہے۔!"

"اچھا.... میں جا رہا ہوں.... یہ دونوں میرے مہمان ہیں۔ تم انہیں فلیلی پے ٹیو میں لے جاؤ۔ منیجر سے کہنا میرے مہمان ہیں۔ قیام کریں گے۔ میرے حساب میں۔!"

"بس بس شکریہ....!" احمق ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ہوٹل میں بے بی کہاں ملے گی۔ ہم کسی بے بی والے کو تلاش کریں گے تمہارے لطیفے سے فائدہ نہ اٹھایا تو کچھ بھی نہ کیا۔!"

الفروزے کو گفتگو کے اس انداز پر ہنسی آ گئی اور اس نے شانے سکوڑ کر کہا۔ "تمہاری مرضی! کبھی کبھی ملتے رہنا.... دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہو۔ کپتان الفروزے کو پورا قصبہ جانتا ہے کسی سے بھی میرا پتہ معلوم کر کے مجھ تک پہنچ سکتے ہو۔!"

"اتنے لمبے ہو کر میں پہنچ ہی نہیں سکوں گا۔!"

الفروزے قہقہہ لگاتا ہوا وہاں سے چل پڑا تھا۔ اس کے وزنی جوتوں کی دھمک دور دور تک پھیل رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اسٹیمر پر پہنچا اور سیدھا اپنے کیبن میں چلا گیا۔ یہاں ایک خوش شکل اور جوان العمر عورت پہلے سے موجود تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو میریانا....!"

"باس سے ملنا تھا۔!"

"کیا تمہیں علم ہے کہ وہ یہاں تھا۔!"

"میں اس کی سیکریٹری ہوں.... لیکن....! "تھا" کا کیا مطلب....؟"

"یہی کہ اب وہ یہاں نہیں ہے۔!"

"کہاں ہے....؟"

"میں نہیں جانتا۔!"

"اچھا تو تم سنو....! باس ہی کی ہدایت ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں اہم معاملات کے لئے تم سے رجوع کیا جائے۔!"

"ٹھیک ہے.... بتاؤ کیا بات ہے؟"

"تمہیں علم ہو گا کہ کرنل موگمبی کی بہن اس کے مشورے کی بناء پر ہماری قید میں تھی۔!"

"مجھے علم ہے۔!"

"باس نے اُسے اپنی ذاتی لانچ پر رکھا تھا میری نگرانی میں لیکن میں لانچ پر نہ رہ سکی۔!"

"کیوں....؟"

"تینوں ملاحوں کی وجہ سے.... وہ مجھ سے....!"

"اچھا...! اچھا.... سمجھ گیا.... تو پھر....؟"

"ایک سیاہ فام آدمی لڑکی کو وہاں سے نکال لے گیا۔!"

"کیا کہہ رہی ہو۔!" الفروزے دھاڑا۔

"مجھ پر چیخنے کی ضرورت نہیں۔!" عورت بھی چیخی۔

"کیسے نکال لے گیا....؟"

"مجھے بس اتنا ہی معلوم ہے اور تینوں ملاح باس کے ڈر سے روپوش ہو گئے ہیں۔ لانچ ڈوک پر چھوڑ کر بھاگ گئے۔!"

الفروزے سختی سے ہونٹ بھینچے ہوئے ٹہلتا رہا۔

"اور اب دوسری بُری خبر سنو....!"

"بکو جلدی سے۔!"

"تم مجھ سے ایسے لہجے میں گفتگو نہیں کر سکتے۔ میں تم سے کمتر نہیں ہوں۔!"

"اچھا....اچھا....!" الفروزے سنبھل کر بولا۔ "بتاؤ دوسری خبر کیا ہے۔!"

"رومانو سے کرنل موگمبی کا اغوا ہوا ہے۔!"

"اوہ خدایا....!" الفروزے نے پیر پٹخ کر کہا۔

"اور یہ اغوا لڑکی کے غائب ہو جانے کے ایک دن بعد ہوا ہے۔!" میریانا پرسکون لہجے میں بولی۔

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر لڑکی غائب نہ ہوتی تو موگمبی کا اغوا نہ ہوتا۔!"

"اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اغوا کرنے والوں نے لڑکی سے معلومات حاصل کی ہوں گی۔!"

الفروزے پھر خاموشی سے ٹہلنے لگا۔ لیکن وہ بے حد غضب ناک نظر آ رہا تھا۔ ایک طرح سے اس کی شخصیت ہی بدل کر رہ گئی تھی۔ یک بیک وہ رک کر مڑا اور میریانا کو گھورتا ہوا بولا۔

"لڑکی محض تمہاری وجہ سے غائب ہوئی۔!"

"میری وجہ سے کیوں....؟"

"باس نے اُسے جاہل ملاحوں پر نہیں چھوڑا تھا۔ تم جیسی ذہین عورت اس کی نگرانی کر رہی تھی۔!"

"ٹھیک ہے....! لیکن میں خود کو ان جاہل ملاحوں کے حوالے نہیں کر سکتی تھی۔!"

"ایڈولاوا کی سیکریٹریاں مقدس کنواریاں نہیں ہیں۔!"

"لیکن وہ اتنی سستی بھی نہیں ہیں کہ ہر کس و ناکس....!"

"خاموش رہو.... اسٹیمر پر اٹھارہ جاہل ملاح موجود ہیں۔ میں ابھی تمہیں اُن کے حوالے

کر دوں گا اور تم صبح تک موت کے گھاٹ اتر جاؤ گی۔!"

"بکواس بند کرو....!" وہ مٹھیاں بھینچ کر چیخی۔

"بکواس کی بچی۔!" الفروزے نے اس کی کلائی پکڑ کر جھٹکا دیا اور وہ منہ کے بل فرش پر چلی آئی پھر اُس نے بڑی بے دردی سے اپنا ایک پاؤں اس کی کمر پر رکھ کر گھنٹی کا بٹن دبایا تھا۔

دو ملاح کیبن میں داخل ہوئے۔ میریانا اس کے پاؤں کے نیچے دبی ہوئی چیخ رہی تھی۔ فرش پر گھونسے مار رہی تھی۔

"اسے لے جاؤ.... تم سب کی مشترکہ ملکیت ہے۔!" الفروزے نے ملاحوں سے کہا۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے جھکے تھے لیکن جیسے ہی الفروزے کا پاؤں اس کی کمر سے ہٹا وہ ان دونوں کی گرفت میں آنے سے قبل تڑپ کر ایک طرف ہٹ گئی۔ پھر اٹھ کر بھاگی اور کیبن کے کھلے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئی۔

"پکڑو....!" الفروزے ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔ "تمہاری ملکیت ہے۔!"

وہ دونوں بھی باہر بھاگے اور الفروزے کیبنٹ سے شراب کی بوتل نکال کر پینے بیٹھ ہی رہا تھا کہ باہر سے شور سنائی دیا۔ وہ جھلا کر اٹھا اور عرشے کی طرف چل پڑا۔ عرشے پر ملاحوں کی بھیڑ نظر آئی۔ وہ چیخ رہے تھے۔

"کیا بات ہے....؟" الفروزے دہاڑا۔

"وہ پانی میں کود گئی کیپٹن....؟"

"ڈوب کر نہ مرنے پائے.... تم بھی کود جاؤ۔!"

"لیکن.... لیکن....!" ایک ملاح اس کے قریب پہنچ کر ہکلایا۔

"کیا بکواس ہے۔!"

"وہ کودی تھی اسی وقت ایک لانچ قریب ہی سے گزر رہی تھی۔ اس پر سے کسی نے اُسے اٹھا لیا۔!"

"اور تم کھڑے منہ دیکھتے رہے کدھر گئی ہے لانچ....؟"

ملاح نے جنوب کی طرف ہاتھ اٹھا دیا۔

"فوراً دو لانچیں اتارو اور تعاقب کرو.... نکمو.... چلو جلدی۔!"

”ہائیں.... یہ تو عورت معلوم ہوتی ہے.... یور میجسٹی۔!“ جیمسن بوکھلا کر بولا۔

”پوچھو کون ہے....!“ عمران نے کہا جو اسٹروکنگ کر رہا تھا۔

”جواب نہیں دے سکتی۔!“

”کیا بکواس ہے۔!“

”بے ہوش ہو گئی ہے۔!“

”پیٹ سے پانی نکالنے کی کوشش کرو۔!“

”وہی تو کر رہا ہوں.... ورنہ اندھیرے میں کیسے معلوم ہوتا کہ عورت ہے میرا خیال ہے کہ یہ اتفاقیہ حادثہ نہیں ہو سکتا۔ جان بوجھ کر کودی ہو گی۔!“

”تمہاری خوشبو آئی ہو گی۔!“

”ایسی قسمت کہاں.... میں تو ایک بدبودار کھٹمل ہوں۔!“

”یہ روشنی کیسی تھی....؟ آہا....! شائد ہمارا تعاقب شروع ہو گیا ہے۔ سرچ لائٹ لگی ہوئی لانچ اسٹیمر سے اتاری گئی ہے۔ اچھا اب تم وہیل پر آجاؤ میں سنبھالتا ہوں انہیں.... بس سیدھے ہی چلے چلو.... آج دن بھر میں نے پورے مغربی ساحل کا جائزہ لے ڈالا ہے جس زاویئے پر ہم جا رہے ہیں راہ میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہے۔!“

جیمسن نے فوراً تعمیل کی۔ عمران رائفل اٹھا کر لانچ کے پچھلے حصے میں آگیا۔ ابھی دونوں لانچوں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ سرچ لائٹ کی شعائیں عمران کی لانچ کے اوپر سے گزر رہی تھیں۔ لانچ گردش کرنے والی روشنی کی زد میں نہیں آرہی تھی۔ پھر جیسے ہی اس کا موقع آیا عمران نے سرچ لائٹ پر فائر کر دیا۔

”سبحان اللہ....!“ جیمسن بولا۔ ”کل آپ کے ہاتھ چوم لوں گا۔ کیا نشانہ ہے۔!“

روشنی غائب ہو چکی تھی اور ادھر سے بھی کچھ فائر ہوئے تھے۔ لیکن عمران نے رائفل ایک طرف رکھ دی اور عورت کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”تم بس اسی رفتار سے چلتے رہو.... میں اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا ہوں۔!“

”او کے یور میجسٹی....! خدا کرے بے بی ہی ثابت ہو۔!“

”وہ مردود بہت ہی خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ خوش مزاج بھیڑیا سمجھ لو ایڈلاوا کا بہت ہی خاص آدمی ہے۔ آج میں نے اس کے بارے میں بہتیری معلومات حاصل کی ہیں۔!“

”دیو ہے.... دیو.... اس جسامت کا مسخرہ میری نظر سے نہیں گزرا تھا۔!“ جیمسن بولا۔

اچانک پھر روشنی دکھائی دی۔

”اوہ شاید کئی لانچیں اتاری ہیں انہوں نے۔!“ عمران بولا۔ ”خیر.... خیر.... تمہارا بھی وہی حشر ہو گا۔!“

اس نے پھر رائفل سنبھال لی اور جیسے ہی لانچ روشنی کی زد میں آئی اس نے فائر کر دیا۔ روشنی پھر غائب ہو گئی اور اس بار دوسری طرف سے فائروں کی بوچھاڑ ہو گئی تھی۔

”ذرا لہراتے چلو....!“ عمران نے جیمسن سے کہا۔

اور وہ وہیل کو الٹی سیدھی گردش دینے لگا۔ عورت کراہنے لگی تھی۔ عمران جہاں تھا رائفل سنبھالے وہیں بیٹھا رہا۔ لیکن پھر روشنی نہ دکھائی دی۔

”اب کیا خیال ہے یور میجسٹی۔!“

”بس چلتے رہو.... شاید واپس ہو گئے اندھیرے میں جھک نہیں ماریں گے۔!“

”آپ کے نشانے سے مرعوب ہو گئے ہوں گے.... لیکن ہم کہاں جائیں گے....؟“

”میں نے ایک اور ایسی جگہ دیکھ رکھی ہے جہاں لانچ چھپائی جا سکے گی۔!“

”مم.... میں.... کہاں ہوں....؟“ عورت منمنائی۔

”محفوظ ہاتھوں میں.... ہم نے تمہیں ڈوبنے سے بچا لیا ہے... تم آرام سے لیٹی رہو۔ ہمارے پاس شراب نہیں ہے ورنہ تمہیں تھوڑی سی قوت بھی پہنچانے کی کوشش کرتے۔!“

”نہیں.... میں مرنا چاہتی ہوں۔!“

اگر عمران جھپٹ کر اسے پکڑ نہ لیتا تو اس نے پھر پانی میں چھلانگ لگا دی ہوتی۔!“

”یقین کرو تم محفوظ ہو لیکن مجھے کیا پتہ کہ تم نے خود چھلانگ لگائی تھی یا پھینکی گئی تھیں۔!“

”میں نے خود چھلانگ لگائی تھی۔ مجھے چھوڑ دو۔!“

”ہوش میں آؤ.... میں تمہیں خودکشی نہیں کرنے دوں گا۔!“

"تو تمہارا تعلق اسٹیمر سے نہیں ہے۔!"

"ہرگز نہیں.... ہم تو اسٹیمر کے قریب سے گزر رہے تھے۔!"

"لہجے سے غیر ملکی معلوم ہوتے ہو۔!"

"تمہارا خیال درست ہے.... ہم ٹریسنی کی سیر کرنے آئے تھے۔ آج کل یہاں جشن ریشم منایا جارہا ہے نا....!"

"تمہاری لانچ پر کتنے آدمی ہیں۔!"

"میں ہوں اور میرا ساتھی۔!"

"بے دردی سے مار ڈالے جاؤ گے۔ تم نہیں جانتے کہ تم نے کن لوگوں کے معاملات میں دخل اندازی کی ہے۔!"

"دو لانچیں ہمارے تعاقب میں روانہ ہوئی تھیں لیکن میں نے فائر کر کے ان کی سرچ لائٹیں ناکارہ کردیں اور شائد اسی بنا پر انہیں واپس ہو جانا پڑا ہے۔ لیکن وہ تو شاید ماہی گیری کا اسٹیمر ہے۔!"

"وہ اسٹیمر نہیں جہنم ہے.... مگر تم کیا جانو....!"

"تو بتاؤ نا....!"

"فی الحال مجھ میں سکت نہیں ہے اور تم اپنی جانیں بچانے کی کوشش کرو۔ اس جھیل میں کہیں نہ کہیں مار دیئے جاؤ گے۔!"

"میں کہتا ہوں تم اس کی فکر نہ کرو.... آرام سے لیٹی رہو۔!"

پھر وہ جیمسن کو عورت کے پاس بھیج کر خود اسٹروکنگ کرنے لگا تھا۔

"تم لوگ مجھے ان سے نہیں بچا سکو گے۔!" عورت بولی۔

"تم ایک کھلی ہوئی حقیقت کو جھٹلا رہی ہو۔ ارے ہم تمہیں بچائے لئے جارہے ہیں۔!"

"خوش فہمی ہے تمہاری....! تھوڑی دیر میں اسٹیمر ہی حرکت میں آجائے گا۔!"

"آجانے دو.... ہم مچھلیاں نہیں ہیں۔!"

"تم اس اسٹیمر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے.... وہ ایک جنگی جہاز میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔ کئی ہلکی توپیں اس پر موجود ہیں۔ ایک نشست والا چھوٹا ہیلی کوپٹر بھی ہے۔!"

"اچھا ٹھہرو....! میں یہ اطلاع اپنے ساتھی تک پہنچا دوں۔!" جیمسن اٹھتا ہوا بولا۔ "لیکن تم خدا کے لئے یونہی لیٹی رہنا۔ آدمی کو مرتے دم تک ظلم کے خلاف جدوجہد کرنی چاہئے۔ تمہاری خودکشی سے ان لوگوں کی صحت پر کیا اثر پڑے گا۔!"

"تم جاؤ.... اب میں نے بھی فیصلہ کرلیا ہے کہ لڑ کر ہی جان دوں گی۔!"

"شاباش....!"

وہ چھلانگیں مارتا ہوا عمران کے پاس پہنچا اور جلدی جلدی اسے اسٹیمر کے بارے میں بتانے لگا۔

"آہا.... تب تو جلدی ہی کرنی چاہئے ورنہ اگر انہوں نے ہیلی کوپٹر کی سرچ لائٹ استعمال کر ڈالی تو مار ہی لئے جائیں گے۔!"

لانچ کی رفتار کچھ اور تیز ہوگئی اور جیمسن پھر عورت کی طرف پلٹ آیا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھی ہوئی تھی۔

"ہم جلد ہی ایک محفوظ جگہ پر پہنچ جائیں گے۔!" جیمسن نے کہا۔

"شائد....! مجھے تو یقین نہیں ہے کہ ہم بچ سکیں۔ تم دونوں خواہ مخواہ مارے جاؤ گے۔!"

"آخر تم نے اسٹیمر سے چھلانگ کیوں لگائی تھی....؟"

"میں ان لوگوں سے بیزار ہوگئی ہوں۔!"

"تو گویا تم ان سے غیر متعلق نہیں ہو۔!"

"نہیں...! کچھ دیر پہلے میں انہی میں سے تھی مگر اب نہیں ہوں خدا مجھے معاف کرے۔!"

"کیا وہ بحری قزاق ہیں....؟"

"قزاقوں کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔ وہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ ابلیس کے بیٹے۔ لیکن میں تمہیں یہ سب کیوں بتا رہی ہوں تم ان کا کیا بگاڑ لو گے۔ پورے ملک میں ان کی ٹکر کا کوئی نہیں ہے۔ جب چاہیں حکومت ہی کا تختہ الٹ دیں۔!"

"اول درجے کے بدمعاش معلوم ہوتے ہیں.... ہم ان سے ضرور جھگڑا کریں گے۔!"

"کتنے آدمی ہیں تمہارے ساتھ....؟"

"بس ہم دو ہی ہیں....!"

وہ حقارت سے ہنسی تھی لیکن کچھ بولی نہیں تھی۔

دفعتاً لانچ کا رخ بدل گیا اور عمران کی آواز سنائی دی۔ "ہوشیار ہو جاؤ میں ہیلی کوپٹر کی گڑگڑاہٹ سُن رہا ہوں۔!"

"مجھے تو ابھی نہیں سنائی دی۔!" جیمسن بولا۔

"ابھی دور ہے.... لیکن پرواہ نہ کرو ہمیں جہاں پہنچنا تھا۔ غالباً پہنچ چکے ہیں۔!"

"مجھے تو مرنا ہی ہے....!" عورت بڑبڑائی۔ "لیکن تم لوگ خواہ مخواہ اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھوؤ گے۔!"

"تم نے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا۔!"

"کیا کرو گے نام پوچھ کر.... تھوڑی دیر میں نہ جانے کیا ہو جائے۔!"

"خیر نہ بتاؤ.... میرے ساتھی کا نام ڈھمپ ہے اور میں جمن مراکشی ہوں۔!"

عورت خاموش ہی رہی۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔

لانچ کی رفتار برائے نام رہ گئی تھی اور انجن کی آواز ایسی لگ رہی تھی جیسے کسی بند جگہ میں گونج رہی ہو۔!

"بات بن گئی....!" جیمسن نے عمران کو کہتے سُنا۔

"میں نہیں سمجھا.... یور میجسٹی۔!"

"جہاں کیلئے چلے تھے وہیں پہنچے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ ان جگہوں سے ناواقف ہوں۔!"

"تب پھر کیا بات بنی ہے۔!"

"دیکھا جائے گا۔!"

"لانچ رک چکی تھی لیکن انجن کی گونج ابھی باقی تھی۔ پھر اچانک سناٹا طاری ہو گیا۔

"یہاں تو اتنا اندھیرا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا۔!" جیمسن بولا۔

"ہم کھلے آسمان کے نیچے تو نہیں ہیں۔ بس ایک بڑا سا غار سمجھ لو جس کے کچھ حصے میں جھیل کا پانی بھرا ہوا ہے۔!"

یعنی اگر کچھ افتاد پڑی تو چوہے بل ہی میں مر جائیں گے۔!" جیمسن گھبرا کر بولا۔

"تم دونوں اگر اطالوی ہی میں گفتگو کرو تو کیا حرج ہے۔!" عورت بول پڑی۔

"ہمیں افسوس ہے، اب ہم خیال رکھیں گے۔!" عمران نے کہا وہ ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔

"یہاں تو بڑی گھٹن ہے....!" جیمسن بولا۔

"خاموش....! سنو ہیلی کوپٹر....!" یہ عمران کی آواز تھی۔

ہیلی کوپٹر کی گرج قریب ہو کر دور ہوتی چلی گئی۔ وہ بالکل خاموش تھے۔

کچھ دیر بعد عورت بولی۔ "ہم بچ نہیں سکتے۔!"

"بچ گئے.... اب ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکے گا۔!" عمران نے ہنس کر کہا۔

"میں ابھی تمہارے ساتھی کو بتا رہی تھی کہ وہ اسٹیمر جنگی جہاز میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔!"

"میری لانچ اس پر جہنم کا دہانہ کھول دے گی۔ تم بالکل فکر نہ کرو.... کیا نام ہے تمہارا؟!"

"میریانا....!"

"اچھا نام ہے۔!"

"تمہارے ساتھی نے تمہارا اور اپنا نام بتایا تھا.... میں بھول گئی۔!"

"ابے کیا نام بتایا تھا....؟" عمران نے اردو میں پوچھا۔

"لینگویج پلیز یور میجسٹی....! آپ وہی پرانے ڈھمپ ہیں اور میں جمن مراکشی۔!"

"ٹھیک ہے....!" عمران نے کہا اور عورت سے اطالوی میں کہا۔ "اب تم ہمیں اپنی کہانی سنا سکتی ہو۔!"

"میری کوئی کہانی نہیں ہے.... بس زندگی سے تنگ آ گئی ہوں۔!"

"اسی وقت تنگ آنے کی کیا ضرورت تھی۔!"

"بس انسانی ذہن ہی تو ہے۔!"

"اسٹیمر پر کتنی عورتیں ہیں....؟"

"میرے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہے.... غالباً تم خود ہی معاملے کی تہہ تک پہنچ گئے ہو۔ لہٰذا اب مجھ سے کچھ نہ پوچھو....!"

"میں کسی معاملے کی تہہ تک نہیں پہنچ سکا۔!"

"تب تم بالکل احمق معلوم ہوتے ہو۔!"

"انٹرنیشنل قسم کا.... مجھے اعتراف ہے۔!"

"سچ سچ بتاؤ.... تم لوگ کون ہو....؟"

"سوال تو یہ ہے کہ کسی خودکشی کرنے والے کو دوسروں کے بارے میں جاننے کی کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔!"

"میریانا کچھ نہ بولی۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔"تم شاید ابھی میرے ساتھی کو بتا رہی تھی کہ وہ لوگ بے حد خطرناک ہیں اتنے خطرناک کہ اگر چاہیں تو یہاں کی حکومت کا تختہ الٹ دیں۔!"

"میں غلط نہیں کہہ رہی تھی۔!"

"اسٹیمر پر کتنے آدمی ہیں....؟"

"کیپٹن سمیت انیس آدمی ہیں۔!"

"سب کے نام بتاؤ۔!"

"کیپٹن کے علاوہ اور کسی کا نام نہیں جانتی۔!"

"تو پھر اس کا مطلب تو ہوا کہ مستقل طور پر اسٹیمر سے متعلق نہیں ہو۔!"

"تم بالکل کسی پولیس آفیسر کی طرح مجھ پر جرح کر رہے ہو۔!"

"میں قانون کا طالب علم ہوں۔!"

"ہاں میں مستقل طور پر اسٹیمر پر نہیں رہتی۔!"

"کب آئی ہو....؟"

"آج ہی.... میں جنیوا میں رہتی ہوں۔!"

"تو وہیں سمندر میں کود پڑی ہوتیں اتنا لمبا سفر کر کے خودکشی کی کیا ضرورت تھی۔!"

"تمہیں مجھ پر رحم نہیں آتا۔!"

"رحم نہ آتا ہوتا تو تمہارے لئے خود کو خطرے میں کیوں ڈالتے۔!"

"اسی لئے میں چاہتی ہوں کہ تم بھی محفوظ رہو۔!"

"اس کی کیا صورت ہوگی....؟"

"ان کی طرف سے اطمینان ہو جانے پر اسی وقت "کومو" شہر کی طرف نکل چلو.... ہم وہیں محفوظ رہ سکیں گے۔!"

"ٹریسنی کا "جشنِ ریشم" چھوڑ کر ہم کہیں نہ جائیں گے واہ یہ بھی کوئی بات ہوئی۔!"

"تو پھر میرا گلا گھونٹ کر پانی میں پھینک دو۔!"

"ارے تم بھی ہمارے ساتھ ہی جشن مناؤ گی۔!"

"بیوقوف پردیسیو.....! میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں۔!"

"اگر سمجھانے میں کامیاب ہو گئیں تو ہم تمہارا کہنا مان لیں گے۔!"

"میں بین الاقوامی ٹھگوں کی ایک تنظیم سے تعلق رکھتی ہوں جس کا ہیڈ کوارٹر بین الاقوامی خیر اندیش کے نام سے مشہور ہے۔!"

"اچھا تو پھر....؟"

"بظاہر ادارہ یہاں غیر ملکی تاجروں کے مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔ لیکن اصل بزنس کچھ اور ہے۔!"

"لڑکیوں کی خرید و فروخت....!"

"کیا تم اس حد تک سوچ سکتے ہو۔!"

"تو بتاؤ نا.... میں صرف قانون کا طالب علم ہوں۔!"

"اصل بزنس.... ایک ملک کے راز چرا کر دوسرے ملک کے ہاتھ فروخت کرنا ہے۔ یہی نہیں....! پس ماندہ ممالک میں افراتفری پھیلانے کے لئے اسلحہ کی اسمگلنگ بھی کرتے ہیں۔!"

"خدا کی پناہ.... بھلا ان کا سربراہ کون ہے۔!"

"یہ معلوم کر کے کیا کرو گے۔!"

"ارے گرفتار کرا دیں گے اُسے۔!"

عورت ہنس پڑی اور بولی "سچ مچ صرف طالب علم ہی معلوم ہوتے ہو۔ ایسے کسی ادارے کا سربراہ کوئی معمولی آدمی نہ ہوگا۔ کافی اثر و رسوخ رکھتا ہوگا۔ یہاں کی حکومت کے ذمہ دار لوگوں سے بھی خاصے مراسم رکھتا ہوگا۔!"

"اس سڑے ہوئے اسٹیمر کا کپتان....!"

"اس غلام زادے کی حقیقت ہی کیا ہے۔!"

"تو پھر کون ہے....؟"

"میں اس کی آٹھویں سیکریٹری ہوں۔!"

"تو کیا یہ تعداد تم سے آگے بھی بڑھی ہے۔!"

"مختلف امور کے لئے چوبیس عدد ہیں۔!"

"لیکن اب تم اس کی سیکریٹری نہیں رہنا چاہتیں۔!"

"ہرگز نہیں....!"

"وہ کہاں رہتا ہے....؟"

"جنیوا میں.... لیکن کچھ دن پہلے اس اسٹیمر پر آیا تھا اور میں اسی کو ایک اطلاع دینے آئی تھی لیکن وہ یہاں سے کہیں اور جا چکا تھا۔ اسٹیمر کا عملہ مجھ سے بدسلوکی کرنا چاہتا تھا میں نے جان پر کھیل جانے کو ترجیح دی۔!"

"اُف فوہ....! تو یہ بات تھی اب میں ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔!"

وہ پھر ہنس پڑی اور بولی۔ "بچوں کی سی باتیں نہ کرو۔!"

"اچھا تو پھر ہم کیوں نہ تمہارے باس کو تلاش کریں وہ ان لوگوں کو ضرور سزا دے گا۔!"

"وہ قانون کا طالب علم نہیں ہے کہ انہیں سزا دے گا۔!"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔!"

"وہ لوگ اس کے لئے مجھ سے زیادہ کارآمد ہیں۔ اس لئے سزا مجھے ہی ملے گی۔!"

"تب تو پھر میں اسے بھی مار ڈالوں گا۔!"

"میں تمہاری شکل دیکھنا چاہتی ہوں۔ پیارے قانون کے طالب علم....!"

"یہ دیکھو....!" عمران نے ٹارچ روشن کر کے روشنی اپنے چہرے پر ڈالی۔ جہاں حماقتوں کے بادل برس رہے تھے۔ وہ قہقہہ لگاتی ہوئی اس سے لپٹ گئی۔

"ارے.... ارے.... ہے.... ہے....!" عمران حلق سے خوف زدہ سی آوازیں نکالنے لگا وہ ہنستی اور اسے جھنجھوڑتی رہی پھر بولی "تم نے میری زندگی کے آخری لمحات میں بھی دلچسپیاں بھر دی ہیں۔ میں تمہاری ممنون ہوں پیارے قانون کے طالب علم۔!"

"تو اب چھوڑو نا....!" عمران رو دینے کے سے انداز میں بولا۔

"کک.... کیا ہو رہا ہے.... یور میجسٹی....!" جیمسن ہکلایا۔

"تم بھی قریب آجاؤ....!" میریانا بولی۔

"ابے ہرگز نہیں....!" عمران اردو میں بولا۔ "مم.... میں.... بے حد خطرے میں ہوں۔!"

دفعتاً ہیلی کوپٹر کی گرج پھر سنائی دی اور وہ اس سے الگ ہٹتی ہوئی بولی "ناممکن ہے وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔!"

اس بار انہیں غار کے دہانے کے قریب روشنی نظر آئی تھی جو ہیلی کوپٹر کی گزرتی ہوئی آواز کے ساتھ ہی غائب بھی ہو گئی تھی۔

"یہ غالباً اسٹیمر کی طرف واپس گیا ہے....!" عمران بڑبڑایا۔

"پائیلٹ کو غار کا دہانہ ضرور نظر آیا ہوگا۔!" جیمسن نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب یہاں سے بھی کھسک لینا چاہئے۔!" عمران بولا۔

ان دونوں کے درمیان اُردو میں گفتگو ہوئی تھی۔ عمران نے میریانا سے کہا "تو پھر چلو....! کو موٹی ہی کی طرف چلتے ہیں۔!"

"لانچ میں ایندھن ہے....؟" میریانا نے پوچھا۔

"ایندھن کی فکر نہ کرو.... بہت ہے۔!"

"اچھا تو پھر یہی کرو.... ہیلی کوپٹر جتنی دور جا کر پلٹا ہے اس کے آگے وہ نہیں بڑھیں گے انہیں یقین آجائے گا کہ تم یہیں کہیں پوشیدہ جگہ پر لانچ لے گئے ہو۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے.... انہیں اطراف میں تلاش کریں گے.... لہٰذا....!" جملہ پورا کئے بغیر اس نے محدود روشنی والی ٹارچ روشن کی اور لانچ کے اگلے حصے کی طرف بڑھ گیا۔ ہیلی کوپٹر بہت دور جا چکا تھا۔ لانچ کا انجن اسٹارٹ ہوا اور وہ دھیرے دھیرے کھلی فضا میں سرک آئی اور اب اُس کا رخ پھر جنوب کی طرف تھا۔ خاصی تیز رفتاری سے وہ آگے بڑھتی رہی تھی۔

"تم دونوں بھی میرے ہی قریب آجاؤ۔!" عمران نے ہانک لگائی پھر سنجیدگی سے بولا۔ "اوہو....! یہ تو میں بھول ہی گیا تھا کہ تمہارے کپڑے بھیگے ہوئے ہیں۔ اگر تم پسند کرو تو ہم میں سے کسی کے کپڑے پہن لو جب تک کہ تمہارا لباس خشک نہ ہو جائے۔!"

"ہاں.... مجھے سردی لگ رہی ہے۔!" میریانا بولی۔

"تھوڑی دیر بعد جیمسن کے سلیپنگ سوٹ میں ملبوس کمبل اوڑھے بیٹھی تھی اور جیمسن تھرموس سے گرما گرم کافی انڈیل رہا تھا۔

"تم لوگ بہت اچھے ہو.....!" میریانا بولی۔

"ہم عورتوں میں عورت اور مردوں میں مرد ہیں۔ اس لئے تم سونا چاہو تو اطمینان سے سو سکتی ہو۔!" جیمسن بولا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو لیکن مجھے نیند نہیں آئے گی۔ جب تک ہم کسی محفوظ جگہ پر نہ پہنچ جائیں۔!"

"میری ایک تجویز ہے۔!" عمران بولا۔ یہ دونوں خاموش رہے۔ عمران کہتا رہا۔ "کومو بہت دور ہے کیوں نہ ہم قریب ہی کے کسی دوسرے قصبے میں چلے چلیں۔!"

"جیسا تم مناسب سمجھو.....!" میریانا بولی۔ "لیکن یہ سمجھ لو کہ جھیل کی پوری مغربی پٹی پر وہ چھائے ہوئے ہیں کومو بڑی جگہ ہے شائد وہاں ہم مزید آگے بڑھ جانے تک محفوظ رہ سکیں۔!"

"وہ تمہیں پہچانتے ہیں لیکن نہ میری لانچ دیکھ سکے ہوں گے اور نہ ہماری شکلیں کیونکہ خاصا اندھیرا تھا۔!"

"میری وجہ سے تم لوگ بھی پریشانی میں پڑو گے۔!"

"ہرگز نہیں.....! وہ تمہیں بھی نہ پہچان سکیں گے۔!"

"وہ کس طرح.....؟ پیارے قانون کے طالب علم.....؟"

"میں صرف طالب علم ہی نہیں ہوں اسٹیج کا اداکار بھی ہوں۔ ایسا میک اپ کرتا ہوں کہ بس.....!"

"میں کچھ نہیں جانتی..... جو تمہارا دل چاہے کرو.....!"

"بس بس.....! تم پرواہ مت کرو..... وہ سب جھک مار کر رہ جائیں گے۔ میں بھی جلدی میں نہیں ہوں یہاں خاصا وقت گزار سکتا ہوں۔!"

الفروزے کی غضب ناکی میں اضافہ ہی ہوتا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اپنے عملے میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ وہ سب بت بنے کھڑے تھے۔ ہیلی کوپٹر گرجتا ہوا واپس آرہا تھا۔ وہ اس وقت

ریڈیو روم میں اکٹھے تھے۔ الفروزے نے ٹرانس میٹر پر پائیلٹ سے رابطہ قائم کیا۔

"میں ٹروٹی پوائنٹ تک دیکھ آیا ہوں جناب۔!" پائیلٹ کی آواز آئی۔

"لانچ نہیں دکھائی دی۔ میرا خیال ہے کہ کسی ڈھکے ہوئے کٹاؤ میں چھپ گئے ہیں ادھر کچھ کٹاؤ ایسے ہیں کہ بڑی بڑی لانچیں چھپائی جاسکتی ہیں۔!"

"وہ اتنی جلدی ٹروٹی پوائنٹ تک پہنچ نہیں سکتے۔ تمہارا خیال درست معلوم ہوتا ہے۔ اچھا اب تم کہیں ڈوک ہی پر لینڈ کر جاؤ۔!"

"بہت بہتر جناب.....!" پائیلٹ کی آواز آئی اور الفروزے تیزی سے اپنے ملاحوں کی طرف مڑا۔ "دستی سرچ لائٹیں سنبھالو اور انہیں تلاش کرو۔ تین لانچیں اور اتارو۔ ٹروٹی پوائنٹ کے ادھر ہی تمہارا شکار مل جائے گا اگر تلاش نہ کرسکے تو ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔!"

وہ سب باہر نکل گئے اور الفروزے نے ریڈیو روم کا دروازہ بند کرلیا۔ اب وہ پھر ٹرانس میٹر کے قریب کھڑا کسی کو کال کررہا تھا۔ جواب ملنے پر بولا۔

"ماہی گیر بول رہا ہے..... بڑے آدمی سے ملاؤ۔!"

"انتظار کرو.....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور الفروزے غصیلی نظروں سے ٹرانس میٹر کو گھورتا رہا۔

"ہیلو..... ماہی گیر.....!" تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔

"بات کرو..... کیا بات ہے.....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"بے حد اہم معاملہ ہے میں کہاں پہنچوں.....؟"

"نشان نمبر بارہ پر.....!"

"ابھی روانہ ہوتا ہوں..... اوور اینڈ آل.....!" اس فریکوئینسی کو منقطع کرکے اس نے دوسری فریکوئینسی پر ہیلی کوپٹر کے پائیلٹ کو مخاطب کیا۔ "تم کہاں ہو۔!"

"ڈوک پر جناب..... پوائنٹ تین جناب.....!"

"ایندھن کی کیا پوزیشن ہے.....؟"

"بہت ہے جناب.....!"

"مجھے نشان نمبر بارہ تک جانا ہے۔!"

"واپسی کے لئے بھی کافی ہوگا جناب....!"

"اچھا.... میں آرہا ہوں.... تنہا جاؤں گا۔!"

"بہت بہتر جناب.... آپ اسے بہتر حالت میں پائیں گے۔!"

سوئچ آف کر کے وہ ریڈیو روم سے باہر نکلا تھا اور اپنے کیبن میں آکر ایک بیگ میں کچھ چیزیں ڈالی تھیں۔ پھر عرشے سے گزر کر ڈوک پر اترا اور ایک جانب چلنے لگا۔ پائیلٹ ہیلی کاپٹر کے قریب اس کا منتظر تھا اس نے اُسے کچھ بتانا شروع ہی کیا تھا کہ الفروزے نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔"سب جانتا ہوں.... میرا سابقہ صرف پانی ہی سے نہیں رہا۔!"

"میں جانتا ہوں جناب.... جانتا ہوں....!" پائیلٹ بوکھلا گیا۔

"ہٹ جاؤ....!"

پائیلٹ دوڑتا ہوا دور چلا گیا۔ الفروزے نے سیٹ پر بیٹھ کر حفاظتی پٹی کسی اور انجن اسٹارٹ کر دیا۔ پھر ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر شمال کی جانب اُڑتا چلا گیا تھا۔ لیکن وہ جھیل کے کنارے کنارے پرواز کر رہا تھا۔ قریباً پچیس منٹ کی اڑان کے بعد اس کی نظر کمپاس پر جم گئی اور ایک جگہ ہیلی کاپٹر نے چکر کاٹنے شروع کر دیئے نیچے اسے روشنی کا سگنل مل رہا تھا بالآخر وہ ایک مختصر سے ہیلی پیڈ پر اُتر گیا۔ ایک آدمی دستی سرچ لائٹ سنبھالے اس کا منتظر تھا۔ الفروزے انجن بند کر کے نیچے اتر آیا اور اس کے ساتھ چلنے لگا۔ گھور اندھیرے میں سرچ لائٹ کی روشنی کچھ عجیب سا تاثر پیدا کر رہی تھی۔ چاروں طرف گہرا سناٹا تھا اور وہ ایک پہاڑی راستے پر چل رہے تھے۔ الفروزے خاموش تھا اس کے اور ہمراہی کے درمیان کسی قسم کی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔

جلد ہی وہ ایک چوبی عمارت کے قریب پہنچ گئے جو اونچی نیچی چٹانوں کے درمیان واقع تھی۔ ہمراہی باہر ہی رک گیا اور الفروزے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ انداز سے معلوم ہوتا تھا جیسے وہ یہاں بارہا آچکا ہو۔ ٹھیک اسی کمرے میں جا پہنچا جہاں اس کا باس موجود تھا۔

"کیا بات ہے الفروزے....؟" اس نے سرد لہجے میں پوچھا لیکن اس نے اس نقشے پر سے نظر نہیں ہٹائی تھی جسے میز پر پھیلائے دیکھ رہا تھا۔

الفروزے کھکار کر بولا۔"ایسی ہی بات ہے باس کہ میں ٹرانس میٹر پر نہیں کہہ سکا۔!"

"بیٹھ جاؤ....!" اس نے کہا اور اس بار بھی اس نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ بدستور

نقشے پر جھکا رہا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک پنسل تھی جس سے نقشے پر جگہ جگہ نشانات لگاتا جا رہا تھا۔

الفروزے نے کرنل موگمبی اور اس کی بہن کی کہانی شروع کر دی اور جب میریانا کے واقعے تک پہنچا تو باس نے پنسل ہاتھ سے رکھ دی اور پوری طرح اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ الفروزے جواب تک اس پر نظر جمائے رہا تھا گڑبڑا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا اور اس کی زبان میں کسی قدر لکنت بھی پیدا ہو گئی۔ جوں توں کر کے اُس نے پوری کہانی ختم کی اور سر جھکائے بیٹھا رہا۔ ویسے وہ محسوس کر رہا تھا جیسے باس کی تیز نظریں اس کی کھوپڑی میں اترتی چلی جا رہی ہوں۔!

"کیا وہ لانچ تمہارے یہاں آنے سے قبل پکڑی جا چکی تھی۔!" باس نے حسبِ معمول سپاٹ آواز میں سوال کیا۔

"نن.... نہیں باس....!"

"تمہیں اس وقت تک وہیں رکنا چاہئے تھا جب تک لانچ ہاتھ نہ آجاتی۔!"

"وہ دراصل کرنل موگمبی۔!"

"تم احمق ہو....!" باس کا لہجہ بیحد سرد تھا۔ الفروزے کچھ نہ بولا۔ باس کہتا رہا۔"موگمبی یا اس کی بہن سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ وہ دس بار جہنم میں جائیں۔ موگمبی ہی کی درخواست پر اس کی بہن اس سے الگ کی گئی تھی۔ موگمبی محض ایک پیغام رساں کی حیثیت رکھتا ہے اور بس....! اگر اُسے زمین بھی نگل جائے تو ہمیں تشویش کرنے کی ضرورت نہیں۔!" الفروزے بدستور سر جھکائے بیٹھا رہا۔ باس چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔"اسلحہ ہر حال میں سرحد پار کرے گا۔ قیمت ہم پہلے ہی وصول کر چکے ہیں۔ ہمیں اس سے سروکار نہیں کہ موگمبی کے ملک میں مسلح بغاوت کامیاب ہو گی یا ناکام یا سرحد پار ہو جانے کے بعد ذخیرے پر کیا گزرتی ہے۔!"

"مم.... مجھے.... غلط فہمی ہوئی تھی باس....!" الفروزے گھگھیایا۔

"تمہیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ میریانا کن لوگوں کے ہاتھ لگی ہے۔!"

"وہ بچ کر نہیں جا سکتے باس.... میں ناکہ بندی کرا کے آیا ہوں۔!"

"فوراً واپس جاؤ۔!"

"یس باس....!" الفروزے اٹھ کھڑا ہوا۔ باس دوبارہ نقشے پر جھک پڑا تھا۔ الفروزے چپ چاپ عمارت سے نکلا چلا آیا۔ غیر معمولی طور پر مضبوط اعصاب کا آدمی تھا لیکن ایڈلاوا کی

موجودگی میں اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوتی رہتی تھی۔

وہ پھر ٹریسنی ہی میں دندناتے پھر رہے تھے۔ اسٹیمر کا عملہ نہ انہیں پاسکا تھا اور نہ اُن کی لانچ کو۔ لانچ اب بھی ٹریسنی ہی کے ڈوک سے لگی کھڑی تھی۔ میریانا کی شکل ہی بدل کر رہ گئی تھی اور چلنے کے انداز میں تبدیلی کرنے کے لئے اس نے اپنی چال میں ہلکی سی لنگڑاہٹ پیدا کرلی تھی۔ میریانا سے وہ اس کی پوری کہانی سن چکے تھے۔ الفروزے اب ٹریسنی کی تفریح گاہوں میں نہیں دکھائی دیتا تھا۔

"اسٹیمر پر کچھ ہو رہا ہے۔!" عمران نے میریانا سے کہا۔

"کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔؟"

"محسوس کرتا ہوں۔ پوری طرح اس کام کی نشان دہی نہیں کرسکتا۔!"

"میں کرسکتی ہوں۔۔۔۔ لیکن اب اُسے بھول جاؤ۔ تم لوگوں کے ساتھ بہت اچھا وقت گزر رہا ہے۔ میں تمہاری ممنون ہوں۔!"

"بتاؤ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔! تم کچھ بھی نہیں جانتیں۔!"

"میریانا نے اپنی دانست میں انہیں اصل معاملے کی ہوا تک نہیں لگنے دی تھی۔ موگمبو اور اس کی بہن کی کہانی ضرور سنائی تھی۔ لیکن اس سے لاعلمی ظاہر کی تھی کہ وہ لوگ کون تھے اور خیر اندیشوں سے کیا چاہتے تھے۔ اپنے باس ایڈلاوا کا نام تک نہیں لیا تھا۔ بس یہی کہتی رہی تھی کہ وہ باس کہلاتا ہے اور اس کے درجنوں نام ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ اصل نام کیا ہے۔ لیکن اس وقت یونہی روا روی میں اس کی زبان سے نکل گیا تھا کہ وہ اسٹیمر پر ہونے والے کام کے بارے میں جانتی ہے۔ پھر بات بنانے کی کوشش کی تھی لیکن عمران بدستور اُسے چڑاتا رہا اور وہ جھلا کر بولی۔ "ہاں میں جانتی ہوں لیکن تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔!"

"کیوں نہ ہونا چاہئے۔ واہ یہ بھی کوئی بات ہوئی میں قانون کا طالب علم ہوں۔!"

"کاش تم نہ ہوتے۔۔۔۔!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"وہ ٹریسنی کے ایک ہوٹل میں مقیم تھے اس وقت جیمسن اپنے کمرے میں پڑا سو رہا تھا۔

"بتاؤ کیا ہو رہا ہے اسٹیمر پر ورنہ مجھ پر اختلاج قلب کا دورہ پڑ جائے گا۔!"

"اس پر اسلحہ بار کیا جارہا ہے۔ جو اٹلی کی سرحد سے گزر کر سوئٹزرلینڈ کے ایک ویران مقام پر پہنچے گا اور وہاں سے کہیں اور پہنچادیا جائے گا۔!"

"کہاں پہنچادیا جائے گا۔۔۔۔؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔!"

"میں ابھی پولیس کو اطلاع دیتا ہوں۔!"

"یہاں کی پولیس الفروزے سے بھیک مانگا کرتی ہے۔!"

"پھر میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ اس اسٹیمر کو غرق کردے۔!"

میریانا ہنس پڑی اور اس کا سر سہلاتی ہوئی بولی۔ "تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو کسی طرح اپنے ساتھ اٹلی ہی سے نکال لے چلو۔!"

"میری ماں مجھے اتنا مارے گی کہ میں ہفتوں اپنی ہڈیاں ٹٹولتا رہوں گا۔!"

"کیوں بکواس کرتے ہو۔!"

"یقین کرو۔۔۔۔! وہ کہتی ہے کہ ہر عورت بنیادی طور پر ماں ہوتی ہے اسے بدتمیزی سے لے بھاگنا اس کی توہین ہے اس لئے کان پکڑتا ہوں۔!"

"تمہارے منہ سے ابھی تک دودھ کی بو آتی ہے۔!"

"نہیں تسلیم کرسکتا۔۔۔۔ کیونکہ دن میں تین بار برش کرتا ہوں۔!"

"تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکے۔!"

"دو سو سال بعد لوگ سمجھیں گے۔۔۔۔ وقت سے پہلے پیدا ہوگیا ہوں۔!"

"کیا رکھا ہے فضول باتوں میں۔۔۔۔ سنا ہے آج کے جشن میں شمشیر زنی کے مقابلے ہوں گے۔ بڑا مزا آئے گا۔!"

"وہاں تو میں ہرگز نہیں جاؤں گی وہاں الفروزے ضرور موجود ہوگا، نہ صرف وہ بلکہ اسٹیمر کا سارا عملہ۔!"

"کیوں۔۔۔۔؟ الفروزے کیوں موجود ہوگا۔!"

"مانا ہوا تیغ زن ہے پہلے مقامی لوگوں کے مقابلے ہوتے ہیں پھر الفروزے اٹھ کر چیلنج کرتا ہے اگر مجمع میں کوئی پردیسی موجود ہو، جو اس سے واقف نہ ہو اور شامت اعمال سے اس کا چیلنج قبول کرے تو اسے اپنے آباؤ اجداد یاد آجاتے ہیں۔ اگر کسی نے چیلنج قبول نہ کیا تو وہ دوستانہ طور پر اچھے تیغ زنوں کو دعوت دیتا ہے اور اپنے کمالات دکھاتا ہے۔!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے.... میں اس کا چیلنج قبول کر لوں گا۔!"

"پیارے قانون کے طالب علم میں تلوار کی بات کر رہی ہوں، کتابوں کی نہیں۔!"

"تم دیکھ لینا کیسی شکست دیتا ہوں اُسے۔!"

"جاؤ اپنے کمرے میں جاؤ.... میں تھوڑی دیر آرام کروں گی۔!"

"اچھا.... اچھا.... میں نہیں جانتا کہ دوپہر کے کھانے کے بعد آرام بھی کرتی ہو.... اچھا دوپہر بخیر....!" وہ اس کے کمرے سے نکلا چلا آیا تھا دروازہ بند ہونے کی آواز سنتا ہوا وہ جیمسن کے کمرے پہنچا، دستک دی کئی بار کی کوشش کے بعد دروازہ کھلا تھا اور جیمسن اسے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"پیچھے ہٹو....!" عمران اُسے دھکا دیتا ہوا اندر گھسا۔

"میں ہوش میں ہوں یور میجسٹی۔!"

"اگر تم نے آج رات کامیابی حاصل کر لی تو میں تمہیں متبنیٰ کر لوں گا۔!"

"آپ کے پاس رکھا ہی کیا ہے کہ متبنیٰ کر لینے سے مجھے کوئی فائدہ پہنچے گا۔ ویسے جان حاضر ہے۔!"

"کل صبح اسٹیمر شمال کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ اس لئے یہ کام آج رات ہی کو ہونا چاہئے۔ الفروزے سمیت پورا عملہ شمشیر زنی کے میدان میں ہوگا۔ شائد ریڈیو آپریٹر اسٹیمر ہی پر موجود ہو۔ ایک آدمی کو قابو میں کر لینا تمہارے لئے کچھ مشکل نہ ہوگا۔!"

"آپ کے علاوہ ساری دنیا کو قابو میں کر سکتا ہوں۔!"

"میں الفروزے کو دیر تک الجھائے رکھوں گا۔!"

"بہت بہتر....! لیکن اگر میں اس مہم میں کام آجاؤں تو زیادہ ملال نہ کیجئے گا۔!"

"دل چھوٹا نہ کرو جیمسن مینار بنوا دوں گا اور یہی نہیں بلکہ اس کی چوٹی پر گھاس پھوس بھی

اگانے کی کوشش کروں گا۔ بس اب پھر سو جاؤ.... ٹاٹا.... سر شام جگا دوں گا۔!"

"تو کیا اسلحہ کی آخری کھیپ بھی پار کر دی گئی ہے۔!" جیمسن نے پوچھا۔

"ہاں.... اور صبح ہی وہ شمال کی طرف روانہ ہو جائے گا۔!"

"ایڈلاوا کا کچھ پتہ چلا۔!"

"نہیں.... تم اس کی فکر نہ کرو.... اب جو حرکتیں ہم شروع کر رہے ہیں اُسے اس کے بل سے نکال لائیں گی۔!"

اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں واپس آگیا تھا۔ شام تک مختلف انواع کی تیاریاں کرتا رہا تھا اور پھر اسی وقت اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تھا جب میریانا نے دستک دی تھی۔

"کیا ہو رہا تھا....!" وہ کمرے میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

"کک.... کچھ نہیں....!" عمران اس طرح ہکلایا جیسے سچ مچ کسی قسم کی حماقت کا مرتکب ہوتا رہا ہو۔!

"تم دونوں نے مجھے سخت الجھن میں ڈال رکھا ہے۔ آخر یہاں سے چلتے کیوں نہیں۔!"

"کیا پریشانی ہے.... جشن ریشم کو اختتام تک پہنچائے بغیر کہیں نہ جائیں گے۔!"

"اگر میں کسی طرح پہچان لی گئی تو تمہاری ہڈیوں تک کا سراغ نہیں ملے گا۔!"

"ہمارا ہے ہی کون جسے ہماری ہڈیوں کے سراغ کی فکر ہو گی۔!"

"میں ہوں.... میں....!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"چار دن سے یہ ہو گئی ہیں.... ارے کل تم کہیں اور ہو گی اور ہم کہیں اور۔!"

"میں تمہارے ساتھ یونان چلوں گی۔!"

"ایک پرانے مقبرے میں رہتا ہوں۔!"

"فضول باتیں نہ کرو.... ٹریسنی سے نکل چلو.... جنیوا میں میرے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ ہم یونان پہنچ کر کوئی بزنس کریں گے۔!"

"اور دن رات پڑے ہائے ہائے کیا کریں گے اس کے دام چڑھ گئے اس کے دام اتر گئے.... میرے بس کا روگ نہیں۔!"

"بزنس میں سنبھالوں گی.... تم بدستور قانون پڑھتے اور آوارہ گردی کرتے رہنا۔!"

"تمہاری نگرانی میں....؟" وہ آنکھیں نکال کر بولا۔

"تمہاری ماں بھی تو ہے.... میری نگرانی میں کیوں....؟"

"باپ کی نگرانی تو کر نہیں سکی.... میری کیا کرے گی۔!"

"تو تم میری بات نہیں مانو گے۔!"

"ایسا کرو کہ کچھ تم مانو کچھ میں مانوں۔!"

"چلو یہی سہی.... بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔!"

"بس آج تیغ زنی کے مقابلے اور دیکھ لینے دو.... کل چلے چلیں گے۔!"

"وعدہ....؟" وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر بولی۔

"وعدہ....!" عمران نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہا۔ "تم بھی ہو گی میرے ساتھ.... ساتھ سے مراد یہ ہے کہ اس مجمعے میں مجھ سے دور....!"

"کیوں....؟ تم سے دور کیوں....!"

"اس لئے کہ الفروزے مجھے جانتا ہے۔!"

وہ چونک کر اسے گھورنے لگی اور عمران نے ہنس کر کہا "تمہارے لئے تشویش کی بات نہیں! کیونکہ جان پہچان یہیں ہوئی ہے پہلے سے نہیں جانتا۔!" پھر اس نے اس ملاقات کی کہانی دہرائی تھی اور میریانا ہنستے ہنستے دوہری ہو گئی تھی۔

"اب اگر اس نے میرے ساتھ کسی بے بی کو دیکھ لیا تو جھپٹ کر قریب آئے گا۔ ہو سکتا ہے تم سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہی ہو جائے کہ پہچان لی جاؤ۔ آواز نہیں بدل سکتیں۔!"

"ہاں آواز پر تو قابو نہیں ہے.... لنگڑانے کی عادت سی ہوتی چلی جا رہی ہے۔!"

"اچھی لگتی ہو چلتے وقت....!"

"واقعی....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔ "میں تو سمجھی تھی کہ اس قسم کا کوئی پرزہ تمہاری کھوپڑی میں نہیں ہے۔!"

"بہت سی چیزیں اچھی لگتی ہیں لیکن نہیں بتا سکتا کہ کیوں اچھی لگتی ہیں....!"

"تو تمہیں صرف میری چال اچھی لگتی ہے۔!"

"ہاں.... جب سے لنگڑا کر چلنے لگی ہو.... ورنہ اصلی چال تو ایسی لگتی ہے جیسے گھوڑی

آہستہ آہستہ چل رہی ہو۔!"

وہ صرف ہونٹ بھینچ کر رہ گئی، کچھ بولی نہیں۔

سرشام ہی ٹریسنی پارک میں ہجوم بڑھنا شروع ہو گیا تھا۔ یہ جگہ ساحل سے قریباً پانچ میل کے فاصلے پر تھی۔ لوگ پیدل یا گاڑیوں پر آئے تھے۔ آس پاس کے دوسرے قصبات کے لوگ بھی جوق در جوق آ رہے تھے۔ تیل سے جلنے والی بہت بڑی بڑی لاتعداد مشعلوں نے بہت وسیع رقبے کو روشن کر دیا تھا۔ کھانے پینے کی بے شمار دوکانیں شامیانوں کے تلے جمی نظر آ رہی تھیں اور فضا میں مسالے دار بھنے ہوئے گوشت کی خوش بو چکراتی پھر رہی تھی اور یہ خوشبو مشعلوں کے دھوئیں کی ناگوار بو پر بھی حاوی ہو گئی تھی۔

پہلے جسمانی توڑ مروڑ کے کچھ کرتب دکھائے گئے۔ پھر شمشیر زنی کے مقابلے کا اعلان ہوا اور مقامی جوڑیں نبرد آزمائی کے لئے میدان میں نکلنے لگیں۔ ہوٹل سے چلتے وقت عمران نے ایک بوڑھے سیاح کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی تھی جو بڑی خوشی سے منظور کر لی گئی۔ کیونکہ عمران نے کرائے پر ایک پرانی گاڑی حاصل کر لی تھی۔

"ڈاڑھی والا کہاں ہے....؟ کیا وہ ساتھ نہیں جائے گا۔!" میریانا نے پوچھا تھا۔

"نہیں اسے بخار ہو گیا ہے.... آرام کر رہا ہے۔!"

"تب تو مجھے عیادت کرنی چاہئے۔!"

"نہیں اسے مت چھیڑو.... سونے دو.... بخار میں بے حد چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ بس ایسا ہی لگتا ہے جیسے انڈوں پر بیٹھی ہوئی مرغی۔!"

"کوئی تمہیں آدمی بھی لگتا ہے۔!" میریانا بھنا کر بولی۔ "میں گھوڑی لگتی ہوں.... وہ مرغی معلوم ہوتا ہے۔!"

"صرف ایک آدمی.... آدمی لگتا ہے.... اور وہ ہے الفروزے۔!"

"بیوقوف آدمی اسکے چکر میں مت پڑو۔ بیحد خطرناک آدمی ہے بس مسخرہ بھیڑیا سمجھ لو۔!"

"دیکھا جائے گا.... تم چلو تو....!"

"آخر ان بڑے میاں کو مدعو کر دینے کی کیا ضرورت تھی۔!"

"تم تنہا بور ہو جاؤ گی۔ میں تو تمہارے ساتھ ہوں گا نہیں۔ یہاں تنہا بھی نہیں چھوڑنا چاہتا

بس چلو....!"

پھر وہ تینوں بھی وہاں جا پہنچے تھے اور عمران ایک جگہ اُن دونوں سے الگ ہو گیا تھا۔ بوڑھا سیاح بھی اطالوی ہی تھا۔ خلاف توقع خوش مزاج ثابت ہونے کی بناء پر میریانا بور نہیں ہوئی تھی۔

"میں تو پہلی بار ان کھیل تماشوں میں شریک ہو رہی ہوں۔" اس نے بوڑھے سے کہا۔

"کیا ادھر آتی ہی رہی ہو....؟"

"کبھی کبھی.... واہ.... کیا ہاتھ مارا ہے.... شمشیر زنی بھی خاصا دلچسپ کھیل ہے۔!"

"افسوس ناک....!" بوڑھا بولا۔ "کبھی یہی موت کا کھیل کہلاتا تھا اب تفریح طبع کے سامان فراہم کرتا ہے۔ ایک سو سال بعد بندوقیں اور توپیں بھی کھلونا بن جائیں گی۔ ایٹمی دور تک تو آ ہی پہنچے ہیں۔!"

"اب شائد تم بور کرو گے.... جاؤ سیخ کباب خرید لاؤ.... دونوں کھائیں گے اور کھیل کے مزے لیں گے۔!"

"اچھا.... اچھا....!" بوڑھا سر ہلاتا ہوا اس کے پاس سے ہٹ گیا مقابلے جاری رہے۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آ گیا تھا اور دونوں گرما گرم کباب کھا ہی رہے تھے کہ الفروزے کے چیلنج کا وقت آ گیا۔ وہ کسی دیو کی طرح دھاڑ رہا تھا۔ ہاتھ میں وزنی اور خم دار تلوار لئے مجمعے کو للکار رہا تھا۔ اس وقت اس کی آواز کے علاوہ اور کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ مجمعے پر سکوت طاری ہو گیا تھا۔ اس کے آس پاس ہی اس کے عملے کے لوگ بھی کھڑے ہوئے تھے۔ میریانا نے ایک ایک کو پہچانا۔ اچانک اُس نے عمران کو چھلانگ لگا کر اس کے مقابل آتے دیکھا اور لرز کر رہ گئی۔ بوڑھے کے منہ سے تو نوالا نکل پڑا تھا۔ میریانا نے سوچا کہ الفروزے عمران کا مضحکہ اڑا کر اسے واپس کر دے گا۔ دفعتاً اس نے عمران کو کہتے سنا۔ "ارے باپ.... میرے پاس تلوار نہیں ہے۔ مہیا کی جائے۔!"

"تم کون ہو....؟" الفروزے دھاڑا۔

"کیا اتنی جلدی بھول گئے۔ لطیفہ سنانے کے بعد گیٹار بجا بجا کر روئے تھے اور پھر مجھے متبنیٰ کیا تھا اس لئے باپ ہی کہہ کر تو مخاطب کروں گا۔!"

"ارے تم ہو....!" الفروزے نے قہقہہ لگا کر پوچھا۔ "کیا چاہتے ہو....؟"

"تمہارا چیلنج قبول کرتا ہوں۔!"

"یہ دیکھو....!" الفروزے مجمعے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "یہ نیا لطیفہ ہوا ہے۔!" لوگوں نے محظوظ ہو کر قہقہے لگائے۔

"خاموش ہو جاؤ....!" عمران غصیلی آواز میں چیخا۔ "یہ لطیفہ نہیں ہے.... میں سچ مچ مقابلہ کروں گا۔!"

پھر آدھے گھنٹے تک دونوں کے درمیان محض لطیفے ہوتے رہے تھے اور لوگ حلق پھاڑ پھاڑ کر ہنس رہے تھے۔ میریانا کو تو مزہ ہی آ گیا تھا۔ وہ سچ مچ یہی سمجھ رہی تھی کہ احمق طالب علم لوگوں کے لئے نئی قسم کی تفریح مہیا کر رہا ہے۔ لیکن پھر اچانک اس نے عمران کو غصیلے لہجے میں کہتے سنا۔ "کیا سارے اسپینی تمہاری ہی طرح بے غیرت ہوتے ہیں۔ میرے لئے تلوار کیوں نہیں منگواتے۔!"

"خاموش ذلیل کتے....!" الفروزے کا موڈ بدل گیا اور اس نے تلوار سمیت عمران پر چھلانگ لگائی۔ عمران پہلے ہی سے اس کے لئے تیار تھا۔ بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور الفروزے جھونک میں منہ کے بل زمین پر چلا آیا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری تھی۔ بس پھر جتنی پھرتی سے عمران نے اس کی تلوار پر قبضہ کیا تھا میریانا کو ایسا ہی لگا تھا جیسے بجلی سی چمک گئی ہو اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"دے دے میری تلوار ورنہ اچھا نہ ہوگا۔!" الفروزے اٹھ کر دھاڑا۔

"اب تم اپنے لئے دوسری منگوالو.... یہ تو نہیں ملے گی۔!" عمران نے احمقانہ انداز میں ہنس کر کہا۔ مجمعے کو گویا سانپ سونگھ گیا تھا۔

"لاؤ دوسری تلوار.... اب میں اس کا قیمہ کر کے رکھ دوں گا۔!" الفروزے چیخا تھا.... فوراً اس کے لئے تلوار مہیا کر دی گئی اور وہ کسی وحشی درندے کی طرح عمران پر ٹوٹ پڑا تھا۔ لیکن انجام پہلے ہی کا سا ہوا۔ یعنی منہ کے بل زمین پر....!

"ناچتا کودتا کیوں ہے.... جم کر مقابلہ کر....!" وہ اٹھ کر پھر دہاڑا۔

"کھیل کو جنگ بناؤ گے تو یہی ہوگا۔ غصہ تھوک دو اور اپنے کمالات کا مظاہرہ کرو۔!" عمران نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "میں بھی تو دیکھوں کہ یونان اور اسپین اب کہاں کھڑے ہیں۔!"

"یونان عورتوں کی گود میں ہمک رہا ہے۔!" الفروزے جل کر بولا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔ لیکن پہلے اسپورٹ میں اسپرٹ پیدا کرو.... اگر تم نے میرا قیمہ کر کے رکھ دیا تو اس بے بی کو بہت دکھ ہو گا جو میرے لطیفے میں دریافت ہوئی ہے۔!"

"ہاں ٹھیک ہے....!" مجمع چیخنے لگا۔ "الفروزے اپنے پرانے کھلنڈرے موڈ میں آجاؤ۔!"

"بہت اچھا.... بہت اچھا....!" الفروزے نے زبردستی قہقہہ لگایا۔ لیکن وہ قہقہہ تو ہرگز نہیں تھا۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اس قہقہے کے روپ میں پورے مجمعے کو گندی سی گالی دی گئی ہو اور بوڑھا میریانا سے کہہ رہا تھا۔ "یہ بے وقوف سا آدمی تو فتنہ نکلا.... ارے دیو کے مقابل مچھر کی مثال سمجھ لو۔!"

"مچھر نے ابھی ابھی دوبارہ دیو کو پچھاڑا ہے۔!" میریانا کسی تحیر زدہ ننھی سی بچی کی طرح بولی۔

"اگر ایک بار بھی خود اسی پر گر پڑا تو وہ چور چور ہو کر رہ جائے گا۔ پہاڑ ہے پہاڑ.. خدا کی پناہ۔!"

"بس خاموش رہو....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "میرا آدمی بھی بادل اور بجلی کا بیٹا ہے۔ پہاڑ کے چیتھڑے اڑا دے گا۔!"

"تمہارا شوہر ہے....؟" بوڑھے نے حیرت سے کہا۔ "میں تو دوست سمجھا تھا۔!"

"سمجھا کرو....! تمہارے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔!" وہ یونہی روا روی میں کہہ گئی۔ توجہ تو ان دونوں کی طرف تھی۔ وہ جھپٹ جھپٹ کر ایک دوسرے پر حملے کر رہے تھے۔ وزنی تلواروں کے بجنے سے فضا مرتعش سی ہو رہی تھی اس آواز کے علاوہ اور ہر قسم کی آوازیں معدوم ہو گئی تھیں۔

"اب کے تمہاری تلوار ٹوٹ جائے گی۔!" عمران الفروزے سے کہہ رہا تھا۔ "اس لئے دوسری کے لئے اپنے کسی آدمی کو آواز دے لو....!"

"کیوں بکواس کرتا ہے کیڑے....!" الفروزے غرایا۔

"یہ ایک مشرقی داؤ ہے.... لو سنبھالو....!" عمران نے بالکل کلہاڑے کی طرح تلوار چلائی تھی۔ الفروزے نے اسی کی مناسبت سے اسے تلوار ہی پر روکنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے درمیان ہی سے اپنی تلوار کا رخ بدل دیا۔ الفروزے کے لئے اب ناممکن تھا کہ وہ مدافعت کا انداز بدل سکتا۔ جھناکا ہوا اور اس کی تلوار بیچ سے ٹوٹ کر دور جا پڑی۔ شور تحسین بلند ہوا اور ٹھیک اسی

وقت ایک فائر کی آواز سنائی دی۔ میریانا نے عمران کو گرتے دیکھا الفروزے اچھل کر دور ہٹ گیا تھا۔ فائر مجمعے سے ہوا تھا۔

"اوہ خدا...!" میریانا بولی۔ "آخر... آخر... وہ مکاری کا شکار ہو گیا، الفروزے... کمینے۔!"

"یہ کیا ہوا....؟" بوڑھا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اس کے کسی آدمی نے.... فائر کر دیا... اب میں کیا کروں.... کیا کروں....!"

اچانک پھر فائر ہوا.... ایک چیخ سنائی دی اور یہ فائر زمین پر پڑے ہوئے عمران کی طرف سے ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

مجمعے میں بھگدڑ پڑ گئی تھی۔ پے در پے فائروں اور چیخوں کی آوازوں سے پارک گونجنے لگا۔ میریانا بھی انہیں بدحواس لوگوں میں شامل تھی جو ان دیکھی گولیوں سے بچنے کے لئے کسی محفوظ مقام کی طرف نکل جانا چاہتے تھے۔ وہ دوڑتی رہی۔ بوڑھا اس افرا تفری میں نہ جانے کہاں رہ گیا تھا۔ فائروں کی آوازیں وہ اب بھی سن رہی تھی۔ دفعتاً اُسے وہ گاڑی یاد آئی جس پر وہ یہاں تک آئے تھے۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد آیا کہ عمران نے اسے ایک الگ تھلگ اور محفوظ مقام پر پارک کیا تھا۔ فی الحال اس سے زیادہ محفوظ پناہ گاہ اور کوئی نہیں تھی۔ اب اس کا رخ بدل گیا تھا اور وہ سیدھی اسی طرف دوڑی جا رہی تھی۔ کار جہاں کھڑی کی گئی تھی وہیں ملی.... اس نے بے ساختہ گاڑی کا دروازہ کھولا اور پچھلی سیٹ پر گر کر ہانپنے لگی۔ چاروں طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اسے تو یہ بھی معجزہ ہی لگ رہا تھا کہ وہ محض اندازے سے گاڑی تک آ پہنچی تھی۔ ورنہ اس دور افتادہ حصے میں گاڑی کو تلاش کر لینا بھی آسان نہ ہوتا۔ کچھ دیر بعد اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی اور نے بھی اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا ہو۔

"کون....؟" وہ بے ساختہ اچھل پڑی۔

"ڈھمپ.... چپ چاپ پڑی رہو....!"

"اے خدا تیرا شکر ہے.... کیا تم بہت زخمی ہو....؟"

"ارے جاؤ.... کیا میں مٹی کا بنا ہوا ہوں۔!"

پھر گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی اور وہ حرکت میں بھی آ گئی۔ میریانا بدستور سیٹ پر لیٹی ہانپے جا رہی تھی۔ اُسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے اور یہ سب کچھ حقیقت ہے۔!"

"ہم کہاں جارہے ہیں....؟" اس نے تھوڑی دیر بعد کراہتی ہوئی سی آواز میں پوچھا۔

"چپ چاپ لیٹی رہو۔ اپنی سانسیں درست کرلو... میں تمہیں جہنم میں نہیں لے جاؤں گا۔!"

"اچھا یہی بتادو کہ تم زخمی تو نہیں ہو۔!"

"بالکل نہیں....!"

"لیکن فائر کے بعد جب تم گرے تھے تو میرا تو دم ہی نکل گیا تھا۔!"

"اگر نہ گرتا تو دوسری گولی یقیناً مجھے چاٹ جاتی اس کا پہلا نشانہ بہک گیا تھا دوسرا نہ بہکتا۔ الفروزے کی شکست پر اس کے کسی ماتحت کو تاؤ آگیا تھا خود الفروزے اتنا بزدل نہیں ہو سکتا۔!"

"پھر تم نے لیٹے لیٹے فائر کیا تھا....!"

"اسی پر جس نے مجھ پر فائر کیا تھا.... شائد صرف زخمی ہوا ہے۔ اس کے بعد تو پھر ا سبھوں نے فائرنگ شروع کردی تھی۔!"

"تم شائد اس پر بھی ہوش میں نہیں آئے تھے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"تم بھی فائر کرتے رہے تھے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔

"ڈھمپ....! کیا تم سچ مچ قانون کے ایک بیوقوف طالب علم ہو۔!"

"ہاں بے بی.... یقین کرو....!"

وہ بے اعتباری سے ہنس کر بولی تھی۔ "تم الفروزے سے زیادہ خطرناک آدمی ہو۔ کیو تمہارا دماغ ہر حال میں ٹھنڈا رہتا ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ گاڑی اب سڑک پر پہنچ کر مزید تیز رفتاری اختیار کر چکی تھی۔ دفعتاً ا دھماکہ سنائی دیا۔ دور ہی کا معلوم ہوتا تھا۔ پھر پے درپے دھماکے ہی ہوتے چلے گئے تھے۔ ز لرزتی ہوئی سی معلوم ہوتی تھی۔

"یہ.... یہ.... کک.... کیا ہورہا ہے....!" میریانا ہکلائی۔

"پتہ نہیں....!" عمران نے کہا اور گاڑی کی رفتار کچھ اور تیز ہوگئی۔

"تت.... تمہارا ساتھی۔!"

"کچھ دیر خاموش بھی رہو.... کیا ساری دنیا کی عورتیں صرف زبان ہی ہلاتی رہنے کے لئے پیدا ہوتی ہیں۔!"

"بس اتنا اور بتادو کہ ہم کہاں جارہے ہیں۔ ٹریسنی میں تو اب تم کسی طرح بھی نہیں بچ سکو گے۔!"

"ہم فی الحال ٹریمیزو جارہے ہیں۔ وہاں سے لانچ پر لکو کے لئے روانہ ہوجائیں گے۔!"

"خدا کا شکر ہے کہ اس وقت عقل مندی کی باتیں کررہے ہو۔!"

دفعتاً پھر کئی دھماکے سنائی دیئے۔ آواز نسبتاً پہلے سے کچھ مزید دور کی معلوم ہوئی تھی۔

"آخر یہ کیا ہورہا ہے۔!" میریانا کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں کیا جانوں.... جہاں تم وہاں میں۔!"

وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولی۔ "تمہیں اپنے ساتھی کی بالکل فکر نہیں ہے۔!"

"ارے وہ بزدل....!" عمران ہنس پڑا۔ پھر بولا۔ "جانتی ہو کہ اسے کیوں بخار آگیا تھا میں نے اس سے کہا تھا کہ میں الفروزے کا چیلنج قبول کرلوں گا۔ بس چڑھ آیا بخار۔ کہنے لگا اچھا جاؤ تم مقابلہ کرنے میں لانچ پر بیٹھ کر ٹریمیزو چل دوں گا۔ جب یہاں سے بھاگنا پڑے تو سیدھے وہیں آنا۔!"

"تم سے زیادہ عقل مند ہے....!" میریانا خوش ہو کر بولی۔ "اُس نے حالات کا اندازہ پہلے ہی لگالیا تھا۔!"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ لوگ اتنے کمینے ہیں۔!"

"اس سے بھی زیادہ.... خیر اب سب کچھ بھول جاؤ.... یونان چلو....!"

"ابھی سے.... نہیں یہ ناممکن ہے دوماہ کا پروگرام بنا کر آیا تھا وقت پورا کئے بغیر نہیں جائیں گے۔ سنا ہے لکو بھی خوب صورت جگہ ہے۔!"

"پورے ملک میں کہیں بھی پناہ نہ ملے گی اگر تمہاری فائرنگ سے الفروزے کا کوئی آدمی مر بھی گیا ہو۔!"

عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔ تھوڑی دیر بعد میریانا اونگھنے لگی تھی۔ عمران خاموش ہی رہا۔ پھر شائد وہ گہری نیند سو گئی تھی۔ صبح ہوتے ہوتے وہ ٹریمیزو کے قریب پہنچ گئے تھے۔ عمران نے گاڑی ایک ویران جگہ لے جاکر روکی تھی اور میریانا کو جھنجھوڑ کر اٹھایا تھا وہ گاڑی

سے اتر آئی تھی اور عمران کو ڈگی کھولتے دیکھتی رہی۔ پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کیونکہ عمران نے ڈگی سے اس کا اور اپنا سوٹ کیس نکالا تھا۔

"متحیر ہونے کی ضرورت نہیں۔!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "میں جانتا تھا کہ یہی کچھ ہوگا۔ لہٰذا تمہاری لاعلمی میں وہاں سے بالکل نکل بھاگنے کا انتظام پہلے ہی کر لیا تھا۔ ہوٹل کا حساب بے باق کر آیا ہوں اور یہ پرانی گاڑی پہلے کرایہ پر لی تھی پھر خرید ہی لی تھی۔!"

"تم سچ مچ احمق ہو.....!" وہ جھنجھلا کر بولی۔ "یہ سب کچھ تمہارے خلاف جائے گا اور پولیس تمہاری تلاش میں نکل کھڑی ہوگی۔ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ تم پہلے سے سب کچھ طے کر چکے تھے اور الفروزے سے دیدہ و دانستہ چھیڑ چھاڑ کی تھی۔"

"زیادہ لمبے چوڑے لوگ مجھے زہر ہی لگتے ہیں۔ میں اُن سے ضرور چھیڑ چھاڑ کرتا ہوں۔ اچھا تم یہیں ٹھہرو میں ابھی آیا۔!" وہ گاڑی میں بیٹھتا ہوا بولا۔ اس پر میریانا نے کہا تھا کہ کیا اب وہ اُسے چھوڑ کر بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہے۔!

"ہرگز نہیں.....!" عمران بولا "دونوں سوٹ کیس تمہارے پاس موجود ہیں۔!" گاڑی تیزی سے اونچائی پر چڑھتی چلی گئی تھی۔ اوپر پہنچ کر میریانا نے اسے رکتے دیکھا..... عمران نیچے اترا تھا اور گاڑی کو جھیل میں دھکا دے دیا تھا اس کے پانی میں گرنے کی آواز دور دور تک سنی گئی ہوگی۔

میریانا حیرت سے منہ پھاڑے نیچے سڑک پر کھڑی تھی۔ پھر اس نے دیکھا کہ عمران تیزی سے دوڑتا ہوا نشیب میں چلا آرہا تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے دونوں سوٹ کیس اٹھائے اور میریانا سے اپنے پیچھے آنے کو کہا قریب ہی کی ایک چٹان کی اوٹ میں پہنچ کر رکا تھا۔

"اب تم ادھر جا کر اس لباس کو تبدیل کرو..... تھوڑی سی تبدیلی تمہاری شکل میں پھر ہوگی اور ان سنہرے بالوں کو سیاہی مائل کروں گا۔!"

وہ چپ چاپ تعمیل کرتی رہی اور جب لباس تبدیل کر کے واپس آئی تو خوف زدہ انداز میں اچھل پڑی۔

"میں ہی ہوں..... ڈرو نہیں.....!" عمران بولا اتنی دیر میں اس نے ریڈی میک اپ بھی اپنی ناک پر فٹ کر لیا تھا اور اس کی شکل خوف ناک لگنے لگی تھی۔

"اب ہم یہاں سے پیدل اس جگہ تک چلیں گے جہاں میرے ساتھی نے اپنی لانچ اینکر کی

ہوگی۔!"

وہ کچھ نہ بولی۔ چپ چاپ اس کے ساتھ چلتی رہی نہ جانے کیوں اب وہ سچ مچ خوف زدہ نظر آرہی تھی۔

جھیل کے کنارے کنارے دو ڈھائی فرلانگ تک چلتے رہنے کے بعد ایک کٹاؤ کے قریب پہنچے جہاں ایک لانچ لنگر انداز تھی۔ وہ لانچ پر چڑھ گئے جیمسن کیبن میں پڑا خراٹے لے رہا تھا لیکن میریانا اُسے نہ پہچان سکی۔ کیونکہ جھاڑ جھنکاڑ قسم کی مصنوعی ڈاڑھی اور وگ سے وہ چھٹکارا حاصل کر چکا تھا۔

"یہ..... یہ کون ہے.....؟" وہ آہستہ سے بولی۔

"اپنا ہی جمن مراثی.....! ڈرپوک کہیں کا ایسی خوب صورت ڈاڑھی اور سر کی زرخیز فصل سے محروم ہو گیا۔!"

"تم غلط کہہ رہے ہو.....!" وہ عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔ "سچ سچ بتاؤ تم لوگ کون ہو.....؟"

"بالکل گدھے ہیں۔!"

"تم لوگوں نے اسٹیمر کو تباہ کر دیا۔ وہ دھماکے اسی کے تھے۔ تم نے الفروزے کو الجھائے رکھا تھا اور یہ اسٹیمر میں غالباً اسی دوران میں ٹائم بم رکھ کر ادھر بھاگ آیا تھا۔ خدا کی پناہ.....! اسٹیمر کے ساتھ ہی آدھا ٹریسنی تباہ ہو گیا ہوگا۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ ان کی آوازیں سن کر جیمسن بھی اٹھ بیٹھا تھا اور انہیں چندھیائی ہوئی آنکھوں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"کیوں اے نامعقول.....!" عمران نے اردو میں کہا۔ "کیا تم نے بموں کی ٹائمنگ میں کچھ گڑبڑ کی تھی۔ انہیں آج دوپہر پھٹنا تھا جب اسٹیمر بیچ جھیل میں ہوتا۔!"

"اسٹیمر ٹریسنی کے ڈوک پر نہیں تھا۔ مجھے اس کے لئے چھ سات میل آگے جانا پڑا تھا۔" جیمسن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "وہ لوگ وہاں سے دو لانچوں میں ٹریسنی واپس آئے تھے تاکہ وہ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے جشن ریشم کے آخری آئٹم سے بھی لطف اندوز ہو لیں۔ میرا خیال ہے کہ اسٹیمر کی تباہی سے ٹریسنی پر کوئی اثر نہ پڑا ہوگا۔ میں نے سوچا جب یہ پوزیشن نصیب ہوگئی ہے تو پھر انہیں جانیں کیوں ضائع کی جائیں۔!"

"حالانکہ ان مردودوں نے مجھے ضائع کر دینے کی پوری کوشش کر ڈالی تھی۔!" عمران نے کہا اور جلدی جلدی سے پچھلی رات کے واقعات دہرانے لگا۔

"ہم لوگ واقعی بے حد شریف ہیں۔!" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "میں تو اس ریڈیو آپریٹر کو بھی بچالایا ہوں جو اسٹیمر پر تنہا تھا۔ نیچے اسٹور میں بندھا پڑا ہوا ہے۔!"

"شرافت کے بچے! اب جلدی سے نکل چلو لکو کی طرف....!"

"تم ریڈیو آپریٹر سے جی بہلانا.... میں اس سے اپنا دماغ چٹواؤں گا۔ عقل کے پتلے یہی تو اصل آدمی کی طرف ہماری رہنمائی کرے گی۔ بس تم دیکھتے جاؤ۔ ویسے ریڈیو آپریٹر بھی کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تمہاری حماقت تمہارے ساتھ.... اور.... میری تو اب گلے ہی میں لگی رہے گی۔!"

"تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو۔!" دفعتاً میریانا جھنجھلا کر بولی۔

"یہ بتا رہا تھا کہ بخار کے ساتھ ہی اُسے پیچش بھی ہو گئی ہے خدا کی مرضی۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا اور میریانا اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی۔

تھوڑی دیر بعد لانچ کھلے پانی میں نکل آئی تھی اور تیزی سے لکو کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

جیمسن اسٹیرنگ کر رہا تھا۔ عمران آئیل اسٹوو جلا کر کافی بنانے بیٹھ گیا۔

"ہٹو ادھر....!" میریانا اس کے قریب پہنچ کر بولی۔ "یہ کام مردوں کے نہیں ہیں۔!"

"ہائیں....!" عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "کیا تم یوروپین نہیں ہو....؟"

"کیوں نہیں ہوں....!"

"تو پھر مجھے اس کام سے کیوں روک رہی ہو۔ میں نے لندن میں مردوں کو کھانا پکاتے اور عورتوں کو فلمی رسالے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے حالانکہ دونوں ہی دن بھر کے تھکے تھکائے گھر میں داخل ہوتے ہیں۔!"

"ہم اتنے مہذب نہیں ہوئے ہیں۔!" وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔ "اور نہ ہمارے یہاں طلاقوں کی وہ شرح ہے جو یورپ کے مہذب ترین ممالک میں پائی جاتی ہے۔ ہماری اکثریت اب بھی اس کی قائل ہے کہ عورت گھر کی ملکہ اور مرد مردِ میدان.... اسی لئے ہمارا معاشرہ روحانی طور پر اتنا گندہ نہیں ہوا۔ تم میری شکل کیا دیکھ رہے ہو مجھے میرے ملک کی نمائندہ عورت ہر گز نہ سمجھ لینا۔

میں بُری عورت ہوں کسی بھی معاشرے کے لئے قابلِ فخر نہیں ہو سکتی۔ مجھ سے نادانستگی میں کچھ غیر قانونی حرکتیں سرزد ہو گئیں تھیں پولیس میری تلاش میں تھی۔ میں چھپتی پھر رہی تھی کہ میرے باس کے ایک ماتحت نے مجھے اس کے پاس پہنچا دیا۔ پڑھی لکھی اور خوب صورتی میں باس کے معیار کے مطابق تھی اس لئے اس کی سیکریٹری بن گئی۔!"

"بہر حال تم میری مہمان ہو تمہارے اعصاب آرام چاہتے ہیں۔ لہٰذا ناشتہ میں ہی تیار کروں گا۔!"

"تمہاری مرضی....!" اس نے کہا۔ "تم آخر اعتراف کیوں نہیں کر لیتے۔!"

"کس بات کا....؟"

"اسٹیمر کی تباہی میں تم ہی دونوں کا ہاتھ ہے۔!"

"ارے محض دھماکوں کی بناء پر تم نے فیصلہ بھی صادر کر دیا کہ اسٹیمر ہی تباہ ہو گیا ہے۔!"

عمران کیتلی پر نظریں جمائے رہا جس کی ٹونٹی سے ہلکی ہلکی بھاپ نکلنے لگی تھی۔ میریانا عمران کو غور سے دیکھے جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اسے احمقانہ معصومیت کے علاوہ اور کچھ بھی نہ دکھائی دیا۔ "اچھا یہی بتا دو کہ تم الفروزے سے کیوں الجھے تھے....؟" اس نے پھر پوچھا۔

"پہلے تو سب مذاق تھا لیکن جب تم ہاتھ لگ گئیں تو مجھے الفروزے سے چڑ ہو گئی۔ میرے لئے ناممکن تھا کہ میں اس سے نہ الجھتا۔ وہ تو اس کا مقدر اچھا تھا کہ اس کے آدمیوں نے ہنگامہ برپا کر دیا ورنہ وہ میرے ہاتھوں سے اتنا زخمی ہو جاتا کہ بالآخر اسے مرنا ہی پڑتا۔!"

"صورت سے تو ایسے نہیں لگتے تم... آخر ہو کیا چیز.... بتاؤ مجھے.... اطوار بھی بدمعاشوں کے سے نہیں ہیں۔ کئی دنوں سے تمہارے ساتھ ہوں۔!"

"مجھے خود بھی نہیں معلوم کہ میں کیسا آدمی ہوں۔!"

وہ پھر خاموشی سے اس کی شکل تکتی رہی.... لانچ تیزی سے لکو کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

عمران سیریز نمبر 77

پوائنٹ نمبر بارہ

(تیسرا حصہ)

پیشرس

"بے چارے ڈائمنڈ جوبلی نمبر" کا تیسرا حصہ "پوائنٹ نمبر بارہ" پیش کررہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے! آپریشن ڈبل کراس اور خیر اندیش کی پسندیدگی کا بہت بہت شکریہ! پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ پیشرس کو پھر دلچسپ خطوط کے جوابات کے لئے وقف کردیا گیا ہے۔ (پبلک کے بے حد اصرار پر) لہٰذا ایک بہت ہی دلچسپ خط کا اقتباس اور میرا جواب ملاحظہ فرمائیے۔ ایک صاحبہ رقم طراز ہیں۔

"کتاب کا نام یاد نہیں! لیکن آپ نے اس کے پیش رس میں لکھا تھا کہ بکرعید کے موقع پر آپ اپنا تندرست بکرا کس طرح صاف بچا لیتے ہیں۔ آئے گئے گوشت کی الٹ پلٹ کرکے۔ تدبیر بہت عمدہ تھی۔ اب آپ مجھے بتائیے کہ میں اپنا شب برات کا حلوہ کس طرح صاف بچاسکتی ہوں بڑی لاگت کا ہوتا ہے۔ دل دکھتا ہے خشک حلووں کے بدلے میں کہیں بھجواتے ہوئے۔

"محترمہ! میں تو اپنا تندرست بکرا آسانی سے بالکل مفت بچا لیتا ہوں لیکن حلوے کے سلسلے میں بہت پاپڑ بیلنے پڑیں گے۔ سب سے پہلے تو آپ کو وہ محلہ ہی چھوڑ دینا پڑے گا جہاں فی الحال مقیم ہیں۔ کیونکہ یہاں کے پڑوسی آپ کے عادات و اطوار سے بخوبی واقف ہوں گے لہٰذا وہاں نہیں چلے گی۔ چلئے چھوڑ دیا محلّہ! اب یہ کیجئے شب برات سے ایک دن قبل اپنے ذاتی حلوے کا "خام مال" فراہم کرلیجئے دوسری صبح ٹھیک تین بجے بیدار ہوجائیے کہ محلے والے بیدار نہ ہوئے ہوں گے اور ان تک خوشبوئیں نہیں پہنچ سکیں گی۔ بہرحال اجالا پھیلنے سے پہلے آپ کا زیادہ لاگت والا حلوہ تیار ہوکر نعمت خانے میں مقفل ہوجانا چاہئے۔ سہ پہر سے آپ کے گھر دندان شکن قسم کے خوبصورت اور بدصورت حلووں کی آمد شروع ہوجائے گی۔ (ان پر خشک میوہ بہرحال وافر

مقدار میں چپکا ہوا ہوتا ہے) وصول کر کے رکھتی جائیے۔ پھر عرض کر دوں کہ اپنا ذاتی حلوہ میرے بکرے کی طرح بالکل مفت نہیں بچا سکیں گی۔ لہٰذا اپنے حلوے کا سامان منگاتے وقت چاندی کے ورق اور عرق کیوڑا ضرورت سے کسی قدر زیادہ ہی منگوا لیجئے گا۔ چلئے شام تک آپ حلوے وصول کرتی رہیں رات کو جب یقین ہو جائے کہ اب پڑوس کی کسی بی بی کی آمد کا امکان نہیں تو چپ چاپ اٹھئے اور ان دندان شکن حلوؤں سے آپ بھی ذرا سختی سے پیش آنا شروع کر دیجئے۔ یعنی انہیں کوٹ کوٹ کر چور کر ڈالئے۔ پھر اس چورے کو بڑے برتن میں بھگو دیجئے۔ رات بھر بھیگا رہنے دیجئے۔ صبح تک خشک میوؤں اور نشاستے کی لیئی سی بن جائے گی۔ اب کڑاہی میں تھوڑا گھی ڈال کر کڑکڑائیے اور لیئی اسی میں الٹ کر اوپر سے بچے کھچے باسی دودھ کی بھی کچھ مقدار ڈال دیجئے۔ حلوہ پکانا تو آپ جانتی ہی ہیں۔ تیاری پر کیوڑے اور چاندی کے ورق سے اس کے صوری اور معنوی حسن میں بھی اضافہ کر دیجئے۔ پھر یاد دلا دوں کہ وہ شب رات کا دوسرا دن ہوگا۔ فرض کیجئے آپ نے پڑوس میں حلوہ بھجوایا یا زیادہ بے تکلفی کی بناء پر خود لے کر گئیں اور کسی بزرگ خاتون نے ازراہ یگانگت پوچھ لیا کہ اے بی بی! کیا وہابڑی (وہابی) ہو کہ روزے نماز کے علاوہ کوئی کام وقت پر نہیں کرتیں، تو آپ کی کرکری ہو جائے گی۔ لہٰذا جواب بھی بتائے دیتا ہوں۔ چہرے پر سوگ طاری کر کے کہئے۔ یہ بات نہیں ہے خالہ جان! ہمارے گھرانے کی یہ ریت دادا جان کے وقت ہی سے چلی آ رہی ہے۔ ہوا یہ کہ ہمارے پردادا کا ایک دانت عین شب رات دن سخت حلوے کی نذر ہو گیا تھا۔ بس غصے میں بھرے ہوئے اٹھے سبز جوڑا پہنا اور گھوڑے پر بیٹھ کر ایسے غائب ہوئے کہ پھر کبھی نہ پلٹے۔ اسی لئے ہمارے یہاں شب رات کے دن حلوہ نہیں پکتا اور ذرا کچھ ڈھیلا ہی پکتا ہے... کیوں؟ کیسی رہی...!" والسلام

ابن صفی

۱۹ر ستمبر ۱۹۷۴ء

۞

اس واقعے سے پورے پراونس میں سنسنی پھیل گئی تھی۔ اخبارات نے شہ سرخیاں لگائی تھیں۔ ان کے بیانات کے مطابق کوموجھیل میں دھماکوں سے تباہ ہو جانے والی ماہی گیری کے اسٹیمر پر عملہ کے سات آدمی موجود تھے۔ بقیہ لوگ کیپٹن سمیت ٹریسنی پارک میں جشن ریشم کی آخری تقریبات میں شرکت کر رہے تھے۔ جہاز دھماکوں کے بعد جھیل کی سطح سے نابود ہو گیا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غرق ہوا ہوگا۔ ورنہ اتنی جلدی تہہ نشین ہو جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ سات جانیں بھی ضائع ہوئیں.... جہاز کے کیپٹن الفروزے کے بیان کے مطابق اس حادثے سے قبل جشن ریشم کی ایک تقریب کے دوران میں نامعلوم آدمیوں نے اس کے ماتحتوں پر فائرنگ بھی کی تھی۔ لیکن اس سے اسکے عملے کے آدمیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ البتہ کچھ تماشائی زخمی ہو گئے تھے۔ انتظامیہ کے ذمہ دار افراد دونوں واقعات کے درمیان کسی تعلق کی تلاش میں ہیں۔ جہاز کا کپتان اس سے لاعلم ہے کہ جہاز کیونکر تباہ ہوا۔ الفروزے نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا تھا کہ ایک بیوقوف سے غیر ملکی طالب علم نے اس کا چیلنج قبول کر کے شمشیر زنی کے مقابلے کا آغاز کیا ہی تھا کہ کسی نے اس بے چارے پر فائر کر دیا۔ میرے عملے کے آدمی اس کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے تو اُن پر بھی فائرنگ کی گئی۔ نامعلوم حملہ آور فائرنگ کرتے ہوئے بھیڑ میں غائب ہو گئے اور وہ بے چارہ طالب علم پتہ نہیں مارا گیا یا ڈر کر روپوش ہو گیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نامعلوم حملہ آور افراتفری کے عالم میں اسکی لاش بھی اٹھا لے گئے ہوں اور کسی کو پتہ نہ چل سکا ہو۔!

اسٹیمر کے ساتھ ہی غرق ہو جانے والے ساتوں آدمیوں کے نام بھی اخبارات میں شائع

ہوئے تھے اور نیک دل بوڑھے پلونیو کے مختصر سے خاندان پر قیامت ٹوٹ پڑی تھی کیونکہ اس فہرست میں اس کے اکلوتے جواں سال بیٹے کا نام بھی شامل تھا۔ بوڑھی ماں اور جوان بیٹی کی گریہ زاری اس سے نہیں دیکھی جا رہی تھی۔ انہیں دونوں کے خیال سے خود کو سنبھالے رکھنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ ورنہ خود اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جا رہا تھا۔ دنیا تاریک ہو گئی تھی اس کی نظروں میں۔ وہ سوچا کرتا تھا کہ جب اس کے ہاتھ پاؤں تھکیں گے تو وٹالینی سے کہے گا کہ اب وہ جہاز کی ملازمت ترک کر کے شہتوت اور انگوروں کے باغات کو سنبھالے اور وہ خود صرف اپنے چھوٹے سے پولٹری فارم کی دیکھ بھال کرتا رہے گا۔ جس کی مرغیاں سارے زمانے سے انتخاب تھیں۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اتنی وزنی تندرست مرغیاں پورے ریجن میں اور کہیں نہیں مل سکیں گی! اسے فخر تھا اپنی مرغیوں پر.... بڑی تندہی سے ان کی دیکھ بھال کرتا تھا اور ہمیشہ اس شبہے میں رہتا تھا کہ آس پاس کے لوگ ان کی تاک میں رہتے ہیں۔ بس ذرا اُن کی نظر چوکے اور وہ ایک آدھ مرغی غائب کر دیں۔ لیکن اس وقت اسے کسی کا بھی ہوش نہیں تھا۔ وہ تو اب یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح دونوں ماں بیٹی پر سکون ہوں تو وہ بھی کہیں چھپ چھپا کر اتنا روئے کہ پسلیوں کا بوجھ کچھ کم ہو سکے۔!

دن ختم ہوا.... رات ہوئی لیکن نیند ان کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ پلونیو نے کئی بار انہیں سمجھایا تھا کہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اب وہ واپس نہیں آسکتا۔ لیکن وہ تو بت بن کر رہ گئی تھیں۔ پھر جب آسمان پر صبح کے آثار نظر آنے لگے تو پلونیو نے محسوس کیا جیسے کوئی مکان کے عقبی حصے کا دروازہ پیٹ رہا ہو۔

"کون ہے....؟" وہ اٹھتا ہوا بولا۔ "ادھر کون ہو سکتا ہے۔؟"

دونوں کچھ نہ بولیں اور خود اسے ایسا لگا تھا جیسے اُس نے اپنی آواز کسی گہرے کنوئیں سے آتی ہوئی سنی ہو وہ تھکے تھکے قدموں سے عقبی حصے کی طرف بڑھا۔

"کون ہے بھائی....؟" وہ دروازے کے قریب پہنچ کر بولا۔

"دروازہ کھولو پاپا....!" باہر سے تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی۔

"کک.... کون....!" بوڑھا بوکھلا گیا۔

"تمہارا الینی پاپا....!"

بوڑھے کو ایسا لگا جیسے اس کے جسم پر لاتعداد تیز رفتار چیونٹیاں رینگنے لگی ہوں.... وہ ہکا بکا کھڑا تھا۔

"دروازہ کھولو....!" اس بار نسبتاً اونچی آواز میں کہا گیا۔ "میں بھوت نہیں ہوں.... وہ غلط نہی تھی۔!"

آہستہ سے پلونیو کا ہاتھ اٹھا اور دروازے کی سٹکنی گر گئی۔ ایک نوجوان بدحواسی کے عالم میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔

"میرے بچے....!" پلونیو اس سے لپٹ کر سسکیاں لینے لگا۔

"پیچھے ہٹو.... دروازہ بند کر دو.... میں خطرے میں ہوں....!" نوجوان بولا۔ دروازہ بند کر دیا گیا تھا اور وہ خاموشی سے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھے جا رہے تھے۔ پھر بوڑھا آہستہ سے بولا۔ "یہ کیا ہوا لینی....؟"

"پھر بتاؤں گا... مجھے کہیں چھپاؤ۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے کہ میں زندہ ہوں۔!"

پلونیو کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور وہ آہستہ سے بولا۔ "کیا ان دونوں کو بھی نہیں....؟"

"نہیں....! ہرگز نہیں.... عورتیں پیٹ کی ہلکی ہوتی ہیں۔!"

"دیکھو....! یہ ناممکن ہے ان کی حالت بہتر نہیں ہے۔!"

"اچھا...! میں سوچوں گا لیکن ابھی نہیں....! ابھی تم مجھے کہیں چھپا دو۔!"

پلونیو نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ فی الحال دونوں غم زدوں کو اس سے لاعلم ہی رکھا جائے ورنہ ہو سکتا ہے کہ ان دونوں میں کسی کو شادی مرگ ہو جائے۔

"اچھا تم چپ چاپ شرابوں والے تہہ خانے میں چلے جاؤ.... میں کوئی انتظام کروں گا۔" پلونیو بالآخر بولا۔ "جلد ہی تم تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ آج تو بیٹے مجھے تمہارے لیے باورچی خانے سے چوری بھی کرنی پڑے گی۔" اس نے اس کا شانہ تھپک کر ہنسنے کی کوشش کی تھی۔ عجیب سے جذباتی ہیجان میں مبتلا ہو کر رہ گیا تھا۔ بیچارہ پلونیو.... وٹالینی کو تہہ خانے میں پہنچا کر خود اس کمرے میں واپس آیا جہاں وہ دونوں اب بھی اسی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔

پلونیو کہنے لگا "ٹریالو کا شکاری اوٹو تھا۔ کوئی آدمی ٹریمیز سے آیا تھا اور اس سے کہہ رہا تھا کہ

غرق ہو جانے والوں کی فہرست میں غلطی ہو گئی ہے ان میں کئی آدمی اسٹیمر کے کپتان ہی کے ساتھ ہیں۔!"

دونوں پوری طرح پلونیو کی طرف متوجہ ہو گئیں تھیں۔ پلونیو پھر بولا۔ "خدا ہم پر ضرور رحم کرے گا ہم نے کبھی کسی کو دکھ نہیں پہنچایا۔ ہمیشہ دوسروں کے کام آتے رہے ہیں۔ وہ تو یہ بھی کہہ رہا تھا کہ ریڈیو آپریٹر ہمیشہ کپتان کے ساتھ ہی رہتا ہے جہاں بھی جاتا ہے اسے ساتھ لے جاتا ہے۔ ہمارا لینی ریڈیو آپریٹر ہی تو ہے۔

دونوں نے پھر سسکیاں لینی شروع کر دیں اور پلونیو نے کہا "اس سے تو بہتر یہ ہو گا کہ تم دعائیں مانگو.... شکاری کے دوست کا بیان سچ ہو۔!"

وہ دونوں خود پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگیں ان کی دھندلائی ہوئی آنکھوں سے امید کی کرنیں پھوٹنے لگی تھیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد کچن میں برتن بھی کھنکنے لگے تھے۔ ناشتے کی میز پر اس نے اپنی بیوی سے کہا "اب مجھے تاب کہاں....؟ تم میرے لئے کچھ چیزیں ناشتہ دان میں رکھ دو اور کافی کا تھرموس بھر دو.... میں ابھی ٹریمیزو جاؤں گا شکاری کہہ رہا تھا کہ اسٹیمر کا عملہ کپتان سمیت ٹریسنی سے ٹریمیزو آگیا ہے۔!"

"میں ابھی سب کچھ کئے دیتی ہوں۔ پاپا تم ضرور جاؤ۔!" اس کی بیٹی سلوانا بولی۔ "لیکن جلد سے جلد واپس آنے کی کوشش کرنا۔!"

"یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے....!" وہ جلدی سے بولا۔ "اور ہاں! تم ذرا میری مرغیوں کا خیال رکھنا کئی دن سے ایک لومڑی لاگو ہو رہی ہے۔!"

"تم فکر نہ کرو....! تمہاری واپسی تک میں وہیں بیٹھی رہوں گی۔!"

"لیکن ایک بار غور سے سن لو ابھی کسی سے بھی اس کا تذکرہ ہرگز مت کرنا اگر ہم نے اخبارات میں شائع ہونے والی فہرست کے بارے میں شبہ ظاہر کیا تو خواہ مخواہ پولیس پیچھے پڑ جائے گی۔!"

"ہاں یہ بات تو ہے....!" سلوانا اپنی ماں کی طرف دیکھ کر بولی۔ "ہمیں ابھی خاموش ہی رہنا پڑے گا۔!"

ماں نے سر کو اثباتی جنبش دی کچھ بولی نہیں۔

اس طرح پلونیو اپنے روپوش بیٹے کے لئے ناشتہ فراہم کر کے صدر دروازے سے باہر نکلا تھا اور چکر کاٹ کر مکان کی پشت پر جا پہنچا تھا۔ عقبی دروازے کی اندرونی سٹکنی پہلے ہی سے نیچے گرا رکھی تھی۔ بہ آہستگی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور تہہ خانے میں اترتا چلا گیا۔ وٹالینی کو اُس نے پورا واقعہ بتا کر کہا "اب آخر میں ٹریمیز سے واپسی پر انہیں کیا بتاؤں گا۔!"

"کچھ سوچیں گے فی الحال تم مجھے پیٹ بھر لینے دو۔ بہت بھوکا ہوں۔" پلونیو اس کی کہانی سننے کے لئے بے چین تھا۔

"یہ قطعی جھوٹ ہے کہ اسٹیمر پر سات آدمی موجود تھے میرے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔" وٹالینی بولا۔ "سمجھ میں نہیں آتا کہ سات آدمیوں کی کہانی کیوں سنائی گئی۔!"

"مگر سوال تو یہ ہے کہ تم کس طرح بچے۔!"

"بس یہی سمجھ لو کہ جس نے بھی اسٹیمر کو غرق کیا تھا کم از کم مجھے مرنے سے بچالیا۔ شروع سے سنو اسٹیمر زیادہ تر ٹریسنی میں لنگر انداز رہتا تھا اور عملہ اسے محض رات بسر کرنے کے لئے گھر کی طرح استعمال کرتا تھا۔ لیکن حادثے والی رات کی صبح کو ہمیں شمال کی طرف روانہ ہونا تھا کسی وجہ سے اسٹیمر کو اس رات ٹریسنی سے چھ میل آگے لے جا کر لنگر انداز کیا گیا اور میرے علاوہ بقیہ لوگ لانچوں میں بیٹھ کر ٹریسنی چلے گئے جشن کے اختتام پر وہ واپس آتے اور پو پھٹتے ہی اسٹیمر آگے بڑھ جاتا۔ مجھے بہرحال اسٹیمر ہی پر موجود رہنا تھا کیونکہ ہر وقت کہیں نہ کہیں سے پیغام آتا رہتا تھا اب اصل واقعے کی طرف آؤ.... رات کا کھانا کھا کر عرشے پر چہل قدمی کر رہا تھا کہ کسی نے بے خبری میں پیچھے سے میری گردن پر وار کیا اور میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کے بعد کا علم نہیں کہ اسٹیمر پر کیا گزری.... دوبارہ ہوش میں آیا تو خود کو ایک لانچ کے کیبن میں پڑا پایا۔ وہ بھی اس حال میں کہ میرے ہاتھ پیر رسیوں سے جکڑے ہوئے تھے اور منہ پر ٹیپ چپکا دیا گیا تھا اور میں نے دھماکے سنے تھے جو دور کے معلوم ہوتے تھے کچھ سمجھ ہی میں نہ آسکا کہ وہ سب کیا ہو رہا ہے۔ بے بسی سے پڑا رہا۔ پھر ایک نقاب پوش کیبن میں آیا تھا اور میرے پیروں کی رسیاں کھول کر لانچ کے نچلے حصے میں لے گیا تھا" وٹالینی خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ پلونیو نے بے چینی سے پہلو بدل کر پوچھا۔ "پھر کیا ہوا....؟"

"دن بھر قیدی رہا.... وہی نقاب پوش آکر اپنے ہاتھوں سے مجھے کھانا کھلاتا تھا اور مجھ سے

میری ضروریات کے متعلق پوچھتا رہتا تھا۔ آج صبح جب میری آنکھ کھلی تو لکو کے ایک ویران ساحل پر پڑا ہوا تھا اور میرے ہاتھ پیر بھی آزاد تھے بس پھر میں گھر کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔!"

"بس اتنی سی کہانی ہے.....!" پلوینو اُسے بے اعتباری سے دیکھتا ہوا بولا۔

"اور کیا....؟"

"تت تو تم ایک اہم آدمی بن سکتے ہو۔ پولیس کو صحیح بیان دے دو..... بھلا تم کس طرح خطرے میں ہو سکتے ہو اس طرح چھپے رہنا احمقانہ بات ہوگی۔!"

"مجھ سے ایک غلطی سرزد ہوئی ہے۔!" وہ اپنے باپ کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"کیوں....؟ کیوں....؟"

"میں تمہیں کسی طرح بھی نہ سمجھا سکوں گا کہ وہ خطرہ کس قسم کا ہے مجھے ساری زندگی روپوشی میں بسر کرنی ہوگی۔!"

"تم سمجھانے کی کوشش تو کرو.....!" پلوینو نرم لہجے میں بولا۔

"میں جن کا ملازم ہوں وہ بے حد خطرناک لوگ ہیں۔!"

"پہلے کبھی تم نے نہیں بتایا۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔!"

"کیسی حیرت انگیز باتیں کر رہے ہو تم....!"

"یقین کرو پاپا....! ملازمت حاصل کرنے سے قبل مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ میں نے ریڈیو آفیسری کی ٹریننگ لی تھی۔ لہٰذا مجھے یہی کام کرنا تھا۔ انگوروں اور ریشم کے کیڑوں میں پڑنا ہوتا تو اس قسم کی تعلیم ہی کیوں حاصل کرتا۔ باغبانی کا کورس کیا ہوتا۔!"

"ظاہر ہے.....!" پلوینو سر ہلا کر بولا۔

"بہر حال.....! ملازمت حاصل کرنے کے لئے جب میں جنیوا گیا تو کسی بھی جہاز راں کمپنی کو ریڈیو آپریٹر کی ضرورت نہیں تھی۔ سخت مایوسی ہوئی۔ ظاہر ہے کہ اس بھاگ دوڑ میں بہتیرے لوگوں سے ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ انہی میں سے کسی ایک نے مجھ سے کہا کہ فی الحال ماہی گیری کے ایک اسٹیمر پر ریڈیو آپریٹر کی جگہ خالی ہے جو کوموجھیل میں ماہی گیری کرتا ہے۔ اگر تم چاہو تو تمہیں اس پر نوکری مل سکتی ہے۔ کیا حرج ہے فی الحال کر لو اس کے بعد بہتر مواقع کے

انتظار میں رہنا۔ میں نے سوچا چلو ٹھیک ہے وقتی طور پر یہی سہی اسی طرح یہ ملازمت ہاتھ آئی تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ ماہی گیری کے اسٹیمر پر تنخواہ ہی کیا ہوگی۔ یہی سمجھ لوں گا کہ جیب خرچ ہی مل رہا ہے اور عملی تجربہ بھی حاصل ہو رہا ہے۔ جو کسی بڑے جہاز پر ملازمت حاصل کرنے کے سلسلے میں کام آئے گا۔!"

"تم نے ٹھیک ہی سوچا تھا۔!"

"لیکن تم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ میں تمہیں اتنی بڑی بڑی رقمیں ہر ماہ کس طرح بھیجتا رہتا تھا۔!"

"بھلا اس میں تشویش کی کیا بات تھی۔!" پلوینو نے حیرت سے کہا۔ "بہتیرے لوگ بیک وقت کئی کئی کام کرتے ہیں اور خوب کماتے ہیں۔!"

"مگر میرے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ مجھے کچھ دنوں کے بعد اتنی تنخواہ ملنے لگی تھی کہ جو کسی بڑے سے بڑے جہاز کے کپتان کی بھی نہیں ہو سکتی۔!"

پلوینو پھر اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

"اس طرح نہ دیکھو۔!" وتالین پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "کوموجھیل کی مچھلیاں اتنی قیمتی نہیں ہیں۔!"

"پھر....؟"

"میں ناتجربہ کاری اور لالچ کی بناء پر اسمگلروں کے چکر میں پڑ گیا تھا اور اسمگلر بھی کیسے خطرناک.... اسلحہ کے اسمگلر....!"

پلوینو فرش پر تھوک کر اٹھ کھڑا ہوا اور اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "غرق ہی ہو جاتے تو بہتر تھا۔!"

"پاپا....! میں مجبور بھی تھا۔!" وہ گھگھیایا۔

"کیا مجبوری تھی....؟"

"انہوں نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے ان کے لئے کام نہ کیا تو وہ نہ صرف مجھے بلکہ میرے خاندان والوں کو بھی جان سے مار دیں گے۔!"

"بکواس مت کرو.... اٹلی میں قانون کی حکومت ہے۔!"

"تم کیا جانو کہ اس دور میں کیا ہو رہا ہے.... پچھلے زمانے کے اخلاقی قصہ کہانیوں تک محدود

رہے ہو۔!"

"پھر میں تمہیں اتنا بزدل نہیں سمجھتا کہ تم محض دھمکی سے مرعوب ہو کر جہنم کا راستہ اختیار کرو گے۔!"

"میں تو یہ نہیں کہتا کہ محض دھمکی کی بنا پر ان کے لئے کام کرتا رہا پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس میں لالچ کو بھی دخل تھا۔!"

"مشقت پسند پلوینو کے لالچی بیٹے۔!" وہ گلوگیر آواز میں بولا تھا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا۔ وٹالینی سر پکڑ کر بیٹھا رہا۔

"گنہگاروں کو خدا بھی معاف کر دیتا ہے اگر انہیں ندامت ہو۔!" تھوڑی دیر بعد وٹالینی بولا۔ "اگر میں ان میں دوبارہ جانا چاہتا تو کوئی نہ کوئی کہانی گھڑ سکتا تھا۔ میں انہیں مطمئن کر دیتا لیکن اے میرے ایثار پسند باپ میں ان میں واپس جانے پر مر جانے کو ترجیح دوں گا۔ میں جا رہا ہوں۔!"

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ دو ہی قدم چلا ہو گا کہ پلوینو اس کا بازو پکڑ کر بولا۔

"ٹھہرو.....! مجھے یقین ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو۔!"

وٹالینی دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپائے پھر پلٹ آیا۔

ان کی لانچ لکو ہی کے ساحل پر لنگر انداز تھی لیکن دوسری لانچوں سے الگ تھلگ نہیں تھی۔ اس کے آس پاس درجنوں لانچیں موجود تھیں عمران اپنے اسی ریڈی میڈ میک اپ میں تھا جس سے میریانا پہلے ہی خوف زدہ ہو گئی تھی۔ جیمسن اس وقت لانچ پر موجود نہیں تھا۔ میریانا مسلسل بولے جا رہی تھی۔ عمران کبھی کیبن کی چھت پر نظر جما دیتا اور کبھی فرش کو گھورنے لگتا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "تم لوگ میری سمجھ سے باہر ہو.....! آخر اعتراف کیوں نہیں کر لیتے کہ اسٹیمر تم ہی دونوں کی سازش سے تباہ ہوا.... حقیقتاً تم اسی ملک کے کوئی ذمہ دار آدمی ہو جس کے لئے اسلحہ اسمگل کیا جانے والا تھا۔!"

"بولے جاؤ.....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ابھی مجھے یہ اطلاع بھی مل سکتی ہے کہ میں

دراصل ہٹلر ہوں۔ اپنی خودکشی کا ڈرامہ اسٹیج کرا کے روپوش ہو گیا تھا۔ اور اب ایک اوپیرا سنگر کے روپ میں دوبارہ نمودار ہوا ہوں۔!"

"پھر تم آخر ہو کون....؟"

"ڈھمپ....!"

"مجھے تو یہ نام بھی بکواس ہی معلوم ہوتا ہے یونانیوں کے ایسے نام نہیں ہوتے۔!"

"یونان میں غیر یونانی بھی رہتے ہیں۔!"

"تم کچھ بھی کہو.....! وہ ہرگز نہیں ہو جو نظر آتے ہو تم.....! الفروزے کی تلوار توڑ دی تھی۔ اس دیو کو نروس کر دیا تھا۔" وہ کچھ اور بھی کہنے والی تھی کہ جیمسن واپس آ گیا۔

"کیا رہی....؟" عمران نے اس سے اردو میں پوچھا۔

"اس کا گھر دیکھ آیا ہوں لیکن وہ وہاں محفوظ نہ رہ سکے گا۔ آپ نے خواہ مخواہ اسے یہاں سے جانے دیا۔!"

"لانچ پر رکھنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔!"

"آپ نے کیسے یقین کر لیا کہ وہ دھوکہ نہ دے گا۔!"

"کم از کم ان لوگوں میں تو واپس نہیں جا سکے گا اچھی طرح جانتا ہے کہ اگر ہماری نشان دہی کر بھی دی تو ہم ان کے ہاتھ نہ لگیں گے خود اسی کی گردن پھنس جائے گی۔!"

"دل نہیں مانتا....!"

"مجھے یقین ہے کہ وہی کرے گا جو ہم نے کہا ہے۔!"

"خیر دیکھا جائے گا ویسے اس کے گھر کے قریب میں نے ایک بے حد تندرست مرغیوں کا فارم دیکھا ہے۔ شاید اس کے باپ کا ہے۔!"

"کیا مطلب....!"

"آج رات کو دو چار مرغیاں پار کر لاؤں گا۔ مچھلی کھا کھا کر بُرا حال ہو رہا ہے۔!"

"میں تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا۔!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ پھر میریانا سے اطالوی میں کہا۔ "اس کا دماغ چل گیا ہے۔!"

"کیوں....! کیا کہتا ہے؟"

"کسی شریف آدمی کی تندرست مرغیاں دیکھ آیا ہے ان پر ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے۔!"

"صورت سے تو ایسا نہیں معلوم ہوتا۔!"

"وہاں میں نے ایک خوب صورت لڑکی بھی دیکھی ہے معصوم اور بھولی بھالی سی۔!" جیمسن نے کہا۔

"مرغیوں ہی کی وجہ سے بھولی بھالی لگ رہی ہو گی۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"میں بستی میں ایک ٹریٹوریا دیکھ آیا ہوں۔ وہیں کھانا کھائیں گے۔!" جیمسن نے کہا۔ "اُبلے ہوئے چاول اور مچھلی سے جی اُکتا گیا ہے۔!"

"گھٹیا ٹیسٹ رکھتے ہو....!" میریانا بولی۔ "کسی بولکیتریا رومن میں کیوں نہ کھائیں۔!"

"ٹریٹوریا کے کھانوں میں گھریلو پن ہوتا ہے یہی چیز مجھے پسند ہے۔!" جیمسن نے کہا۔ "مٹر پلاؤ اور جھینگوں کے پلاؤ کا تو جواب ہی نہیں ہوتا۔!"

"یہ بھی کوئی کھانے کی چیزیں ہوئیں۔!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"ارے اب تم دونوں مجھے اُبال کر کھا جاؤ۔!" عمران جھلا کر بولا۔

"تم دونوں ہی جھکی ہو.... میں سونے جا رہی ہوں جب کہیں چلنے کا ارادہ ہو تو مجھے جگا دینا۔!" میریانا نے کہا اور عرشے سے کیبن میں چلی گئی۔

"یہ مصیبت آپ نے خواہ مخواہ پال رکھی ہے۔!" جیمسن نے اردو میں کہا۔

"اپنی فکر کرو.... میرے چکر میں نہ پڑو۔!"

"خیر اسے چھوڑیئے....! شاید آپ کی فائرنگ سے الفروزے کے چھ آدمی مر گئے تھے جن کی لاشیں اس نے دریا برد کرادیں اور اسٹیمر میں ان کی موجودگی کی کہانی گھڑ لی۔"

"میں نے یونہی فائر کئے تھے۔ ہو سکتا ہے کوئی زخمی ہوا ہو۔ اگر وہ مرے ہوں گے تو اپنے ہی آدمیوں کی فائرنگ سے۔ سبھی بُری طرح پٹے ہوئے تھے۔!"

"لیکن آپ پر بڑی مہربانی فرمائی ہے اس دیوانے....!"

"دھوکے کی ٹٹی....! وہ اچھی طرح سمجھ چکا ہوگا کہ میں نے اسے الجھائے رکھنے کے لئے اس کا چیلنج قبول کر لیا تھا۔!"

"تو پھر اس غلط بیانی کا مطلب....!"

"نہیں چاہتا کہ ہم اس کے قابو میں آنے سے پہلے پولیس کے ہتھے چڑھ جائیں۔!"

"بات کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی ہے۔!" جیمسن سر ہلا کر بولا۔

"بس دیکھتے رہو.... کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا۔ مجھے اسلحے کی اسمگلنگ سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ اسٹیمر کو اسی لئے تباہ کر دینے کی اسکیم بنائی تھی کہ ایڈلاوا بوکھلا کر اپنی کمین گاہ سے نکل پڑے اور وہ نکل پڑے گا تم دیکھ لینا۔!"

جیمسن تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا "موگمبی اور اس کی بہن کا کیا ہوگا....؟"

"ایکس ٹو کا ایجنٹ انہیں اس سفارت خانے کے حوالے کر دے گا جو نائیجیریا اور اٹلی کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہے۔!"

"کیا یہاں نائیجیریا کا سفارت خانہ نہیں ہے....؟"

"فی الحال نہیں ہے.... لیکن دوسرے سفارت خانے کے توسط سے دونوں کے درمیان تجارتی تعلقات ہیں۔!"

"کیا حشر ہوگا موگمبی کا....؟"

"موگمبی ہمارا مسئلہ نہیں ہے اسے محض ایڈلاوا کا پتہ معلوم کرنے کے لئے پکڑا تھا۔!"

"جوزف اداس ہو جائے گا۔!"

"اس مٹی کا بنا ہوا نہیں ہے جس سے تم بنے ہو۔!"

"کیا آپ کو یقین ہے کہ وٹالینی پوائنٹ نمبر بارہ کی نشان دہی نہیں کر سکتا۔!"

"بے وقوف آدمی اگر اسے چھپانا ہوتا تو پوائنٹ نمبر بارہ کا نام ہی کیوں لیتا کھوپڑی استعمال کرو۔!"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ پوائنٹ نمبر بارہ ٹریسنی کے آس پاس ہی کہیں ہوگا۔!"

"میریانا سے پوچھئے۔!"

"فی الحال اسے ایڈلاوا کے سلسلے میں چھیڑنا مناسب نہیں سمجھتا۔! اگر اُسے شبہ ہو گیا کہ مجھے ایڈلاوا کی تلاش ہے تو بھاگ نکلنے کی سوچنے لگے گی۔!"

"ویسے اسے یقین نہیں آ رہا کہ اسٹیمر کی تباہی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔!" جیمسن نے کہا۔

"یقین اور شبہے کی کش مکش میں مبتلا ہے۔ فی الحال اسے اسی ذہنی کیفیت سے دوچار رہنے دو۔!"

"اس کے باوجود بھی مجھ سے اُبلے ہوئے چاول نہیں کھائے جاتے۔ گوشت کے لئے ذبیحہ ہونا ضروری ہے مرغی آپ چرانے نہیں دیتے۔ پھر کیا کروں....؟"

"چوری کی مرغی ذبح تو ہو جائے گی لیکن حلال نہیں ہو گی۔!"

"میں پرانا حرام خور ہوں....!"

"میرے ساتھ رہ کر حرام خوری نہیں چلے گی۔!"

"وہ شائد وٹالینی کی بہن تھی۔ خالص اطالوی کلاسیکی چہرہ۔!"

"میں تمہیں نقشین بنادوں گا۔ اگر رومانیت کا چکر چلایا۔ ہم یہاں کام کرنے آئے ہیں۔!"

"اور میریانا کے ساتھ کئے جارہے ہیں۔!"

"بکواس مت کرو.... وہ بہت کار آمد ہے۔ میں نے اُسے تلاش نہیں کیا۔ محض اتفاقیہ دریافت ہے۔!"

"مجھے تو بالکل الّو سمجھتی ہے۔!"

"اور مجھے الو کا والد سمجھتی ہے۔ چونچ بند کرواپنی اور مجھے سوچنے دو....!"

جیمسن نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور خود بھی کیبن میں چلا گیا عمران عرشے ہی پر کھڑا رہا۔ اس کی آنکھوں سے گہرے تفکر کا اظہار ہو رہا تھا اور نظریں یونہی ادھر ادھر چکراتی پھر رہی تھیں کہ وہ دفعتاً چونک پڑا۔ اس کی توجہ کا مرکز قریب ہی سے گزرنے والی ایک چھوٹی سی بادبانی کشتی تھی۔ کچھ دور جاکر کشتی پھر اسی جانب مڑی اور آہستہ آہستہ اس کی لانچ کی طرف بڑھتی رہی۔ اس دوران میں عمران نے جیب سے تاریک شیشوں کی عینک نکال کر آنکھوں پر چڑھالی تھی۔ لیکن وہاں سے ہٹا نہیں تھا۔ کشتی پھر اتنے قریب سے گزرتی رہی تھی کہ اس کے اندر بیٹھے ہوئے دو افراد کی شکلیں تک واضح طور پر دکھائی دی تھیں۔

عمران کی لانچ کے برابر ہی دو لانچیں اور بھی تھیں اور ان کے بعد تھوڑی سی جگہ خالی تھی جہاں وہ بادبانی کشتی روک دی گئی عمران نے طویل سانس لی اور کیبن کی طرف مڑ گیا۔ میریانا بھی سو گئی تھی اور جیمسن ایک آنکھ میچے اور دوسرے کسی قدر کھولے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کچھ سوچے جارہا تھا۔

"او بھائی....!" عمران آنکھوں سے عینک اتارتا ہوا بولا۔ "یہ تم ایک خطرناک بلا بھی اپنے ساتھ لگا لائے ہو۔!"

"کیا مطلب....؟ میں نہیں سمجھا جناب....!"

"ہم پہچانے جاچکے ہیں اور محض تمہاری احمقانہ ضد کی بدولت۔!"

"خدا رحم کرے مجھ پر....! آخر ہوا کیا....!" جیمسن بوکھلا کر بولا۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ محض ڈاڑھی مونچھوں کی صفائی پر مطمئن نہ ہو جاؤ۔ چہرے کی بناوٹ میں بھی تھوڑی سی تبدیلی کرالو۔!"

"میرا دعویٰ ہے کہ یہاں مجھے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ میری وگ اور نقلی ڈاڑھی ایسی ہی تھی۔ الفروزے اور اس کے ساتھی مجھے ہرگز نہیں پہچان سکتے۔ یا ٹھہریئے....! پھر وہ کوئی ایسا ہی آدمی ہوگا جس نے مجھے روم میں دیکھا ہوگا۔!"

"جی نہیں....! وہ ایسی شخصیت ہے جس نے قریباً تین ماہ تک آپکو بہت قریب سے دیکھا ہے۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آرہا.. اب یہ الجھن جلدی سے رفع کیجئے۔!" جیمسن اپنا کان پکڑ کر بولا۔

"ایدلی دے ساواں....!"

"نہیں....!" جیمسن اتنے زور سے اچھلا تھا کہ میریانا بھی جاگ پڑی تھی۔!

"ہاں لوئیسا....! جس نے جیمسن ہارلے کو ہمارا ایجنٹ بنوانے میں مدد دی تھی۔!"

"تب تو بہت بُرا ہوا....!"

"میرا خیال ہے کہ جب تم اس ریڈیو آپریٹر کو اس کے گھر پہنچانے گئے تھے اسی وقت سے تمہارا تعاقب ہوتا رہا ہے۔ اب اس لونڈے کی بھی خیر نہیں معلوم ہوتی۔!"

"میں اس کے بھائی کو ہرگز نہیں مرنے دوں گا۔ جو قریباً ساڑھے سات سال بعد مجھے پسند آئی ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ لوئیسا کہاں سے ٹپک پڑی۔ کیا وہ آدمی اس سے مدد طلب کر بیٹھا ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ جیمارلے کی لاش ہی نے اسے اس طرف متوجہ کیا ہوگا۔ پھر ہو سکتا ہے اس نے اس سلسلے میں اس آدمی سے بھی رابطہ قائم کیا ہو جس کی ہمیں تلاش ہے۔!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا یور میجسٹی....! میں شرمندہ ہوں....!"

"فکر مت کرو! دیکھا جائے گا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "پہلے ایک تھا اب دو ہو گئے۔ ویسے اسے

اچھی طرح ذہن میں رکھ لولوئیسا کسی قسم کی رعایت نہیں کرے گی۔ پہلے وہ پتہ لگانے کی کوشش کریں گے کہ ہماری تعداد کیا ہے۔ پھر ایک ایک کر کے ٹھکانے لگانے کی کوشش کرے گی۔!"

"میں نے کتنی بار تم سے کہا ہے کہ میری موجودگی میں اطالوی میں گفتگو کیا کرو۔!"

دفعتاً میریانا بولی اور عمران جیمسن سے اطالوی میں کہنے لگا۔!"اگر تم کسی ٹریٹوریا ہی میں کھانا چاہتے ہو تو اُوسوبیو کو کھانا لیکن تم گوشت کیسے کھا سکو گے۔ اچھا تو پھر میں بتاؤں کوڈے ڈی ریسو لے لینا۔!"

"میں دیکھ رہی ہوں کہ تم لوگ گوشت کے معاملے میں بہت محتاط ہو... کیا یہودی ہو تم لوگ؟"

"خالص رومن کیتھولک ہیں....!" عمران بولا۔ "کیا تمہیں یاد نہیں کہ عیسیٰ مسیح نے اپنے حواریوں کو گوشت اور شراب کے استعمال سے روکا تھا۔!"

وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھتی رہی پھر بولی "تب تو تمہارا درجہ ولیوں سے بھی بلند ہونا چاہئے کیونکہ شراب اور گوشت تو پادری بھی نہیں چھوڑتے۔!"

"اُن کے اعمال اُن کے ساتھ.... ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہم اس کے قائل نہیں کہ صرف عیسیٰ کی پرستش ہی ہمیں عذاب قبر یا جہنم سے بچالے گی۔!"

"کہیں تم لوگ براہِ راست آسمان سے تو نہیں ٹپکے ہو۔!"

""میں نے ذاتی طور پر تو یہی کوشش کی تھی کہ براہِ راست آسمان سے ٹپکوں لیکن میری رائے سے اتفاق نہیں کیا گیا۔!"

"اچھا تو اب کھانے کی سوچو.... مجھے بھوک لگ رہی ہے۔!"

"میں نے سوچا ہے کہ اس وقت ہم کہیں نہ جائیں۔!"

"تو پھر....؟"

"آج میں تمہیں اپنے قبیلے کے کھانے کھلواؤں گا۔ یونان میں رہتا ہوں لیکن میرا باپ حقیقتاً بَربَر تھا اور ماں یونانی.... میرے باپ نے مجھے بڑے لذیذ کھانے تیار کرنے کی ٹریننگ دی ہے۔ ایک چیز ہوتی ہے مونگ کی دال سلیمانی.... اس وقت میں تمہیں اس کی وہ چیز کھلاؤں گا جسے قبائلی زبان میں کھچڑی کہتے ہیں جو چٹنی کے ساتھ کھائی جاتی ہے۔!"

"کتنی دیر میں تیار ہو گی وہ چیز....؟"

"آدھے گھنٹے سے زیادہ صرف ہو تو گولی مار دینا۔!"

"اچھا.... اچھا.... پکاؤ.... میں بھی دیکھوں گی۔!"

"مارے گئے....!" عمران جیمسن کی طرف دیکھ کر اردو میں کراہا۔ "چاول تو موجود ہیں لیکن مونگ کی دال کہاں سے لائیں۔!"

"میں بتاؤں....!"

"جلدی بولو برخوردار....! ورنہ ہم نے خشکی پر قدم رکھا اور مارے گئے۔!"

"میرے پاس خشک جھینگے وافر مقدار میں موجود ہیں انہیں کی کھچڑی پکائے لیتے ہیں۔ دیکھے گی تو بس اتنا ہی کہے گی یہ کوئی نئی چیز نہیں۔ اٹلی میں رلیسی اے اسکیمپی کہلاتی ہے۔!"

"چلو ٹھیک ہے.... شاباش.... چلو جلاؤ آئیل اسٹوو....!"

"اب یہ بھی میں ہی کروں....!"

"تمہیں تو اب عورت کے میک اپ ہی میں رہنا پڑے گا حماقت ہی ایسی کر بیٹھے ہو۔!"

"خدا دیکھ رہا ہے....!" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر اٹھتا ہوا بولا۔

تباہ ہو جانے والے ماہی گیری کے اسٹیمر کا عملہ کپتان سمیت ٹریمیزو میں مقیم تھا اور وہ سب اپنے ساتوں ساتھیوں کا سوگ منا رہے تھے۔ بحری فوج کے ماہرین ٹریسنی کے اس مقام پر جہاں یہ واقعہ ہوا تھا چھان بین کر رہے تھے اس چھان بین کے سلسلے میں وہ الفروزے سے پہلے ہی پوچھ گچھ کر چکے تھے اور الفروزے کو شبہ تھا کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ دراصل دھماکوں کی نوعیت نے حکام کو چوکنا کر دیا تھا۔ ٹریسنی اور اس کے آس پاس کی بستیوں میں کوئی جانی نقصان تو نہیں ہوا لیکن کئی کمزور عمارتیں منہدم ہو گئی تھیں اور مضبوط عمارتوں کی دیواروں میں دراڑیں پڑ گئی تھیں۔ سینکڑوں کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹے تھے۔

بہر حال الفروزے دشواریوں میں پڑ گیا تھا اور محض احتیاط کی خاطر اس نے ابھی ایڈلاوا سے بھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی اور خود اس نے بھی اس کی کوئی خبر نہیں لی تھی۔ ایسا

معلوم ہوتا تھا جیسے ایڈلاوا کو اس واقعے سے کوئی سروکار ہی نہ ہو۔ اس کے عملے کے بقیہ گیارہ افراد بھی اسی کے ساتھ ہی مقیم تھے اور انہوں نے پولیس کو وہی کچھ بتایا جو الفروزے پہلے ہی ان کے ذہنوں میں اتار چکا تھا۔ اخبارات میں شائع ہونے والا مواد اس سے مختلف نہیں تھا۔ عملے کے گیارہ افراد کو علم تھا کہ اسٹیمر پر ریڈیو آپریٹر کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا اور وہ الفروزے سمیت ٹریسنی پارک میں موجود تھے اور انہوں نے اپنے ان چھ ساتھیوں کی لاشوں کو اپنے ہی ہاتھوں ٹھکانے لگایا تھا۔ جو اندھا دھند فائرنگ میں ہلاک ہوئے تھے۔ لہٰذا وہ سب بھی مجرم تھے اور اب اسی میں ان کی بھلائی تھی کہ وہ الفروزے کی مرضی کے مطابق ہی بیان دیں اور اسی پر اڑے رہیں۔ انہوں نے الفروزے کو کبھی اتنا متفکر نہیں دیکھا تھا جتنا وہ ان دنوں نظر آتا رہا تھا۔

اس وقت بھی وہ کسی بیمار درندے کی طرح غرا رہا تھا جو شکار کرنے کی قوت کھو بیٹھا ہو۔

نائب کپتان اس کے سامنے کھڑا پر تشویش نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"تم...!" دفعتاً الفروزے انگلی اٹھا کر بولا۔ "کیا اسے کسی ایک آدمی کی کارگذاری سمجھ رہے ہو۔!"

"میری تو عقل ہی خبط ہو گئی ہے جناب....!"

"وہ بے وقوف لونڈا محض آلہ کار تھا۔ اسی لئے اس سے یہ حماقت سرزد ہوئی تھی کہ میرا چیلنج قبول کر لیا اور میں تفریحاً.... لوگوں کا جی خوش کرنے کے لئے اس سے الجھ گیا تھا۔ اسے ہرگز علم نہ ہو گا کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے۔ کسی نے معقول معاوضے پر اُسے اُلو بنایا تھا۔!"

"لیکن جناب وہ الو تو نہیں ثابت ہوا تھا۔!" نائب کپتان بولا۔ اس پر الفروزے نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری تلوار اس نے توڑی تھی۔!"

"پھر کیا ہوا تھا....؟" نائب کپتان نے حیرت سے پوچھا۔

"بیوقوف آدمی! میں نے خود ایسی تدبیر کی تھی کہ تلوار ٹوٹ جائے۔ میں شاندار اداکاری کر رہا تھا اس وقت اور دل ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ ابھی یہ شور مچانے والا مجمع بالکل خاموش ہو جائے گا اور جانتے ہو....! آخر کار کیا ہوتا۔!"

نائب کپتان نے سر کو منفی جنبش دی اور اسے حیرت سے دیکھتا رہا۔

"پھر ہوتا یہ کہ میں ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑ کر اسے زمین سے تین فٹ اوپر اٹھا

پورے مجمعے کو اس طرح دکھاتا پھرتا جیسے کسی مردہ چوہے کی دم چٹکی میں دبا رکھی ہو۔!" یہاں تک اُس نے مضحکانہ انداز میں کہا تھا پھر یک بیک بپھر کر بولا۔ "لیکن کسی کم بخت نے گولی چلا کر سب کچھ تباہ کر دیا۔ کاش مجھے علم ہو سکتا کہ میرے کس ماتحت کی یہ حرکت تھی.... کاش.... کاش۔!"

نائب کپتان دم بخود کھڑا رہا۔ الفروزے پل بھر کو رک کر پھر دہاڑا۔ "مجھے یقین ہے کہ وہ بیچارے اپنوں ہی کے ہاتھوں مارے گئے۔!"

"مم... مگر..!" نائب کپتان ہکلایا۔ "اگر وہ کسی کا آلہ کار تھا تو فائر بھی اُسی نے کرایا ہو گا۔!"

"مقصد بتاؤ....! وہ ایسا کیوں کرنے لگا اسے اس تفریحی مشغلے کو اور زیادہ طول دینا چاہئے تھا تاکہ اسٹیمر پر اطمینان سے تباہی کے سامان چھپا سکتا۔!"

"یہ بھی ٹھیک ہے لیکن آخر.... وہ خود کہاں غائب ہو گیا۔ مرا ہوتا تو اس کی لاش بھی ملی ہوتی۔!"

"جہنم میں جائے ہمیں تو اصل آدمی کا پتہ لگانا ہے۔!" الفروزے بولا۔ "اس آدمی کا پتہ لگانا ہے جو میریانا کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اس کی لانچ اسٹیمر کے آس پاس ہی رہی ہو گی۔ تبھی تو ٹھیک اسی وقت وہاں پہنچ گیا جب میریانا نے پانی میں چھلانگ لگائی تھی۔!"

"یہ بات بھی ٹھیک ہی معلوم ہوتی ہے جناب....!"

"میں سوچے سمجھے بغیر کوئی بات زبان سے نہیں نکالتا.. تمہیں یاد ہو گا جب میں لوک گیتوں کے سے انداز میں لطیفہ سنا رہا تھا تو اس سے ملاقات ہوئی تھی۔"

"مجھے یاد ہے جناب....!"

"بس ہمارے اصل دشمن نے جو اس وقت بھی ہماری گھات میں تھا اس موقعے سے فائدہ اٹھا لیا۔ تم کیا سمجھتے ہو....؟ اگر وہ میرے لئے بالکل اجنبی ہوتا تو میں اس پر شبہ کئے بغیر اس سے الجھ جاتا۔ شمشیر زنی کے مقابلے میں وہ میرے لئے اجنبی نہیں تھا۔!"

"آپ کی ذہانت کو کون پہنچ سکتا ہے جناب....!"

"اور اب اس اصل دشمن کا خون پئے بغیر مجھے نیند نہیں آئے گی۔!" وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ ایک ماتحت نے کسی عورت کی آمد کی اطلاع دی۔

"ہاں.... ہاں.... سبھی چلے آرہے ہیں۔!" الفروزے غرایا۔ "وہ بھی ہوم ڈیپارٹمنٹ سے

تعلق رکھتی ہوگی۔ بھیج دو.....!" اور نائب کپتان سے بولا۔ "اب تم جاسکتے ہو۔!"

وہ چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں گویا چاند طلوع ہوگیا۔ الفروزے جلدی سے کھڑا ہوگیا تھا۔ ایسی دلکش عورت بہت دنوں کے بعد نظر سے گزری تھی۔ اسے اپنی جوانی کے ایام یاد آگئے لیکن خدوخال سے یہ عورت اطالوی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ وہ پروقار انداز میں چلتی ہوئی اس کے قریب پہنچی تھی۔

"شاید میں کپتان الفروزے سے ہم کلام ہوں۔!"

"میں لوئیسا ہوں.....!" وہ اس سے مصافحہ کرتی ہوئی بولی۔

"براہِ کرم تشریف رکھیے سی نورا..... شاید میں کسی فرانسیسی خاتون سے شرفِ ہم کلامی حاصل کررہا ہوں۔!"

"تمہارا بھی خیال درست ہے۔!" وہ دلآویز انداز میں مسکراتی ہوئی بیٹھ گئی۔

"کیا خدمت کرسکتا ہوں.....؟"

"میں صرف اس بے وقوف طالب علم کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں جس سے تمہارا مقابلہ ہوا تھا۔!"

"ارے..... وہ تو..... بس یونہی..... ہمارے کسی کاروباری حریف کا آلہ کار تھا۔!"

"اس کے باوجود بھی میں صرف اسی کے بارے میں تفصیل سے جاننا چاہتی ہوں۔!"

"گستاخی معاف...! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کی نظر میں اس کی اتنی اہمیت کیوں ہے؟"

"پلیز الفروزے..... تم صرف میرے سوالات کے جوابات دو.....!"

"کیا میں اس پر قانونی طور پر مجبور ہوں.....؟"

"ہوسکتا ہے.....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

"ہوم ڈیپارٹمنٹ.....؟"

"لوئیسا نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے سر کو اثباتی جنبش دی۔

"لیکن آپ ہی کے محکمے کے کسی آدمی نے بھی ابھی تک اسے کوئی اہمیت نہیں دی۔!"

"میں ایسے ہی کسی شعبے سے تعلق رکھتی ہوں جو صرف ٹاپ سیکرٹ موضوعات سے کام رکھتا ہے۔!"

الفروزے کی آنکھوں میں بے یقینی دیکھ کر وہ مسکرائی اور بولی۔ "ماہی گیری کی وہ کمپنی فراڈ ہے جس کے تم ملازم ہو..... یہ بات بھی میرے محکمے کے کسی آدمی نے تمہارے گوش گزار نہ کی ہوگی۔!"

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں خاتون.....!"

"میں غلط نہیں کہہ رہی..... تم اچھی طرح جانتے ہو۔!"

"آپ کی باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں۔!" الفروزے نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"تم بین الاقوامی خیر اندیش نامی ادارے سے تعلق رکھتے ہو..... فشنگ کمپنی اور ماہی گیری محض دکھاوا تھی۔ اسٹیمر اسلحہ اور دوسرے ملکوں سے چرائے پلوٹینیم کی اسمگلنگ کے کام میں لایا جاتا تھا۔!"

الفروزے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا رہا۔

لوئیسا نے اپنا وینٹی بیگ کھول کر ایک تصویر نکالی اور اس کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "کیا یہی تھا.....؟"

تصویر دیکھ کر الفروزے اچھل پڑا۔ "ب..... بالکل یہی تھا..... سی نورا۔!"

"شکریہ.....!" وہ اس سے تصویر لے کر بیگ میں ڈالتی ہوئی بولی۔ "چند سوال اور ہیں؟"

"ضرور پوچھیے.....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"تنہا تھا.....؟"

"نہیں.....! ایک آدمی اور بھی تھا اس کے ساتھ.....!"

"اس کا حلیہ.....؟"

"دبلا پتلا لمبا سا..... لیکن آنکھوں سے خاصی توانائی ظاہر ہوتی تھی۔ بالوں اور ڈاڑھی سے کوئی ہپی معلوم ہوتا تھا۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی۔!"

"جی نہیں.....! بس یہی دو تھے۔ لیکن ٹھہریئے..... ایک دن میرے ایک ماتحت نے ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی دیکھی تھی۔!"

"کوئی مقامی لڑکی.....؟"

"غالباً مقامی ہی تھی.... میرا مطلب ہے اطالوی....!"

"اس کا حلیہ....؟"

"اُس کا حلیہ تو وہ ماتحت ہی بتا سکتا۔ لیکن بتانے کیلئے اب وہ اس دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔!"

"خیر.... خیر.... تمہارے بارے میں میں نے جو کچھ سنا تھا اُسے بھول جاؤ۔!" میرا شعبہ صرف اپنے کام سے کام رکھتا ہے.... دوسرے شعبے کو یہ نہیں بتائے گا کہ اسٹیمر تباہ ہوتے ہی فوری طور پر کیوں غرق ہو گیا۔!"

"آپ کیا پینا پسند فرمائیں گی مادام....!" اس بار اطالوی کی بجائے فرانسیسی میں بولا تھا۔

"کچھ بھی نہیں....! اب مجھے چلنا چاہئے۔!" وہ اٹھ گئی اور الفروزے پر تشویش انداز میں اسے جاتے دیکھتا رہا۔

رات تاریک اور خاصی خنک تھی۔ اتنی ٹھنڈک بہر حال تھی کہ لانچ کے عرشے پر پڑا ہوا آدمی ٹھٹھر کر رہ جاتا۔ لیکن وہ عمران تھا جو پانی میں "مراقبہ آبی" کر سکتا اور جھلسا دینے والی دھوپ میں "مراقبہ آبی" کے ذریعے زندہ رہ سکتا تھا۔ جیمسن اور میریانا کیبن میں تھے۔ عمران تاریک عرشے پر اوندھا پڑا اسی سمت اندھیرے میں آنکھیں پھاڑے جا رہا تھا جہاں بادبانی کشتی لنگر انداز ہوئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ فرانسیسی سیکرٹ سروس کی ایک اعلیٰ عہدہ دار عورت ایدلی دے ساداں عرف لوئیسا اسی بادبانی کشتی میں موجود ہے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ اسی ڈوک پر اس کی کوئی تیز رفتار لانچ بھی موجود ہو۔ ظاہر تھا کہ وہ اگر ان کی نگرانی ہی کر رہی تھی تو محض بادبانی کشتی اس کے کس کام آسکتی تھی۔ وہ تو عمران کی لانچ کا تعاقب بھی نہ کر سکتی۔ اس دریافت کے بعد سے عمران نے جیمسن کو کیبن سے نہیں نکلنے دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے اپنے قریب ہی آہٹ سنی اور پوری طرح ہوشیار ہو گیا۔ تو کیا؟ اس کا اندازہ غلط نکلا تھا کہ وہ ڈوک پر چھیڑ چھاڑ کرنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے۔ ریوالور بغلی ہولسٹر سے نکل آیا تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس نے میریانا کی آواز سنی اور ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔

"تم کہاں ہو....؟"

"ادھر ہی چلی آؤ....!" وہ آہستہ سے بولا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو....؟"

"اوندھا پڑا ہوا سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ تم اپنا مدعا بیان کرو۔!"

"تم مجھ سے بھاگتے کیوں ہو....؟"

"نہیں تو.... وہم ہے تمہارا۔!"

"پھر یہاں اتنی ٹھنڈک میں کیوں پڑے ہوئے ہو۔!"

"ٹھنڈک کے علاوہ میری زندگی میں اور کچھ بھی نہیں ہے۔!"

"اب نہیں رہے گی۔ میں جو آگئی ہوں۔"

"بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"کیا ابھی تک کوئی عورت تمہاری زندگی میں نہیں آئی؟"

"آکر تو دیکھے....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اتنے غضب ناک کیوں ہو رہے ہو۔!"

"تم نے بات ہی ایسی کہی ہے۔ ارے اپنی زندگی میں خود ہی پوری طرح نہیں سما سکا ہوں۔ کسی لڑکی کے لئے کہاں سے جگہ پیدا کروں گا۔ بعض اوقات بے وقوفی کی باتیں کرنے لگتی ہو۔!"

"میں محسوس کر رہی ہوں کہ مجھے تم سے اُنس ہو گیا ہے۔!"

"ضرور ہو گیا ہوگا.... پکا پکا کر کھلاتا جو ہوں۔!"

میریانا کو ہنسی آگئی اور اس نے کہا۔ "واقعی بہت پیارے ہو تم سے محبت کرنے کو جی چاہتا ہے۔!"

"تو آؤ کرو محبت....!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "یہاں بیٹھ جاؤ میرے سامنے۔!"

وہ ہنستی ہوئی بیٹھ گئی تھی۔ عمران تھوڑا سا اس کی طرف جھکا اور اس کے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر اپنے سر پر دے مارا۔

"خدا غارت کرے۔!" وہ تڑپ کر کراہی۔

"ارے ارے کوسنے کیوں دے رہی ہو۔!"

"یہ کیا بے ہودگی تھی۔!" میریانا کو غصہ آگیا۔

"محبت....! کیا تمہارے یہاں محبت کرنے کا کوئی اور طریقہ رائج ہے۔!"

"بکواس مت کرو....!"

"سنو لڑکی....! میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ بربروں کے ڈھمپ قبیلے سے میرا تعلق ہے اور میرے قبیلے میں اسی طرح محبت کی جاتی ہے۔ طالب مطلوب بیٹھے سر لڑایا کرتے ہیں اور جس دن اتنی شدید محبت ہوتی ہے کہ دونوں کے سر پھٹ جائیں اسی دن ان کی شادی ہو جاتی ہے۔!"

"کک.... کیا تم سچ کہہ رہے ہو....؟"

"جس سے دل چاہے پوچھ لو.... مناسب یہ ہوگا کہ ایفریکالوجی کے کسی پروفیسر سے پوچھو۔ وہ تمہیں ڈھمپ قبیلے کی ساری رسوم سے آگاہ کر دے گا۔!"

"مگر تم تو اب آدمی بن جاؤ.... یورپ میں رہتے ہو۔!"

"تم محبت میں کیا کرتی ہو۔!"

"ہم پیار کرتے ہیں۔!"

"پیار تو ہم صرف بچوں کو کرتے ہیں۔ اگر کسی بالغ یا بالغہ کو پیار کر بیٹھیں تو چالیس دن پھٹے پرانے جوتوں سے مرمت ہوتی ہے۔ میری ماں بتاتی ہے کہ ایک بار اس نے غلطی سے میرے باپ کا منہ چوم لیا تھا۔ یقین کرو کہ پورے چالیس دن تک بے چاری کی پٹائی ہوئی تھی۔!"

"کس نے پیٹا تھا....؟"

"میرے باپ نے اور کس نے۔!"

"یونان میں....؟"

"نہیں....! مراکش میں جا کر پیٹا تھا۔ یونان میں تو اس بے چارے ڈھمپ کو پھانسی ہو جاتی۔!"

"مجھے نیند آرہی ہے.... میں جا رہی ہوں۔!"

"ایک بار تو اور محبت کر جاؤ۔!"

"یہ اٹلی ہے.... اور مراکش یہاں سے دور ہے۔ شب بخیر....!" وہ زہریلے لہجے میں کہتی ہوئی چلی گئی۔

ٹھیک اسی وقت عمران نے کسی لانچ کے انجن کے اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی تھی۔ پھر اسی

سائیڈ سے ایک لانچ نے ڈوک چھوڑا تھا جہاں اس نے بادبانی کشتی دیکھی تھی۔ لانچ کا رخ شمال مغرب کی طرف تھا۔ اس کا ہیولیٰ آنکھوں سے اوجھل ہوا ہی تھا کہ کشتی کا بادبان بھی دکھائی دیا۔ جو آہستہ آہستہ اسی سمت بہی جا رہی تھی جدھر لانچ گئی تھی۔ دفعتاً ایک نئے شبہے نے عمران کے ذہن میں سر ابھارا اور وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ گیا۔ تاریک کیبن میں پہنچ کر اس نے ان دونوں کو آوازیں دی تھیں۔

"کیا ہے....؟" میریانا کی جھنجھلائی ہوئی سی آواز سنائی دی اور پھر جیمسن بھی نندا سی آواز میں ہکلانے لگا تھا۔

"جلدی اٹھو.... ضروری سامان اور کرنسی سنبھالو....!" عمران بولا۔

"کیا طوفان آرہا ہے....؟" جیمسن نے پوچھا۔

"یہی سمجھ لو.... اگر صبح تک خیریت رہی تو پھر لانچ پر واپس آجائیں گے۔!"

"مگر اس وقت جائیں گے کہاں....؟"

"تم اس کی فکر نہ کرو جو کہہ رہا ہوں کرو....!" اس بار عمران نے کسی قدر سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا.... اچھا.... شور مت مچاؤ....!" میریانا بولی۔

دس منٹ کے اندر ہی اندر وہ اپنے اپنے سوٹ کیس اٹھائے ہوئے لانچ سے ڈوک پر اتر آئے تھے پورا ڈوک سنسان اور تاریک پڑا تھا۔ ڈوک سے وہ سڑک پر آگئے۔

"وٹالینی کا مکان کس طرف ہے....؟" عمران نے پوچھا۔

"یہاں سے دو ڈھائی میل کے فاصلے پر ہوگا۔!"

"محلِ وقوع بتاؤ۔!"

"اتنی گاڑھی اردو میں نہیں بتا سکوں گا بس یہ سمجھ لیجئے کہ بہت خوب صورت جگہ پر واقع ہے۔ دوسرے مکانوں سے بہت الگ تھلگ اور مکان کے پچھلے حصے کے قریب ہی سے دور تک شہتوت اور انگور کے باغات پھیلے چلے گئے ہیں۔!"

"جگہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔!"

"کک.... کیا مطلب....؟"

"چپ چاپ چلتے رہو....!"

"کہاں لئے جارہے ہو ہمیں....!" میریانا کچھ دور چل کر بولی۔

"دو ڈھائی میل پیدل چلنا پڑے گا۔!"

"کیا سوجھی بیٹھے بٹھائے....!" میریانا نے کہا۔

"یہیں محبت شروع کردوں گا۔ اگر خاموشی سے نہ چلتی رہیں۔!" عمران بولا اور جیمسن چلتے چلتے رک گیا۔

"ہائیں.... یور میجسٹی.... یہ کیا سن رہا ہوں۔!" وہ اردو میں بولا۔

"چلتے رہو....! دخل اندازی نہ کرو۔!" عمران نے ناخوش گوار لہجے میں کہا اور میریانا سے بولا۔ "ہمیشہ بے موقع بولتا ہے۔!"

"کیا کہہ رہا تھا....؟" میریانا نے پوچھا۔

"کہہ رہا تھا کہ جب تک میں بھی اپنے لئے کوئی تلاش نہ کرلوں تمہیں محبت کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔!"

"اس جھینگے کو کون ملے گی۔!"

"دیکھو محترمہ میری توہین نہ کرو....!" جیمسن بولا۔

"میں نے تمہارے حسن کی تعریف کی ہے۔!" میریانا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔ "میرے قبیلے میں بہت خوب صورت مرد جھینگا کہلاتا ہے۔!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ اب وہ خاموشی سے راستہ طے کر رہے تھے جیمسن آگے چل رہا تھا۔ میریانا ان دونوں کے درمیان تھی۔ آگے چل کر راستہ دشوار گزار ثابت ہوا تھا۔ کبھی نشیب اور کبھی فراز.... شاید چار فرلانگ طے کرنے کے بعد میریانا کراہی تھی۔ "اب تو نہیں چلا جاتا۔!"

"کچھ دیر بیٹھ جاؤ۔!" عمران بولا۔ "وہ محدود روشنی والی ٹارچ کی روشنی میں راستہ طے کر رہے تھے۔ ایک مناسب سی جگہ تلاش کر کے وہ بیٹھ گئے اور جیمسن بولا۔ "پہاڑی راستوں کے ڈھائی میل کا مطلب ہے میدانی دس میل۔!"

"جی ہاں....! میں جانتا ہوں۔!"

میریانا کچھ نہ بولی۔ ایک بڑے پتھر سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کرلی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جیمسن سگریٹ سلگانے کی کوشش کرنے لگا۔ "کوشش" اس لئے کہ سگریٹ سلگاتے وقت اس کی

ایک آنکھ بند ہو جاتی تھی اور دیا سلائی والا ہاتھ کانپنے لگتا تھا اور اس کی لو مشکل ہی سے نشانے پر بیٹھتی تھی۔!

تین کش لینے کے بعد بولا۔ "مجھے حیرت ہے۔!"

"کس بات پر....؟"

"دن بھر آپ مطمئن رہے اور اس وقت بھاگ کھڑے ہوئے۔!"

"جب تک بادبانی کشتی وہاں موجود رہی میں مطمئن رہا اور جب وہ چلی گئی تو مجھے بھاگنا پڑا۔!"

"میں نہیں سمجھا جناب۔!"

"صرف بادبانی کشتی ہی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ ایک بڑی لانچ بھی تھی۔ پہلے لانچ نے ساحل چھوڑا پھر اس کے بعد بادبانی کشتی بھی اسی سمت چلی گئی جدھر لانچ گئی تھی۔!"

"میں اب بھی نہیں سمجھا۔ مطلب یہ کہ پھر آخر ہم کیوں بھاگ کھڑے ہوئے۔!"

"صبح بتاؤں گا اس وقت بور نہ کرو۔!"

"ارے تم دونوں پھر بر بر ہوگئے۔!" میریانا غصیلے لہجے میں بولی۔ "اطالوی میں گفتگو کرو۔!"

"اچھا.... اچھا.... پیدائشی عادتوں سے پیچھا چھڑانا مشکل ہوتا ہے۔!" عمران نے کہا۔

"مجھے صرف اطالوی گیت پسند ہیں۔!" جیمسن بول پڑا۔ "بولی جانے والی زبان تو ایسی ہے جیسے پتھر توڑے جارہے ہوں۔!"

"اور تم دونوں جب اپنی زبان میں گفتگو کرتے ہو تو ایسا لگتا ہے جیسے بلیاں رو رہی ہوں۔!"

"میں اپنی زبان میں کوئی گیت سناؤں....؟" جیمسن نے لہک کر پوچھا۔

"ضرور.... ضرور....!" لہجے میں طنز تھا۔

جیمسن کان پر ہاتھ رکھ کر دھیرے دھیرے رینکنے لگا۔

"چل چلئے دنیا دی اس نکڑے جتھے سالا نہ سالے دا باپ ہوئے۔!"

"چپ رہو....! ورنہ گلا گھونٹ دوں گا۔!" عمران غرایا۔

"اب گانے بھی نہ دیجئے گا۔!"

"اگر اسے متاثر ہی کرنا چاہتے ہو تو ہیر وارث شاہ سناؤ۔ مجھے بھی پسند ہے۔!"

"تھوڑی سی یاد ہے۔!"

"کچھ بھی سہی۔!"

جیمسن نے سنجیدگی سے ہیر وارث شاہ شروع کی تھی۔ اجنبی ماحول کا سناٹا فضاؤں میں رچی بسی خوشبو میں تاروں کی چھاؤں اور ہیر وارث شاہ کی لہک.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آسمان سے نغموں کی بارش ہو رہی ہو۔ عجیب سی پاکیزگی کا احساس ہوتا تھا۔

جیمسن خاموش ہوا تو ایسا لگا جیسے زمین کی گردش تھم گئی ہو۔ میریانا دم بخود تھی۔ تھوڑی دیر بعد سنجیدگی سے بولی۔ "مفہوم میری سمجھ میں نہیں آیا۔ لیکن تمہاری آواز بہت اچھی ہے۔ لے میں اجنبیت بھی تھی لیکن میں نہ جانے کیا محسوس کر رہی ہوں۔!"

"میں تو سوچ رہا ہوں.... کیوں نہ یہیں کہیں کوئی مناسب سی جگہ تلاش کر کے پڑ رہیں۔ صبح کو دیکھا جائے گا۔!" عمران بولا۔

"لیکن ٹھنڈک خاصی ہے۔!" میریانا نے کہا۔

"ہائے....!" عمران کراہا۔ "کیا تم نے ابھی تک نہیں دیکھا کہ میری پشت پر تین موٹے موٹے کمبل بھی بندھے ہوئے ہیں۔!"

"زندہ باد....!" جیمسن نے اردو میں نعرہ لگانے کی کوشش کی تھی لیکن عمران نے اس کا منہ دبا دیا۔

"زیادہ اونچی آواز میں نہیں....! ہم کھلی جگہ اور اونچائی پر ہیں۔!" اس نے کہا تھا۔ "اٹھو اور میری پیٹھ پر بندھے ہوئے کمبل کھول لو۔!"

اس کے بعد انہوں نے ایک ایسی جگہ تلاش کر لی تھی کہ ان کے سروں پر کھلا ہوا آسمان نہیں تھا۔ ایک چٹان ان پر سایہ کئے ہوئے تھی۔ پھر وہ کمبلوں میں لپٹ کر اس طرح سوئے تھے جیسے بیہوشی طاری ہو گئی ہو۔ صبح سے پہلے نہیں جاگے تھے۔ لیکن عمران کہاں تھا....؟ دونوں بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔ اس کا کمبل بھی موجود تھا سوٹ کیس بھی قریب ہی پڑا نظر آیا۔ آخر جیمسن طویل سانس لے کر بولا۔ "ایسا دوست آج تک نظر سے نہیں گزرا۔!"

"کیا مطلب....؟" میریانا نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"ہمارے پیٹ بھرنے کی فکر میں اندھیرے منہ ہی اٹھ کر کسی طرف چل دیا ہو گا۔!"

"کہیں بالکل ہی نہ چل دیا ہو۔!"

"مجھے بے حد خوشی ہو گی۔!"

"میں نہیں سمجھی کیا کہنا چاہتے ہو....!" وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔

"ہم دونوں تنہا رہ جائیں گے نا.... اچھا میں تمہیں کیسا لگتا ہوں۔!"

وہ ہنس پڑی اور اس کے سراپا کا جائزہ لیتی ہوئی بولی۔ "اگر اچھے بھی لگے تو کتنے دن زندہ رہ سکو گے۔ میرے قبیلے کے رسم و رواج سے تم واقف نہیں ہو۔!"

"کیسے رسم و رواج....؟"

"پہلے یہ بتاؤ کیا تم بھی بربر ہو....؟"

"ہر گز نہیں....! میں مراکشی ضرور ہوں لیکن بربر نہیں، خالص عرب ہوں۔!"

"تمہارے یہاں کس طرح محبت کی جاتی ہے....؟"

جیمسن سر کھجانے لگا وہ سمجھ گیا تھا کہ شائد عمران نے اپنے بربر ہونے کے حوالے سے کوئی اٹ پٹانگ ہانک دی ہو گی۔ لہٰذا محتاط رہنا چاہئے۔ کہیں اس اوٹ پٹانگ کی تردید نہ سرزد ہو جائے۔!"

"کیا سوچنے لگے میری بات کا جواب دو....!"

"تمہارا سوال ہی میری سمجھ میں نہیں آیا۔!"

"مطلب یہ کہ تم کس طرح محبت کرتے ہو۔!"

"کیا تم نہیں جانتیں کہ محبت کس طرح کی جاتی ہے۔!"

"میرے قبیلے میں جس طرح کی جاتی ہے اس سے خوب واقف ہوں۔!"

"میں سمجھ گیا.... شائد اس نے تمہیں اپنے قبیلے کی رسومات کے بارے میں کچھ بتایا ہے۔ وہ بڑی عجیب و غریب ہیں۔!"

"مثلاً کسی ایک رسم کے بارے میں بتاؤ۔!"

"مثلاً.... مثلاً....!" جیمسن سر کھجاتا ہوا بولا۔ "شادی سے تین دن پہلے لڑکی اور لڑکا الٹے لٹکائے جاتے ہیں۔!"

"اور اُن کے سر پھٹے ہوئے ہوتے ہیں۔!"

جیمسن پھر چونکا تھا اور سر ہلا کر بولا۔ "شاید ایسا ہی ہو۔ اُس نے مجھے بتایا تو تھا۔ لیکن تفصیل

یاد نہیں۔!"

"ڈھمپ قبیلہ مراکش میں کہاں آباد ہے۔!"

"میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں۔!"

"تو پھر تم نے کیسے یقین کرلیا۔!"

"ڈھمپ قبیلہ تو ہے لیکن اب شاید کسی خاص جگہ پر آباد نہیں ہے سبھی شہروں میں بکھرے ہیں۔ لیکن اپنی رسومات کے معاملے میں وہ لوگ اتنے سخت ہیں کہ مہذب دنیا کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ کوئی کتنا ہی مضحکہ کیوں نہ اڑائے یہ نہایت سنجیدگی سے اپنی رسومات ادا کرتے رہیں گے۔ کیا تم نے میرے ساتھی کو عبادت کرتے نہیں دیکھا۔!"

"نہیں تو....!"

"دیکھو گی تو حیرت زدہ رہ جاؤ گی۔!"

"بتاؤ کس طرح کرتا ہے....؟"

"میں کر کے نہ دکھا سکوں گا۔ بچ بچ ٹیڑھا ہو کر جھینگا بن گیا تو کیا ہوگا۔ تم اسی سے کہنا ذرا عبادت کر کے دکھاؤ۔!"

اتنے میں کہیں دور سے قدموں کی چاپ سنائی دی جو بتدریج اسی طرف بڑھتی آ رہی تھی۔ جیمسن سنبھل کر بیٹھ گیا اور پھر اُسے ایک اجنبی شکل دکھائی دی۔

"بس بس....!" آنے والے نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "زیادہ چالاک بننے کی ضرورت نہیں۔!"

آواز عمران کی تھی اور وہ حیرت سے اُسے دیکھے جا رہے تھے۔ وہ خالی ہاتھ واپس آیا تھا۔ یعنی ان کی یہ توقع پوری نہیں ہوئی تھی کہ وہ اُن کے لئے ناشتے کا انتظام کرنے گیا ہوگا۔

"تم کہاں تھے....؟ اب پھر حلیہ بدل دیا۔" میریانا بھنا کر بولی۔

"جس حلیے میں پہلے تھا اگر اُسی میں ہوتا تو وہ مجھے زندہ دیکھ کر پھانسی پر چڑھا دیتے۔!"

"دیکھو تم الجھاوے والی بات نہ کیا کرو۔!" میریانا تن تنا کر کھڑی ہو گئی۔

"ہماری لانچ کو ایک دھماکہ غرق کر چکا ہے۔!"

"نہیں....!" اس بار جیمسن اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو....؟" میریانا بھی بوکھلا گئی۔

"آس پاس کی کچھ لانچوں کو بھی نقصان پہنچا ہے میری آنکھ دھماکے ہی کی بناء پر کھلی تھی۔!"

"ہمیں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوا تھا۔!"

"بہت گہری نیند سوئے ہو گے۔ بہر حال کسی نے پانی کے نیچے سے لانچ کے پیندے میں مقناطیسی ٹائم بم چپکا دیا ہوگا۔!"

"مین نے غلط نہیں کہا تھا کہ ایڈلاوا ابلیس کی سی قوت رکھتا ہے۔ ہم کہیں بھی نہ بچ سکیں گے۔!" میریانا بولی۔

"ایڈلاوا... ایڈلاوا... یہ کیا چیز ہے... مجھے اچھی طرح یاد ہے تم نے یہ نام کبھی نہیں لیا۔!"

"سنو....! تم ٹھیک کہتے ہو.... میں نے نام نہ لیا ہوگا۔ لیکن لوگ اس کا نام لیتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں اسی لئے وہ صرف باس کہلاتا ہے پراسرار قوتوں کا مالک ہے۔!"

"تو اسی نے میری کشتی کو تباہ کیا ہے۔!"

"پھر کون ہو سکتا ہے....؟"

"اور تم اس کی سیکریٹری تھیں.... تم نے اُسے دیکھا بھی ہوگا؟"

"ظاہر ہے....!"

"اچھی بات ہے تو اب میں اس ایڈلاوا سے ضرور سمجھوں گا۔ تم مجھے کیا سمجھتی ہو۔ کیا وہ ڈھمپ کی پراسرار قوتیں نہیں تھیں جس نے اُسے آگاہ کر دیا تھا۔ کہ لانچ پر تباہی ضرور آئے گی۔!"

وہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر ہنس پڑی۔

"ہائیں....! اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔!"

"کچھ بھی نہیں.... لہٰذا اے پراسرار ڈھمپ تم بھی اس کا اعتراف کر لو کہ اسٹیمر کی تباہی میں تمہارا بھی ہاتھ تھا۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مجھے اسٹیمر سے کیا سروکار۔!"

"تم بھی افریقی ہی ہو۔!"

"اچھا تو پھر....!"

"اسٹیمر میں افریقہ ہی کے ایک ملک کی تباہی کا سامان تھا۔!"

"میں نہیں سمجھا.... تم نے پہلے نہیں بتایا تھا۔!"

"میں تمہیں کیا کیا بتاتی اور کیوں بتاتی جبکہ تمہیں ایک غیر متعلق آدمی سمجھتی تھی۔!"

"پتہ نہیں تم مجھ پر کس قسم کے الزامات لگا رہی ہو۔!"

"اب تو مجھے اس پر بھی شبہ ہے کہ تمہاری لانچ اس وقت محض اتفاقاً اسٹیمر کے قریب سے گزر رہی تھی۔ جب میں نے پانی میں چھلانگ لگائی تھی۔!" اس نے کہا اور براہِ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکراتی رہی۔!

"پتہ نہیں کس مصیبت میں پڑ گیا ہوں۔!" عمران اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔

"تم دونوں اس وقت باقاعدہ طور پر اسٹیمر کا جائزہ لے رہے تھے، موقع کے منتظر تھے اور موقع ملتے ہی تم نے اس سے فائدہ اٹھالیا۔ تم الفروزے کو ٹریسنی پارک میں الجھائے رہے اور اس جمبو جھینگے نے اسٹیمر پر بار کئے ہوئے اسلحہ کے درمیان ٹائم بم رکھے اور ٹریمیزو کی طرف فرار ہو گیا۔!"

"سن لیا! جیمبو جھینگے.... نام اچھا ہے پسند آیا۔!" عمران نے اردو میں کہا۔

"لینگویج پلیز.... یور میجسٹی۔!"

"معاملے کی تہہ تک پہنچ گئی ہے کیا خیال ہے تمہارا۔!"

"غلط تو نہیں کہہ رہی۔!"

"تو پھر اسے اعتماد میں لیا جائے یا نہیں اب تو اپنے مالک کا نام بھی لے بیٹھی ہے۔!"

"آپ خود ہی فیصلہ کیجئے۔ میرا تو بھوک کے مارے دم نکلا جارہا ہے۔!"

یہ دونوں اردو میں گفتگو کر رہے تھے اور وہ مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں اُن کی شکلیں دیکھے جارہی تھی۔ وہ دونوں بھی خاموش ہو گئے۔

"اور بتاؤں....!" وہ شرارت سے مسکرا کر بولی۔

"جو دل چاہے کہتی رہو....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"کرنل موگمبی اور اس کی بہن کے غائب ہو جانے میں بھی تمہارا ہی ہاتھ تھا۔ جس کی بناء پر میں موردِ عتاب ہوئی تھی اور مجھے خودکشی کا فیصلہ کرنا پڑا تھا۔!"

"لو اب یہ ایک اور نیا نام بھی ٹپک پڑا.... کرنل موگمبی.... یہ کیا چیز ہے....!"

"تم اچھی طرح جانتے ہو.... پتہ نہیں ان دونوں کا کیا حشر ہوا ہو۔!"

"میرا خیال ہے کہ اب تم عقل کے ناخون لو.... ایک سیاح کسی اخباری رپورٹر سے کہہ رہا

تھا کہ میرے کیمرے میں ان تینوں کی تصویریں موجود ہیں جو تباہ ہو جانے والی لانچ پر تھے۔ میرا خیال ہے کہ کسی وقت ہم تینوں عرشے پر اکٹھے ہو کر اسے بہت اچھے لگے ہوں گے اور اس نے ہماری لاعلمی میں اپنے کیمرے کا پیٹ بھر لیا ہوگا۔ اخباری رپورٹر نے اس سے کہا تھا کہ اگر ایسا ہے تو وہ اسے اس رول کی منہ مانگی قیمت دلوا سکے گا۔!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا....!" میریانا پر تشویش لہجے میں بولی۔

"فکر نہ کرو....! اپنی شکل تو بدل ہی چکا ہوں تم دونوں بھی جلد ہی بدل جاؤ گے۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں....!" میریانا بولی۔

"کیا سمجھ میں نہیں آتا۔!"

"یہ قصہ کیونکر ختم ہو....؟"

"ایڈلاوا کی موت سے پہلے ناممکن ہے۔!"

وہ چونک کر عمران کو اس طرح دیکھنے لگی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔ شائد عمران کے لہجے میں بھی اُسے کچھ نیا پن محسوس ہوا تھا۔

"تو پھر تم اعتراف کیوں نہیں کرتے۔!"

"اگر یہ بات نہ ہوتی تو بھاگ کھڑا ہوا ہوتا۔!"

"اب میں کھل کر گفتگو کر سکوں گی۔!" وہ طویل سانس لے کر بولی۔

"فی الحال میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔ اگر ہمارے ساتھ رہنا ہے تو چپ چاپ دوسرا میک اپ کراؤ۔ لباس تبدیل کرو.... تم دونوں ہی سے کہہ رہا ہوں۔!"

"مگر میری بھوک....!" جیمسن بولا۔

"اس کے بعد مجھے بھی کھا لینا....!" عمران غرا کر بولا۔

ایک گھنٹے سے قبل تیاری مکمل نہیں ہو سکی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا سامان ایک چھوٹے سے غار میں چھپایا تھا اور وہاں ایک نشان مقرر کر کے ایک طرف چل پڑے تھے۔ آبادی میں پہنچ کر جیمسن انہیں ایک ٹریٹوریا میں لے گیا جہاں انہوں نے پیٹ بھر کر ناشتہ کیا۔ آس پاس کے دوسرے لوگوں سے لانچ کی تباہی سے متعلق افواہیں سنتے رہے۔ بھانت بھانت کی باتیں ہو رہی تھیں۔ ویسے زیادہ تر لوگوں کا خیال تھا کہ وہ منشیات کا غیر قانونی کاروبار کرنے والوں کی

لانچ تھی شاید انہیں شبہ ہو گیا تھا کہ پولیس ان کی تاک میں ہے لہٰذا انہوں نے خود ہی لانچ تباہ کر دی اور روپوش ہو گئے۔ لانچ پر کسی خوف ناک شکل والے کا ذکر ہوتا رہا تھا جو ویسے ہی خطرناک آدمی معلوم ہوتا تھا۔ دو مرد اور ایک عورت....!

ان کے بالکل قریب والی میز پر ایک بوڑھا آدمی اونچی آواز میں کہہ رہا تھا۔ "مجھے پرسوں معلوم ہوا کہ کوموجھیل میں بھی تجارتی پیمانے پر ماہی گیری ہونے لگی ہے۔ وہ ماہی گیری کا اسٹیمر تھا جسے دھماکوں نے تباہ کر دیا۔!" بوڑھے کا لہجہ طنزیہ تھا۔ وہ یکساں آواز سے کہتا رہا۔ "میں نے اپنے بال دھوپ میں سفید نہیں کیے۔ کومو میں کیا رکھا ہے.... صورت حرام اور بدمزہ مچھلیوں کے علاوہ.... ماہی گیری تو گارڈا میں ہوتی ہے جہاں ٹراؤٹ ملتی ہے۔ کارپ، پنچ، پائیک اور ایل ملتی ہے اور لذیذ ترین سارڈین بھی.... مجھ سے سنو....! کومو میں تباہ ہونے والا اسٹیمر ماہی گیری کا ہرگز نہیں تھا۔ کچھ اور ہی بات معلوم ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے پکڑے ہی جانے کے ڈر سے اُسے بھی تباہ کر دیا گیا ہو۔!"

میریانا عمران کی طرف جھک کر آہستہ سے بولی۔ "سن رہے ہو....! لوگ احمق نہیں ہیں۔ یہاں اسی وقت لوگ خصوصیت سے متوجہ ہوتے ہیں جب کچھ ہو جائے اس سے پہلے کسی کو دھیان نہیں آیا تھا کہ کوموجھیل میں ماہی گیری کیوں ہو رہی ہے۔!" عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور سرو کرنے والی لڑکی کو اشارے سے بلا کر مینو پر لگائے ہوئے نشانات دکھاتا ہوا بولا۔ "یہ سب پیک کرا دو.... ہم ساتھ لے جائیں گے۔!"

وہ مؤدبانہ سر جھکا کر واپس چلی گئی۔

"سوال یہ ہے کہ اب ہم کہاں جائیں گے....؟" جیمسن بولا۔

"سی نور پلوینو کی طرف چلیں گے۔!"

"اب تو شاید اس کا بیٹا ہمیں پہچان ہی نہ سکے۔!"

مطلوبہ اشیاء تھوڑی دیر بعد آ گئی تھیں۔ انہوں نے قیمت ادا کی تھی اور اٹھ کر چل دیئے تھے۔!

"یہ پلوینو کون ہے....؟" میریانا نے کچھ دور چلنے کے بعد پوچھا۔

"وہی جو ایک معصوم لڑکی اور لاتعداد تندرست مرغیاں رکھتا ہے۔!" عمران بولا۔ اچانک وہ چلتے چلتے رک ہی گئی۔

"کیوں....؟ کیا بات ہے۔!"

"اسٹیمر پر ایک ریڈیو آپریٹر وٹالینی پلوینو نام کا تھا اگر میری یادداشت دھوکا نہیں دیتی۔!"

"ہاں.... وہ ایک دن اور ایک رات ہماری لانچ کے نچلے حصے میں بھی رہا تھا۔ تمہارے جیمبو جھینگے نے اسے مرنے نہیں دیا تھا اب یہ معاملہ تم پر ظاہر ہو گیا تو یہ بھی سن لو کہ جس وقت اسٹیمر تباہ ہوا ہے اس پر کوئی بھی نہیں تھا۔ ہم خواہ مخواہ دوسروں کی زندگیوں سے نہیں کھیلتے۔!"

"تو پھر وہ سات آدمیوں والی کہانی....؟"

"چھ آدمی ٹریسنی پارک والی فائرنگ میں ہلاک ہوئے ہوں گے۔!"

"تو تم نے انہیں مارا تھا....؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں نے صرف اس کی ٹانگ پر گولی ماری تھی جس نے مجھ پر فائر کیا تھا۔ اس کے بعد میرے سارے فائر ہوائی تھے میں کسی ایسی جگہ اس طرح بے قابو ہو ہی نہیں سکتا جہاں ہزاروں غیر متعلق آدمیوں کا مجمع ہو۔!"

"پھر وہ کہاں گئے....؟"

"دیکھو....! الفروزے کے علاوہ سب ہی نشے میں تھے۔ میرا خیال ہے کہ اس نے زخمیوں کو بھی ختم ہی کر کے کہیں غائب کرا دیا ہو گا۔ کیونکہ زخمی اس کے پاس نہ رہنے دیئے جاتے۔ سرکاری ہسپتال میں رکھے جاتے اور وہ ان سے اپنی مرضی کے مطابق بیان نہ دلوا سکتا۔ کیا سمجھیں۔!"

"ان لوگوں سے کچھ بھی بعید نہیں.... تمہارا خیال درست معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ ریڈیو آپریٹر....! وہ کہاں تھا لانچ پر؟ مجھے تو نہیں دکھائی دیا۔!"

"نچلے حصے میں....! جیمسن اُسے اس کے گھر پہنچا آیا ہے۔!"

"زبردست غلطی کی اگر مجھے معلوم ہوتا تو ہرگز اس کا مشورہ نہ دیتی۔ اب اگر وہ ان میں واپس گیا تو زندہ نہیں چھوڑا جائے گا۔!"

"وہ ان میں واپس نہیں جائے گا۔!"

"چھپا بھی کب تک رہ سکے گا۔ اس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں شامل ہے۔!"

"یہ سب کچھ ہم پر چھوڑ دو۔!"

لکو کے ساحل پر تباہ ہونے والی لانچ کے تینوں مسافروں کی تصاویر دوسرے دن کے اخبار میں شائع ہوئی تھیں۔ لیکن کسی نے بھی ان کا کوئی خاص نوٹس نہ لیا۔ خبر کے مطابق لانچ کے ٹکڑے تو جھیل کی تہہ سے برآمد کر لئے گئے تھے لیکن کوئی لاش نہ ملی۔ اس حادثے کے متعلق اسی قسم کی قیاس آرائیاں اخبارات میں بھی نظر آئی تھیں۔ جیسی پچھلے دن زبانی طور پر سڑکوں، گلیوں اور ریستورانوں میں ہوتی رہی تھیں۔

لکو سے بہت دور ایک ویران مقام پر تنہا چوبی عمارت کے ایک کمرے میں ایڈلاوا ساکت وصامت نظر آیا۔ اس کی پلکیں تک نہیں جھپک رہی تھیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ آنکھیں کھول کر سو رہا ہو۔ سامنے دیوار پر کچھ ایسے آلات نصب تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کہیں سے کسی کی آواز سننے کے لئے آبیٹھا ہو۔ دفعتاً ایک ڈائیل کی سوئی تھرتھرانے لگی۔ بائیں جانب سے ایک بلب روشن ہوا اور ایڈلاوا نے چونک کر کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی اور دوبارہ انہیں آلات کی طرف متوجہ ہو گیا۔ مائیک سے آواز آئی۔ "ریکارڈ کیا ہوا پیغام باس کے نام۔!" یہ پیغام کسی نامعلوم مقام سے ہیڈ کوارٹر کو موصول ہوا تھا اور اس کے بعد سیٹیاں سی بجنے لگی تھیں اور کسی عورت کی آواز آئی۔ "پیغام اس کے لئے ہے جس سے تعلق رکھتا ہے۔ حادثے کے ذمہ دار بھی حادثے کے شکار ہو گئے لیکن یہ بتانا مشکل ہے کہ وہ صرف تین ہی تھے یا اور بھی ہیں۔ یہ معلوم کرنا تمہارا کام ہے اپنے دیو نما ملازم سے رابطہ قائم کر کے کہو کہ جس کی تصویر اس نے شناخت کی تھی اپنے دونوں ساتھیوں سمیت غرق ہو گیا۔ لکو کے آج کے اخبارات دیکھو....!" سپیکر سے پھر سیٹیوں کی آوازیں آئی تھیں اور وہی پہلی مردانہ آواز سنائی دی۔ "ریکارڈ کیا ہوا پیغام ختم ہوا۔!"

"موصول ہوا....!" ایڈلاوا کی آواز کمرے میں گونجی.... "ماہی گیر سے کہو....! پوائنٹ نمبر بارہ پر پہنچنے کی کوشش کرے۔ پوری پوری احتیاط اور باخبری کے ساتھ.... اوور....!"

"رابطہ قائم کر کے اطلاع دی جائے گی۔!" اسپیکر سے آواز آئی اور ایڈلاوا نے اٹھ کر سارے سوئچ آن کر دیئے علاوہ ایک کے.... اور اس کمرے سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں آیا۔ آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر ایک باتصویر رسالہ اٹھایا تھا اور اُس کی ورق گردانی کرنے لگا تھا۔ اس کا چہرہ

بالکل سپاٹ تھا۔ نہ آنکھوں میں بے چینی تھی اور نہ تشویش کے آثار۔

قریباً دس منٹ بعد سامنے والی میز کے ایک خانے میں بزر کی ہلکی سی آواز گونجی تھی اور ایڈلاوا اٹھ کر پھر اسی کمرے میں آیا تھا جہاں کچھ دیر پہلے لاسلکی پیغامات سنتا رہا تھا۔

آلات والی دیوار پر لگے ہوئے سارے سوئچ آن کر دیئے.... اسپیکر سے باس کے نام کی کال ہو رہی تھی۔

"باس....!" ایڈلاوا بولا۔

"رابطہ قائم کیا گیا تھا۔!" اسپیکر سے آواز آئی۔ "وہ خود نہیں پہنچ سکتا۔ گھرا ہوا ہے۔!"

"اسے مطلع کر دو کہ میرا منتظر رہے۔ کسی وقت بھی پہنچ سکتا ہوں۔!"

"یس باس....!"

"اوور....!"

اس بار اس نے دیوار کے سارے سوئچ آف کر دیئے تھے اور اسی عمارت کے ایک کمرے میں داخل ہو کر سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے ایک پش سوئچ پر انگلی رکھ دی تھی۔ کچھ دیر بعد ایک آدمی کمرے میں داخل ہو کر دروازے کے قریب ہی رک گیا۔ ایڈلاوا نے اسے قریب آنے کا اشارہ کیا تھا اور خود مڑ کر ریک سے ایک مجلد کتاب نکالی تھی۔ وہ قریب آ گیا اس کی آنکھوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ گونگا اور بہرا ہے۔!

ایڈلاوا کتاب کے ورق الٹتا رہا۔ ایک صفحے پر مختلف ریجنوں کی انتظامیہ کے نشانات بنے ہوئے تھے۔ اس نے وال ڈی اوستا ریجن کی انتظامیہ کے نشان پر انگلی رکھ کر نووارد کی طرف دیکھا جس نے اپنے سر کو تفہیمی جنبش دی تھی۔ پھر وہ کتاب اس کے ہاتھ سے لے کر کمرے سے چلا گیا تھا۔ ایڈلاوا نے وہیں ٹھہر کر ملبوسات کی ایک الماری کھولی اور اس میں سے وال ڈی اوستا ریجن کی پولیس آفیسروں والی وردی نکالی.... ذرا ہی سی دیر میں حلیہ بدل کر رہ گیا۔ ناک کے نیچے گھنی اور ڈھلکی ہوئی مونچھوں کا بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ اسی دوران میں کسی ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دی تھی۔

عمارت سے نکل کر وہ ٹہلتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف آیا۔ یہاں ایک سنگل سیٹر ہیلی کاپٹر موجود تھا جس پر وال ڈی اوستا ریجن کی انتظامیہ کا نشان لگا ہوا تھا۔ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے حفاظتی پٹی کسی

تھی اور پھر ہیلی کاپٹر کا انجن اسٹارٹ ہوا تھا۔ فضا میں بلند ہوتے ہی اس کا رخ جنوب کی طرف تھا ایک جگہ اس نے اس طرح رخ تبدیل کیا کہ وال ڈی اوسٹا ریجن ہی کے کسی پروانس کی طرف سے آتا ہوا معلوم ہو۔

ایڈلاوا کچھ اس طرح مطمئن نظر آرہا تھا جیسے سچ مچ وہ کوئی ریجنل پولیس آفیسر ہو۔ ٹریمیزو پہنچنے سے پہلے ہی اس نے ٹریمیزو پولیس سے لاسلکی رابطہ قائم کر کے جس بہروپ میں بھی تھا اس کی شناخت بتائی اور کہا "ہیلی پیڈ پر گاڑی بھیج دی جائے!" دوسری طرف سے جواب مل جانے پر اُس نے سلسلہ منقطع کر دیا اور ٹریمیزو کے ہیلی پیڈ کی طرف رخ موڑتے ہوئے اس نے چاروں طرف دیکھا تھا شائد اُسے علم تھا کہ الفروزے کو کہاں رکھا گیا ہے۔ ہیلی پیڈ پر ایک مقامی آفیسر اس کے استقبال کے لئے موجود تھا۔ وہ اُسے بڑے احترام کے ساتھ گاڑی تک لایا تھا۔

"کیا اسٹیمر کا عملہ زیر حراست ہے....؟" اس نے مقامی آفیسر سے پوچھا۔

"نہیں جناب....! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"لیکن انہیں پوچھ گچھ کے لئے کچھ دنوں روکا ہی جانا چاہئے۔!"

"درست ہے جناب.... ایسا ہی ہوا ہے۔!"

"وہ فرم میرے ریجن کی ہے جس نے یہاں ماہی گیری کا ٹھیکہ لیا تھا۔!"

"مجھے علم ہے جناب....!"

"لہٰذا میں اپنے طور پر کپتان اور عملے کے باقی ماندہ لوگوں سے پوچھ گچھ کرنے آیا ہوں۔!"

"قاعدے کی بات ہے جناب....!"

"مجھے وہیں پہنچادو.... جہاں انہیں رکھا گیا ہے۔ ظاہر ہے کسی ایک ہی جگہ پر ہوں گے۔!"

"درست ہے جناب....!"

گاڑی اسی عمارت کے سامنے جا رکی تھی۔ جہاں الفروزے مقیم تھا۔

"کیا میری موجودگی ضروری ہوگی جناب....!" مقامی آفیسر نے پوچھا۔

"نہیں....!" سرد مہری سے جواب دیا گیا۔

"اس کے بعد کے لئے کیا حکم ہے۔!"

"دراصل میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے یہاں کتنی دیر لگے گی۔ لہٰذا یہاں ایک ایسی گاڑی موجود

ہونی چاہئے جو مجھے ہیلی پیڈ تک پہنچادے۔!"

"ایسا ہی ہوگا جناب....!" اس نے کہا تھا اور نیچے اتر کر ایڈلاوا کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔ وہ گاڑی سے اترا اور کسی طرف دیکھے بغیر عمارت کے صدر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھلا ہی ہوا تھا۔ اس لئے اُسے دستک دینے کی بھی زحمت نہیں گوارا کرنی پڑی تھی۔ سیدھا اندر چلا آیا۔ راہداری میں عملے کے ایک آدمی سے مڈبھیڑ ہوئی اور اس نے اس کپتان کے بارے میں پوچھا تھا اس نے الفروزے کے کمرے میں پہنچادیا۔

الفروزے آرام کرسی پر نیم دراز اُسے ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ نہ اٹھ کر اس کی پذیرائی کی اور نہ زبان ہی سے کچھ کہا۔

"میں اوسٹا سے آیا ہوں....!" ایڈلاوا نے گونجیلی آواز میں کہا اور اس وقت اس کی آواز حیرت انگیز طور پر بدلی ہوئی تھی۔

"آئے ہوگے.... پھر میں کیا کروں....!" الفروزے سیدھا بیٹھتا ہوا دہاڑا۔ "ہم پر ظلم ہوا ہے اور ہم ہی سزا بھگت رہے ہیں۔ کب تک اور کس کس کو بیان دیتے رہیں گے۔!"

"میں اوسٹا سے آیا ہوں کیا تم نے سنا نہیں۔!" ایڈلاوا نے کہا اور خود ہی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"مجھ سے اب کیا پوچھنا ہے.... اوسٹا میں اپنی فرم کے سربراہ کو رپورٹ دے چکا ہوں۔!"

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ سات آدمی جہاز کے ساتھ ڈوبے یا ٹریسنی پارک کے ہنگامے میں مارے گئے۔!"

"وہ جہاز پر تھے جہاز خالی نہیں چھوڑا جاسکتا تھا۔!"

"حالانکہ میری اطلاع کے مطابق جہاز پر ریڈیو آفیسر کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا جب اس میں دھماکے ہوئے۔!"

"آپ نے افواہ سنی ہوگی۔!"

"یہ حقیقت ہے....!" ایڈلاوا پیر پٹخ کر بولا۔

"ثابت کرو....! اور مجھے پھانسی دے دو....!" الفروزے نے لاپرواہی سے کہا۔ "جسے دیکھو ایک نئی کہانی لئے چلا آرہا ہے۔!"

"میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا اور اعتراف کرالوں گا کہ جہاز میں غیر قانونی طور پر

حاصل کئے ہوئے اسلحے کا ذخیرہ تھا جسے اسمگل کر کے سرحد پار لے جایا جاتا۔!"

"یہ تو بالکل ہی نئی بات ہے سی نور آفیسر....!" الفروزے نے زہریلے سے قہقہے کے ساتھ کہا۔

"نیوی کے غوطہ خور ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔!"

"کئے جائیں اگر ذخیرہ رہا بھی ہوگا تو ہماری لاعلمی میں ہمارے کسی کاروباری حریف نے اُسے پہنچا کر خود ہی بلاسٹ کر دیا ہوگا۔ میرے عملے کے لوگ میری عدم موجودگی میں بے تحاشہ پی جاتے ہیں۔ میں نے کہہ دیا کہ حادثے سے سات یا آٹھ گھنٹے پیشتر جہاز چھوڑ چکا تھا۔!"

"آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو....؟" ایڈلاوا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ اگر نیوی نے ایسا کوئی ثبوت فراہم بھی کر لیا تو ہم پر اس سے زیادہ اور کوئی الزام نہیں لگایا جاسکے گا کہ ہم نے اپنی ذمہ داریوں سے کسی قدر غفلت برتی تھی۔ مدہوش آدمیوں کی لاعلمی میں ہمارے دشمنوں نے جہاز پر اسلحے کا ذخیرہ پہنچایا اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ہم اسلحے کی اسمگلنگ کرتے ہیں اسے بلاسٹ کر دیا۔ اگر آپ اوسٹا پولیس سے تعلق رکھتے ہیں اور باخبر آدمی ہیں تو آپ کو علم ہوگا کہ ہماری فرم کتنے دشمنوں میں گھری ہوئی ہے۔!"

"ہم اچھی طرح جانتے ہیں....!" طنزیہ لہجے میں بولا۔ "بہر حال تمہیں میرے ساتھ اوسٹا چلنا ہوگا اور اصلیت تم سے معلوم کر لی جائے گی۔!"

"اچھا....اچھا....!" الفروزے سر ہلا کر بولا۔ "تھرڈ ڈگری آزمائی جائے گی مجھ پر۔ جھوٹ بلوانے کے لئے، جان چھڑانے کے لئے اعتراف کر لوں گا کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہی حقیقت بھی ہے۔!"

"سبھی کچھ ہو سکتا ہے۔!" ایڈلاوا نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

"اچھا تو مسٹر آفیسر....!" الفروزے نے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایڈلاوا نے ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا۔

"ارے واہ سی نور آفیسر....!" الفروزے نے قہقہہ لگایا۔ "نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں تو اس قلم تراش چاقو سے اپنے ناخن صاف کرتا ہوں۔!" اس نے چاقو کھول لیا۔ پھر بڑی تیزی سے اس نے اپنے بائیں کان کی لو کاٹی تھی اور ایڈلاوا کی طرف اچھال دی تھی کان سے خون کی

دھار الفروزے کے شانے پر گرتی رہی۔!

"یہ.... یہ.... کیا کیا....؟" ایڈلاوا اٹھتا ہوا بولا۔ پھر قبل اس کے کہ الفروزے دوسرے کان کی لو بھی کاٹ ڈالتا.... اس نے اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیا۔

"میں تمہیں دکھا رہا ہوں کہ میں اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی بوٹیاں اڑا سکتا ہوں تم مجھے اذیت دے کر مجھ سے جھوٹا بیان نہ لے سکو گے۔!" اس کا انداز اب بھی مضحکہ اڑانے کا سا تھا۔

دفعتاً ایڈلاوا اس سے چاقو چھینتا ہوا اپنی اصل سپاٹ زبان میں بولا۔

"الفروزے....! مجھے تجھ پر بے جا فخر نہیں ہے۔!"

الفروزے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اور وہ صرف ہکلا کر رہ گیا تھا۔ "بب.... باس۔!"

"خاموش رہو....! اپنے کسی ماتحت کو طلب کر کے فرسٹ ایڈ باکس منگواؤ۔ کیا ڈاکٹر بھی مر گیا۔!"

"نن.... نہیں موجود ہے۔!"

"فوراً طلب کرو....!"

"بب.... بہت اچھا باس....!"

پھر آدھے گھنٹے تک اس کی مرہم پٹی ہوتی رہی تھی۔ کان کی لو کو جوڑ کر ڈاکٹر نے ٹانکے لگائے تھے۔ اس دوران میں ایڈلاوا وہیں ٹھہرا رہا تھا۔

الفروزے کا ماتحت عملہ ایڈلاوا کو پولیس آفیسر ہی سمجھتا رہا تھا۔ ڈاکٹر نے اس واقعے کی وجہ پوچھے بغیر خاموشی سے الفروزے کے احکام کی تعمیل کی تھی۔ اس سے فرصت پا کر پھر اسی کمرے میں آ بیٹھے جہاں الفروزے نے اپنی جی داری کا ثبوت پیش کیا تھا۔ لیکن اب یہ جان لینے کے بعد کہ وہ اتنی دیر تک ایڈلاوا سے ہم کلام رہا تھا بہت زیادہ نروس دکھائی دیتا تھا۔

"کیا تم نے لکو سے شائع ہونے والا کوئی اخبار دیکھا ہے۔!"

"نہیں باس....!"

"یہ دیکھو....!" ایڈلاوا نے جیب سے مڑا تڑا اخبار نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اس میں لکو کے ایک حادثے میں کام آنے والوں کی تصویریں دیکھو یہ ادھر....!" تصویر

دیکھ کر الفروزے نے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا یہ وہی لوگ ہیں جو تم سے جشن ریشم میں الجھے تھے۔!"

"ہر گز نہیں باس....! پتہ نہیں کون ہیں۔ لیکن ایک بہت ہی تشویش ناک خبر ہے میرے پاس۔ یہاں میری نگرانی ہو رہی ہے وہ شبہے میں مبتلا ہیں بظاہر مجھ پر کوئی پابندی نہیں۔ مقامی پولیس مہربانی سے پیش آرہی ہے لیکن نگرانی ہو رہی ہے۔ میں آپ تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور ٹرانس میٹر پر بھی اس کی اطلاع نہیں دے سکتا تھا کیونکہ ہوا کی باتیں کسی کے بس کی نہیں ہوتیں کہیں بھی سنی جاسکتی ہیں۔!"

"تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔!" ایڈلاوا کی سرد مہری پھر پلٹ آئی۔

"پرسوں ایک عورت ہوم ڈیپارٹمنٹ سے آئی تھی اس نے مجھے خود ہی اس آدمی کی تصویر دکھائی تھی جو مجھ سے ٹریسنی پارک میں الجھا تھا۔!"

"اوہ....!" ایڈلاوا پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"بس باس! اس نے کہا کہ وہ صرف اسی آدمی کی شناخت کے لئے مجھ سے ملی ہے ورنہ وہ تو یہ بھی جانتی ہے کہ اسٹیمر حقیقتاً بین الاقوامی خیر اندیش کی ملکیت تھا اور اسلحہ یا دوسرے ملکوں سے چرا کر لائے جانے والے پلوٹونیم کی اسمگلنگ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔!"

"نہیں....!" ایڈلاوا کرسی سے اٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی الفروزے بھی اٹھا تھا۔ ایڈلاوا نے شاید اپنی اس اضطراری حرکت پر پردہ ڈالنے ہی کے لئے ٹہلنا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ رک کر بولا۔ "ہوم ڈیپارٹمنٹ! اس عورت کا حلیہ بتاؤ۔!"

"وہ کوئی فرانسیسی عورت تھی.... نام لوئیسا بتایا تھا۔ ٹاپ سیکرٹ معاملات کے شعبے سے تعلق رکھتی تھی۔" الفروزے بولا۔ پھر اس نے اس کے خدوخال، قد اور وزن سے متعلق بتانا شروع کر دیا تھا۔ لیکن ایڈلاوا ہاتھ اٹھا کر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "تمہیں اچھی طرح یاد ہے نا کہ اس نے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے اپنا تعلق بتایا تھا۔!"

"خوب اچھی طرح یاد ہے۔!"

"لیکن ہوم ڈیپارٹمنٹ میں اس قسم کا کوئی شعبہ نہیں ہے۔ مرکزی انٹیلی جنس یا ملٹری انٹیلی جنس کے علاوہ اور کہیں نہیں ہے یا پھر اُمور خارجہ کے متعلق ہو سکتا ہے۔ یہ شعبہ! دوسری بات

کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں شائد ہی کوئی غیر ملکی عورت کام کرتی ہو۔ خیر میں دیکھوں گا۔!" وہ پھر کرسی پر آبیٹھا اور حسبِ معمول سپاٹ آواز میں بولا۔ "تو وہی آدمی تھا جس کی تصویر اس نے تمہیں دکھائی تھی۔!"

"ہاں....! باس وہی تھا۔!"

"اور وہ اس اخبار میں نظر آنے والے دونوں مردوں میں سے نہیں تھا۔!"

"ہر گز نہیں....! باس قطعی نہیں.... سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"اگر تم اس عورت کی ریکارڈ کی ہوئی آواز سنو تو کیا پہچان سکو گے....؟"

"یقیناً باس! اس کی آواز بھی خاص قسم کی تھی۔!"

"اچھی بات ہے.... جنیوا سے رابطہ قائم کر کے اس پیغام کو سننا جو کسی عورت نے میرے لئے کسی نامعلوم مقام سے ریکارڈ کرایا تھا۔!"

"بہت اچھا باس....!"

"اگر اسی عورت کی آواز ہو تو ٹرانس میٹر پر صرف مجھے ہاں یا نہیں میں جواب دینا۔!"

"بہت بہتر باس....!"

"اور اب اس پوری خبر کو پڑھ ڈالو۔!"

الفروزے نے لکو میں تباہ ہونے والی لانچ سے متعلق خبر جلدی جلدی پڑھ ڈالی تھی اور ایڈلاوا کی طرف دیکھنے لگا تھا۔!

ایڈلاوا بولا۔ "اگر یہ لوگ میک اپ میں بھی ہوں تو کم از کم اس خبر سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ حادثے کے وقت بھی یہ لانچ ہی میں موجود تھے۔ ابھی تک لاشیں نہیں مل سکیں۔!"

"یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا باس....!"

"خیر....! میں دیکھوں گا۔!" ایڈلاوا اٹھتا ہوا بولا۔ "اب میں جا رہا ہوں۔ پوائنٹ بارہ ہی میں فی الحال قیام رہے گا۔ کسی بات کی پرواہ نہ کرو.... تم سب کا تحفظ میری ذمہ داری ہے۔ اپنے کان کا خیال رکھنا۔!"

"آپ کے حکم کی تعمیل مرتے دم تک ہو گی باس....!"

"بس اب آرام کرو....!"

ایڈلاوا اٹھا تھا اور نکلا چلا گیا تھا۔

رحم دل پلوینو نے انہیں اپنا مہمان بنا لیا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا تھا کہ وہ خود سیدھے سادھے لوگ ہیں اور زیادہ مال دار بھی نہیں۔ سیاحت کا شوق رکھتے ہیں۔ لکوا اتنا پسند آیا ہے کہ کچھ دن یہاں قیام کرنا چاہتے ہیں اگر کسی ہوٹل میں ٹھہرے تو اخراجات بڑھ جائیں گے۔ کسی خاندان کے ساتھ رہنے میں بہر حال خرچ کم ہی ہوگا۔ یہ کوئی ایسی معیوب بات بھی نہیں تھی۔ مقامی آبادی کے بہتیرے خاندان پے انگ گسٹس رکھتے ہی رہتے تھے۔ پلوینو نے بھی کبھی کبھار ایسا ہی کیا تھا۔ لیکن آدمیوں کو پرکھے بغیر وہ انہیں مہمان بنانے کا قائل نہیں تھا۔ یہ مہمان اُسے بے حد شریف معلوم ہوئے تھے لیکن صرف یہی دھڑکا لگا رہا تھا کہ کہیں اُس کے بیٹے والی بات باہر نہ پھیل جائے۔ اس نے اپنی بیوی اور بیٹی کو تو پہلے ہی راز دار بنا لیا تھا اور اسی لئے انہوں نے ایسے حالات میں پے انگ گسٹس رکھنے کی مخالفت بھی کی تھی۔ لیکن پلوینو کو عمران کی باتیں پادریوں کی سی لگی تھیں اس لئے اس کا دل اس کی طرف کھینچنے لگا تھا۔ وہ ایک مذہبی آدمی تھا اور جوان العمری میں بھی مذہب سے لگاؤ رکھنے والوں سے وہ بڑا خلوص رکھتا تھا۔

عمران نے اس سے کہا تھا۔ "نہ ہم گوشت کھاتے ہیں اور نہ شراب پیتے ہیں ترکاریوں اور کسی حد تک انڈوں یا مچھلیوں پر گزارہ کر لیتے ہیں۔ البتہ میریانا اٹلی ہی کی باشندہ ہے اور سب کچھ کھاتی پیتی ہے۔!"

"تم شراب بھی نہیں پیتے۔!"

"آپ شراب کی بات کرتے ہیں محترم بزرگ! آپ تو ہمیں بیئر بھی پیتے ہوئے نہ دیکھیں گے کہ اس میں بھی ہلکا سا نشہ ہوتا ہے۔ محض اس لئے اس نے اپنے حواریوں کو گوشت اور شراب سے روکا تھا۔!"

اس پر میریانا ٹھنڈی سانس لے کر بولی تھی۔ "آسمانی باپ مجھے معاف کرے میں شراب بھی پیتی ہوں اور گوشت کے علاوہ کچھ بھی نہیں کھاتی۔!"

"پھر کیا ہوا....؟ صورت سے تم بھی بہت اچھی عورت معلوم ہوتی ہو۔!" پلوینو نے اخلاقاً

کہا تھا اور پھر انہیں دو کمروں ہی تک محدود رہنے کی ہدایت کی تھی۔ صاف کہہ دیا تھا کہ اگر وہ گھر کے دوسرے حصوں میں بھی اٹھنا بیٹھنا چاہیں گے تو اُسے بعض حالات کی بنا پر تکلیف ہوگی۔!

"ہرگز نہیں جناب....! ہمیں ضرورت ہی کیا ہے کہ ہم پورے گھر میں دوڑ لگاتے پھریں۔ آپ ہمیں بے حد مہذب اور شائستہ پائیں گے۔!"

"معاف کرنا غیر یوروپی باشندے عموماً نہیں ہوتے.... تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟"

"ہم مراکشی ہیں....! اور یہ سسلی میں رہتی ہے۔!" عمران نے کہا تھا لیکن اگر ہم خود کو تمہارے معیار کے مطابق نہ رکھ سکیں تو ہمارا سامان اٹھوا کر باہر پھینکوا دینا۔!"

یہ پچھلے دن کی باتیں تھیں۔ لیکن آج تو پلوینو کا یہ عالم تھا کہ بار بار عمران کے پاس آ بیٹھتا اور اپنی مرغیوں سے متعلق گفتگو کرنے لگتا۔ بات دراصل یہ تھی کہ پچھلی رات کھانے کی میز پر عمران نے مرغیوں سے متعلق اپنی معلومات کا اظہار کرتے ہوئے اس کی مرغیوں کی تعریف کرتے ہوئے زمین و آسمان کے قلابے ملا کر رکھ دیئے تھے اور اس وقت وہ اُسے بتا رہا تھا کہ مرغ اور بطخ کے کراس سے کس نوعیت کی نسل پیدا کی جا سکتی ہے۔

"یہ تو ناممکن ہے.... قطعی ناممکن....!" پلوینو نے زور زور سے سر ہلا کر کہا۔

"میں تجربہ کر چکا ہوں معزز بزرگ....!"

"کیسے یقین کر لوں لڑکے...نہ مرغ کو بطخ سے کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے اور نہ بطخ کو مرغ سے۔!"

"سب سے الگ تھلگ دونوں کو ایک جگہ چھ مہینے تک بند رکھئے۔ جھک مار کر ایک دوسرے سے مانوس ہو جائیں گے۔!"

"کیا تم نے یہی کیا تھا....؟"

"بالکل ایک بڑے پنجرے میں بند کر دیا تھا دونوں کو دو تین مہینے تک۔ آپس میں خوب مار کٹائی ہوتی رہی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ مرغا بانگ دینے لگا تھا اور بطخ اس طرح اس کی شکل تکنے لگی تھی جیسے وہ کوئی رومانی نظم سنا رہا ہو۔ پھر چھ ماہ بعد ایک دن بطخ نے انڈا دیا اس کے بعد بھی کئی انڈے دیئے اور پھر اُن انڈوں سے جو شے برآمد ہوئی تھی وہ آگے سے شہزادی اور پیچھے سے کنول کا پھول معلوم ہوتی تھی۔!"

"یقین نہیں آتا۔!"

"مراکش پہنچ کر میں آپ کو ان مرغیوں کی تصویریں ضرور بھجواؤں گا۔!"

"سنو لڑکے....! اگر یہاں یہ تجربہ کامیاب ہو جائے تو جانتے ہو کیا ہو گا....؟"

عمران نے احمقانہ انداز میں سر کو منفی جنبش دی۔

"میں پولٹری فارمز کا بادشاہ کہلاؤں گا۔!"

ادھر عمران اُسے باتوں میں الجھائے ہوا تھا اور دوسری طرف جیمسن اس تاک میں تھا کہ کسی طرح اس کے بیٹے وٹالینی تک پہنچ جائے۔ میریانا اسکیم کے مطابق ماں بیٹی کو باتوں میں لگائے گھر سے باہر نکال لے گئی تھی اور وہ تینوں پولٹری فارم کے قریب کسی بحث میں الجھی ہوئی تھیں۔ جیمسن مکان کی تلاشی لیتا پھر رہا تھا۔

جب وہ واپس آیا تو عمران نے محسوس کر لیا کہ اسے کامیابی ہو گئی ہے۔

"تم کہاں تھے بھائی....!" پلوینو نے جیمسن کو دیکھ کر کہا۔ یہاں بے حد دل چسپ گفتگو ہو رہی تھی۔!"

"میں ذرا چہل قدمی کے لئے نکل گیا تھا۔ موسم اچھا ہو رہا ہے۔!"

"ہاں....ہاں....خوب گھومو پھرو....کھاؤ پیو تا کہ کسی قدر تندرست ہو کر گھر پہنچو۔!"

"ہاں....ہاں! بزرگ پلوینو ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ جیمو جھینگے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"جیمو جھینگے....!" پلوینو مسکرایا تھا۔ انہوں نے ابھی تک اسے دانت نکال کر ہنستے نہیں دیکھا تھا۔

"اچھا اب میں اٹھوں کچھ کام ہی کر ڈالوں....جب سے تم لوگ آئے ہو صرف باتیں ہی کرتا رہتا ہوں۔!"

اس کے چلے جانے پر دونوں نے اردو میں گفتگو کا آغاز کیا تھا۔ جیمسن نے اسے اطلاع دی کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے۔!

"وہ دن تہہ خانے میں گزارتا ہے۔ رات کو اوپر آکر اپنی مخصوص خواب گاہ میں سوتا ہے۔!"

"تمہیں دیکھ کر بھڑکا تو ہو گا۔!"

"بہت زیادہ....! حملہ کرنے کے لئے ڈنڈا اٹھا لیا تھا۔ لیکن جب میری آواز سنی تو جہاں تھا وہیں رہ گیا۔!"

"تم نے پوائنٹ نمبر بارہ کے لئے بھی کچھ مزید پوچھا تھا۔!"

"پوچھا تھا اس نے کہا کہ الفروزے کے علاوہ جہاز پر شاید ہی کوئی جانتا ہو۔!"

"تم نے اسے میریانا کے بارے میں تو نہیں بتایا کہ وہ کون ہے۔!"

"آپ سے پوچھے بغیر میں اُس سے متعلق کوئی گفتگو کر ہی نہیں سکتا تھا۔ بس ہے ایک لڑکی بھی ہمارے ساتھ۔!"

"بہت اچھا کیا....ابھی ہمیں اُس پر پوری طرح اعتماد نہیں کر لینا چاہئے۔!"

"وہ تو کرنا ہی پڑے گا جناب....! آخر ہم اُس کے گھر ہی میں تو مقیم ہیں۔! پھر آپ ہی نے تو کہا تھا کہ ہم اس پر اعتماد کر سکتے ہیں۔!"

"کر بھی سکتے ہیں....اور نہیں بھی۔!"

"خیر ماریئے گولی....! کیوں نہ آپ میریانا سے پوائنٹ نمبر بارہ سے متعلق گفتگو کریں۔ اُس پر تو آپ کو پورا پورا اعتماد ہے۔!"

"اگر اُسے علم ہوتا تو سیدھی وہیں جاتی....الفروزے کو اصل واقعہ بتا کر خود کو ہلاکت میں نہ ڈالتی....ایڈلاوا نے میریانا پر صرف اسٹیمر کی حد تک اعتماد کیا تھا ہو سکتا ہے۔!" وہ مزید کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ کیونکہ میریانا بھی واپس آگئی تھی۔

"کیا اس سے ملاقات ہو سکی....!" اس نے آتے ہی پوچھا۔

"ہاں....!" عمران اُسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "ریڈیو آپریٹر ہونے کی بناء پر وہ کچھ ایسے مقامات کے نام جانتا ہے جن پر ایڈلاوا سے لاسلکی رابطہ قائم کیا جاتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ جب تم جہاز پر پہنچی تھیں اُس وقت ایڈلاوا پوائنٹ نمبر بارہ میں تھا۔!"

"اگر ایسی بات ہے تو میں بھی نہ بتا سکوں گی کی پوائنٹ نمبر بارہ کہاں ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے اسٹیمر کے کم از کم دو افراد کو اس کا محل وقوع ضرور معلوم ہو گا۔ ایک الفروزے اور دوسرا ہیلی کاپٹر کا پائیلٹ۔!"

"پائیلٹ کا کیا نام ہے۔!"

"نام نہیں جانتی....پہلے ہی بتا چکی ہوں۔!"

"لیکن وٹالینی پلوینو کا نام جانتی تھیں....صرف پلوینو ہی کے حوالے پر چونک پڑی

تھیں۔!" جیمسن بول پڑا۔

"اچھا تو اب تم لوگ میرے متعلق بھی شبہات میں مبتلا ہونے لگے ہو۔!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"تم فضول بکواس مت کرو..... عمران نے جیمسن سے سخت لہجے میں کہا۔

میریانا بولی۔ "وٹالینی ریڈیو آفیسر تھا۔ ہیڈ کوارٹر سے وہی لاسلکی رابطہ قائم رکھتا تھا۔ اس لئے اس کا نام جاننا میرے لئے ناممکن نہیں ہے۔ ایڈلاوا ہی کی زبانی پلوینو کا نام بارہا سنا ہوگا۔!"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ مجھے یقین ہے۔ پتہ نہیں پائیلٹ بھی مرنے والوں کی فہرست میں شامل ہے یا خوش قسمتی سے بچ گیا ہے۔ الفروزے سے کچھ اگلوا لینا بے حد مشکل ہوگا۔!" پھر وہ تینوں خاموش ہو کر اپنی اپنی جگہ کچھ سوچنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد جیمسن بولا۔ "وٹالینی کہہ رہا تھا کہ کب تک اس طرح چھپا رہوں گا۔ مجھ سے درخواست کی تھی کہ اگر ہم لوگ میک اپ کے ایسے ہی ماہر ہیں تو اس پر بھی کرم کریں۔ اس کی شکل بھی تبدیل کر دیں اور وہ اٹلی ہی نکل بھاگے۔ اسی طرح اس کی جان بچ سکے گی ورنہ وہ بھی سچ مچ جہاز کے ساتھ غرق ہو جانے والوں ہی کی فہرست میں شامل کر دیا جائے گا۔!"

"پھر تم نے کیا کہا۔!" عمران نے پوچھا۔

"یہی کہا کہ میک اپ کچا کام ہے..... یا تو آدمی خود میک اپ کرنا جانتا ہو کہ جب بگڑے سنبھال لیا جائے یا پھر ایسا کوئی آدمی ساتھ ہو جو اس پر نظر رکھے۔ بہر حال میں نے اسے مشورہ دیا ہے کہ قدرتی طور پر ہی بننے کی کوشش کرے۔ چھ ماہ میں ڈاڑھی بھی جھاڑ جھنکاڑ ہو جائے گی اور سر پر سندر بن اگ آئے گا اور وہ چرس کے دم لگاتا ہوا نہایت آسانی سے سرحد پار کر سکے گا۔!"

"میں تمہیں متبنیٰ تو کر ہی چکا تھا۔ آج ہی منقولہ و غیر منقولہ جائیدادیں بھی تمہارے نام منتقل کر دیں۔!" عمران اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "میں یہی چاہتا تھا کہ جب تک کامیاب نہ ہو جاؤں وہ آسمان نہ دیکھنے پائے۔!"

"تم دونوں پھر بربر ہو گئے۔!" میریانا جھنجھلا کر بولی۔ "کیا بکواس کرتے رہے ہو... مجھے بتاؤ۔!"

"میں اس سے کہہ رہا تھا کہ تم اور میریانا یہیں آرام کرو اور میں ذرا ٹریمیزو تک ہو آؤں۔!"

"میں ہر حال میں ساتھ چلوں گی۔!"

"بے وقوفی کی باتیں نہ کرو.... سب مارے جائیں گے اس طرح۔!"

"میرا اطمینان نہیں ہوتا۔!"

"اچھا بھئی چلنا تم بھی۔!"

ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ اب تنہا ہی کام کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ اسی رات کو وہ انہیں سوتا چھوڑ کر نکل کھڑا ہوا۔ رات ایک بورڈنگ ہاؤز میں بسر کی اور دوسری صبح ایک مسافر بردار بڑی لانچ میں بیٹھ کر ٹریمیزو کی طرف روانہ ہو گیا۔ میک اپ میں پھر تبدیلی کی تھی یعنی جیمسن یا میریانا بھی دیکھتے تو نہ پہچان سکتے۔ ٹریمیزو میں یہ معلوم کر لینا مشکل کام نہیں تھا کہ الفروزے اپنے ہاتھوں سمیت کہاں مقیم ہے۔!

الفروزے نے عورت کا پیغام سنا تھا اور ایڈلاوا کو اطلاع بھجوا دی تھی کہ یہ اُسی عورت کی آواز ہے جس نے اس سے احمق طالب علم کے بارے میں گفتگو کی تھی۔

الفروزے یہاں شدت سے بور ہو رہا تھا۔ اس پر عمارت سے باہر نکلنے کی پابندی نہیں عائد کی گئی تھی۔ لیکن یہاں کی سوسائٹی میں وہ جانی پہچانی شخصیت نہیں تھا۔ عام طور پر لوگ اس سے کترا کر نکل جایا کرتے۔ تفریحات کے عادی اگر ایسے حالات سے دوچار ہوں تو ان کا دم گھٹنے لگتا ہے۔ انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے زمین و آسمان کے بیچ میں بھنچ کر رہ گئے ہوں۔ اس لئے آج وہ شام ہونے سے قبل ہی اپنے نائب کو ساتھ لے کر عمارت سے نکل پڑا تھا۔

"یہ حالت کب تک برقرار رہے گی جناب....؟" نائب کپتان نے اس سے پوچھا۔

"جب تک باس چاہے گا ارے ہم کوئی مجبور ہیں۔ جب چاہوں یہ قصہ ختم ہو سکتا ہے۔ لیکن فی الحال باس یہی چاہتا ہے۔ اس کی اپنی کوئی مصلحت ہو گی۔ دنیا کے بہت بڑے مدبروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔!"

"بے شک بے شک....! لیکن ہائے ٹریسنی....!"

"مت نام لو....!" الفروزے بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے بچہ ماں کی گود سے چھن گیا ہو۔!"

"آپ تو وہاں کے بادشاہ لگتے تھے جناب....!"

"مت یاد دلاؤ.... مگر یہاں کس بُری طرح لوگ مجھے دیکھتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے میں ان کی بستی پر تباہی لانے والا ہوں۔!"

"دیکھنے دیجئے.... آپ ہر معاملے میں غیر معمولی ہیں جناب....!"

الفروزے کچھ نہ بولا۔ اس نے ایک ہوٹل کے سامنے گاڑی روک دی تھی اور وہ عمارت کے عقب میں دور تک پھیلے ہوئے سرسبز باغ میں آئے تھے جہاں بے شمار میزیں پھولوں کے تختوں کے درمیان لگی ہوئی تھیں۔ سیاحوں کی بھیڑ تھی۔ سیاہ فام نسلوں کی تندرست اور سفید پوش عورتیں سرو کر رہی تھیں۔ اپنے بے داغ سفید ملبوسات میں کچھ اور زیادہ نمایاں ہو گئی تھیں۔

ان دونوں نے ایک مناسب سی میز تلاش کی اور اس کے گرد بیٹھ گئے۔ سرو کرنے والی ایک عورت ان کی جانب لپکی تھی۔ الفروزے نے مینو دیکھ کر شراب اور گزک کا انتخاب کیا۔ اس سلسلے میں اس نے اپنے نائب کی رائے بھی معلوم کی تھی۔

"آپ اپنے سارے ماتحتوں کی روحوں تک سے واقف ہیں۔ آپ نے وہی سب کچھ منتخب کیا ہے جس پر میری جان جاتی ہے۔!" نائب گھگھیایا تھا۔

آرڈر پلیس کر دیا گیا اور وہ عورت چلی گئی۔ الفروزے چاروں طرف نظریں دوڑا کر بالآخر بولا۔ "وہ جو پیچھے لگا ہوا تھا یہاں بھی موجود ہے.... خیر دیکھا جائے گا۔ تم مڑ کر ادھر اُدھر دیکھنے کی کوشش نہ کرنا.... میں انہیں لاعلم رکھنا چاہتا ہوں کہ اُن کی حرکتوں سے واقف ہیں۔!"

"آخر اب ہماری نگرانی کیوں ہو رہی ہے....؟"

"ان کے ذہن ہماری طرف سے صاف نہیں ہیں اور نہ ہوں گے جب تک کہ عدالت میں یہ نہ ثابت ہو جائے کہ فرم کے کسی کاروباری حریف نے ہمیں پھنسانے کی یہ سازش کی تھی۔ نیوی نے اسٹیمر کے کئی ٹکڑے جھیل کی تہہ سے نکالے ہیں۔ فرانسیسی ساخت کی درجنوں رائفلیں صحیح حالت میں ان کے ہاتھ لگی ہیں۔ ایسی صورت میں تم خود سوچو کیا کچھ نہ ہو جانا چاہئے۔!"

دفعتاً بائیں جانب سے آواز آئی۔ "گائیڈ تو نہ چاہئے سی نور....!"

الفروزے چونک کر مڑا.... ایک نہایت خوش لباس اور جوان العمر آدمی نے اسے مخاطب کیا تھا۔

"کیا ہم دونوں تمہیں سیاح لگتے ہیں....؟" الفروزے نے مسکرا کر پوچھا۔

"معافی چاہتا ہوں جناب اگر ایسا نہ ہو.... لیکن مجھ سے غلطی اس لئے سرزد ہوئی کہ آپ دونوں غیر ملکی ہیں۔!"

"اس کے باوجود بھی ہمیں گائیڈ چاہئے۔!" الفروزے خالی کرسی کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "بیٹھ جاؤ۔!"

"شکریہ جناب....!" وہ بیٹھتا ہوا بولا۔

"لیکن یہاں دلاکار لوٹا اور کسی قدر خوب صورت ساحل کے علاوہ اور رکھا ہی کیا ہے جس کے لئے ہمیں گائیڈ کی ضرورت ہو گی۔!"

"اگر آپ صرف عمارتیں اور سواحل دیکھنے آئے ہیں تو میں اپنی پیش کش بصد افسوس واپس لیتا ہوں۔!"

"پھر کیا دکھاؤ گے....؟"

"آدمی....! بلکہ ایسی آدم زادیاں جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر ایک نئی دنیا ہو گی۔!"

"اچھا....اچھا....!" الفروزے نے قہقہہ لگایا۔ "تم اس قسم کے گائیڈ ہو....!"

"اور کیا جناب.... اینٹوں اور پتھروں کے ڈھیر میں کیا رکھا ہے۔ خواہ وہ پہلی صدی عیسوی ہی سے کیوں نہ تعلق رکھتا ہو۔ یہ جھیل اور اُس کے ساحل بھی لاکھوں سال پرانے ہیں۔ میں تو آپ کو وہ نایاب جزیرے دکھاؤں گا، جو آج ہیں کل نہ ہوں گے یا اگر ہوں گے بھی تو اس قابل نہ رہ جائیں گے کہ ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا کیا جا سکے۔!"

"ارے تم شاعر معلوم ہوتے ہو.... بیٹھو.... بیٹھو بیٹھے رہو.... میں صرف باتیں کرنے کا معاوضہ ادا کر کے بھی خاصی خوشی محسوس کروں گا۔ ایک لطیفہ یاد آیا۔!" لطیفے کے نام پر گائیڈ ہمہ تن توجہ بن گیا اور الفروزے کو اس کی یہ ادا بھی پسند آئی۔ وہ لطیفہ شروع ہی کرنے والا تھا کہ طلب کی ہوئی اشیاء پہنچ گئیں اور الفروزے اس ناوقت دخل اندازی سے بور ہو گیا۔ اس پر گائیڈ نے بھی سرو کرنے والی عورت کو کینہ توز نظروں سے دیکھا تھا۔

"تم کون سی پیتے ہو....؟" الفروزے نے گائیڈ سے پوچھا۔

"آپ ہی شغل فرمائیں سی نور.... میں صرف سونے سے قبل تھوڑی سی پیتا ہوں....اگر

اس وقت ذرا سی بھی پی لی تو یہاں آپ کے پاس بیٹھنے کے قابل نہیں رہ جاؤں گا۔ میرا سسٹم ہی کچھ ایسا ہے۔ تھوڑی سی مقدار بھی مجھے ڈریکولا بنا دیتی ہے۔!"

"اچھا اچھا.... تو جو دل چاہے کھاؤ۔!"

"بہت بہت شکریہ سی نور.... لیکن اس عورت نے مجھے دلچسپ لطیفے سے محروم کر دیا۔!"

"پرواہ مت کرو....! میں لطیفوں کا شہر ہوں۔!" الفروزے خوش دلی سے بولا پھر تھوڑی دیر بعد لطیفے شروع ہوئے تھے اور گائیڈ پیٹ دبائے بری طرح ہنس رہا تھا۔

"مم.... میں.... مر جاؤں گا ہنستے ہنستے.... ارے.... ارے.... ہوں....!"

الفروزے مگن ہو گیا تھا۔ ٹریسنی والا الفروزے جاگ اٹھا تھا۔ لیکن اس کا نائب گائیڈ کو ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ بالآخر ایک جگہ اسے موقع مل ہی گیا اور اُس نے اسپینی میں کہا۔ "جناب....! کہیں یہ بھی نگرانی کرنے والوں میں سے نہ ہو۔!"

"ہوگا.... جہنم میں جائے.... لیکن ہے زندہ دل آدمی.... مجھے محظوظ ہونے دو۔ نگرانی کرنیوالے میری کھوپڑی پر بھی سوار ہو جائیں تو میرا کیا بگاڑ لیں گے۔ اس وقت مجھے بور نہ کرو۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

اس گفتگو کے دوران میں گائیڈ کبھی نائب کی شکل دیکھنے لگتا تھا اور کبھی الفروزے کی۔

"ہم دونوں اسپینی ہیں....!" الفروزے نے گائیڈ سے کہا۔ "یہ کہہ رہا تھا کہ کہیں یہ آدمی کوئی دھوکے باز نہ ہو.... ہمیں ٹھگ نہ لے۔!"

گائیڈ ہنس پڑا اور بولا۔ "اگر آپ چاہیں تو اسی ہوٹل سے شہادت مہیا کر دی جائے کہ میں ایک ایماندار گائیڈ ہوں۔!"

"ارے نہیں.... اس کی ضرورت نہیں.... دراصل اسے اس بناء پر شبہ ہوا کہ ان اطراف میں لوگ مجھ سے دور دور رہتے ہیں۔ کیا میں صورت سے اتنا ہی خوفناک لگتا ہوں۔!"

"اس میں تو شک نہیں جناب کہ آپ کی ظاہری شخصیت دل دہلا دینے والی ہے۔ لیکن میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اندر سے اتنا باغ و بہار آدمی پہلے کبھی میری نظروں سے نہیں گزرا۔ ویسے جناب خوفناک شکلیں میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ میں نے اپنی زندگی کے تین سال جنوبی افریقہ میں گزارے ہیں اور زیادہ تر خوفناک شکلوں ہی کے درمیان رہا ہوں۔ اپنے اس

بیان کی تصدیق بھی یہیں اسی ہوٹل میں کرا سکتا ہوں۔!"

"اس کی ضرورت نہیں..! مجھے یقین ہے۔!" الفروزے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"شکریہ جنابِ عالی....! بس میری ایک بدنصیبی ہے کہ انگلش کے علاوہ اور کوئی زبان نہ سیکھ سکا ورنہ آپ کے ساتھی کو اسپینی ہی میں جواب دیتا۔ میں بھی لوگو بارڈ بادشاہوں کی نسل سے ہوں جن کا آہنی تاج مونزا کی ٹریژری میں رکھا ہوا ہے۔ وہ آہنی تاج جسے چارلس پنجم اور نپولین بھی پہن چکے ہیں۔!"

"میں وہ تاج تمہیں بھی پہناؤں گا۔!" الفروزے قہقہہ لگا کر بولا۔

"اپنے اس بیان کی تصدیق بھی اسی ہوٹل سے کرا سکتا ہوں۔!"

"ارے نہیں.... تم سچ مچ بُرا مان گئے.... مجھے یقین ہے لیکن اگر اب تم نے اپنے کسی بیان کی تصدیق کرانے کی کوشش کی تو میں تمہیں اٹھا کر سڑک پر پھینک آؤں گا۔!"

اس لطیفے پر بھی گائیڈ دل کھول کر ہنسا تھا۔

"میری طرف سے بھی معذرت قبول کرو۔!" نائب نے اطالوی میں کہا۔

"کوئی بات نہیں....! آپ نے ٹھیک کہا تھا۔ ہر ایک پر آنکھیں بند کر کے اعتماد بھی نہ کر لینا چاہئے۔ اصولی بات ہے۔ لیکن مجھے تو بہر حال دھچکا لگا تھا جبکہ میں ثابت کر سکتا ہوں۔!"

"بس!" الفروزے ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کچھ ثابت کرنے کی کوشش کا بھی وہی انجام ہوگا جس کا حوالہ تصدیق کرانے کے سلسلے میں دے چکا ہوں۔!"

"سی نور آپ سے زیادہ زندہ دل آدمی شاید ابھی تک میری نظر سے نہیں گزرا۔!"

"فضول باتوں میں وقت نہ ضائع کرو.... ہمیں ان جزیروں تک لے چلو جن کا ذکر تم نے کیا تھا۔!"

"ضرور.... ضرور.... سی نور.... لیکن ہم گاڑی پر نہیں جائیں گے۔ بس ٹہلتے ہوئے ورنہ جہاں میں کسی کی گاڑی میں بیٹھا وہاں مقامی پولیس کا کوئی سفید پوش میرے پیچھے لگ گیا۔!"

"وہ کیوں....؟"

"ان لوگوں کا خیال ہے کہ میرے جزیرے بہت ہی اسپیشل قسم کے ہیں یعنی میں گھریلو جزیروں کو ورغلاتا ہوں۔!"

"تو کیا ایسا ہی ہے۔!" الفروزے نے آہستہ سے پوچھا۔

"بوڑھے سمندروں سے گھرے ہوئے لہلہاتے جزیرے۔!"

"واہ.... کیا شاعری ہے....!" الفروزے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

گائیڈ کے حلق سے ہلکی سی کراہ نکلی تھی اور اپنا شانہ سہلاتا ہوا بڑبڑایا تھا۔ "جیسے پہاڑ آگرا ہو۔!"

"معاف کرنا دوست.... میں بہت جلد بے تکلف ہو جاتا ہوں۔!"

"لہٰذا مجھے قدرے دور بیٹھنا چاہئے....!" گائیڈ اپنی کرسی کسی قدر پیچھے ہٹاتا ہوا بولا۔ "ورنہ پھر تھوڑی دیر بعد آپ کو ان جزیروں تک کون لے جائے گا۔!"

الفروزے نے بہت زیادہ محظوظ ہو کر قہقہہ لگایا تھا۔

پھر کچھ دیر بعد وہ وہاں سے اٹھے تھے اور ٹہلتے ہوئے ایک جانب چل دیئے.... الفروزے نے اپنی گاڑی ہوٹل کے سامنے ہی پارک رہنے دی تھی۔ کچھ دور چلنے کے بعد گائیڈ ٹھٹکا تھا۔

"کیوں چلتے کیوں نہیں۔!" الفروزے اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"مجھے حیرت ہے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔!"

"کیا نہیں ہوا تھا....!"

"سیاحوں کو عموماً ٹہلتا ہی ہوا لے جاتا ہوں۔ لیکن پیدل کبھی میرا تعاقب نہیں کیا گیا۔ تعاقب تبھی ہوتا ہے جب میں غلطی سے کسی گاڑی میں بیٹھ جاؤں۔!"

"ارے تم چلو.... دیکھا جائے گا۔!"

"آپ کے لئے ذاتی طور پر میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں لیکن کسی گھرانے کی بدنامی میرا پورا کیریئر تباہ کر دے گی۔!"

الفروزے نے مڑ کر دیکھا تھا اور اُسے وہی آدمی دکھائی دیا تھا جو شروع ہی سے خود اُن کا تعاقب کرتا رہا تھا۔ انہیں رکتا دیکھ کر ہی شائد اس نے بائیں جانب جھک کر سگریٹ سلگانے کی اداکاری شروع کر دی تھی۔ الفروزے بُرا سا منہ بنا کر پھر گائیڈ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"ایسے گھرانے ہیں کہ مالی مشکلات کی بناء پر جزیرے نہیں بنے ہیں بلکہ بوڑھے سمندروں نے انہیں جزیرہ بنایا ہے.... یقین کیجئے.... معزز گھرانے ہیں۔!"

"اچھا واپس چلو....!" الفروزے کچھ سوچتا ہوا بولا۔

وہ ہوٹل کی طرف واپسی کے لئے مڑے تھے۔

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم کسی کو میری قیام گاہ تک لاؤ۔!"

"ممکن تو ہے لیکن اُس کے لئے مخصوص اوقات ہوں گے ہر وقت ممکن نہیں ہے۔ پتہ نہیں کس کو کون سا وقت سوٹ کرے غالباً آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔!"

"میں سمجھ گیا....!" الفروزے گاڑی کے قریب پہنچ کر رکتا ہوا بولا۔ "میں تمہیں اپنا خصوصی کارڈ دے رہا ہوں اور اس کی پشت پر موجودہ پتہ لکھے دیتا ہوں.... جب موقع ملے چلے آنا.... جسے بھی کارڈ دکھاؤ گے فوراً پہنچا دے گا۔!"

اس نے کارڈ کی پشت پر پتہ لکھ کر گائیڈ کی طرف بڑھا دیا تھا۔

"آپ مجھے ہمیشہ یاد رکھیں گے جناب اور جب بھی ادھر آئیں گے آپ کو میری تلاش ہوگی۔"

"اب دیکھنا ہے کیا کارنامہ انجام دیتے ہو۔" کہتے ہوئے الفروزے نے بے خیالی میں ہاتھ اٹھایا تھا۔ شاید شانے ہی پر مارنے کا ارادہ تھا۔ لیکن گائیڈ ایسے بوکھلائے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹا کہ الفروزے کو بے ساختہ ہنسی آگئی اور گائیڈ بھی کھسیانی سی ہنسی ہنستا رہا۔ الفروزے کا نائب بھی اس پچویشن سے خاصا محظوظ ہوا۔

وہ گاڑی میں بیٹھے تھے اور گاڑی آگے بڑھ گئی تھی۔ گائیڈ نے تعاقب کرنے والے کو بھی دوسری گاڑی میں بیٹھ کر ان کے پیچھے جاتے دیکھا۔ عجیب سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر کھیلنے لگی اور پھر وہ ہوٹل کی عمارت کی طرف بڑھ گیا تھا۔

۞

اس دریافت پر کہ عمران رات کو کسی وقت چپ چاپ وہاں سے کھسک گیا تھا۔ میریانا نے خاصا ہنگامہ برپا کر دیا۔ کبھی جیمسن پر چڑھ دوڑتی اور کبھی چیخ چیخ کر رونے لگتی۔ بوڑھا پلوینو، اس کی بیوی اور بیٹی، سبھی اُن کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے تھے۔

"کیا دھوکا دے کر کوئی چیز اڑا لے گیا....؟" مسز پلوینو نے میریانا کے شانے پر ہاتھ رکھ کر ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔ لیکن وہ کچھ نہ بولی۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!" بوڑھے نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "فرشتے چور نہیں ہوتے۔ ایسا صالح جوان آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔!"

ان لوگوں کی موجودگی میں میریانا نے بالکل چپ سادھ لی تھی۔ ورنہ اس سے پہلے تو اس پر دیوانگی کے دورے سے پڑتے رہے تھے۔

"بات یہ نہیں ہے....!" جیمسن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "وہ تنہا موزنا جانا چاہتا تھا۔ میریانا چاہتی تھی کہ وہ بھی اس کے ساتھ جائے لیکن وہ اڑ گیا اپنی بات منوانے پر.... یہ نہیں مانی تو چپ چاپ چلا گیا۔!"

"آخر کیوں اڑ گیا اپنی بات پر....!" مسز پلوینو نے کہا۔

"دیکھئے محترمہ....! وہ مذہبی جنونی قسم کا آدمی ہے بس جو کچھ بھی سر میں سما جائے۔ ولیوں اور نبیوں کے قصے پڑھتا رہتا ہے اور انہیں کے سے انداز میں عبادت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ موزنا میں کوئی گرجا ہے۔ ہاں وہ ملکہ ڈولنڈا کا گرجا گھر ہے شاید....!"

"ہاں.... ہے تو پھر؟"

"غالباً تیسری صدی عیسوی میں کسی ولی نے جن کا نام مجھے یاد نہیں ٹھیک اسی جگہ دس سال تک اس طرح عبادت کی تھی کہ ان کے شانوں پر گرد جمتے جمتے گھاس اگ آئی تھی۔!"

"مجھے تو نہیں معلوم کون تھا وہ ولی....!" پلوینو بول پڑا۔

"مجھے کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے مذہب سے.... اسی کی زبانی ایسے قصے سن کر ذہن میں محفوظ رہ جاتے ہیں۔ ہاں ملکہ ٹیوڈولنڈا نے شائد اس ولی کی عقیدت مند ہونے کی بناء پر اس جگہ گرجا تعمیر کرایا تھا۔!"

"ارے آخر مجھے اتنی معلومات کیوں نہیں۔!" پلوینو نے جھنجھلا کر اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا تھا۔

"کسی کو بھی نہیں ہو سکتیں علاوہ ان کے جو قدیم لائبریریوں میں گھس گھس کر سینکڑوں سال پرانے قلمی نسخے پڑھا کرتے ہیں۔ بہر حال اس نے ایسی ہی کسی کتاب میں اس ولی کے طریق عبادت کے بارے میں کچھ پڑھا تھا اور یہاں آنے سے قبل مجھ سے کہا تھا وہ موزنا ضرور جائے گا۔

اس ملکہ کے گرجا گھر کے دروازے پر کم از کم سات دن تک بالکل اُسی طرح عبادت کرتا رہے گا جس طرح اس ولی نے کی تھی۔!"

"دیکھا تم نے۔!" پلوینو نے اپنی بیوی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اس کالے دور میں تم اُسے فرشتہ نہ کہو گی تو اور کیا کہو گی.... ایسے حالات میں وہ بھلا میریانا کو اپنے ساتھ کیسے لے جاسکتا۔!"

میریانا دونوں ہاتھوں سے منہ چھپائے ہوئے دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ شاید اُسے جیمسن کی اس بکواس پر غصہ آ گیا تھا اور وہ اپنے جذباتی تغیر کو ان لوگوں سے چھپانا چاہتی تھی۔

"اب مت چھیڑنا اُسے۔!" پلوینو جیمسن کی طرف دیکھ کر آہستہ سے بولا۔

"آہستہ آہستہ....! معمول پر آجائے گی۔ کیا دونوں شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔!"

جیمسن نے مغموم انداز میں سر کو اثباتی جنبش دی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عمران کو ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ لیکن پھر اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران دوسروں کے مقابلے میں کہیں زیادہ منطقی شعور رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی حالات کا رخ بسا اوقات اسے بھی مجبور کر دیتا ہے کہ وہ مصلحت کوشیوں کو بالائے طاق رکھ کر اندھی چالیں چلنا شروع کر دے۔ بہر حال اس نے ایسے معاملات میں بھی اسے سو فیصد کامیاب ہی ہوتا دیکھا تھا۔ یقیناً اس نے کوئی اہم فیصلہ کر لیا تھا اسی لئے اس طرح تنہا نکل کھڑا ہوا تھا کبھی کبھی جیمسن نے یہ بھی دیکھا تھا کہ عمران نے محض اس لئے چوٹ کھائی تھی کہ اسے اپنے ہی کسی ساتھی کا بچاؤ کرنا پڑ گیا تھا۔ لہٰذا جب وہ کوئی حتمی فیصلہ کر لیتا تھا تو پھر تنہا ہی کسی کیس کو نپٹانے نکل کھڑا ہوتا تھا۔ لیکن آخر وہ اس بے وقوف عورت کو کس طرح سمجھائے۔!

وہ سوچتا اور بور ہوتا رہا۔ پھر کسی آہٹ پر چونک پڑا تھا۔ مڑ کر دیکھا تو وٹالینی کی بہن سلویا کھڑی اسے گھورے جا رہی تھی۔

"سی نوریٹا....!" جیمسن احتراماً کھڑا ہو کر بولا۔

"ہاں....!" وہ معصومانہ سنجیدگی سے بولی۔ "سادہ لوح آدمیوں کو مزید بیوقوف بنانا کہاں کی انسانیت ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا سی نوریٹا....!"

"پاپا کو یقین آ گیا ہو گا تمہاری کہانی پر.... مجھے نہیں آیا۔!"

"یقین تو مجھے بھی نہیں ہے۔!" جیمسن بڑے خلوص سے بولا۔ "میں نے اپنے دوست کا بیان دہرایا تھا۔ قلمی کتاب میں خود میں نے اس عبادت گزار بزرگ کا قصہ نہیں پڑھا۔!"

دفعتاً عقب سے میریانا کی آواز آئی۔ "مجھے اس کا افسوس نہیں ہے کہ وہ مجھے ساتھ کیوں نہیں لے گیا آخر مجھے لاعلمی میں رکھ کر کیوں چلا گیا۔!"

"یعنی تمہیں بھی ولی والے قصے پر یقین ہے....!" ثاریا نے حیرت سے کہا۔

"مجھے یقین ہے وہ جھوٹ نہیں بولتا۔ اتنا ہی معصوم ہے جتنا نظر آتا ہے۔ کٹر مذہبی ہے.... میں اُسے اپنی آنکھوں سے اس لئے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتی کہ کہیں وہ کسی چالاک عورت کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔!"

"اگر یہ بات ہے تو تم حق بجانب ہو....!" ثاریہ خفیف سی ہو کر بولی۔

"بیٹھ جاؤ.... تم کھڑی کیوں ہو....!" میریانا نے کہا اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ان کے قریب بیٹھ گئی۔ جیمسن سوچ رہا تھا کہ پلوینو خود اپنی "چوزی" کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی۔ ورنہ یہ بھی خاصی تندرست ہوتی۔ اتنی دبلی پتلی اور کلاسیکی کمر رکھنے والی ہرگز نہ نظر آتی۔ اسے اس کی آنکھوں کی غم آلود نرمی بہت پسند تھی۔ اور ستواں ناک کے نیچے دہانے کی اطالوی کلاسیکی تراش کا کیا کہنا.... بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی قدیم مصور کی تصویر میں جان پڑ گئی ہو۔

"ویسے مجموعی طور پر تم لوگ بہت اچھے ہو۔!" ثاریہ نے جیمسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کچھ دیر قبل کہے ہوئے الفاظ واپس لیتی ہوں۔!"

"ہم آزاد خیال بھی ہیں اتنی جلدی بُرا نہیں مان جاتے۔!" جیمسن بولا۔ "تم بالکل پرواہ نہ کرو....!"

پھر ثاریہ کو کوئی ضروری کام یاد آ گیا تھا اور وہ اٹھ کر چلی گئی تھی۔

"گڑبڑ کر دی تم نے....!" جیمسن نے میریانا سے شکوہ کیا۔

"میں نہیں چاہتی کہ وہ ہماری طرف سے بدگمان ہو.... یقین کرو جیمو....! میں اس کے لئے اتنی ہی پریشان تھی کہ مجھ پر ہسٹیریا قسم کا دورہ پڑ گیا تھا۔!"

"وہ اتنا خوش نصیب ہے کہ میں کیا بتاؤں....!" جیمسن نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "آج تک میری کسی نے پرواہ نہ کی۔!"

"دل چھوٹا نہ کرو....!" وہ مغموم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔ "کسی نہ کسی عورت کی ممتا تمہارے لئے بھی جاگے گی۔!"

"ممتا....!" جیمسن نے بھنا کر آنکھیں نکالیں۔

"ہاں کسی بھی عورت کی محبت میں پچھتر فیصد ممتا بھی شامل ہوتی ہے اور جب خود ماں بنتی ہے تو وہ پچھتر فیصد ممتا بچے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے لیکن یقین کرو کہ پچیس فیصد ممتا بچے کے باپ کے لئے پھر بھی برقرار رہتی ہے۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ محبت میں ارتھمیٹک بھی چلتی ہے۔!"

"یہی سمجھ لو....!"

جیمسن اپنے دونوں کان پکڑ کر بولا۔ "اب محبت کا نام کبھی نہ لوں گا۔ میری تعلیم اسی لئے مکمل نہ ہو سکی کہ مجھے ارتھمیٹک سے سخت نفرت تھی۔ لیکن یہ لڑکی ثاریہ مجھے بہت اچھی لگی ہے۔!"

"مایوس ہو جاؤ.... کسی منطقی جواز کے بغیر کسی مرد کی طرف نہیں جھکے گی۔ اس کی پیشانی پر تحریر ہے۔!"

"میری پیشانی پر بھی کچھ تحریر ہے یا نہیں۔!"

"میرا دھیان بٹانے کی کوشش نہ کرو.... میں اس کے لئے بے حد پریشان ہوں۔ ایڈلاوا ہنسی کھیل نہیں ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس کی اصل شکل کیسی ہے....؟"

"کیا مطلب....؟"

"ایڈلاوا محض ایک نام ہے حکام اسے کسی شکل میں پہنچانتے ہیں اور اس کے ماتحت کسی شکل میں۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"ایک بار مجھے اتفاق ہوا ہے.... میں ہیڈ کوارٹر میں اس کے لئے کوئی کام اسی کی نگرانی میں کر رہی تھی۔ یعنی وہ اس وقت میرے سر پر سوار تھا کہ اچانک ایک مقامی حاکم آ گیا اور اس نے خود ایڈلاوا سے ایڈلاوا کے بارے میں پوچھا تھا۔ ایڈلاوا نے اس سے کہا کہ آپ تشریف رکھئے میں جا کر اطلاع کرتا ہوں وہ بیٹھ گیا تھا اور ایڈلاوا اس کمرے سے چلا گیا تھا۔ مجھے سخت حیرت ہوئی کہ آخر یہ کس قسم کا مذاق ہے جبکہ خود ایڈلاوا سے اسی حاکم کے بارے میں سن چکی تھی کہ دونوں

آپس میں گہرے دوست ہیں۔ پھر قریباً پندرہ منٹ بعد تو میں بے ہوش ہوتے ہوتے بچی تھی کیونکہ ایک اجنبی کمرے میں داخل ہوا تھا اور حاکم لہک کر بولا۔ "ہیلو ایڈلاوا....!" دونوں نے پرتپاک انداز میں مصافحہ کیا اور وہ اجنبی اسے اپنے ساتھ لے کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ شاید کوئی ایسا ہی اہم معاملہ تھا کہ ایڈلاوا جلدی میں مجھے نظر انداز کر گیا اور اس کے اس راز سے صرف میں ہی واقف ہوں۔!"

"اس کے باوجود بھی اس نے تمہیں زندہ رہنے دیا۔!"

"عورت اس کی کمزوری ہے۔!" وہ حقارت سے بولی۔ "وہ کسی عورت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ایک بار میں تھوڑی سی زخمی ہوگئی تھی تو میں نے اسے اپنے لئے روتے بھی دیکھا ہے۔!"

"اتنا چاہتا تھا تمہیں....!"

"صرف مجھے نہیں.... میں نے لفظ عورت استعمال کیا ہے.... میریانا نہیں۔ عورت کا کائناتی تصور رکھتا ہے۔ عورت بنیادی چیز ہے۔ نام خواہ کچھ ہو وہ کسی دوسری عورت کے لئے بھی اسی طرح رو دیتا۔!"

"بہر حال تم اس کے راز سے واقف ہو تو وہ تمہیں ویسے بھی معاف کر سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ تمہاری موت گوارا نہیں کرے گا۔!"

"یہ حقیقت ہے۔!"

"تو پھر یہاں کیوں جھک مار رہی ہو۔!"

"اس لئے کہ اس کے لئے کبھی ایک فیصد بھی مامتا محسوس نہیں کی لیکن ڈھمپ نے پوری پچھتر فیصد پر قبضہ کر لیا ہے۔!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"بہر حال اب یہ بات سمجھ میں آئی کہ "خیر اندیش" خود کو اس قدر محفوظ کیوں سمجھتا ہے؟" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "اگر تباہ ہو جانے والے اسٹیمر کے عملے کا کوئی آدمی ایڈلاوا کا ہاتھ پکڑ کر بھی کسی حاکم کے حوالے کر دے تو وہ بے چارہ خود ہی پاگل خانے روانہ کر دیا جائے گا۔!"

"یہی بات ہے....!"

"تب تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا.... اسے لکھ لو....!"

میریانا نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

الفروزے مؤدب کھڑا تھا اور ایڈلاوا آرام کرسی پر نیم دراز کچھ سوچ رہا تھا۔ وہ اس وقت بھی پولیس آفیسر ہی کے بھیس میں تھا اور تھوڑی دیر قبل ہی یہاں پہنچا تھا۔

"دیکھو....! اب اگر وہ عورت پھر کبھی تمہارے پاس آئے تو نکل کر جانے نہ دینا۔!"

"بہت بہتر باس....!"

"جانتے ہو وہ کون ہے....؟"

"نہیں باس....؟"

"لوئیسا.... عام طور پر کہلاتی ہے.... لیکن اصل نام ایدلی دے ساواں ہے فرانس کی سیکرٹ سروس کی ایک عہدے دار ہے اور یہ بہت بُری بات ہے کہ وہ خیر اندیشوں کے اصل بزنس سے واقف ہے۔!"

"میں سمجھ گیا.... باس کیا وہ آپ سے ملی تھی....؟"

"نہیں....! آواز سے پہچانی گئی ہے۔ مجھے کچھ کچھ یاد آتا ہے کہ جیمسن ہارلے سے اس کے کس قسم کے تعلقات تھے۔!"

"تو وہ اس کی موت کا انتقام لینے نکلی ہے۔!"

"ہوگا.... لیکن وہ ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکی۔!"

"لیکن باس....! وہ لکو والی لانچ....!"

"تباہ ہوگئی تھی.... اس کا ثبوت کہاں فراہم ہو سکا کہ لانچ کی تباہی کے وقت وہ تینوں اس پر موجود بھی تھے۔ تمہارے اسٹیمر پر بھی تو سات آدمی تھے۔!"

"یہ بات تو ہے باس....! لہٰذا....!"

"خود لوئیسا نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ وہ اب اس سلسلے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی۔ تینوں لاشیں ضرور ملتیں....! اگر لانچ کی تباہی کے ساتھ ہی مر گئے ہوتے۔ پانی ٹھہرا ہوا ہے اور وہاں ننھی ننھی مچھلیوں کے علاوہ اور کوئی آبی جانور نہیں تھا۔ ننھی ننھی مچھلیاں گوشت

نوچ سکتی ہیں ہڈیاں نہیں چبا سکتیں۔ لاش نہیں تو ڈھانچے ضرور ملتے۔!"

ایڈلاوا خاموش ہو گیا.... الفروزے بھی کچھ نہ بولا۔

تھوڑی دیر بعد وہ الفروزے کی طرف دیکھے بغیر بولا۔ "مشرق کے ذہین ترین اور خطرناک ترین آدمی کرنل فریدی تک کی تصویر میرے البم میں موجود ہے۔ اس کی آواز کا نمونہ بھی میرے پاس ہے لیکن ایکس ٹو کا کوئی ریکارڈ نہیں، کوئی ریکارڈ نہیں۔"

دفعتاً وہ دونوں ہی چونک پڑے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی راہداری کے چوبی فرش پر بے تحاشا دوڑتا ہوا اسی طرف چلا آ رہا ہو۔ الفروزے دروازے کی طرف جھپٹا اور پھر کوئی عورت اس کے پھیلے ہوئے ہاتھوں پر جھول گئی۔

"بچاؤ.... بچاؤ.... مجھے بچاؤ.... یہ.... یہ۔!" وہ اپنے بائیں بازو پر ایک جگہ انگلی چبھوئے جا رہی تھی۔ "مم.... میں مر رہی ہوں....!"

"لوئیسا....!" کہہ کر ایڈلاوا اس کی طرف جھپٹا.... پھر جلدی سے بولا۔ "ڈال دو.... اسے فرش پر ڈال دو....!"

تیزی سے اس نے اس کا بایاں بازو ننگا کیا تھا اور اس جگہ نظر ڈالی تھی، جہاں وہ اپنی انگلی چبھوتی رہی تھی۔

"چاقو.... نکالو....!" اس نے الفروزے سے کہا۔

"بب.... بے ہوش ہو گئی....!" الفروزے نے جیب سے اپنا چمکدار قلم تراش نکالتے ہوئے کہا۔

دوسرے ہی لمحے میں ایڈلاوا لوئیسا کے بازو میں شگاف دے رہا تھا۔ پھر اُس نے طویل سانس لی اور اس چیز کو چٹکی میں دبائے ہوئے آنکھوں کے قریب لایا جسے بازو کاٹ کر گوشت کے ریشوں سے کرید نکالا تھا۔

"زہریلی سوئی....!" وہ آہستہ سے بڑبڑایا پھر زور سے بولا۔ "فرسٹ ایڈ باکس....!"

فرسٹ ایڈ باکس کے لئے خود الفروزے دوڑا گیا تھا۔

بازو کی بینڈیج کر دینے کے بعد ایڈلاوا ہی بے ہوش لوئیسا کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر پولیس کار تک لایا تھا۔ الفروزے اس کے پیچھے تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور

ایڈلاوا نے بہت احتیاط سے اسے سیٹ پر لٹا دیا۔ اس کے بعد خود اسی نے اسٹیئرنگ سنبھالا تھا اور گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔ الفروزے ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے کھڑا رہ گیا۔

"یہ سب کیا تھا جناب....؟" اس نے اپنے نائب کی آواز سنی اور اس کی طرف مڑ کر بولا۔

"وہی ہوم ڈیپارٹمنٹ والی عورت تھی.... خدا مہربان ہے کہ اوسٹا کا پولیس آفیسر پہلے ہی سے میرے پاس موجود تھا۔ ورنہ اب ہم بڑی مصیبت میں پڑ جاتے۔!"

"آخر بات کیا تھی....؟"

"قاتلانہ حملہ ہوا تھا اُس پر... کسی نے زہریلی سوئی اس کے بازو میں پیوست کر دی تھی۔!"

"کیا مر گئی....!"

"خدا جانے.... چلو واپس چلو....!"

پھر دو گھنٹے بعد الفروزے کو ٹرانس میٹر پر اطلاع مل گئی تھی کہ وہ ہوش میں تو آ گئی ہے لیکن ہوش کی باتیں نہیں کر رہی۔ ڈاکٹروں کے خیال کے مطابق اگر چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اُس کی ذہنی حالت معمول پر نہ آئی تو ہمیشہ کے لئے پاگل ہو جائے گی۔!

"اتنی خوب صورت عورت کا یہ حشر....!" الفروزے نے ٹھنڈی سانس لی اور پر تشویش نظروں سے دروازہ کی طرف دیکھنے لگا۔

جیمسن بُری طرح بوکھلایا ہوا نظر آتا تھا۔ دونوں کمروں کی ایک ایک چیز الٹ پلٹ کر رکھ دی تھی۔ میریانا شاید باغات کی طرف نکل گئی تھی۔ روزانہ صبح کا معمول تھا۔ ناشتے کے بعد ٹہلنے نکل جاتی تھی اور جیمسن کمرے ہی میں بیٹھا رہتا تھا کہ شائد ثناریا ادھر آ نکلے اور وہ اس سے قدیم رومن تہذیب کے تذکرے چھیڑ دے وہ اپنی قوم کی عظمت رفتہ کے گن گایا کرتی تھی اور جیمسن اس طرح ہاں میں ہاں ملاتا کہ اس کی آنکھیں چمکنے لگتیں اور پھر وہ اس کا کچھ زیادہ ہی خیال رکھنے لگی تھی۔ ویسے اس وقت تو اس کی بوکھلاہٹ قابلِ دید تھی۔ کبھی سر تھام کر کسی طرف بیٹھ رہتا اور کبھی اٹھ کر دوبارہ الٹ پلٹ شروع کر دیتا۔ اس عالم میں میریانا واپس آ گئی۔

"ارے.... ارے....!" وہ دروازے ہی پر رک کر بولی۔

جیمسن اُس کی طرف مڑ کر ہانپتا ہوا بولا۔ ”چوری ہو گئی ہے۔!“

”کیا....؟ کرنسی....!“

”نہیں بہت اہم چیز....!“ وہ اس کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ ”جیبی ٹرانس میٹر۔!“

”نہیں....!“ وہ چونک پڑی۔

”یقین کرو....! میرے سوٹ کیس میں تھا۔ اب ہم ایک دوسرے کو اپنی خیریت سے بھی مطلع نہ کر سکیں گے۔ مائیکرو ویو ٹرانس میٹر تھا بہت زیادہ فاصلے سے بھی رابطے کا کام دے سکتا تھا۔!“

”اور کوئی چیز غائب نہیں ہوئی۔!“

”ایک تنکا بھی نہیں۔!“

”ٹھہرو.... مجھے سوچنے دو.... پچھلی رات ثاریا نے ہمیں کافی پلائی تھی اور میں نے اس کے بعد محسوس کیا تھا کہ جیسے جاگتی نہ رہ سکوں گی۔ لہٰذا تم دونوں سے معذرت طلب کر کے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔!“

”خدا کی پناہ.... اب یاد آیا....!“ جیمسن تیزی سے اپنا سر سہلاتا ہوا بولا۔

”کیا یاد آیا۔!“

”تمہارے اٹھ جانے کے بعد شائد میں بھی.... میں بھی.... اوہ....!“

”کیا بات ہے....؟“

”مجھے بھی یاد نہیں آرہا کہ میں کب سویا تھا اور کب ثاریا گئی تھی۔!“

”تو کیا.... ثاریا....؟“

”کچھ بھی ناممکن نہیں....! میں نے اپنے ساتھی کی ہدایات پر عمل نہ کرنے کی بنا پر یہ چوٹ کھائی ہے اس نے یہ کہا تھا کہ پہلے اُسے وٹالینی پر کسی قدر اعتماد تھا لیکن پھر بہر حال اُس کے اپنے اندازے کے مطابق وٹالینی کمزور اعصاب کا آدمی ہے بوکھلاہٹ اور مایوسی کے عالم میں وہ دوبارہ ایڈلاوا ہی تک پہنچنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ میں نے غفلت برتی اور مارا گیا اب فوری طور پر معلوم ہونا چاہئے کہ وٹالینی اب بھی یہیں موجود ہے یا فرار ہو گیا۔!“

”یہ تو اسی صورت میں معلوم ہو سکتا ہے جب ہم براہِ راست ان لوگوں سے پوچھ بیٹھیں۔!“

”نہیں میں نیک دل پلوینو کو صدمہ نہیں پہنچانا چاہتا۔ یہ معلوم کر کے بتاؤ کہ ثاریا اس وقت

کہاں ملے گی۔!“

”اُسے تو میں باغ ہی میں چھوڑ کر آئی ہوں انگور کی بیلوں سے جالے صاف کر رہی تھی۔!“

”تم یہیں ٹھہرو....!“ جیمسن نے کہا اور باہر نکل آیا۔ پھر وہ قریب قریب دوڑتا ہوا ثاریا تک پہنچا تھا۔ وہ چونک کر مڑی اور یک بیک خوف زدہ نظر آنے لگی۔

”تم نے بہت بُرا کیا ثاریا.... بہت بُرا۔!“

”ک.... کیا کہہ رہے ہو....!“

”جاؤ دیکھو....! وٹالینی تہہ خانے ہی میں موجود ہے یا فرار ہو گیا....؟“

”تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ پاگل ہو گئے ہو کیوں دل دکھاتے ہو۔!“

”یعنی تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میں کسی مردے کے بارے میں ایسی باتیں کیوں کر رہا ہوں۔!“

ثاریہ نے احمقانہ انداز میں سر ہلا دیا۔

”تو سنو.... بیوقوف لڑکی....! ہم یہاں اسی لئے مقیم تھے کہ تمہارے بھائی کی حفاظت کر سکیں.... اس کی جان میں نے بچائی تھی اور اسے گھر تک پہنچایا تھا۔ا“

”لیکن.... لیکن....!“

”ہاں.... ہاں....! تم یہی کہنا چاہتی ہو نا کہ اسے بچانے والے نے اس کو بیہوش کر کے کسی ویران جگہ پر ڈال دیا تھا۔!“

اس نے پھر اضطراری طور پر سر کو اثباتی جنبش دی۔

”اسے یہ پٹی بھی ہم ہی نے پڑھائی تھی تا کہ تم لوگ ہمارے متعلق زیادہ پوچھ گچھ نہ کرو.... اب جاؤ.... وقت نہ ضائع کرو.... جا کر دیکھو وہ موجود ہے یا نہیں۔!“

ثاریہ بے تحاشہ دوڑتی ہوئی عمارت کی طرف چلی گئی۔ جیمسن بھی آہستہ آہستہ اسی جانب چل پڑا اور پھر عمارت کے قریب پہنچا ہی تھا کہ عقبی دروازہ کھلا اور ثاریہ دھڑام سے باہر آگری.... جیمسن نے جھپٹ کر اُسے اٹھایا تھا۔

”وہ.... وہ....!“ ثاریا روتی ہوئی بولی۔ ”وہاں نہیں ہے۔!“

جیمسن ساکت و صامت کھڑا رہ گیا۔ پھر سرد لہجے میں بولا۔ ”اب شائد اُس کی لاش کا بھی پتہ نہ چل سکے وہ اپنے باس سے ٹرانس میٹر پر رابطہ قائم کرے گا اور نہ صرف خود مارا جائے گا بلکہ ہمارا

بھی صفایا کرائے گا۔ تم نے میرا ٹرانس میٹر چرا کر اس تک پہنچایا تھا۔ لہٰذا اب تم سب جہنم میں جاؤ.... ہم تو چل دیئے۔!"

"نہیں.... نہیں....! خدا کے لئے رحم کرو.... سب کچھ پاپا کو بتا دو....!"

"کیا یہ بتا دوں کہ اے نیک دل آدمی تیرا بیٹا تو بدمعاش تھا ہی بیٹی بھی چور نکلی....! ہرگز نہیں.... میں اس فرشتہ نما انسان کا دل اپنی زبان سے نہیں دکھا سکتا۔!"

لیکن وہ تو جونک کی طرح چمٹ گئی تھی پھر میریانا کو بھی کہنا پڑا کہ پلوینو کو اس سے لاعلم نہ رکھنا چاہئے۔ بہر حال پلوینو نے سب کچھ سنا تھا اور دم بخود رہ گیا تھا۔ لیکن اس کی بیوی کو ان معاملات کی ہوا تک نہ لگنے دی گئی۔

تھوڑی دیر بعد پلوینو نے اپنے لاعلم رکھے جانے کا شکوہ شروع کر دیا تھا۔

"ہم کیا کرتے جناب....! ہمیں ان بدمعاشوں کا قلع قمع کرنا ہے جو دنیا کے بیشتر حصے میں بدامنی کا باعث بن رہے ہیں۔ میرے چیف کا جو حکم تھا اسے ہم بجا لائے۔ اس لئے ہم نے وٹالینی کو بھی اپنے بارے میں کچھ بتانے سے روک دیا تھا۔!"

"لیکن تم نے دیکھ لیا کہ وہ کتنا کمینہ ہے۔!" پلوینو نے کہا اور بیٹی کی طرف مڑ کر بولا۔ "لیکن مجھے تجھ سے ایسی امید نہیں تھی۔!"

"میں کیا کرتی اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اکثر سیاحوں کے پاس جیبی ٹرانس میٹر بھی ہوتے ہیں تم ان کے سامان میں تلاش کرو.... اگر مل گیا تو میں اپنے ایک دوست سے رابطہ قائم کر کے بہ آسانی سرحد پار کر جاؤں گا اور پھر تم ٹرانس میٹر ان کے سامان میں رکھ دینا۔ اسی نے یہ تدبیر بھی بتائی تھی کہ ان کی کافی میں افیون کا محلول ملا دوں۔!"

"لیکن وہ ٹرانس میٹر سمیت فرار ہو گیا.... تمہارا خیال درست ہے سی نور جمن....! وہ اُسی بدمعاش سے رابطہ قائم کر کے تمہیں پکڑوانے کی کوشش کرے گا تاکہ اس کے کارنامے کے عوض اس کی جان بخشی ہو جائے۔ وہ لالچی کتا.... اے خدا اب میں اس کی شکل نہ دیکھوں تو بہتر ہے۔!"

نثاریا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی لیکن کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ بالآخر پلوینو نے جیمسن اور میریانا سے کہا تھا۔ "اب تم دونوں شائد اس چھت کے نیچے محفوظ نہ رہ سکو.... لہٰذا جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔!"

"شکریہ....! ہم یہی چاہتے تھے کہ فوری طور پر یہاں سے چلے جائیں....!"

پھر آدھے گھنٹے کے اندر ہی اندر پلوینو نے انہیں اپنی وین میں بٹھایا تھا اور پوچھا تھا کہ وہ کہاں جائیں گے۔!

"اگر ممکن ہو تو گارلاٹے جھیل کے پاس لکڑی کے جھونپڑوں والی بستی تک۔!" میریانا بولی۔ "اگر ڈھمپ تم سے ہمارے متعلق معلوم کرے تو وہیں بھیج دینا اُسے بھی۔!"

"تمہیں یقین ہے کہ وہاں محفوظ رہ سکو گے تم لوگ....!"

"راستے میں اگر کوئی واقعہ پیش نہ آیا تو محفوظ ہی سمجھو....!"

"پھر سوچ لو....!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں....!" میریانا بولی۔ "ہم اپنا ٹرانس میٹر کھو بیٹھے ہیں ورنہ اس سے مشورہ لے کر کچھ کرتے.... اب تو خود ہی کرنا ہے۔!"

"خدا تمہاری حفاظت کرے آخر وہ لوگ کون ہیں اور ایسا کیوں کر رہے ہیں۔!"

"لالچ.... ہوس.... اور کیا کہا جائے محترم....!" جیمسن بولا۔

"یقین کرو.... اب مجھے وٹالینی کے مر جانے کا ذرہ برابر بھی افسوس نہ ہوگا۔ مجھے بڑی بڑی رقومات بھیجتا تھا اور جب میں کہتا تھا کہ کوئی ریڈیو آپریٹر اتنی کمائی نہیں کر سکتا تو اس کا جواب ہوتا تھا کہ الگ سے ایک بزنس بھی کر رہا ہے۔ بہر حال اچھا ہی ہے مر جائے.... میری دانست میں اگر کوئی آدمی معاشرے کے لئے خطرناک ہو جائے تو اسی طرح گولی مار دینی چاہئے جیسے میں مرغیاں جھپٹ لے جانے والے گیدڑوں کو مار دیتا ہوں۔!"

وہ دونوں کچھ نہ بولے.... گاڑی دشوار گزار راستوں پر چل پڑی تھی۔

الفروزے کا ٹائپ سمجھ میں نہ آنے والا ہی کہا جا سکتا تھا۔ اسے کسی بات کی بھی پرواہ نہیں تھی۔ یہ ثابت ہو چکا تھا کہ اسٹیمر کو تباہ کر دینے والے خود غرق نہیں ہوئے تھے اور شائد لوئیسا انہی کے ہاتھوں اس انجام کو پہنچی تھی۔ لیکن وہ اب بھی کھلے بندوں ٹریمیزو کی تفریح گاہوں میں

گھستا پھر رہا تھا۔

لوئیسا دو دن سے اسی ذہنی اختلال کے عالم میں تھی جس کے بارے میں ڈاکٹروں نے چوبیس گھنٹوں کی مدت کا تعین کیا تھا کہ اگر اس کے بعد بھی یہی کیفیت رہی تو وہ دائمی دیوانگی کا شکار ہو جائے گی اور اب یہ بھی ثابت ہو چکا تھا کہ لوئیسا انہی لوگوں کے پیچھے تھی جنہوں نے جیمسن ہارلے کو ٹھکانے لگایا تھا اور جیمسن ہارلے اس لئے مارا گیا تھا کہ اس نے ایکس ٹو کو ڈبل کراس کیا تھا۔ لہٰذا ان حالات میں الفروزے کو بہت زیادہ محتاط ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن وہ اس وقت بھی اسی گائیڈ کی تلاش میں تھا جس نے تین دن قبل اس سے ایک وعدہ کیا تھا لیکن اس کے بعد سے شکل نہیں دکھائی تھی۔ وجہ جو کچھ بھی رہی ہو وہ اسی ہوٹل کی بیرونی طعام گاہ میں داخل ہوا جہاں اُس سے ملاقات ہوئی تھی۔

حسبِ معمول بھیڑ بھاڑ کا وہی عالم تھا اور لاتعداد نظریں اس دیو نما آدمی کی طرف اٹھ گئی تھیں۔ آج وہ تنہا ہی تھا۔ نائب کو ساتھ نہیں لایا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ حالات نے کس موڑ پر لا کھڑا کیا ہے ورنہ ٹریسنی میں خود اُسے کبھی کسی کی تلاش میں نہیں نکلنا پڑتا تھا۔ وہاں کے لوگ تو اسی کی تلاش میں رہا کرتے تھے۔ جس تفریح گاہ میں بھی پہنچ جاتا عورتوں کی بھیڑ لگ جاتی اس کے گرد اُن میں جوان، ادھیڑ اور بوڑھی سب ہی طرح کی ہوتیں۔

ایک طویل سانس اس کے پھیپھڑوں سے آزاد ہوئی اور وہ ان عورتوں پر اچٹتی ہوئی سی نظریں ڈالنے لگا جو اُسے حیرت اور خوف سے دیکھے جا رہی تھیں۔ ٹھیک اسی وقت اسے وہ گائیڈ بھی ایک جگہ نظر آیا لیکن سامنے کے رخ پر نہیں تھا۔ اپنی میز پر تنہا ہی دکھائی دیا تھا۔ الفروزے آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا اور جلدی سے سامنے آ گیا۔ گائیڈ نے سر اٹھا کر دیکھا اور خوف زدہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"سس.... سی نور....!" وہ ہکلایا تھا۔

"اول درجے کے جھوٹے ہو....!" الفروزے اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا اور اسے قہر آلود نظروں سے گھورتا رہا۔

"میں کیا عرض کروں جناب.... کوئی بھی اپنی جگہ سے ہلنے پر تیار نہیں۔ اسی شرمندگی کی بناء پر آپ کے بتائے ہوئے پتے پر حاضری نہیں دے سکا تھا۔!"

"انہیں جہنم میں جھونکو.... تم یونہی آتے میرے پاس....!"

"میں نے سوچا کیا منہ لے کر جاؤں....!" اُس نے پر تشویش نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کچھ پریشان سے نظر آتے ہو.... کیا بات ہے....؟"

"آپ سے ملاقات کے بعد سے مجھ پر جو گزر رہی ہے بس میں ہی جانتا ہوں۔!"

"کیا بات ہے.... کسی ہچکچاہٹ کے بغیر بتاؤ۔!"

"مسلسل دو دن تک میرا تعاقب کیا گیا ہے۔ حالانکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔!"

"اوہ.... تم اس کی فکر نہ کرو....!"

"کیسے نہ کروں جناب.... یہی حال رہا تو میرے بزنس کا کیا ہوگا۔ میری موکلات میں فاحشہ اور بدنام عورتیں شامل نہیں ہیں۔ باعزت بزنس کرتا ہوں۔!"

"ٹھیک ہے.... ضرور تمہارا تعاقب کیا گیا ہوگا۔ لیکن تمہاری اپنی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی وجہ میں خود ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھا جناب....!"

"میں ڈان الفروزے ہوں....!"

"جی ہاں.... آپ کے کارڈ پر یہی تحریر تھا۔!"

"جانتے ہو ڈان الفروزے کون ہے....؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا.... آپ نے اپنے بارے میں بتایا ہی نہیں تھا اور میں اسے بدتمیزی تصور کرتا ہوں کہ خود پوچھ بیٹھوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں گے تو بتا ہی دیں گے۔!"

"میں اس اسٹیمر کا کپتان ہوں جو ٹریسنی کے قریب دھماکوں سے تباہ ہو کر غرق ہو گیا تھا۔ اب میں ان حرام زادوں کو کیا کہوں جنہوں نے اصل مجرموں کا پتہ لگانے کی بجائے میری نگرانی شروع کر دی ہے۔!"

"اے خدا تیرا شکر ہے....!" گائیڈ طویل سانس لے کر بولا۔

"کیا مطلب....؟" الفروزے نے اسے تیز نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔

"اچھا ہی ہوا کہ نہ آپ کسی تک پہنچ سکے اور نہ کوئی آپ تک پہنچ سکی.... ارے اس

گھرانے کا تو ستیاناس ہی ہو کر رہ جاتا ایسے حالات میں۔!"

"ٹھیک کہتے ہو....!" الفروزے نرم لہجے میں بولا۔ "اچھا ہی ہوا.... میں بھی اسے پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے کسی کو اس قسم کا نقصان پہنچے۔ تم ٹریسنی کے کسی آدمی سے پوچھ لینا کہ وہاں میری کیا حیثیت تھی۔ کس طرح مجھے عورتیں گھیرے رہتی تھیں اور ہر ایک منتظر رہتی تھی کہ میں کب اُسے الگ چلنے کا اشارہ کرتا ہوں یہاں تو سب میری شکل ہی دیکھ کر دور بھاگتے ہیں۔!"

"میں آپ کے لئے مغموم ہوں سی نور.... آپ ایسے حالات میں ہیں۔ ورنہ میں تو آپ کو جنت میں پہنچا دیتا۔ ایک ایسی الگ تھلگ جگہ سے بھی واقف ہوں جہاں صرف تیس افراد آباد ہیں ادھر اُن پہاڑوں کے پیچھے۔!" وہ ایک جانب ہاتھ اٹھا کر بولا۔ الفروزے کی نگاہ اسی جانب اٹھ گئی تھی۔

"ان میں صرف گیارہ مرد ہیں۔ بقیہ سب عورتیں ہیں۔ چھ عورتیں بوڑھی اور تیرہ عدد نوخیز لڑکیاں جن کے چہروں پر نگاہیں نہیں ٹھہرتیں۔ کسی بہت پرانے قبیلے کے بچے کھچے افراد ہیں، جو ایک چھوٹی سی وادی میں محدود ہو کر رہ گئے ہیں ان کے پاس ایسے ذرائع نہیں ہیں کہ اس طرف آسکیں صرف ہیلی کاپٹر ہی کے ذریعے ادھر پہنچا جاسکتا ہے۔ یقین فرمایئے جناب.... جنت ہے جنت....!"

"ہیلی کاپٹر تو تھا ہمارے پاس لیکن اسٹیمر ہی کے ساتھ تباہ ہو گیا۔!"

"کاش کوئی پائیلٹ ہی مل جائے۔"

"محض پائیلٹ سے کیا ہو گا....؟"

"اس لئے کہ ایک ٹوسیٹر میری دسترس میں ہے لیکن میں پائیلٹ نہیں کر سکتا۔!"

"تمہاری دسترس میں ہے....!" الفروزے نے حیرت سے کہا۔

"جی ہاں....! ونیس کا ایک بڑا آدمی مجھ پر مہربان ہے.... عیاشی کی غرض سے اس نے می ٹیزو میں ایک عمارت بنوائی ہے جو خالی پڑی رہتی ہے اس کی کنجیاں میرے ہی پاس رہتی ہیں۔ ایک طرح سے یہاں اس کی دیکھ بھال کرنے والا میں ہی ہوں۔ ایک ٹوسیٹر ہیلی کاپٹر بھی ہے۔ وہ کبھی کبھی آتا ہے اور کچھ دن عیش کر کے چلا جاتا ہے۔ اگلے مہینے کی پچیس تاریخ کو پھر آئے گا۔ جس میں ابھی بہت دن باقی ہیں بہر حال وہ اچھا پائیلٹ بھی ہے۔ ہم دونوں اس وادی میں جاتے ہیں اور

وہ مجھے وہاں بطور یرغمال چھوڑ کر ایک لڑکی اپنے ساتھ لاتا ہے اور می ٹیزو میں عیش کرتا ہے۔ مجھے اس وقت تک وہیں رکنا پڑتا ہے جب تک لڑکی واپس نہیں آجاتی۔!"

"کیا یرغمال چھوڑنا ضروری ہے؟"

"بے حد ضروری ہے جناب! ورنہ لڑکی کی واپسی کی کیا ضمانت ہو سکتی ہے۔ وہ سرمایہ دار مجھے معقول معاوضہ دیتا ہے تو پھر کیا قباحت ہے اس میں۔ ادھر نہ رہا انہی لوگوں میں رہ لیا۔!"

"میں جتنا معاوضہ دوں گا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن میں خود جانا مناسب نہیں سمجھتا۔ اپنی کمپنی کے مالکان کی ہدایت پر چوبیس گھنٹے ٹریمیزو میں میری موجودگی ضروری ہے۔!"

"تو پھر کوئی ایسا آدمی دیجئے جو ہیلی کاپٹر کو اڑا سکے میں وہاں رہ جاؤں گا اور وہ لڑکی کو آپ کے پاس لے آئے گا۔!"

"جی خوش کر دیا تم نے.... کیا جماؤں ایک ہاتھ شانے پر خوشی ظاہر کرنے کے لئے۔!"

"کام لینے سے پہلے ہی مار ڈالنا چاہتے ہیں جناب....!"

الفروزے ہنس پڑا تھا۔ گائیڈ نے کہا۔ "کل دس بجے تک آپ کے آدمی کو می ٹیزو پہنچ جانا چاہئے۔ لانچ کے ذریعے صرف بیس منٹ کا راستہ ہے۔ میں اسے ڈوک پر مل جاؤں گا اور پھر شام تک لڑکی آپ کے پاس ہو گی۔ لیکن یہ بھی بتا دیجئے کہ مجھے کتنے دنوں تک بطور یرغمال وہاں رہنا پڑے گا۔!"

"تیرہ دن....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ "تم نے یہی تو بتایا تھا کہ تیرہ لڑکیاں ہیں۔ یکے بعد دیگرے سب آئیں گی اور میں تمہیں ان تیرہ دنوں کا اتنا معاوضہ دوں گا کہ تمہارا وہ سرمایہ دار موکل تیرہ ماہ میں بھی نہ دے سکے گا۔!"

"اچھا تو بات پکی رہی....!" گائیڈ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "کل ٹھیک دس بجے می ٹیزو کے ڈوک پر.... اپنے آدمی سے کہہ دیجئے گا کہ پہچان کے لئے میرے ہاتھ میں ایک ٹیڈی بیئر ہو گا۔!"

"لو یہ رکھو....!" الفروزے نوٹوں کی ایک گڈی جیب سے نکال کر اس کے سامنے ڈالتا ہوا بولا۔ "یہ صرف بات پکی ہونے کا معاوضہ ہے۔!"

"صص.... صرف.... بب.... بات پکی ہونے کا معاوضہ...." گائیڈ ہکلایا۔

"ہاں.... ہاں.... کیا سمجھتے ہو۔!"

"تب تو جناب وہ سرمایہ دار مجھے اس وقت بالکل کنگال نظر آرہا ہے۔!"

الفروزے قہقہہ لگاتا ہوا اٹھ گیا۔

الفروزے کا پائیلٹ بالکل ٹھیک وقت پر می ٹیزو پہنچا تھا۔ اس نے گائیڈ کو فوراً پہچان لیا۔ کیونکہ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مخملی ریچھ دبا ہوا تھا۔

"تم ہی ہونا....!" اس نے قریب پہنچ کر کہا۔

"اور تم کپتان کے ہیلی پائیلٹ ہو....!"

"تم ٹھیک سمجھے۔!"

"تو آؤ.... وقت نہ ضائع کرو....!" گائیڈ آگے بڑھتا ہوا بولا۔

وہ اُسے ایک بڑی عمارت تک لایا تھا جس کے سامنے کے میدان میں ایک ہیلی کاپٹر دور ہی سے دکھائی دے رہا تھا۔

"وافر ایندھن لے جانے والا معلوم ہوتا ہے۔!" پائیلٹ اس کے قریب پہنچ کر اظہارِ مسرت کرتا ہوا بولا۔

"ایسے کاموں کے لئے ایسا ہی ہونا چاہئے۔ مالک نے خصوصی ہدایت کے ساتھ بنوایا تھا۔!"

"کیا فوراً روانگی ہوگی....؟" پائیلٹ نے پوچھا۔

"کپتان نے تو یہی کہا تھا.... تم چاہو تو دس پندرہ منٹ آرام کرلو....!"

"اس سے کیا فرق پڑے گا۔ چلو چلتے ہیں.... کدھر چلنا ہے۔!"

"بس شمال کی طرف.... پھر جہاں میں جو اینگل بتاؤں اس کے مطابق چلتے رہنا۔!"

"لاسلکی نظام ٹھیک ہے۔!"

"چیک کرلو.... مجھے تو یہ سب آتا نہیں ہے۔!"

پائیلٹ نے ہر طرح اطمینان کر لینے کے بعد انجن اسٹارٹ کیا تھا اور ہیلی کوپٹر اوپر اٹھتا چلا گیا تھا۔

ٹریمیزو کے قریب سے گزرتے ہوئے گائیڈ نے ایک جگہ کہا۔ "مغرب کی طرف پینتالیس ڈگری شمال....!"

پائیلٹ نے فوراً ہی رخ بدلا تھا۔ پندرہ بیس منٹ کی پرواز کے بعد، پرواز کے رخ میں پھر تبدیلی کی تھی اور اونچی اونچی چٹانوں سے گھری ہوئی ایک مسطح جگہ کے اوپر پہنچ کر گائیڈ نے لینڈ کرنے کو کہا۔ آہستہ آہستہ نیچے اترتا ہوا آخر کار ہیلی کاپٹر زمین سے ٹک گیا۔ گائیڈ نے انجن بند کردینے کا اشارہ کیا اور خود نیچے کود گیا۔ اس کے بعد اس نے پائیلٹ کو بھی اترنے کا اشارہ کیا تھا۔ جب وہ نیچے اتر آیا تو گائیڈ نے کہا۔ "دس منٹ سینتالیس سیکنڈ اس کے بعد تھوڑی دور پیدل چلنا پڑے گا۔!"

پھر پائیلٹ ایک طرف بیٹھنے ہی جارہا تھا کہ اچانک گائیڈ نے اس کے جبڑے پر ایک زور دار مکہ جڑدیا۔ اس کے لئے تیار نہیں تھا۔ بیک وقت کئی قلابازیاں کھا گیا۔ پھر اٹھ ہی رہا تھا کہ گائیڈ کے کوٹ کے اندرونی جیب سے پستول نکل آیا۔

"کک.... کیا مطلب ہے تمہارا....!" پائیلٹ غصیلے لہجے میں چیخا۔!

"میں تم سے کچھ پوچھوں گا نہیں.... بلکہ تمہیں بہت کچھ بتانا چاہتا ہوں۔!"

"تت.... تم کون ہو....!" پائیلٹ یک بیک خوف زدہ نظر آنے لگا تھا۔

"تمہارے اسٹیمر کی تباہی کا ذمے دار....!"

"لل.... لیکن....!"

"کچھ مت بولو، جو میں کہہ رہا ہوں اُسے سنو.... میں تم لوگوں کا دشمن نہیں ہوں۔ تمہاری زندگیاں تو میری مٹھی میں تھیں۔ اسٹیمر تو اس وقت بھی تباہ ہوسکتا تھا جب تم سب ٹریسنی سے بہت دور گہرے پانی میں ہوتے۔ الفروزے کو اس وقت بھی ختم کرسکتا تھا جب اس سے معاملات طے کررہا تھا۔ غالباً تمہیں وہ عورت یاد ہوگی جو تمہاری قیام گاہ میں گھس کر پاگل ہوگئی تھی۔ شاید تمہیں علم ہو کہ اس کے ایک بازو سے ایک زہریلی سوئی نکلی تھی۔"

پائیلٹ نے متحیرانہ انداز میں اُسے دیکھا۔

"وہ خواہ مخواہ بیچ میں آکودی تھی۔!" گائیڈ بولا۔ "حالانکہ اس کا ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کے بازو سے نکالی جانے والی سوئی جان لیوا بھی ہوسکتی تھی۔ لیکن میں نے اسے گوارا

نہیں کیا۔ صرف تھوڑی سی سزا دے دی۔ دو تین ماہ میں خود بخود ٹھیک ہو جائے گی وہ تمہارے باس کو ہمارے متعلق کچھ بتانا چاہتی تھی۔ تم سوچ رہے ہو گے کہ آخر ہم ہیں کون.... اچھا یہ بھی سن لو.... ہمارا تعلق اسی ملک کے وفاداروں سے ہے جہاں کے لئے تم لوگ اسلحہ اسمگل آؤٹ کرنا چاہتے تھے۔!"

پائیلٹ کچھ نہ بولا۔ گائیڈ کہتا رہا۔ "تم لوگ خود اپنے آدمیوں کے لئے کتنے درندے ہو یہ بھی مجھی سے پوچھو.... تم نے ان زخمیوں تک کو مار کر دفن کر دیا، جو ٹریسنی پارک کی فائرنگ میں زخمی ہوئے تھے اور جہاز کے ساتھ غرق ہو جانے کی کہانی گڑھ ڈالی۔ لیکن ادھر دیکھو.... ہم نے ریڈیو آفیسر وٹالینی تک کو مرنے نہیں دیا۔!"

اچانک پائیلٹ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپایا تھا اور گھٹنوں کے بل گر کر روتا رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں کہ ابھی تمہارا ضمیر مردہ نہیں ہوا۔ تم مجبور ہو۔ تمہیں شائد بلیک میل کر کے اس دھندے سے لگایا گیا ہے۔!"

"یہی بات ہے.... یہی بات ہے۔!" پائیلٹ سسکیاں لیتا ہوا بولا۔

"ہم نے وٹالینی کو بھی نہیں مرنے دیا۔ وہ ہمارے پاس محفوظ ہے.... اس وقت اسٹیمر پر کوئی بھی نہیں تھا۔ جب وہ تباہ ہوا تھا۔ ورنہ ہونا تو یہی چاہئے تھا کہ تم سبھی غرق ہو جاتے۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں....!"

"مجھے صرف ایڈلاوا سے غرض ہے اسے مار ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ کسی کے جسم پر ہلکی سی خراش بھی برداشت نہ کروں گا۔!"

"خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے۔!" پائیلٹ بے ساختہ بولا۔

"پوائنٹ نمبر بارہ سے واقف ہو....!"

"ادھر کے سارے پوائنٹس سے آگاہ ہوں دوسرے کسی ریجن کے کسی پوائنٹ سے واقف نہیں۔!"

"اچھا تو مجھے پوائنٹ نمبر بارہ تک لے چلو....!"

"ضرور لے چلوں گا.... تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ ان چھ آدمیوں میں سے کوئی

بھی نہیں مرا تھا۔ سب زخمی تھے۔ لیکن الفروزے کے حکم سے انہیں موت کے گھاٹ اتارا گیا اور ان کی لاشیں ضائع کر دی گئیں۔ ہم سبھی اس کے لئے تیار نہیں تھے۔ لیکن مجبوری تھی۔ ہم بھی کسی نہ کسی طرح موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے۔!"

"میں سمجھتا ہوں.... چلو اٹھو....!" گائیڈ نے پستول جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"اس کے بعد میرا کیا حشر ہو گا....؟"

"تم جو چاہو....!"

"میں واپس نہیں جانا چاہتا.... یا تو تم مجھے مار ڈالو.... یا آزاد کر دو جدھر سینگ سمائیں گے چلا جاؤں گا۔!"

"آزاد ہی کروں گا۔ بے وجہ مار ڈالنا میرا شیوہ نہیں ہے۔ اس وقت جان سے مارتا ہوں جب خود میری زندگی خطرے میں پڑ جائے۔!"

وہ ہیلی کوپٹر میں آبیٹھے اور پرواز دوبارہ شروع ہو گئی۔ پائیلٹ اب اپنی مرضی سے چل رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ کسی ایسی جگہ لینڈ کرنا جہاں سے ہم پیدل جا سکیں اور اسے کانوں کان خبر نہ ہو۔!" گائیڈ نے پائیلٹ سے کہا۔

"پوائنٹ نمبر بارہ کے ہیلی پیڈ کے علاوہ اور کہیں بھی لینڈ نہ کر سکیں گے۔ اور وہاں سے کچھ دور پیدل چل کر عمارت تک پہنچ سکیں گے۔ وہاں صرف باس ہی ہوتا ہے اور عمارت کی دیکھ بھال کے لئے ایک گونگا اور بہرہ آدمی ہے۔!"

"وہ تمہیں پہچانتا ہے۔!"

"ادھر کے سارے پوائنٹس کے نگران مجھے پہچانتے ہیں۔ ان پوائنٹس کا علم صرف مجھے اور الفروزے کو ہے۔ لیکن میں اس سے لاعلم رکھا جاتا ہوں کہ باس کب کہاں ہو گا۔ صرف الفروزے اس کی قیام گاہ سے واقف ہوتا ہے۔!"

"اچھا تو تم ایسا کرنا کہ ہیلی پیڈ پر اتر کر جس طرح میں کہوں اسی طرح میرے ہاتھ پشت پر باندھ دینا اور ہم عمارت کی طرف چلے جائیں گے۔ وہاں پہنچ کر اپنے باس سے کہنا کہ الفروزے کا ٹرانس میٹر خراب ہو گیا ہے۔ اس لئے اس نے اس آدمی کو براہ راست آپ کے پاس بھجوا دیا ہے۔ اسے اس وقت تک زندہ رکھنا ہے جب تک الفروزے کا پیغام آپ تک نہ پہنچ جائے.... کیا

سمجھے۔!"

"سمجھ گیا....!"

"بس پھر میں سمجھ بوجھ لوں گا۔"

"او کے باس....!" پائیلٹ ہنس کر بولا۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کوپٹر نے لینڈ کیا تھا اور پائیلٹ نے سیٹ ہی پر بیٹھے گائیڈ کی ہدایت کے مطابق اس کے ہاتھ پشت پر باندھے تھے۔ کسی مخصوص قسم کی بندش تھی۔

پھر ہیلی کاپٹر سے اتر کر وہ اُسے ایک جانب لے چلا تھا۔ گائیڈ نے آہستہ سے کہا۔ "اپنے تیور ایسے ہی رکھو جیسے سچ مچ گرفتار کر کے لائے ہو۔!"

دفعتاً پائیلٹ چلتے چلتے رک کر بولا۔ "اگر یہ سکیم تھی تو زبردست غلطی ہوئی ہے۔!"

"کہو.... کیا بات ہے....؟"

"مانا کہ کپتان کا ٹرانس میٹر خراب ہو گیا ہے لیکن یہاں کے ہیلی پیڈ پر اترنے سے قبل مجھے ہیلی کاپٹر کے لاسلکی ذریعے سے باس کو آگاہ کر دینا چاہئے تھا۔!"

"اچھا تو پھر....؟"

"یہ چیز اسے شبہے میں مبتلا کر سکتی ہے۔!"

"کیا یہ ہیلی پیڈ اس کی رہائش گاہ سے اتنا قریب ہے کہ وہ ہیلی کاپٹر کی آواز سن سکا ہو گا۔!"

"یقیناً جناب....!"

"اچھا تو پھر اگر یہ واقعہ خلاف معمول ہے تو وہ ہیلی پیڈ کی طرف آنے کے لئے نکل کھڑا ہوا ہو گا۔!"

"لازمی بات ہے....!"

"لہٰذا یہیں کہیں چھپ کر کچھ دیر انتظار کر لیں۔!"

"یہی مناسب ہو گا جناب....!" پائیلٹ نے کہا اور وہ ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں ہو گئے۔

پائیلٹ اپنی کلائی کی گھڑی دیکھے جا رہا تھا۔ لیکن دس منٹ گزر جانے کے باوجود بھی کوئی ادھر سے نہ گزرا۔ پھر وہ بڑبڑایا تھا۔

"ناممکن.... قطعی ناممکن....!"

"میں نہیں سمجھا....!" گائیڈ اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"وہ پوائنٹ نمبر بارہ میں موجود نہیں ہے۔ ورنہ اتنی دیر نہ لگتی اور وہ گونگا اور بہرہ آدمی تو خیر بننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا۔!"

"اچھا تو اب چلو.... دیکھا جائے گا۔!"

"میری دانست میں اب اس کی ضرورت نہیں رہی کہ آپ کے ہاتھ پشت پر بندھے رہیں۔ وہ گونگا اور بہرہ آدمی وحشی درندہ ہے۔ کم از کم میرے بس کا تو روگ نہیں۔!"

"اچھی بات ہے تو یہ لو....!" گائیڈ نے کہا اور اس کے دونوں ہاتھ خود بخود آزاد ہو گئے۔ رسی آپ ہی کھل کر نیچے گر گئی تھی۔ پائیلٹ متحیر رہ گیا اور گائیڈ چہک کر بولا۔ "یہ اس بندش کا کمال ہے۔!"

پھر وہ دوبارہ چل پڑے تھے۔ فاصلہ جلد ہی طے ہو گیا۔ چوبی عمارت سامنے تھی۔ وہ آگے بڑھتے رہے.... دروازہ کھلا ہوا تھا بے دھڑک اندر داخل ہوئے ان کے قدموں کی آواز دور دور تک گونج رہی تھی۔ لیکن شائد عمارت میں کوئی تھا ہی نہیں جو اس طرف توجہ دیتا۔ پھر ایک جگہ اچانک انہیں رک جانا پڑا سامنے ہی فرش پر کوئی اوندھا پڑا تھا۔ گائیڈ نے جھپٹ کر اسے سیدھا کیا ہی تھا کہ پائیلٹ بوکھلا کر بولا۔ "وتالینی.... لل.... لیکن تم نے تو کہا تھا۔!"

"میں نے ٹھیک کہا تھا۔!" گائیڈ اس پر جھکتا ہوا بولا۔ "لیکن اب اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے اور میرے سوالات کے جوابات نہیں دے سکے گا۔ بدبخت آدمی....!" اور پھر وہ اچھل کر سیدھا کھڑا ہوا تھا اور چاروں طرف دیکھنے لگا تھا اس کا پستول بھی ہولسٹر سے نکل آیا تھا۔

"کک.... کیا بات ہے....!" پائیلٹ قریب آ کر ہکلایا۔

"کہیں ہم پھنس تو نہیں گئے ہیں یا سچ مچ وہ اسے مار ڈالنے کے بعد فرار ہو گیا۔ کیونکہ پوائنٹ نمبر بارہ کا نام میں نے اسی کی زبانی سنا تھا اور شاید اُسی نے بتایا تھا کہ پوائنٹس کا علم تمہارے یا الفروزے کے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں! خداوندا... میرے ساتھی اب خطرے میں ہوں گے۔!"

"اگر وہ اس پوائنٹ کو خالی کر گیا ہے تو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔!" پائیلٹ بائیں جانب مڑتا ہوا بولا۔ "گائیڈ اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ ایک کمرے میں داخل ہو کر پائیلٹ بولا۔ "بلاشبہ پوائنٹ نمبر بارہ ویران ہو چکا ہے۔ یہ دیکھو...." اس نے سامنے والی دیوار کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"کیا دیکھوں.....؟"

"اس دیوار پر لاسلکی کے آلات نصب تھے جنہیں نکال لیا گیا ہے اس کا مطلب یہی ہوا کہ ب یہ پوائنٹ ہمیشہ کے لئے ویران ہو گیا۔!"

"اوہ.....دھوکے باز وٹالینی.....آخر تو مارا گیا.....!" گائیڈ کراہتا ہوا دروازے کی طرف مڑا تھا۔ پھر یک بیک اس نے دوڑنا شروع کر دیا۔ پائیلٹ اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔

عمارت سے نکل کر وہ ہیلی پیڈ کی طرف دوڑتے چلے جا رہے تھے۔ گائیڈ کی رفتار خاصی تیز تھی لیکن پائیلٹ کا بُرا حال ہو رہا تھا۔ ہیلی پیڈ تک پہنچتے پہنچتے وہ بے دم ہو کر گرا تھا اور گائیڈ کو آواز ی تھی۔ گائیڈ پلٹ کر دوڑتا ہوا اس کے قریب پہنچا اور جھک کر اسے کسی ننھے سے بچے کی طرح ٹھایا تھا اور کاندھے پر ڈال کر پھر ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑنے لگا تھا۔ اس نے اُسے اس بار دوسری سیٹ پر ڈالا اور خود پائیلٹ کرنے بیٹھ گیا۔ انجن جاگا تھا پنکھے گھومنے لگے تھے اور پھر وہ تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا تھا۔ خود پائیلٹ سیٹ پر پڑا بُری طرح ہانپے جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی رفتار خاصی تیز تھی اور گائیڈ اسے پائیلٹ کرتے ہوئے فنی مہارت کا ثبوت دے رہا تھا.... پائیلٹ خاموشی سے اسے دیکھتا اور ہانپتا رہا۔

"میں اب لکو کی طرف جا رہا ہوں۔!" گائیڈ زور سے بولا۔ "میرے ساتھی سخت خطرے میں ہوں گے۔ وٹالینی نے تو اپنے باپ کو بھی دھوکا دیا۔ اس نے اپنی گردن بچا لینے کے لئے میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں تمہارے باس کو اطلاع دی ہو گی لیکن تم نے دیکھا کہ پہلے خود ہی ار ڈالا گیا۔!"

پائیلٹ کچھ نہ بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے گنگ ہو گیا ہو۔

ہیلی کاپٹر کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی اور گائیڈ کی آنکھیں چنگاریاں برسا رہی تھیں۔

لکڑی کے جھونپڑوں کی بستی دیکھ کر جیمسن دنگ رہ گیا۔ یہ جھونپڑوں کی بستی تھی یا کوئی اڈل ٹاؤن تھا۔ عمارات لکڑی ہی کی بنائی گئی تھیں لیکن عجیب تھیں۔ اور ان کی چھتیں تکون کی

شکل میں اوپر اٹھی چلی گئی تھیں۔ دور سے ایسا لگتا تھا جیسے بے شمار مندروں کی بستی ہو۔!

بستی سے کچھ ہی دور میریانا نے گاڑی رکوائی تھی اور پلوینو سے کہا تھا وہ انہیں وہیں اتار کر فوراً واپس ہو جائے اس نے مزید کچھ کہے بغیر یہی کیا تھا اور خاموشی ہی سے گاڑی موڑلی تھی۔ میریانا اسے بڑے دکھ کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔ جب گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو میریانا جیمسن کو ایسی جگہ لے آئی جہاں وہ ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گئے۔ بستی سے کوئی انہیں نہیں دیکھ رہا تھا۔!

"میرا میک اپ صاف کر دو.....!" اس نے جیمسن سے کہا اور وجہ دریافت کرنے پر بولی۔ "اس کے بغیر میں اس گھر میں داخل نہ ہو سکوں گی جہاں پناہ لینی ہے۔ تم چاہو تو اپنا میک اپ برقرار رکھو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بات جیمسن کی سمجھ میں آ گئی تھی اور وہ اس کا میک اپ صاف کرنے بیٹھ گیا۔ اس میں خاصا وقت صرف ہوا تھا کیونکہ پلاسٹک میک اپ تھا۔ پھر میریانا کسی قسم کے محلول میں روئی کا ٹکڑا ڈبو ڈبو کر چہرے کی جلد کی صفائی کرتی رہی تھی ساتھ ہی وہ جیمسن کو بتاتی جا رہی تھی کہ وہ کن لوگوں کے ساتھ قیام کرے گی۔ اس کے بیان کے مطابق اس کا ایک چچا مسولینی کی ڈکٹیٹر شپ کے زمانے میں اپنی بیوی سمیت فرانس کی طرف فرار ہو گیا تھا کیونکہ وہ ایک جمہوریت پسند پارٹی سے تعلق رکھتا تھا اور پارٹی سرکاری طور پر معتوب ہو کر انڈر گراؤنڈ ہو گئی تھی پھر جب اس پارٹی کے افراد نے ہٹلر، مسولینی گٹھ جوڑ کی سن گن پائی اور انہیں یہ بھی محسوس ہوا کہ اب کیا ہونے والا ہے تو وہ اس گٹھ جوڑ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے نکل کھڑے ہوئے۔ کام پوشیدہ ہی طور پر ہو رہا تھا۔ لیکن سرکاری محکمہ سراغ رسانی جو عملی طور پر براہِ راست مسولینی کے چارج میں تھا، اُن کے پیچھے پڑ گیا۔ ایسے ایسے مظالم ہوئے تھے ان بے چاروں پر کہ زمین و آسمان کانپ اٹھے تھے۔ پھر اس کا چچا اور چچی دونوں ملک سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ جنگ عظیم کے اختتام پر جب اتحادیوں نے اٹلی کو اپنے کنٹرول میں لیا تو وہ دونوں واپس آ گئے تب سے وہ اسی بستی میں فروکش تھے۔ لاولد تھے اور بوڑھے ہو چکے تھے۔ میریانا نے اپنے اس رشتے دار کے بارے میں ایڈلاوا کو کچھ نہیں بتایا تھا ویسے وہ اس کے دوستوں تک سے واقف تھا۔!

بہر حال وہاں سے اٹھ کر وہ دونوں بستی میں آئے تھے۔ میریانا شاید پہلے بھی یہاں آتی رہی

تھی۔اس لئے سیدھی وہیں پہنچی تھی۔جہاں پہنچنا چاہئے تھا۔

اس کے یہ دونوں رشتے دار بے حد خوش اخلاق ثابت ہوئے جیمسن کا تعارف اپنے ایک اچھے دوست کی حیثیت سے کرایا جو بغرض سیاحت مراکش سے آیا تھا اور اس کی فرم سے لین دین رکھتا تھا۔

وہ رات انہوں نے پر سکون اور گھریلو ماحول میں گزاری تھی۔ میریانا کا چچا جیمسن کو مولینی کے دور کے جبر واستبداد کی داستانیں سناتا رہا تھا۔ دوسرے دن وہ بستی کی سیر کو نکلے تھے۔ پھر دوپہر کے کھانے کے وقت گھر کی طرف واپس ہی ہو رہے تھے کہ انہیں پانچ باوردی اور مسلح پولیس والے دکھائی دیئے.... ان کے ساتھ بوڑھا پلوینو بھی تھا۔ پلوینو کی نظر جیمسن پر پڑی تھی اور اس نے کچھ کہہ کر اس کی طرف ہاتھ اٹھا دیا تھا۔ بس پھر کیا تھا انہوں نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکالے تھے اور ان دونوں کا نشانہ لے کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"پپ....پولیس....!" جیمسن ہکلایا۔

"ہرگز نہیں....!" میریانا بولی۔ "ایڈلاوا کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ کاش تم نے بھی اپنا میک اپ صاف کر دیا ہوتا۔ پلوینو نے تمہیں ہی پہچانا ہے۔!"

وہ نشانہ لئے اُن کی طرف بڑھے آ رہے تھے۔ اور یہ دونوں رک گئے تھے۔

"عورت وہ نہیں ہے.... لیکن وہ یہی ہے....!" پلوینو قریب پہنچ کر پولیس والوں سے بولا اور جیمسن کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "تم لوگ بھی بالآخر دوسری قسم کے بدمعاش ثابت ہوئے ہو۔!"

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے معزز بزرگ....!" جیمسن بولا۔

"بکواس بند کرو....!" ایک پولیس والا دھاڑا۔ "چپ چاپ ہمارے ساتھ چلو ورنہ یہیں گولی ماردی جائے گی۔!"

"اس کے باوجود بھی یہ وہ عورت نہیں ہے جو میرے ساتھ معزز پلوینو کی مہمان رہی تھی۔!" جیمسن بھنا کر بولا۔

"کوئی بھی ہو....اسے بھی چلنا پڑے گا۔!"

جیمسن نے کہا تھا کہ وہ قانون کے نام پر اُن سے ضرور تعاون کرے گا لیکن وہ وہاں سے ا

سامان تو اٹھا لے جہاں ٹھہرا ہوا ہے لیکن ایک نہیں سنی گئی تھی وہ بستی سے باہر ایک جگہ لائے گئے تھے جہاں ایک مائیکرو بس کھڑی ہوئی تھی۔ انہی میں سے ایک آدمی بس ڈرائیو کر رہا تھا۔

میریانا جیمسن کے برابر ہی گم سم بیٹھی تھی۔ گاڑی نے شاید ایک ڈیڑھ میل کا فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک ہیلی کوپٹر چنگھاڑتا ہوا ان کے اوپر سے گزر گیا اور شاید وہ پلٹا تھا اور اس نے ٹھیک بس کے اوپر ہی اوپر پرواز شروع کر دی تھی۔ سپاہیوں کے چہروں پر جھنجھلاہٹ کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ ایک نے کھوپڑی کھڑکی سے باہر نکال کر اوپر دیکھا تھا اور گندی سی گالی دی تھی۔

ڈرائیور نے چیخ کر کہا۔ "کیوں بکواس کر رہا ہے کہیں بڑا آدمی خود ہی نہ ہو۔!" اس نے جھپٹ کر کھڑکی سے سر اندر کر لیا۔ میریانا نے معنی خیز نظروں سے جیمسن کی طرف دیکھا تھا اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔ پھر میریانا اس کی طرف جھک کر کان میں چیخنے لگی تھی۔ "ہم وہ نہیں۔ جو باہر سے نظر آتے ہیں.... بڑا آدمی وہی ہے جسے چھوٹے آدمی نہ جانتے ہوں۔!"

ان کے قریب بیٹھے ہوئے چاروں سپاہی انہیں گھورنے لگے۔

"ضرور وہی ہے....!" ڈرائیور چیخ کر بولا۔ "پائیلٹ گاڑی روکنے کا اشارہ کر رہا ہے۔ اشارے میں دائرہ اور کراس بھی شامل ہے ہمارا مخصوص اشارہ۔!"

اُس سپاہی کی گھگھی بند ہو گئی جس نے کھڑکی سے سر نکال کر گالیاں دی تھیں۔ گاڑی روک دی گئی۔ ہیلی کوپٹر اوپر فضا ہی میں معلق ہو گیا تھا۔ یہاں کہیں لینڈ کرنے کی جگہ نہیں تھی۔ ہیلی کوپٹر سے رسیوں کی سیڑھی لٹکا دی گئی اور ایک باوردی آدمی نیچے اترنے لگا۔ اس کے شانوں پر ایسے نشان لگے ہوئے تھے جو بہت ہی اعلیٰ عہدوں کے لئے مخصوص تھے۔ چار سپاہی گاڑی سے اتر آئے تھے اور حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھے جا رہے تھے۔ نیچے اتر کر اس نے پائیلٹ کو کسی قسم کا اشارہ کیا تھا۔ رسیوں کی سیڑھی اوپر کھینچ لی گئی اور ہیلی کوپٹر گھوم کر مغرب کی طرف چلا گیا۔ جیمسن نے سپاہیوں کے چہرے پر ایسے آثار پائے جیسے آنے والا ان کے لئے قطعی اجنبی ہو۔ پھر بھی ان کے ہاتھ سیلیوٹ کے لئے اٹھ گئے تھے اور اس نے سیلیوٹ لینے کے بعد ان سے پوچھا تھا کہ سب کام ٹھیک ہوا ہے یا نہیں.... پھر بس میں جھانکا۔

"یہ وہ عورت تو نہیں ہے۔!" دفعتاً اس نے کڑک کر کہا۔

"لل....لیکن یہ اسی کے ساتھ تھی جناب....!"

"میں تمہیں جہنم رسید کردوں گا۔!" آفیسر پیر پٹخ کر دھاڑا۔"آخر وہ نکل ہی گئی نا۔!" پھر وہ پلوینو سے بولا۔"کیوں بوڑھے کیا یہ وہی عورت ہے۔!"

"نن.... نہیں جناب....!میں نے تو کہا تھا کہ یہ وہ نہیں ہے لیکن یہ اسے بھی لے آئے ہیں"

"خیر.... خیر....!" وہ پر تشویش لہجے میں سپاہیوں سے بولا۔"چلو بیٹھو گاڑی میں۔!"

ڈرائیور نے نیچے اتر کر بڑے ادب سے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔ وہ بیٹھ گیا اور ڈرائیور نے گھوم کر اسٹیئرنگ کی طرف والے دروازے سے اندر بیٹھتے ہوئے انجن اسٹارٹ کر دیا۔ آفیسر نے اس سے کہا تھا۔"لکو چلو.... بوڑھے کے گھر پر....!"

پھر یہ سفر نہایت خاموشی سے طے ہوا تھا۔ گاڑی پلوینو کے مکان کے سامنے ہی روکی گئی۔

"میں دونوں قیدیوں کے ساتھ یہیں رکوں گا۔!" آفیسر نے سپاہیوں سے کہا۔"تمہیں فوراً ٹریمیزو کے لئے روانہ ہو جانا ہے وہاں ولاڈی بورا میں تمہیں کپتان الفروزے کو رپورٹ دینی ہے۔ اس سے کہہ دینا کہ قیدیوں کو ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیا جائے گا۔!"

"ب.... بہت اچھا جناب....!"

"ٹھہرو....!" آفیسر ہاتھ اٹھا کر بولا۔"مجھے تم پر رحم آرہا ہے۔ کپتان کو یہ ہرگز نہ بتانا کہ اصل عورت فرار ہو گئی ہے ورنہ وہ کھال گرادے گا۔ میں خود ہی بعد میں ٹھیک کرلوں گا.... بس بھاگ جاؤ۔!"

"جناب وہ نام پھر بتادیجئے.... ولاڈی بورا تو یاد ہے۔!"

"کپتان الفروزے....!"

"بہت بہتر جناب....!" اس نے کہا تھا اور دوڑتا ہوا گاڑی کی طرف چلا گیا تھا۔ گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔!"

"بوڑھے تم بھی اندر جاؤ۔!" آفیسر دھاڑا اور پلوینو بھد بھد دوڑتا ہوا اندر چلا گیا تھا۔

"تمہارے بغلی ہولسٹر میں ریوالور موجود ہے۔!" آفیسر نے جیمسن سے کہا۔"لیکن اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو....!"

"ہولسٹر خالی ہے.... ان حرام زادوں نے وہیں چھین لیا تھا۔!" جیمسن اکڑ کر بولا۔"میں تم سے مرعوب نہیں ہوں۔!"

"شٹ اپ یو جیمبو شرمپ....!"

جیمسن بوکھلا گیا کیونکہ یہ آواز عمران کی تھی میریانا انگلش نہیں جانتی تھی۔ لیکن وہ بھی چونک پڑی تھی۔ اُسے شاید صرف شبہ ہوا تھا۔ عمران نے دوبارہ آواز کو بدلتے ہوئے انگلش ہی میں کہا۔"ہاں یہ میں ہی ہوں لیکن ابھی اس پر ظاہر نہ ہونے دینا.... پہلے یہاں سے کہیں اور کھسک چلو....!" اس کے بعد پھر اطالوی میں کہا تھا۔"چلو آگے بڑھو.... میں تمہارے پیچھے ہوں، سمت بتاتا چلوں گا۔!"

وہ انہیں اسی سمت لے چلا تھا جہاں انہوں نے لکو کے ساحل پر اپنی لانچ سے فرار ہونے کے بعد پناہ لی تھی۔ آدھے گھنٹے میں یہ فاصلہ طے ہوا تھا اور پولیس آفیسر کی ہدایت پر اسی چٹانی کٹاؤ میں جا بیٹھے تھے۔

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے....؟" میریانا نے حیرت سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جہاں سے چلے تھے وہیں پہنچ گئے۔!" آفیسر بولا۔"لیکن اس بار آواز عمران کی اصل آواز تھی۔ میریانا اچھل پڑی اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے اُسے سکتہ ہو گیا ہو۔!

"کہیں مر نہ جانا اسی حالت میں۔!" عمران نے اپنے مخصوص جلانے والے لہجے میں کہا۔

"ظالم....!" وہ یک بیک چونک کر بولی۔"بربر ڈھمپ! میں تم سے محبت کروں گی۔!" پھر اس نے جھپٹ کر عمران کا سر تھاما تھا اور دھڑا دھڑ اس پر اپنا سر مارنے لگی تھی۔

"ہائے مر گیا.... ارے چھوڑو.... مم.... مرا.... مرا....!" عمران ہر چوٹ پر بصد خلوص کراہے جا رہا تھا۔ بالآخر میریانا کی گرفت ڈھیلی پڑنے لگی۔ پھر اگر جیمسن آگے بڑھ کر اسے سنبھال نہ لیتا تو گر ہی پڑی ہوتی۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی اور جیمسن عمران کی شکل دیکھ دیکھ کر کھی کھی کھی کئے جا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد میریانا ہوش میں آگئی تھی لیکن وہ اس کی شکل نہیں دیکھ سکتے تھے کیونکہ اب اندھیرا پھیل گیا تھا اور میریانا بھی خاموش تھی۔ عمران اور جیمسن اردو میں اپنی اپنی بپتی سناتے رہے تھے۔ جب عمران نے گائیڈ بن کر الفروزے کو الو بنانے کا قصہ سنایا تو جیمسن ہنس ہنس کر بے حال ہو گیا۔

"لیکن ہے بلا کا جی دار اور بے خوف آدمی....!" عمران سر ہلا کر بولا۔"ایڈلاوا بھاگتا پھر رہا

ہے۔ لیکن الفروزے ٹس سے مس نہیں ہو رہا۔ ارے لوئیسا کا انجام اس کی نظر میں تھا۔ اس کے باوجود بھی علانیہ تنہا گھومتا پھرتا تھا۔!"

"یہ بات نہیں ہے.... آپ ہیں ہی قسمت کے سکندر.... لیکن کیا آپ کو یقین ہے کہ پائیلٹ اس ہیلی کوپٹر کو اسی عمارت میں پہنچا دے گا جہاں سے اسے لائے تھے۔!"

"ایکس ٹو کے مقامی ایجنٹ اپنا ہیلی کوپٹر نہیں ضائع ہونے دیں گے۔ تم اس کی فکر مت کرو.... فی الحال پائیلٹ وہی کرے گا جو اس سے کہا جائے گا۔ کیونکہ وہ وٹالینی کی لاش دیکھ چکا ہے اور اب وہ الفروزے تک پہنچ ہی نہیں سکے گا جیسے ہی ہیلی کاپٹر اس عمارت میں اترے گا پائیلٹ بھی میرے مقامی مددگاروں کے ہاتھ لگ جائے گا اور وہ اسے زیر حراست رکھیں گے۔ وٹالینی کا حشر دیکھ لینے کے بعد میں اب کسی پر بھی اعتماد نہیں کر سکتا۔!"

"ان محترمہ کے بارے میں کیا خیال ہے....؟" جیمسن کا اشارہ میریانا کی طرف تھا۔

"یہ بالکل ٹھیک ہے.... کیا تم نے ابھی اس کا اظہارِ محبت نہیں ملاحظہ فرمایا تھا۔!"

"تو یہ ساتھ ہی رہے گی۔!"

"یہی سمجھ لو....!"

جیمسن نے اسے وہ سب کچھ بھی بتایا جو اس کے جانے کے بعد میریانا کی زبانی ایڈلاوا سے متعلق معلوم ہوا تھا۔ پھر چونک کر بولا۔ "ارے آپ نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ یک بیک ہم تک کیسے پہنچے تھے۔!"

"پوائنٹ نمبر بارہ سے سیدھے لکو کی طرف پرواز کی تھی۔ پلوینو کے گھر پہنچا تھا تو معلوم ہوا کہ پولیس والے آئے تھے جنہوں نے بوڑھے کو ڈرا دھمکا کر تم لوگوں کے بارے میں پوچھا اور پوری معلومات حاصل کر کے اسے بھی ساتھ لے گئے تھے۔ اتفاق سے پلوینو کی بیٹی کو تفصیل یاد رہ گئی تھی ورنہ تم لوگوں تک پہنچنا دشوار ہو جاتا۔ بہر حال پلوینو کا گھرانہ وٹالینی کے انجام سے بے خبر ہے اچھا ہے وہ یہی سمجھتے رہیں کہ ان کا بیٹا زندہ ہے اور ملک سے باہر چلا گیا ہوگا۔ مجھے ان لوگوں سے ہمدردی ہے۔!"

"لیکن آپ ایڈلاوا پر بھی ہاتھ نہ ڈال سکے....!" جیمسن بولا۔

"کبھی نہ کبھی تو ہاتھ لگے گا۔ ادھر بھی اب یہی عالم ہے.... تخت یا تختہ.... پوائنٹ نمبر بارہ

تو اب ہمیشہ کے لئے ویران ہو چکا۔ وہ ادھر کا رخ بھی نہیں کرے گا۔!"

دفعتاً میریانا چیخی.... "ارے بربرو.... اب اپنی بربری ختم کرو.... ورنہ میں پتھر سے محبت شروع کر دوں گی۔!"

دونوں ہنس پڑے تھے اور عمران نے اطالوی میں کہا تھا۔ "مجھے افسوس ہے بے بی کہ بات بات پر ڈھمپ ہو جانے کی عادت میری فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔ اب احتیاط رکھی جائے گی۔ کیا تم نے ابھی تک مجھے معاف نہیں کیا۔!"

"مجھ سے مت بولو....!" وہ جھلا کر چیخی تھی اور پھر رونے لگی تھی کسی ننھی سی بچی کی طرح جو کسی میلے ٹھیلے میں اپنے گھر والوں سے بچھڑ کر دوبارہ آملی ہو۔! اور جیمسن اس طرح اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ رہا تھا جیسے اس وقت عمران کی شکل دکھائی دینا بے حد ضروری ہو۔ خود عمران کی حالت بھی عجیب تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ وہ کس طرح خاموش ہو گی آخر جیمسن بولا "میں نہ کہتا تھا کہ یہ ہو کر رہے گا۔!"

"کیا ہو کر رہے گا....!" عمران نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اب وہ اطالوی ہی میں گفتگو کر رہے تھے۔

"یہی کہ آخر کب تک بچتے پھریں گے میں نے میریانا کو بتا دیا تھا کہ آپ کے قبیلے میں شادی کس طرح ہوتی ہے۔!"

"تو کیا ہوا....؟ کون سی خرابی ہے ان رسومات میں....!"

"تم چپ رہو.... جیمو جھینگے....!" دفعتاً وہ روتے روتے چیخی.... "ورنہ میں تمہارا سر پھوڑ دوں گی۔!"

"میں عرب ہوں محترمہ....! میرے یہاں سر پھاڑ دینے سے شادی نہیں ہوتی۔ پہلے لڑکی کے والدین کے ڈھیروں مکھن لگانا پڑتا ہے۔ تب کہیں بات بنتی ہے۔!"

"تم کیوں بکواس کئے جا رہے ہو....!" عمران نے جیمسن کو للکارا۔

"تو پھر رونا کیوں نہیں بند کرتی۔!"

"تم سے مطلب....!" وہ جھنجھلا کر بولی۔ "مجھے بتاؤ کہ یہ اپنی زبان میں کیا کہتا رہتا تھا۔!"

"یہی کہ....!"

اور پھر عمران کو ایک بار پھر اطالوی میں اپنی روداد دہرانی پڑی تھی۔

"تم بہت زیادہ تیزی دکھا رہے ہو۔!" وہ بالآخر بولی۔ "مجھے ڈر ہے کہیں ٹھوکر نہ کھاؤ۔!"

"جب سے پیدا ہوا ہوں ٹھوکریں ہی کھا رہا ہوں۔ لیکن ابھی تک تو میری صحت پر کوئی برا اثر پڑا نہیں۔!"

"ایڈلاوا.... بہت بڑا مکار ہے۔!"

"ہوگا.... دیکھیں گے.... ابھی تو وہ پوائنٹ نمبر بارہ کو تباہ کر کے بھاگ نکلا ہے۔!"

"وٹالینی نے خواہ مخواہ اپنی جان دی۔!"

"بہت زیادہ مایوس ہو گیا تھا مجھے ڈر ہے کہ آخر کار تم بھی کہیں یہی نہ کرو۔!"

"میں تمہیں آگاہ کئے دیتی ہوں اگر اب تم نے مجھے اس طرح چھوڑا تو یہی کروں گی۔!"

"یہ تو ناممکن ہے کہ تم ہر جگہ میرے ساتھ رہ سکو.... دونوں مارے جائیں گے۔!"

"آپ دونوں مارے جائیں یا نہ مارے جائیں لیکن میں بھوک سے مر جاؤں گا۔!" جیمسن بولا۔

"آج رات تو ہم تمہیں تل کر کھائیں گے.... جیمبو جھینگے....!" میریانا چہکی تھی۔ اب شاید اس کا موڈ کسی قدر ٹھیک ہو گیا تھا۔

"یہی کر ڈالو تاکہ اس تکلیف سے نجات ملے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ اس وقت ہم جائیں گے کہاں۔ اندھیرے میں حلیے تبدیل کرنا بھی ممکن نہیں۔ خیر تم لوگ بیٹھو.... میں کچھ کرتا ہوں۔!"

"ناممکن....! تم اکیلے نہیں جا سکتے۔!"

"تب تو پھر بھوکا ہی رہنا پڑے گا۔!"

"پرواہ نہیں....!" میریانا بولی۔

"میں جا رہا ہوں.... کیا آپ کا ریڈی میڈ میک اپ میری ناک پر فٹ ہو سکے گا....؟" جیمسن نے عمران سے پوچھا۔

"جی نہیں....! اس میک اپ کے لئے ناک ضروری ہے اور آپ صرف چہرہ ہیں وہ بھی اسی وقت نظر آتا ہے جب آپ مور چھل بنے ہوئے ہوں ورنہ بس یہ معلوم ہوتا ہے جیسے کھجور کے تنے پر ناریل رکھ دیا گیا ہو۔!"

"براہِ کرم.... براہِ.... کرم....!" جیمسن اردو میں بولا۔ "اگر آپ پر لڑکیاں برستی ہیں تو مجھ غریب کو ذلیل نہ کیجئے.... یہ مجھ پر عاشق نہیں ہو سکتی۔ کئی بار ٹرائی کر چکا ہوں۔!"

"کیا مجھے گالیاں دے رہا ہے....؟" میریانا نے پوچھا۔

"نہیں کچھ نجی اور خاندانی مسائل بھی ہیں ہمارے ساتھ....!" عمران نے کہا اور جیمسن سے اردو میں بولا۔ "صبر کرو....! جب یہ سو جائے گی تو تمہارے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کروں گا۔!"

"اچھی بات ہے....! لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ آپ نے لوئیسا سے بڑی بے دردی کا برتاؤ کیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے پاگل ہو گئی ہے۔!"

"ڈاکٹر تو یہی کہہ رہے ہیں۔ لیکن میرے تجربے کے مطابق ٹھیک ہونے میں کئی ماہ لگیں گے۔ خواہ مخواہ ٹانگ اڑا بیٹھی تھی۔ اس معاملے میں.... میری جگہ اور کوئی ہوتا تو جان سے مار دیتا۔!"

"آخر آپ کے پاس کتنی قسم کی زہریلی سوئیاں ہیں۔!"

"درجنوں قسم کی.... اگر چاہوں تو ایک سوئی تمہاری بھوک بھی مٹا سکتی ہے۔!"

"شکریہ....! میں بھوکا ہی بھلا.... اب آپ اپنی بے بی کو سلانے کی کوشش کیجئے۔!"

"میرا دم گھٹ رہا ہے....!" میریانا بولی۔

"اچھا.... اچھا.... اب سونے کی کوشش کرو.... بہت تھک گئی ہو۔!"

"میں سو جاؤں گی....!" وہ ہنس کر بولی۔ "اس خیال میں بھی نہ رہنا.... تم دونوں سو جاؤ میں جاگتی رہوں گی.... ورنہ تم پھر بھاگ کھڑے ہو گے۔!"

"دیکھا آپ نے....!" جیمسن اردو میں غرایا۔ "ساری دنیا کی عورتیں ایک جیسی ہوتی ہیں۔ خدا انہیں غارت کرے۔!"

"اس بار اس نے ضرور مجھے گالی دی ہو گی۔!" میریانا قہقہہ لگا کر بولی۔

پھر سچ مچ جیمسن کی زبان سے گالی ہی نکلی تھی اور عمران "ہائیں ہائیں" کرتا رہ گیا تھا۔

عمران سیریز نمبر 78

ایڈلاوا

(چوتھا حصہ)

پیشرس

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے "آپریشن ڈبل کراس" کی پیشانی پر "بے چارہ ڈائمنڈ جوبلی نمبر" لکھوایا تھا۔ شاید اللہ پاک کو میری یہ کسر نفسی پسند آئی اور اس نے اپنی رحمت کاملہ سے نہ صرف تین عام نمبر لکھوا دیئے بلکہ ایک خاص نمبر بھی عطا فرمایا۔ بس ثابت یہ ہوا کہ خاکساری ہی کامیابی کی دلیل ہے۔ لہٰذا اے دوستو! ترم خانی چھوڑ دو، خاکساری اختیار کرو اللہ بیڑا پار کرے گا۔ آخر میں ایڈلاوا کی ڈائری سے آپ متفق ہوں یا نہ ہوں حقیقت یہی ہے۔ اس کے بغیر ہم "کالوں" کا نام نہیں چلے گا۔ ایڈلاوا ہمیں دعوت فکر دیتا ہے۔

اب آیئے اپنے خطوط کے جوابات کی طرف! ایک صاحب رقم طراز ہیں بلکہ "قلم تراش" ہیں کہ اب آپ کی کتابوں میں رکھا ہی کیا ہے؟ لڑکیوں کے علاوہ.... عمران صاحب اٹھے کوئی لڑکی مل گئی اور کہانی خود بخود بنتی چلی گئی۔ ختم کیجئے لڑکیوں کا یہ چکر.... اے بھائی میں تو بہت چاہتا ہوں لیکن جب کسی کتاب میں دوسرے پڑھنے والوں کو کوئی لڑکی نہیں ملتی جو ہیرو پر ہزار جان سے عاشق ہو گئی ہو تو وہ مجھے لکھ بھیجتے ہیں کہ بس اب لکھنا چھوڑ کر کوئی اور دھندہ کیجئے۔

آپ کے قلم کو زنگ لگ چکا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ پر لیکن لٹریچر میں لڑکی سے ضرور ملاقات ہوگی۔ اگر آپ کو لڑکیاں پسند نہیں تو حکیم نے نسخے میں لٹریچر ہی کیوں لکھ دیا ہے۔ الجبرا، جیومیٹری اور ارتھمیٹک سے دل بہلا لیا کیجئے۔ لڑکیاں تو عمران پر مرتی ہی رہیں گی۔

ایک اور صاحب نے لکھا ہے کہ عمران کو اٹلی کیوں دوڑا لے گئے اپنے یہاں کیا مسائل کم تھے، جناب عالی! شائد آپ کو علم نہیں کہ یہاں عمران کے لئے "چرس" کے علاوہ اور کوئی مسئلہ باقی نہیں رہا تھا۔ اس لئے وہ اٹلی چلا گیا ہے۔ ایڈلاوا کی کہانی ختم ضرور ہوگئی ہے لیکن وہ ابھی اٹلی ہی میں مقیم رہے گا۔ کم از کم دو ماہ اور میں اس کے گرد نئی نئی کہانیوں کے جال بنتا رہوں گا۔

والسلام

ابن صفی

دوپہر سے شام ہوئی اور پھر رات بھی آپڑی لیکن پائیلٹ کا کہیں پتہ نہ تھا۔ الفروزے سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ بھی کسی حادثے کا شکار نہ ہو گیا ہو۔ ویسے اس کے اس راز میں پائیلٹ کے علاوہ اور کوئی شریک نہ تھا۔ پھر اسے کیا کرنا چاہئے۔

دفعتاً ایک ماتحت نے کچھ لوگوں کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

"کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں....؟" الفروزے نے چونک کر پوچھا۔

"پانچ آدمی ہیں.... شاید وہ آپ کو رپورٹ دینا چاہتے ہیں جس کے لئے انہیں کہیں سے ہدایت ملی ہے۔!"

"ان سے جاکر معلوم کرو کہ رپورٹ بھی ایک ہی ہے یا ہر آدمی اپنی رپورٹ الگ الگ دیگا۔!"

ماتحت چلا گیا۔ الفروزے کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

ماتحت نے واپس آکر اطلاع دی کہ رپورٹ ایک ہی ہے۔

"اچھا تو ان میں سے کسی ایک کو اندر لاؤ لیکن جامہ تلاشی کے بعد" الفروزے بولا۔

ہدایت کے مطابق ایک آدمی اندر لایا گیا تھا۔ الفروزے نے اسے گھور کر دیکھا۔ حافظے پر زور دیا کہ آیا وہ پہلے بھی اسے دیکھ چکا ہے یا نہیں لیکن شناسائی کی ہلکی سی جھلک بھی نہ مل سکی۔

"ہاں.... کیا رپورٹ ہے....؟" بالآخر اس نے سوال کیا۔

"ایک شخص نے ہم سے قیدیوں کا چارج لیا جس نے بڑے عہدے دار کی وردی پہن رکھی تھی۔ اس کی ہدایت پر ہم آپ کو رپورٹ دینے آئے ہیں۔!"

"کیا رپورٹ ہے....؟"

"بس یہی کہ قیدیوں کا چارج اس نے ہم سے لکو میں لے لیا تھا۔"

الفروزے کی آنکھوں میں پل بھر کے لئے الجھن کے آثار نظر آئے پھر اس نے سنبھل کر پوچھا "وہ کون تھا....؟"

"ہم یہ نہیں بتا سکیں گے کیونکہ ہمیں بھی نہیں بتایا گیا۔!"

"تم گھاس تو نہیں کھا گئے....!" الفروزے پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"مم.... میں.... نن.... نہیں سمجھا جناب....!"

"مجھے کہیں سے ہدایت نہیں ملی کہ میں کسی سے رپورٹ لوں....!"

"ہمیں اس سے کیا سروکار جناب....؟ ہمیں جو ہدایت....!"

"خاموش رہو....!" الفروزے غرایا...."پوری بات بتاؤ۔!"

"ہمیں ہدایت ملی تھی کہ ہم پولیس کی وردی میں لکو جاکر ایک آدمی پلوینو کے مہمانوں کو گرفتار کر کے پوائنٹ ایکس پر پہنچا دیں۔!"

"بولتے رہو.... سانس توڑنے کی ضرورت نہیں۔!" الفروزے غرایا۔

"لیکن پلوینو اپنے مہمانوں کو پچھلے ہی دن دوسری جگہ پہنچا چکا تھا اور اس نے یہ بھی بتایا کہ ایک مہمان ان سے پہلے ہی کہیں چلا گیا تھا۔ بہر حال ہم اس بستی میں پہنچے۔ پلوینو نے انہیں شناخت کر لیا تھا اور ہم انہیں لے کر چل پڑے تھے۔ راستے میں ایک ہیلی کاپٹر سے ہمیں مخصوص اشارہ کراس اور دائرہ ملا تھا۔ ہم نے گاڑی روک دی۔ ہیلی کاپٹر سے ایک آدمی اعلیٰ عہدے دار کی وردی میں اتر کر ہمارے پاس آیا تھا اور ہیلی کاپٹر کو واپس جانے کا اشارہ کرتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔ پھر وہ ہمیں قیدیوں سمیت پلوینو کے گھر لے گیا اور آپ کا پتہ بتا کر جو بھی کیا اور کہا تھا یہ اس کی رپورٹ ہے۔!"

"کیا تم اسے پہچانتے ہو....؟"

"نہیں جناب....!"

"اس کی ہدایت کہاں سے ملی تھی کہ انہیں گرفتار کر کے پوائنٹ نمبر ایکس پر پہنچا دو....؟"

"ہیڈ کوارٹر سے جناب....!"

"پھر تم نے اس آدمی کے حوالے کیوں کر دیا....؟"

"اگر ہمیں کراس دائرے والا اشارہ نہ ملتا تو ہم کبھی نہ کرتے جناب....!"

"ہوں.... پوائنٹ ایکس کہاں ہے....؟"

وہ آدمی چونک کر اسے گھورتا ہوا بولا۔ "اب تو آپ مجھے اپنے بارے میں شبے میں مبتلا کر رہے ہیں۔!"

"کیوں....؟" الفروزے غرایا۔

"کوئی بھی آدمی اپنے پوائنٹ کا پتہ کسی اجنبی کو نہیں بتا سکتا۔ آپ میرے لئے اجنبی ہیں۔!"

"بھاگ جاؤ....!" الفروزے ہاتھ اٹھا کر دہاڑا...."میں کچھ نہیں جانتا رپورٹ میں لینا میری ذمہ داری نہیں ہے۔!"

"آپ کی مرضی....!" اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

الفروزے کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آئے تھے اور اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا تھا۔ "ٹھہر جاؤ۔!"

وہ رک کر مڑا اور الفروزے بولا۔ "تم پانچوں اس وقت تک یہیں ٹھہرو گے جب تک میں ہیڈ کوارٹر سے معلومات نہ حاصل کر لوں۔!"

پھر اس نے ماتحت کو آواز دی تھی جو کوریڈور میں شائد دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"ان پانچوں کو مہمان خانے میں لے جاؤ۔!" الفروزے بولا۔

ماتحت انہیں ساتھ لے کر باہر چلا گیا اور الفروزے کو پھر اپنی الجھن یاد آ گئی۔ پائیلٹ ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ اس نے جیبی ٹرانس میٹر پر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا اور ماہی گیر کے حوالے سے "باس" کو کال کرنے لگا۔

"باس....!" تھوڑی دیر بعد ریسیور سے آواز آئی۔

"کیا آپ نے پوائنٹ ایکس سے پانچ آدمیوں کو کسی مہم پر روانہ کیا تھا....؟"

"ہاں.... کیوں.... کیا بات ہے....؟"

"وہ پانچوں مجھے رپورٹ دیتے ہیں۔!"

"تمہیں کیوں....؟ انہیں ایسی کوئی ہدایت نہیں دی گئی تھی۔!"

"راستے میں کسی اور نے ان سے چارج لے کر انہیں میرے پاس بھیج دیا۔!"

"اب وہ کہاں ہیں....؟"

"میں نے انہیں روک رکھا ہے۔!"

"روکے رکھو....! ان میں سے کوئی پل بھر کیلئے بھی باہر نہ جانے پائے۔ میں پہنچ رہا ہوں۔!"

"بہت بہتر جناب....!" الفروزے نے طویل سانس لی اور ٹرانس میٹر کا سوئچ آف کر دیا۔

اس کے ذہن نے پھر وہی سوال دہرانا شروع کر دیا کہ آخر پائیلٹ ابھی تک واپس کیوں نہیں آیا۔ اسی الجھن میں مزید چالیس منٹ گذر گئے اب تو وہ اس جگہ سے ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ ایڈلاوا کا منتظر تھا اور اس معاملے میں کسی دوسرے کو اعتماد میں لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

ٹھیک پینتالیسویں منٹ پر ایڈلاوا ڈی او سٹاریجن کے پولیس آفیسر کی وردی میں ملبوس وہاں پہنچ گیا۔!

"کیا قصہ ہے....؟" اس نے آتے ہی سوال کیا۔

الفروزے نے پانچوں آدمیوں کی رپورٹ دہرائی۔ ایڈلاوا پرسکون لہجے میں بولا "تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ لوگ ہمارے مخصوص اشاروں تک سے واقف ہیں۔ اچھا ہی ہوا تھا کہ میں نے حالات کا علم ہوتے ہی پوائنٹ نمبر بارہ کو ویران کر دیا تھا۔!"

"اسی لئے جواب نہیں مل رہا تھا۔ میں نے کئی بار مزید ہدایات کیلئے آپ سے براہِ راست رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اسی لئے اس وقت ہیڈ کوارٹر کے توسط سے رابطہ قائم کرنا پڑا۔!"

"جانتے ہو پلوینو کون ہے....؟" ایڈلاوا نے سوال کیا۔

"نہیں جناب....!"

"تمہارے ریڈیو آپریٹر وٹالینی کا باپ....!"

"اوہ تو وہ غدار خود وٹالینی تھا....!"

"نہیں....! انہوں نے اسے اسٹیمر سے اتار لیا تھا اور اسٹیمر کی تباہی کے وقت اس پر کوئی بھی نہیں تھا۔ انہوں نے وٹالینی کو اس کے گھر پہنچا کر چھپے رہنے کی ہدایت کی۔ لیکن اس نے کسی طرح ان کا ٹرانس میٹر چرا لیا اور گھر سے فرار ہو کر مجھ سے رابطہ قائم کیا.... کیا اسے علم تھا کہ

میں پوائنٹ نمبر بارہ میں مقیم ہوں۔!"

"ہو سکتا ہے لیکن پوائنٹ نمبر بارہ کے محل و قوع سے میرے اور....!" وہ یک بیک خاموش ہو گیا۔

"کیوں؟ کیا بات ہے....!" ایڈلاوا خلافِ عادت چونک پڑا تھا۔

"آپ کو علم ہے کہ پوائنٹ نمبر بارہ کے محلِ وقوع سے میرا ہیلی پائیلٹ بھی واقف ہے۔!"

"مجھے علم ہے....!"

"وہ آج دس بجے مجھ سے صرف آدھے گھنٹے کی چھٹی لے کر گیا تھا لیکن ابھی تک واپس نہیں آیا۔" الفروزے نے کہا۔ شاید اپنے پورے کیریئر میں پہلی بار ایڈلاوا سے جھوٹ بولا تھا۔

"معاملہ صاف ہو گیا....!" ایڈلاوا نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"م.... میں سمجھا نہیں....!" الفروزے نے کہا۔ حالانکہ اب پوری بات اس کی سمجھ میں بھی آ گئی تھی۔

"وہ تمہارا پائیلٹ ہی تھا جس نے کراس اور دائرے والا اشارہ کیا ہو گا۔!"

"اب تو مجھے بھی یہی سوچنا پڑے گا۔!"

"ان پانچوں کا صفایا کر دو۔ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ احکامات اس طرح نہیں بدلے جاتے۔!"

"دراصل وہ اشارہ....!"

"کچھ بھی نہیں.... جس لانچ کے ذریعے یہ آئے ہیں اس میں ٹائم بم رکھو اور ان سے کہو کہ پوائنٹ ایکس واپس جائیں وقت ایسا ہو کہ لانچ ٹریمیزو سے کم از کم تین میل دور جا چکی ہو۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

"اب تم ہیڈ کوارٹر کے توسط سے ہی مجھ سے رابطہ قائم کر سکو گے۔!" ایڈلاوا اٹھتا ہوا بولا۔

"وٹالینی کا کیا ہوا جناب....؟" الفروزے نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"وہ پہلے ہی وہاں پہنچ گیا جہاں یہ پانچوں پہنچنے والے ہیں۔!" ایڈلاوا نے مڑے بغیر کہا۔ اس کے چلے جانے کے بعد الفروزے پھر پائیلٹ کے بارے میں سوچنے لگا۔ کیونکہ اب فکر کا دھارا کسی اور سمت بہہ رہا تھا۔

”میں تو اردو بھولا جارہا ہوں.... اس عورت کی وجہ سے۔!“ جیمسن بھنا کر بولا۔

”یہ دیکھو کہ تمہاری اطالوی کتنی رواں ہو گئی ہے....!“ عمران نے اسے آنکھ مار کر کہا اور یہ حقیقت بھی تھی کہ میریانا کی موجودگی میں وہ اردو بولنے کو ترستے تھے۔ وہ لکو ہی کے ایک چھوٹے سے بورڈنگ ہاؤز میں مقیم تھے جہاں انہیں کھانے کا انتظام باہر سے کرنا پڑتا تھا۔ اس کی مالکہ ایک مال دار بیوہ تھی۔ صفائی ستھرائی کے خبط میں اس حد تک مبتلا تھی کہ خود بھی باورچی خانے کا روگ پالے بغیر زندگی گذار رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ جب بازار میں کھانے کی دوکانیں موجود ہیں تو پھر گھر کو گندہ کرنے کا کیا جواز ہے۔؟

اس بار میریانا بہت بور ہو رہی تھی کیونکہ نیا میک اپ اسے پسند نہیں آیا تھا۔ عمران نے اسے سیاہ و سفید نسلوں کا مکسچر بنا دیا تھا اور خود گلفام بنا پھر رہا تھا۔

میریانا اپنی زبان کے علاوہ فرانسیسی میں گفتگو کرتی تو ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی معمر استانی بچوں کو پڑھا رہی ہو۔

دو دن انہوں نے سکون سے گذارے پھر اچانک لکو میں مقیم غیر ملکیوں کے کاغذات کی جانچ پڑتال کی مہم شروع ہو گئی۔ کئی باوردی ٹولیاں مصروف کار تھیں۔ اس کی سن گن ملتے ہی عمران نے کان کھڑے کئے اور بورڈنگ کی مالکہ سے الجھ پڑا۔

”اپنی پوری زندگی میں پہلی بار میں نے ایسی کوئی بات سنی ہے۔!“ مالکہ نے کہا۔!

”میں نہیں سمجھا....!“ عمران بولا۔

”اٹلی ایسا ملک نہیں ہے جو بقیہ دنیا کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہو۔ ہم آدمیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔!“

”پھر یہ کیوں ہو رہا ہے....؟“

”ارے تم پریشان کیوں ہو گئے!“ وہ اسے گھورتی ہوئی بولی ”کیا تمہارے کاغذات جعلی ہیں۔!“

”یہ بات نہیں ہے پولیس والوں کی شکل دیکھ کر میرا نروس بریک ڈاؤن ہونے لگتا ہے۔!“

”ہر شریف آدمی کا ہونا چاہئے.... میرا خیال ہے کہ جھیل میں جو یہ دھماکے ہو رہے ہیں شاید

اسی وجہ سے غیر ملکیوں کے کاغذات دیکھے جارہے ہیں۔ تم نے سنا تیسری واردات ہوئی ہے۔!“

”کیسی واردات؟“

”پرسوں رات پھر ایک لانچ دھماکے سے تباہ ہو گئی۔!“

”کہاں....؟ میں نے کوئی دھماکہ نہیں سنا....!“

”ٹریمیزو کے قریب کسی جگہ کی بات ہے لانچ پر پانچ آدمی تھے پانچوں غرق ہو گئے۔!“

عمران نے طویل سانس لی۔ پچھلے دو دن سے یہ تینوں بورڈنگ ہاؤز ہی تک محدود رہے تھے۔ اس حد تک کہ بورڈنگ ہاؤز کی مالکہ ہی کے توسط سے اپنے لئے کھانا اور ناشتہ منگواتے رہے تھے۔ خود باہر نہیں گئے تھے آج اتفاق سے خود عمران ناشتے کا سامان خریدنے نکلا تھا تو اسے معلوم ہوا تھا کہ سیاحوں کے کاغذات کی چیکنگ ہو رہی ہے۔ بہر حال مسئلہ پریشان کن تھا۔ آخر کاغذات کے کتنے سیٹ فراہم کئے جا سکتے ہیں۔ پے در پے اتنی بار انہیں اپنے حلئے تبدیل کرنے پڑے تھے کہ کاغذات سے مناسبت رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر اب کیا کیا جائے....؟ وہ سوچتا ہوا اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ دونوں دیر سے ناشتے کے منتظر تھے اور عمران ناشتے کی باسکٹ ہاتھ میں لٹکائے بورڈنگ کی مالکہ سے گفتگو کرتا رہا تھا۔

”تم وقت بہت ضائع کرتے ہو، سیدھے یہیں کیوں نہیں آئے تھے۔ بڑھیا سے اتنی دیر کیوں گفتگو کرتے رہے تھے....؟“ میریانا جھنجھلا کر بولی۔

”ابے یہ تو جورو بنی جارہی ہے....!“ عمران نے اردو میں کہا اور جیمسن اس طرح ہنس پڑا کہ میریانا بھڑک ہی گئی۔

”کیا تم نے مجھے اپنی بربری میں گالی دی تھی۔!“

”میں نے کہا تھا کہ ہم مصیبت میں پڑ گئے ہیں اب میں اس سے پوچھتا ہوں کہ آخر یہ ہنسنے کا کون سا موقع تھا۔!“

”ہنسی اس لئے آئی تھی کہ آپ نے خود ہی تو یہ مصیبت اپنے سر لی ہے۔!“ جیمسن بولا۔

ہاں میں تم لوگوں کے لئے مصیبت ہی بن گئی ہوں۔ دفعتاً وہ کراہی تھی۔

”میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ غیر ملکیوں کے کاغذات کی چیکنگ شروع کی گئی ہے۔ متعدد ٹولیاں ہوٹلوں اور دوسری اقامت گاہوں میں گھستی پھر رہی ہیں ادھر مجھ سے بھی یہ عقل مندی سرزد

ہوگئی کہ آتے ہی بڑی بی سے پوچھ بیٹھا کہ یہ محض معمول کی کاروائی ہے یا خاص مواقع پر ایسا ہوتا ہے۔ اس نے اس پر بڑی حیرت ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔"

"یہ تو بہت برا ہوا....!" میریانا پر تشویش لہجے میں بولی۔

"پرواہ مت کرو....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اگر وہ ادھر آگئے تو شکلوں کے مطابق کاغذات کہاں سے پیدا کریں گے....؟" میریانا جھنجھلا کر بولی۔

"اس سے پہلے ہی بربرڈھمپ کچھ کر گزرے گا۔!"

"کیا کر گزرے گا....؟"

"تم دونوں کمرے سے نکل جاؤ۔!"

"کیا مطلب....؟"

"کمرہ بند کر کے کروں گا....!"

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور باہر جانے لگے۔!

عمران نے جیمسن سے اردو میں کہا۔ "تم دونوں بڑی بی کے پاس جا کر بیٹھو....! میں اپنے چہرے میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے وہی وردی پہنتا ہوں اسی طرح یہاں سے نکل سکیں گے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں اس اطالوی مرغی کو بھی سمجھا دینا۔!"

وہ دونوں باہر آئے اور عمران نے دروازہ بند کر لیا تھا۔

قبل اس کے میریانا پوچھتی کہ بربری زبان میں اب کیا گل کھلا ہے جیمسن خود ہی شروع ہوگیا۔ میریانا کی آنکھوں میں کسی قدر بشاشت نظر آئی تھی۔

"اتنی پھرتی سے اسے سوجھتی ہے کہ میں متحیر رہ جاتی ہوں۔!" اس نے کہا اور پھر بورڈنگ کی مالکہ کے سر پر سوار ہوگئے۔!

"تم لوگوں نے اپنے کاغذات درست رکھے ہیں نا....؟" اس نے بڑی شفقت سے پوچھا

"نہ جانے کیوں چیکنگ ہو رہی ہے....؟"

"ہاں میرے ساتھی نے بتایا تھا....!" جیمسن لاپرواہی سے بولا۔

"پتا نہیں دنیا کیسی ہوتی جا رہی ہے۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ یہ سب کچھ ان دھماکوں

کی وجہ سے ہو رہا ہے جو کوموجھیل میں ہو رہے ہیں۔!"

"ہو سکتا ہے....!"

"پتا نہیں یہ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔!"

"تخریب کار.... شاید تمہارا ملک کسی انقلاب سے گذرنے والا ہے۔!"

"خدا کے لئے ایسا نہ کہو.... میں نے بہت انقلاب دیکھے ہیں۔ انقلاب کا نام لینے والے یا انقلاب پر شاعری کرنے والے تصور نہیں کر سکتے کہ انقلاب کتنا خون پیتا ہے اور فضاؤں میں کتنا دھواں بکھیرتا ہے۔!"

وہ پندرہ بیس منٹ تک مختلف ممالک کے انقلابات کے متعلق گفتگو کرتے رہے تھے۔ پھر بڑھیا وزنی جوتوں کی دھمک سن کر چونک پڑی تھی۔

"شاید وہ آگئے....!" اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"آگئے ہوں گے....!" میریانا نے لاپرواہی سے کہا۔ وہ یہاں فرانسیسی لہجے میں ادھ کچری اطالوی بولتی رہی تھی۔

اتنے میں وزنی جوتوں کی آہٹ دروازے کے قریب ہی آرکی۔ عمران ریڈی میڈ میک اپ ناک پر جمائے پولیس افسر کی وردی میں سامنے کھڑا تھا۔

"یہاں کتنے غیر ملکی موجود ہیں سی نورا؟" اس نے گونجیلی آواز اور شائستہ لہجے میں پوچھا۔

"اس وقت تو یہی تین ہیں سی نورا....!"

"تیسرا کون ہے....؟"

"ہمارا ساتھی.... میں لاتی ہوں...!" میریانا نے کہا اور کمرے سے نکل گئی۔ بوڑھی عورت نے آفیسر سے بیٹھ جانے کی درخواست کی تھی۔

نہیں ٹھیک ہے اس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اتنے میں راہداری سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز آئی اور میریانا بوکھلائی ہوئی اندر داخل ہوئی "وہ.... تو.... وہ تو...." میریانا نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "کمرے میں نہیں ہے اس کا سوٹ کیس بھی نہیں ہے۔!"

"اوہ....!" آفیسر نے دانت پیس کر زمین پر پاؤں مارا تھا۔

"ہمارے کاغذات دیکھ لیجئے....!" جیمسن نے بڑے ادب سے کہا۔

"یہاں نہیں"....آفیسر غرایا...."اب تمہیں میرے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلنا پڑے گا۔!"

"ہم تیار ہیں سی نورا....!" جیمسن پر سکون لہجے میں بولا "پرسوں تک وہ ہمارے لئے بھی اجنبی تھا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"وہ پرسوں ہمیں بلیچو میں ملا تھا۔ کہنے لگا ساتھ ہی رہیں تو کیا حرج ہے مجھے بھی تنہائی کا احساس نہ ہوگا۔!"

"چلو.... ہیڈ کوارٹر میں ہی تمہارے بیان کی تصدیق ہوگی۔!"

جیمسن نے مالکہ سے کہا "ہم ایک ہفتے کا پیشگی کرایہ ادا کر چکے ہیں سی نورا....!"

"ہاں.... ہاں.... ٹھیک ہے وہ شخص مجھے بھی بے حد کائیاں معلوم ہوا تھا۔!" بڑھیا نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم اپنے سامان سمیت چلو گے....!" آفیسر غرایا۔

"اس کے باوجود بھی تمہیں ایک ہفتے سے قبل کمرہ کسی اور کو دینے کا اختیار نہ ہوگا۔" جیمسن نے اس کی سنی ان سنی کر کے بڑھیا سے کہا اور پھر اس سے بولا "چلئے....!"

اس طرح وہ سامان سمیت بورڈنگ ہاؤز سے نکل سکے تھے۔

"اب چپ چاپ اس طرف نکل چلو جہاں تمہارے چچا کی بستی کی طرف جانے والی بس ملتی ہے۔" عمران نے میریانا سے کہا۔

"مگر میں انہیں جواب کیا دوں گی۔ وہ اس بستی میں عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ سب کو معلوم ہو گیا تھا کہ ہم ان کے مہمان ہیں وہ لوگ کیا جانیں کہ پولیس والے حقیقتاً کون تھے۔!"

"اسی لئے ان کی غلط فہمی رفع کرنا چاہتا ہوں ورنہ تمہارے چچا کی پوزیشن خراب ہو جائے گی۔!"

"وہ کس طرح....؟"

"بحث نہ کرو.... مجھ پر اعتماد کرو....!"

"وہ بس کے اڈے پر پہنچے تھے اور پہلی بس تیار کھڑی تھی صرف چند نشستیں خالی تھیں انہیں کوئی دشواری نہ ہوئی۔!"

"ہم اسی جگہ اتر جائیں گے جہاں تم دونوں پہلے رکے تھے اور تم نے اپنی حالت درست کی تھی۔!" عمران نے میریانا سے کہا۔

"پلوینو نے ہمارے تحفظ کے خیال سے مختصر راستہ اختیار کیا تھا اور ہم نسبتاً جلد پہنچ گئے تھے۔!"

"تو کیا سڑک کے ذریعے ہم اس جگہ تک پہنچ سکیں گے جہاں تم نے اپنی حالت درست کی تھی۔!"

"ایک جگہ اتر کو کچھ دور پیدل چلنا پڑے گا۔!"

"ٹھیک ہے....!"

پولیس آفیسر کی ہدایت پر ڈرائیور نے بس ٹھیک اس جگہ روکی تھی جہاں میریانا نے کہا تھا وہ اتر گئے تھے تھوڑی دیر بعد میریانا کا میک اپ پھر صاف کیا جا رہا تھا۔

"اگر اسی طرح گھسائی ہوتی رہی تو شاید کچھ دنوں بعد تمہاری شکل بھی نہ پہچانی جا سکے۔!" جیمسن ہنس کر بولا۔

"آپ کی بھی گھسائی ہوگی....!" عمران نے کہا۔ "اور آپ خود ہی پچھلے میک اپ میں آجانے کی کوشش فرمائیں گے۔!"

"مجھے تو اب وہ شکل ہی یاد نہیں رہی....!"

"تو پھر کیسے کام چلے گا....؟"

"کوشش کروں گا لیکن دیر لگے گی۔!"

"دیر سویر کی پرواہ مت کرو....!"

"سچ مچ قریباً پون گھنٹے کی جدوجہد کے بعد وہ میریانا کو مطمئن کر سکا تھا۔

"آئندہ ہر میک اپ میں تصویر کھنچوا لیا کیجئے گا۔!" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

وہ بستی میں داخل ہوئے تو عجیب سماں تھا لوگ انہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے عمران نے دونوں کو سمجھا دیا تھا کہ اپنے چہروں پر بشاشت لئے بستی میں داخل ہوں اور خود بھی ان سے اسی انداز میں گفتگو کرتا ہوا چل رہا تھا جیسے تینوں آپس میں بے حد بے تکلف دوست ہوں۔

پھر میریانا کا چچا انہیں راستے میں مل گیا تھا شائد کسی نے اس تک یہ خبر پہنچا دی تھی میریانا ہنستی ہوئی اس سے لپٹ گئی اور بولی سب کچھ ایک غلط فہمی کے تحت ہوا تھا۔ آفیسر خاص طور پر آپ

سے عذر خواہی کے لئے آئے ہیں پھر اس نے عمران سے کہا تھا "میرے چچا"۔

"عمران نے جھپٹ کر مصافحہ کیا اور شرمندگی ظاہر کرتے ہوئے بولا میرے ماتحت ایک بیوقوف آدمی کے بہکانے میں آگئے تھے۔ بالآخر وہ خود ہی مجرم ثابت ہوا۔ محکمہ آپ کو تحریری معافی نامہ بھجوادے گا۔!"

ان کے گرد بھیڑ اکٹھا ہو گئی تھی اور عمران یہ سب کچھ اونچی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"گھر تشریف لے چلئے.... اطمینان سے باتیں ہوں گی۔!" چچا نے کہا۔

"چلئے....!" عمران نے اس طرح گھڑی دیکھ کر کہا جیسے اسے واپسی کی جلدی ہو۔ گھر پہنچ کر بوڑھے نے اپنی بیوی کو یہ خوش خبری سنائی تھی۔

"آخر بات کیا تھی....؟" اس نے پولیس آفیسر کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"غلط فہمی سی نورا....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ایک بدمعاش نے جو منشیات کی ناجائز تجارت کرتا تھا اپنی گردن بچانے کے لئے ایک عورت اور ایک مرد کا ذکر کر کے اس بستی کا نام لیا تھا وہ میرے ماتحتوں کو ان کی گرفتاری کے لئے یہاں لایا۔ اتفاق سے پہلے یہی دونوں دکھائی دیئے اس نے انہی کی طرف اشارہ کر دیا۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ پولیس کے سپاہی عام طور پر زیادہ ذہین نہیں ہوتے۔!"

"ہاں.... ہاں.... یہی بات ہے۔!" بوڑھے نے کہا۔

"اچھا تو آپ کی امانت آپ کے حوالے.... اب اجازت دیجئے۔!"

"یہ کیسے ممکن ہے....؟" میریانا جلدی سے بولی "ابھی تو آپ کو بس بھی نہیں ملے گی کچھ دیر آرام کر لیجئے۔!"

"میں چاہتا ہوں کہ پوری بستی کو معلوم ہو جائے کہ یہ سب کچھ غلط فہمی کا نتیجہ تھا۔ آپ لوگ عزت دار آدمی ہیں۔!" عمران بولا۔

"سب کو معلوم ہو جائے گا۔!" بوڑھے نے سر ہلا کر کہا۔ "آپ نے تو اسی مجمعے میں وضاحت کر دی تھی۔"

"مجھے دھیان نہیں رہا تھا۔ اچھا خدا حافظ۔!" ان سے مصافحہ کر کے وہ آگے بڑھ گیا۔ میریانا نے اپنے چچا سے کہا "ہم دونوں آفیسر کو رخصت کر کے ابھی آتے ہیں۔!"

پھر وہ دونوں بھی عمران کے پیچھے چل پڑے تھے۔

"خود نکل بھاگنے کی اچھی ترکیب نکالی۔!" میریانا اس کے برابر پہنچ کر بولی تھی۔

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں۔!" عمران خشک لہجے میں بولا۔ "جب ضرورت سمجھوں گا خود ہی تم سے رابطہ قائم کر لوں گا۔!"

"مجھے تو لیتے چلئے....!" جیمسن نے کہا۔

"تمہیں فی الحال یہیں ٹھہرنا ہے۔ کچھ تازہ دم لوگ بھی پہنچ رہے ہیں۔ وہ تمہاری جگہ لیں گے۔!"

"کیا اپنوں میں سے ہیں....؟"

"صفدر اور جولیا۔!"

"کہاں ہیں....؟"

"فضول باتوں میں نہ پڑو.... اپنے کام سے کام رکھو....!" عمران نے غصیلے لہجے میں اردو میں کہا۔

"پھر وہی بربری....!" میریانا بولی۔

"میں نے اس سے کہا تھا کہ میریانا کی حفاظت فی الحال تمہاری ذمہ داری ہے اگر اسے کوئی گزند پہنچا تو گولی مار دوں گا۔!"

"تمہارے قریب رہ کر میں مطمئن اور بے فکر رہ سکتی ہوں خواہ چاروں طرف خطرات ہی خطرات کیوں نہ ہوں۔!"

"بہت جلد ایسا ہی ہوگا۔ فی الحال قریب رہنا دونوں کے لئے خطرناک ہوگا۔!"

"تمہاری مرضی....!" وہ مغموم لہجے میں بولی اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے تھے۔

عمران مڑے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔

الفروزے اور اس کا ماتحت عملہ محکماتی جوابدہی کے لئے اوسٹا پہنچ چکا تھا اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی۔ وہ لکو سے اس طرح روانہ ہوئے تھے جیسے کوئی بڑا کارنامہ انجام دے کر آئے ہوں۔

ماہی گیری کی نام نہاد فرم ویل ڈی اوسٹاریجن کے اسی پراونس میں تھی۔ بظاہر الفروزے اپنے باس کو باضابطہ رپورٹ دینے آیا تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ اب وہ ایڈلاوا کے ہر قسم کے بزنس میں اس کی نیابت کرنے کے لئے اوسٹا آیا تھا۔ فرم کے مالکان تو ایڈلاوا کے ادنی غلام تھے۔!"

جنیوا کا آفس جو ہیڈ کوارٹر کہلاتا تھا اور بظاہر بین الاقوامی خیر اندیشی کا ٹھیکے دار تھا۔ دراصل محض پبلک ریلیشنز آفس کی حیثیت رکھتا تھا موکل اس کے توسط سے ایڈلاوا سے رابطہ قائم کرتے تھے۔ کارگذاریوں کے میدان میں پورے ملک میں بکھرے ہوئے تھے لیکن ڈی اوسٹاریجن ان میں سب سے زیادہ خصوصیات کا حامل تھا۔ کیونکہ اس کی سرحدیں فرانس اور سوئٹزرلینڈ سے ملتی تھیں۔ اصل کھیل تو یہیں ہوتا تھا۔ پوائنٹ نمبر بارہ کی تباہی کے بعد الفروزے اور ایڈلاوا کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ اس کے نائب کی حیثیت سے بزنس کو کنٹرول کرے گا اور ایڈلاوا صرف ایکس ٹو والے معاملات تک محدود ہو جائے گا۔!

الفروزے نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ پہلے ایڈلاوا کو میریانا کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں تھی لیکن یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ وہ ایکس ٹو کے آدمیوں کے ہاتھ لگی ہے وہ کسی قدر فکر مند نظر آنے لگا تھا۔ حالانکہ ایڈلاوا کا سپاٹ چہرہ کسی بھی اندرونی کیفیت کی غمازی نہیں کرتا تھا۔ بہر حال ایڈلاوا میریانا کے سلسلے میں فکر مند تھا اور الفروزے کو اپنے ہیلی پائیلٹ کی گمشدگی پریشان کئے ہوئے تھی۔ اگر کسی طرح بھی ایڈلاوا کو اس کی گمشدگی کی وجہ معلوم ہو جاتی تو خود الفروزے کا کیا حشر ہوتا۔!

اس کی بھی تصدیق ہو گئی تھی کہ اس دن می تیزو میں ایک ہیلی کوپٹر موجود تھا۔ بہت سویرے می تیزو پہنچا تھا اور دن چڑھے پرواز کر گیا تھا۔ پھر رات کو بھی اس کی آواز سنائی دی تھی۔ اس کے بعد کوئی بھی نہیں بتا سکا تھا کہ اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا تھا۔ اس کے سلسلے میں بس یہی فکر تھی کہ ایڈلاوا کے ہاتھ نہ لگنے پائے ورنہ الفروزے اس کی نظروں میں الفروزے نہ رہے گا۔ ایک حقیر کتے کا پلا ہو کر رہ جائے گا۔ اسے زندگی سے زیادہ اپنی آن عزیز تھی۔ لیکن اس کمزوری کو کیا کرتا کہ عورت کے بغیر ایک دن بھی نہیں گذار سکتا تھا۔ خواہ صرف اس کے قہقہوں اور قلقاریوں پر ہی کیوں نہ اکتفا کرنی پڑتی۔

اوسٹا پہنچ کر بھی وہ اسی دشواری میں پڑ گیا تھا۔ البتہ اسٹیمر کی زندگی جنت تھی اس کے

لئے... اس کا بس چلتا تو ان لوگوں کا خون پی جاتا جو اسٹیمر کی تباہی کا باعث بنے تھے۔

اوسٹا کے آفس میں مرد ہی مرد بھرے ہوئے تھے۔ صورت حرام مرد جن کی آوازیں سن سن کر وہ پیچ و تاب کھایا کرتا تھا اور شائد وہ سب بھی اس سے نفرت کرتے تھے اور کیوں نہ کرتے جب کہ الفروزے کی خوش مزاجی صرف ایسے حلقوں کے لئے مخصوص تھی جہاں کچھ عورتیں بھی موجود ہوں۔ دو چار سیکرٹریاں بھی رکھ سکتا تھا لیکن اوسٹا میں یہ ناممکن تھا کیونکہ ایڈلاوا عورتوں کو صرف روابط عامہ کے شعبے تک محدود رکھنے کا قائل تھا۔ خیر اندیش کے آفس میں خود اس نے چوبیس عدد سیکرٹریاں پال رکھی تھیں۔

ٹریسنی کی زندگی یاد آ آکر الفروزے کو تڑپاتی رہتی۔ اوسٹا میں وہ ایڈلاوا ہی کی طرح بے حد سنجیدہ ہو کر رہ گیا تھا جیسے ہی وہ آفس میں قدم رکھتا اس کے ماتحت تھرا اٹھتے۔ چاروں طرف قبرستان کا سا سناٹا طاری ہو جاتا اور پھر اسی سناٹے میں ایک چاند طلوع ہو گیا۔ یہ ایک ایسے فرد کی خوب صورت سیکرٹری تھی جو کسی سودے کے سلسلے میں جنیوا سے اوسٹا بھیجا گیا تھا۔ وجہ ملاقات کا علم صرف الفروزے کو تھا۔ ہیڈ کوارٹر سے اسے ہدایت ملی تھی۔

مرد ایک توانا اور باوجاہت جوان تھا۔ لیکن یوروپین نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ہر چند کہ اس کی جلد کی رنگت بھی اطالویوں سے پیچھے نہیں تھیں پھر بھی لوگوں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ وہ غیر یوروپی ہے.... اس کی سیکرٹری پر نظر پڑتے ہی الفروزے نے ان دونوں کا جس انداز میں استقبال کیا تھا اگر اس کے ماتحتوں میں سے کوئی دیکھ لیتا تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آتا۔!

مرد نے کسی انجانی زبان میں کچھ کہا تھا اور اس کی سیکرٹری اطالوی میں اس کا ترجمہ کرنے لگی تھی۔ "آنریبل شیپرڈ آپ کے مشکور ہیں۔!"

"میرا فرض ہے محترمہ کہ اپنے معزز گاہکوں کو خوش رکھوں.....!"

سیکرٹری نے اس کا ترجمہ اسی نامعلوم زبان میں آنریبل شیپرڈ کے گوش گذار کیا۔ اسکے بعد الفروزے اور سیکرٹری کے درمیان اطالوی ہی میں براہِ راست گفتگو ہوتی رہی تھی۔ درمیان میں ترجمے کی نوبت نہیں آئی تھیں۔ شائد آنریبل شیپرڈ گفتگو کے ماحصل ہی سے تعلق رکھنا چاہتا تھا۔

الفروزے کہہ رہا تھا۔ "آپ کا مال سوئٹزرلینڈ تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ آپ بالکل مطمئن رہیں۔!" اس کے بعد طریق کار پر گفتگو ہونے لگی تھی۔ الفروزے نے کاروباری گفتگو ہی

کے دوران میں لطیفے بھی شروع کردیئے تھے جب وہ زور سے ہنستی تو اس کا باس بھنویں سکوڑ کر اسے دیکھتا اور وہ فوراً ہی سنبھل کر لطیفے کا ترجمہ شروع کردیتی۔ باس بھی ہنس پڑتا اور پھر تینوں ایک ساتھ قہقہے لگاتے۔ اگر کمرہ ساؤنڈ پروف نہ ہوتا تو دفتر کا ماتحت عملہ مارے حیرت کے پاگل ہوجاتا۔

پورے ایک گھنٹے تک یہ ملاقات جاری رہی تھی اور آنریبل شیپرڈ اپنی سیکرٹری سمیت الفروزے کے گہرے دوست بن کر رخصت ہوئے تھے۔

انکے جانے کے بعد الفروزے نے میز پر رکھے ہوئے متعدد ٹیلی فون میں سے ایک کا ریسیور اٹھایا تھا اور اپنے اسٹینو کو فوری طور پر طلب کیا تھا۔ ریسیور رکھ کر کرسی کی پشت گاہ سے ٹک گیا اس کی آنکھیں جگمگا رہی تھیں اور ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی بچے نے کوئی انوکھا کھلونا دیکھ پایا ہو اور اپنے ڈیڈی سے متوقع ہو کر وہ اسے ضرور خرید دے گا خواہ کتنی ہی قیمت کا کیوں نہ ہو... پھر اسٹینو نے دروازہ کھولا ہی تھا کہ اس کے خدوخال دوبارہ کرخت ہوگئے۔

"ڈکٹیشن....!" اس نے ایڈلاوا کے سرد لہجے میں نقل اتارنے کی کوشش کی۔

اسٹینو کاغذ پنسل سنبھال بیٹھا.... الفروزے آہستہ آہستہ بولنے لگا۔ "ضروری یادداشت کولن اینڈ ڈیلش آلن شیپرڈ.... متوطن لاطینی امریکہ.... بریکٹ میں "پی" دوغلا فرانسیسی...ماں ریڈ انڈین تھی۔ ریڈ انڈین کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں بولتا۔ تحریری کام انگلش میں کرتا ہے۔ حکومت "پی" کا ایک ذمہ دار فرد....!" الفروزے بولتا رہا اور اسٹینو کی پنسل چلتی رہی۔ الفروزے سانس لینے کے لئے رکا تھا اور پھر بولا تھا "سیکرٹری ژولی ژوگواں.... فرانسیسی.... مادری زبان کے علاوہ اطالوی، جرمن اور ریڈ انڈین زبان روانی سے بول سکتی ہے.... بزنس نمبر چار.... بس ٹائپ کر کے فائل کرادو....!"

وہ اٹھ کر چلا گیا.... الفروزے نے میز کی دراز سے شراب کی بوتل اور گلاس نکالا اور پے درپے دو گلاس خالی کرنے کے بعد اس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا، ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرادو....!

"او کے سی نور....!" دوسری طرف سے آواز آئی اور الفروزے ایئر پیس کان سے لگائے بیٹھا رہا۔!

تھوڑی دیر بعد آواز آئی "ہیڈ کوارٹر....!"

"اوشا.... باس سے ملاؤ۔!"

"انتظار فرمایئے جناب....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

وہ بدستور ریسیور کان سے لگائے بیٹھا رہا۔ ایڈلاوا جلد ہی بولا تھا۔ الفروزے نے کہا "بزنس مین پہنچ گیا ہے.... گفتگو ہوئی.... وہ ہماری قیمتوں سے متفق ہیں.... ان کے بارے میں تحریری تفصیل آپ تک پہنچ جائے گی لیکن ایک خدشہ لاحق ہوگیا ہے۔!"

"کیا بات ہے....؟"

"وہ غیر ملکی تاجر جو ہمارے بزنس پر اثر انداز ہونے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہیں اس سودے کی سن گن بھی نہ پالیں۔!"

"ہاں سوچنے کی بات ہے....!"

"اس لئے میں نہیں چاہتا تھا کہ ہمارے گاہک ہوٹل میں مقیم رہیں۔!"

"تم کیا کرسکو گے۔!"

"انہیں اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں.... آپ کی اجازت سے۔!"

"ضروری نہیں کہ وہ اس پر آمادہ ہوجائیں۔!"

"اپنے خادم کی صلاحیتوں پر اعتماد کیجئے۔!"

"ٹھیک ہے.... تمہیں اختیار ہے.... اور کچھ....؟"

"نہیں باس....!"

"کال ختم ہوئی....!" دوسری طرف آپریٹر کی آواز سن کر الفروزے نے ریسیور رکھتے ہوئے پھر ایک گلاس لبریز کیا اور حلق میں انڈیل لیا۔ اس کی آنکھیں دوبارہ چمکنے لگی تھیں اور ہونٹوں پر وہی بچگانہ سی مسکراہٹ تھی۔

عمران کے پیٹھ موڑتے ہی جیمسن نے کہا تھا۔ "اب جلدی سے واپس چلو....!"

"کیوں کیا پریشانی ہے۔!" میریانا جھنجھلا کر بولی۔

"مجھے اس نے خصوصی ہدایات دی ہیں۔ ہم یہاں رات بھی نہیں گذاریں گے۔ بس چلتے رہو رکنے کی ضرورت نہیں۔!"

جیمسن نے کچھ ایسے انداز میں کہا تھا کہ میریانا نے تیزی ہی سے قدم اٹھائے تھے۔ گھر پہنچ کر جیمسن نے کہا "ایڈلاوا احمق نہیں ہے۔ لاکھ ہم گھر سے دور اس کی نقلی پولیس کے چنگل میں پھنسے ہوں اور اسے یقین بھی آگیا ہو کہ اب دوبارہ ہم یہاں نہیں مل سکیں گے اس کے باوجود یہ ضرور معلوم کرنے کی کوشش کرے گا کہ ہم ٹھہرے کہاں تھے اور ہو سکتا ہے معلوم بھی کر چکا ہو۔!"

"تو پھر کیا یہاں جھک مارنے آئے ہو....!" میریانا غصیلے لہجے میں بولی۔

"عقل استعمال کرو.... بستی میں محض تمہارے چچا کی پوزیشن صاف کرنا چاہتا تھا۔!"

"لیکن اگر میری وجہ سے چچا کی گردن صاف ہو گئی تو....؟"

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں۔!"

"کیوں نہ ہم چچا سے معلوم کرلیں کہ ہمارے بارے میں کسی اجنبی نے پوچھ گچھ تو نہیں کی تھی۔!" میریانا بولی۔

"ضرور کرو.... اور مجھے سوچنے دو کہ میں نے ابھی تک شام کی چائے بھی نہیں پی.... لہٰذا رات کے کھانے کا کیا ہوگا....؟"

"سوچتے اور محظوظ ہوتے رہو....!" وہ بھنا کر بولی اور کمرے سے چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد چائے کی بڑی ٹرے اٹھائے پھر کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"سوچ چکے ہو تو چائے پینا شروع کر دو.... رات کے کھانے کے لئے ابھی کچھ نہیں کہا۔" اس نے کہا جیمسن نے خاموشی سے چائے بنائی تھی اور پینے لگا تھا۔ میریانا نے اپنے لئے خود ہی انڈیلی تھی۔

"واقعی بربر ہو....!" اس نے کہا۔

"ارے یہ بتاؤ.... تمہارے چچا نے کیا کہا تھا۔!"

"نہیں....! کسی نے براہِ راست ان سے پوچھ گچھ نہیں کی تھی۔!"

"اس کے باوجود بھی یہاں رات بسر کرنا مناسب نہیں۔!"

"سوال یہ ہے کہ ان سے کہا کیا جائے۔!"

"یہ مجھ پر چھوڑ دو.... اتنے دنوں میں میری اطالوی خاصی رواں ہو گئی ہے۔ اپنے مافی الضمیر سے انہیں بخوبی آگاہ کر سکوں گا۔!"

"تم جانو.... مگر یہاں سے جائیں گے کہاں....؟"

"تمہارا چچا ایک جمہوریت پسند انقلابی رہ چکا ہے اس سے بہتر راہنمائی اور کوئی نہ کر سکے گا۔!"

"مگر تم اس سے کہو گے کیا....؟"

"یہی کہ منشیات کی ناجائز تجارت کرنے والا ایک گروہ ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے دراصل وہ ہمیں کسی نہ کسی طرح قانون کی نظر میں مجرم قرار دے کر ہمیں قابو میں کرنا چاہتا ہے تاکہ ہم اٹلی میں ان کے مفادات کی نگرانی کر سکیں۔!"

"ہاں یہ بات تو ٹھیک رہے گی.... اچھا تم کوشش کرو۔!"

چائے ختم کر کے جیمسن نے اسے تو وہیں چھوڑا تھا اور خود بوڑھے کے پاس آ کر ادھر ادھر کی باتوں کے بعد اصل موضوع کی طرف آ گیا تھا۔ بڑھا اس کی کہانی غور سے سنتا رہا۔ پھر بولا "شاید میریانا نے کسی اجنبی کے بارے میں مجھ سے سوال کیا تھا۔ تم دونوں نے زبردست غلطی کی جب پہلی بار آئے تھے تبھی مجھے آگاہ کر دیتے تو اس کی نوبت نہ آنے پاتی.... میں تمہیں ایسی جگہ پہنچا دیتا کہ وہ زندگی بھر جھک مارتے پھرتے لیکن تمہارا سراغ انہیں نہ ملتا....!"

"تو اب کوئی صورت نکالئے۔!"

"اچھی بات ہے ذرا اندھیرا پھیلنے دو.... یہ آج کے لوگ کیا جانیں کہ ایسے معاملات کیسے نپٹائے جاتے ہیں۔ میرے بازوؤں میں آج بھی تنی قوت موجود ہے کہ اپنے بچوں کے دشمنوں سے نمٹ سکوں۔!"

اتنے میں اس کی بیوی بھی آ گئی اور بوڑھے نے پرجوش لہجے میں کہا۔ "مسز ویریو خوش ہو جاؤ.... ہمیں بڑھاپے میں پھر ایک موقع ملا ہے۔!"

"اوہو....! کیا بات ہے....!" وہ خالی الذہنی کے سے عالم میں بولی۔

بوڑھے نے جیمسن سے سنی ہوئی کہانی دہرائی تھی اور جیمسن نے واضح طور پر محسوس کیا کہ بڑھیا کی دھندلائی ہوئی آنکھوں میں کچھ عجیب سی چمک پیدا ہو گئی تھی اور چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"تو ہمارے بچوں کے مقدر میں بھی کسی قدر دوڑ لکھی گئی تھی۔ میٹو جان ہم ضرور ان کی مدد

کریں گے۔!"

"تو پھر کیا خیال ہے کہ ہم آج رات مکان میں قفل ڈال دیں۔ کسی پڑوسی سے کہہ دیں گے کہ اپنے اعزا سے ملنے باہر جارہے ہیں۔!"

"شاندار....!" بڑھیا چہکی "ہماری پکنک ہو جائے گی.... کتنی سست رفتار ہو کر رہ گئی تھی زندگی....!"

جیمسن تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اس حد تک کامیابی ہو گی۔ واپس آکر اس نے میریانا کو اطلاع دی تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔!" وہ صرف اتنا کہہ سکی۔

"اور بڑی بی نے تو فرمایا چلو ہماری پکنک ہو جائے گی.... زندگی بہت سست رفتار ہو کر رہ گئی تھی۔ دعائیں دو اپنے ڈھمپ کو....!"

"کیا مطلب....؟"

"اسی نے مشورہ دیا تھا۔ تمہارے چچا کو دیکھنے سے پہلے ہی محض اتنا معلوم ہونے پر کہ وہ جمہوری محاذ کے انقلابی رہ چکے ہیں۔ اس نے کہا تھا کہ کام کا آدمی معلوم ہوتا ہے اس سے مشورہ کر کے کہیں روپوش ہو جانا۔!"

"وہ آخر ہے کیا چیز....؟"

"یہی میں کبھی کبھی خود اس سے پوچھتا ہوں.... جانتی ہو کیا جواب دیتا ہے۔!"

میریانا نے سر کو منفی جنبش دی۔

"کہتا ہے جس دن مجھے معلوم ہو گیا کہ میں کیا چیز ہوں اسی دن بالکل چغد ہو کر رہ جاؤں گا۔ اسی لئے کبھی اس پر غور ہی نہیں کرتا۔!"

"کیا وہ سچ مچ غیر شادی شدہ ہے۔!"

"کیا ارادے ہیں....؟"

"میں محسوس کر رہی ہوں کہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔!"

"وہم ہے تمہارا.... پتا نہیں کتنی ابھی تک زندہ ہیں اور دھڑا دھڑ مزید زندگیوں کا اضافہ کئے جارہی ہیں۔!"

"کیا مطلب....؟ صاف صاف کہو....!"

"اس سے مایوس ہو کر دوسروں سے شادیاں کیں اور نہایت فراخدلی سے بچے جنے جارہی ہیں۔!"

"تم بھی غیر شادی شدہ ہو۔!"

"میرے قبیلے میں ستر سال کی عمر تک پہنچنے سے قبل شادی ممنوع ہے۔!"

"تم بکواس کر رہے ہو.... تمہاری کسی بات پر یقین نہیں کر سکتی۔!"

"یقین کرو.... تین سال ہوئے میرے باپ کی شادی ہوئی ہے۔!"

"اور تم دو سال میں اتنے بڑے ہو گئے....؟"

"میرے قبیلے میں یہی ہوتا ہے۔!"

"تم سب مسخرے ہو....!" وہ ہنس پڑی۔

دوسری طرف بوڑھے نے تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ دونوں میاں بیوی بچوں کی طرح بات بات پر قہقہے لگا رہے تھے۔ رائفل کی نال صاف کی گئی۔ ریوالور کا جائزہ لیا گیا۔ کارتوسوں کے پیکٹ سنبھال کر رکھے گئے۔ کم از کم ایک ہفتے کا راشن اور شراب کی بوتلوں کا کریٹ وین میں پہنچائے گئے اور پھر رات کے کھانے کے بعد ان کی روانگی ہو گئی تھی۔ بوڑھا خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا اور اس نے جیمسن کو اپنے قریب ہی بٹھایا تھا۔ وہ اسی سڑک پر جارہے تھے جو انہیں لکو سے اس بستی تک لائی تھی۔

"رات بڑی خوش گوار ہے....!" بوڑھا چہکارا.... "سالہا سال بعد ایسی خوبصورت رات نصیب ہوئی ہے۔ کیوں ویرویو کیا خیال ہے۔!"

"مجھے ایسی کئی راتیں یاد آرہی ہیں۔!"

"ویسے تم کرتے کیا ہو....؟" بوڑھے نے جیمسن سے پوچھا۔

"زیر تعلیم ہوں.... یونان سے آیا ہوں باپ مراکشی عرب تھا اور ماں یونانی تھی۔!"

"آخر ان لوگوں کے چکر میں کیسے پڑے....؟"

"آپ جانتے ہیں کہ ساری دنیا میں منشیات کا استعمال کس طرح بڑھ رہا ہے۔ اور نشے بھی کیسے....؟ سلا دینے والے.... ایسے نہیں کہ خون کو جوش میں لائیں۔ ذہن بیدار کریں بلکہ ذہن اور جسم دونوں کو مفلوج کر کے رکھ دیں۔ یقین کیجئے کہ میں تو شراب بھی نہیں پیتا صرف

تمبا کو نوشی کی لت ہے۔!"

"تمبا کو تو خیر کوئی ایسی چیز نہیں.... میں اسے غذا ہی کا ایک حصہ سمجھتا ہوں۔!"

بہر حال یہ وبا جوانوں میں زیادہ پھیلی ہے ان میں طلباء زیادہ تعداد ملیں گے۔!"

"مجھے تو یہ کوئی بین الاقوامی سازش ہی معلوم ہوتی ہے۔!"

"اگر کچھ کہوں گا تو سمجھیں گے میرا عرب خون بول رہا ہے۔!"

"میں سمجھتا ہوں....! لیکن میں تمہیں تنگ نظر نہیں کہوں گا۔ کیونکہ میرا بھی اسی پر ایمان ہے کہ یہ ساری دنیا کے خلاف صیہونی سازش ہے۔ یہودی خود کو بقیہ نسلوں سے برتر سمجھتے ہیں اور ساری دنیا پر اپنا قبضہ چاہتے ہیں۔ منشیات سے قبل انہوں نے جنسیت کی وبا پھیلائی تھی۔ فرائڈ کو پڑھا ہے تم نے....؟"

"جی ہاں پڑھا ہے....!"

"جنسیت کے گرد ایسی دیو مالائی فضا بکھیری ہے اس نے کہ اس کے دور کے نوجوان پاگل ہو گئے تھے۔ ادھر ایک جرمن ماہر معاشیات اخلاقیات کو اضافی قدر قرار دے چکا تھا۔ جوانی بہک جانے کے بہانے چاہتی ہے اسے سائینٹیفک طور پر اس ڈھرے پر ڈالا گیا۔ وہ زمانہ یاد کرو جب انگلینڈ میں ڈی ایچ لارنس کا جینا دو بھر کر دیا گیا تھا۔ حالانکہ وہ ایک مفکر ناول نویس تھا۔ کچھ باتیں معمولی طور پر کھل کر کہہ دی تھیں۔ ان میں اس کا فن اظہار کا ذریعہ تھا جس میں لذت اندوزی کا شائبہ بھی نہ تھا۔ اس بے چارے پر مقدمہ چلا۔ کتابیں ضبط ہوئیں آج اسی انگلینڈ کو دیکھو کہ میرے ملک کے ایک چھچھورے ناول نویس البرٹو موراویا کے ترجموں سے وہاں کے بازار پٹے پڑے ہیں۔ اب منشیات کی وبا آئی ہے مایوسی پھیلانے والے لٹریچر کے ذریعے پہلے ان کے گرد قنوطیت کی دیواریں کھڑی کی گئیں۔ پھر مفلوج کر دینے والے منشیات کا چکر چلا دیا گیا۔" بوڑھا جوش میں بھرا ہوا بے تکان بولتا رہا۔ اور جیمسن بُری طرح الجھتا رہا اچانک بوڑھے نے خود ہی چونک کر گفتگو کا رخ موڑ دیا۔ "ہاں تم بتا رہے تھے کہ کس طرح الجھے تھے۔!"

"میں قطعی نہیں الجھا جناب....! یونان ہی میں مجھے الجھانے کی کوشش کی گئی تھی۔ میں ان کے کچھ رازوں سے بھی واقف ہو گیا تھا۔ بس شامت آ گئی۔ ادھر بھاگ آیا۔ میریانا سے ملاقات ہوئی۔ میں سمجھا تھا کہ یہاں پناہ مل جائے گی۔ لیکن وہ تو جسے بھی تاک لیں کب پیچھا چھوڑتے

ہیں۔ میری وجہ سے خواہ مخواہ میریانا بھی خطرے میں پڑی مجھے بے حد افسوس ہے۔!"

"پرواہ مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہماری حکومت اس مسئلے پر کافی حد تک سخت ہو گئی ہے نتائج اچھے ہی نکلیں گے۔!"

گاڑی سڑک سے ایک ناہموار راستے پر مڑ گئی۔ تب انہیں معلوم ہوا کہ ان کے پیچھے ایک گاڑی اور بھی ہے۔!

"شائد تعاقب....!" جیمسن بڑبڑایا۔

"ضروری نہیں کہ تمہارا شبہ درست نکلے.... اس راہ پر گاڑیاں آتی جاتی ہی رہتی ہیں۔ انگوروں کی کاشت کرنے والوں کی چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں۔ ادھر میرا ملک ویران تو نہیں تمہیں انتہائی دشوار گذار جگہوں پر بھی ابن آدم ضرور ملے گا۔!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ لیکن خطرہ محسوس کر لینے والی رگ برابر پھڑک کے جا رہی تھی۔ عمران کے دلائل نے اسے یقین دلایا تھا کہ بوڑھے کے گھر کی نگرانی میریانا کی عدم موجودگی میں بھی ہوتی رہی ہو گی۔ آج نگرانی کرنے والوں نے دونوں کی واپسی کا منظر بھی دیکھا ہو گا۔ شاید بوڑھے نے محسوس کر لیا تھا کہ جیمسن مطمئن نہیں ہوا۔ اس لئے آہستہ سے بولا۔ "تمہارے شبہے کی تصدیق کئے لیتے ہیں۔!"

"کس طرح....؟"

"بائیں جانب گاڑی راستے سے اتار کر دیکھیں گے۔ اس طرح جیسے اس میں کوئی خرابی ہو گئی ہو۔ پھر تصدیق ہو جائے گی۔!"

"یہاں اس ویرانے میں نہ روکئے.... روکنا ہی ہے تو کسی بستی میں روکئے گا۔!"

"ڈرو نہیں لڑکے....!"

"میں عورتوں کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔!"

"میں لڑکی کی حفاظت کے لئے کافی ہوں۔!" بڑھیا نے پچھلی سیٹ سے کہا۔

"جیسی آپ لوگوں کی مرضی....!" جیمسن نے کہا وہ سمجھا تھا شائد میریانا بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائے گی۔ لیکن وہ تو بالکل ٹھس بیٹھی رہی۔ بوڑھے نے انجن کو ریز دے کر گاڑی کو بائیں جانب نیچے اتار دیا اور نیچے اتر کر اس طرح بونٹ اٹھانے لگا جیسے کوئی خرابی واقع ہو گئی ہو دوسری

گاڑی آگے بڑھتی چلی گئی اور اگلے موڑ پر جو قریب ہی تھا نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

"تم نے دیکھا....!" بوڑھا چہک کر بولا۔ "خیر اب رکے ہیں تو تھوڑی دیر آرام سے تمباکو نوشی ہی کر لیں۔!"

"جیسی آپ کی مرضی....!" جیمسن کے لہجے میں شرمندگی سی تھی۔

"جمن مراکشی کبھی کبھی بالکل الو ہو جاتا ہے۔ چچا.... تم بُرا مت ماننا۔!" میریانا چہکاری۔

"نہیں....! یہ بہت محتاط ہے اس کی یہ ادا مجھے پسند آئی....!"

بوڑھے نے بونٹ دوبارہ گرایا اور پھر سیٹ پر آبیٹھا۔ ہیڈ لائیٹس بجھائیں اور انجن بند کر دیا۔ دونوں نے سگریٹ سلگائے اور پشت گاہ سے ٹک کر ہلکے ہلکے کش لینے لگے تھے۔

"اگر ہم لوگ بھی تھوڑا سا اونگھ لیں تو تمہیں اعتراض تو نہیں ہوگا۔" بڑی بی نے چہک کر کہا۔ "کیونکہ ہم سگریٹ نہیں پیتے۔!"

"ضرور.... ضرور....!" چچا نے خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا۔!" آج برسوں کے بعد تم اپنے مخصوص انداز میں بولی ہو۔!"

ٹھیک اسی وقت دونوں کے ہاتھ لرز کر رہ گئے تھے۔ دونوں کی کنپٹیوں سے ٹھنڈا لوہا آلگا تھا۔ اور کسی نے باہر سے کہا تھا۔ "چپ چاپ بیٹھے رہو.... ہماری انگلیاں ٹریگر پر ہیں اور سیفٹی کیچ ہٹے ہوئے ہیں۔!"

"جیمسن کی طرف والا عورتوں سے بولا تھا اگر تم دونوں نے کوئی حرکت کی تو یہ ضرور مارے جائیں گے۔!"

"کک.... کون ہو تم لوگ....؟" جیمسن بولا۔

"اچھا.... اچھا.... تو تم ہی سوال کر رہے ہو بدمعاش....!" اسے جواب ملا تھا۔

چچا کی طرف والے نے کہا "بوڑھے....! یہ لڑکی اور غیر ملکی ہمارے ساتھ جائیں گے۔!"

"تم ہو کیا چیز! پیچھے ہٹ جاؤ....!" بوڑھا غرایا۔

اس پر دونوں ہنس پڑے تھے اور ایک نے کہا تھا "جانے دو.... ان کی بات کا بُرا مت ماننا.... سس.... سی....!" اس نے بولتے بولتے تکلیف سے بھرپور سسکاری لی تھی۔

"کیا بات ہے....؟" بوڑھے کی طرف والے نے پوچھا!

"میں انہیں کور کیے ہوئے ہوں تم ادھر آ کر دیکھو میری گردن میں کسی کیڑے نے اپنا ڈنگ چبھو رکھا ہے۔!"

جیمسن نے محسوس کیا تھا کہ اس کی کنپٹی پر ریوالور کی نال کا دباؤ کم ہوتا جا رہا ہے اور پھر ایک کراہ سنائی دی۔ ریوالور کی نال بالکل ہٹ چکی تھی۔ پھر کوئی ان کی گاڑی ہی سے ٹکرا کر زمین پر گرا تھا۔ یہ دونوں خاموش بیٹھے گہری گہری سانسیں لیتے رہے۔ اب پہلے ہی کا سا سناٹا طاری تھا اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں کچھ اور زیادہ واضح ہو گئی تھی۔ دفعتاً کسی نے قریب ہی سے کہا۔

"فکر کی بات نہیں.... پولیس آفیسر غافل نہیں رہتے۔!"

"دھمپ....!" میریانا نے نعرہ لگایا۔

"نہیں....! یہ تو اسی پولیس آفیسر کی آواز معلوم ہوتی ہے جو تمہیں پہنچانے آیا تھا۔!" چچی نے کہا۔

"ٹارچ روشن کر کے تصدیق کی جا سکتی ہے۔!" باہر سے آواز آئی۔

"ارے خدا کے بندے تم کہاں سے آ گئے.... انہیں کیا ہوا....!"

"نیچے اتر کر دیکھ لو....!"

چچی نے باسکٹ سے ٹارچ نکال کر روشن کی تھی۔ دو آدمی گاڑی کے قریب ہی اوندھے پڑے نظر آئے۔!

"یہ.... یہ.... کک.... کون ہیں....؟" میریانا ہکلائی۔

"نیچے اتر کر دیکھ لو شاید شناسا ہی ہوں۔!" پولیس آفیسر بولا۔ "کیونکہ ایسے ہی آدمی دوسری بار بھیجے جائیں گے جو تمہیں اچھی طرح پہچانتے ہوں اور ہاں جمن مراکشی تم بھی نیچے اتر کر ان کے ہاتھ پشت سے باندھ دو....!"

"اوکے.... یور میجسٹی....! وہ ایڈلاوا ہے اور آپ چھلاوا ہیں۔!" جیمسن اردو میں بولا۔

"میں نہیں سمجھا....! تم شائد بوکھلاہٹ میں اپنی مادری زبان بول گئے ہو۔!"

"اوہ.... ہاں.... میں بہت زیادہ نروس ہو گیا ہوں۔!"

"خیر.... خیر.... اب اترو....!"

"کیا یہ زندہ ہیں....!" بوڑھے نے پوچھا۔

اور تندرست بھی“ پولیس آفیسر بولا۔ صرف بے ہوش ہو گئے ہیں، کم از کم دو گھنٹے کیلئے۔!“

”آخر کس طرح....؟“

”میری ڈارٹ گن سے صرف دو زہریلی سوئیاں نکلی تھیں۔!“

”کمال کے آدمی ہو بھئی.... مگر میں نے کوئی تیسری گاڑی نہیں دیکھی تھی۔!“

”یہاں وقت ضائع نہ کرو.... میں انہیں ان کی گاڑی میں ڈال کر تمہارے ساتھ ہی چل رہا ہوں۔ تفصیل وہیں بتادوں گا۔!“

”کہاں ہے ان کی گاڑی....؟“

”موڑ سے کچھ آگے انہوں نے اپنی گاڑی روکی تھی اور چٹان کی اوٹ لیتے ہوئے یہاں تک پہنچ گئے تھے۔!“

نئے گاہکوں نے الفروزے کی تجویز منظور کرلی تھی لیکن آلن شیپرڈ بہت سنجیدہ اور محتاط آدمی معلوم ہوتا تھا۔ بلا ضرورت کھکارتا بھی نہیں تھا۔ ویسے اس نے ان دونوں کی دلچسپیوں میں دخل اندازی نہیں کی تھی۔ پھر بھی دونوں کو تنہا کہیں نہیں جانے دیتا تھا۔ خود ساتھ ہوتا تھا۔ الفروزے کا خیال تھا کہ ژولی ژوگواں دنیا کی زندہ دل ترین عورت ہے۔ ذہین بھی تھی۔ باتوں کو بہت جلد جھپٹ لیتی تھی اور پھر دکھاتی تھی حاضر جوابی کے کمالات....!

الفروزے نے وعدہ کیا تھا کہ پندرہ دن بعد وہ انہیں مال سمیت سوئٹزر لینڈ بھجوادے گا اور پندرہ دن وہ اسی کے مہمان رہیں گے۔

آلن شیپرڈ نے اسے زیادہ مدت قرار دیتے ہوئے کہا تھا۔ ”میں تو یہ سمجھا تھا کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کی بات ہوگی۔!“

”تین دن کی بھی نہیں تھی....!“ اس نے ژولی کے توسط سے کہا لیکن حالات سازگار نہیں ہیں۔ یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ کس پوائنٹ پر اپنے کام کے لوگوں کی ڈیوٹی ہے۔ پھر الفروزے نے محسوس کیا تھا کہ ژولی اسے اپنے طور پر بھی سمجھانے کی کوشش کر رہی ہے۔!

”جب تک یہ کام ہو ہم کیوں نہ تھوڑی سی تفریح کرلیں۔!“ ژولی نے اس سے فرانسیسی میں

کہا ”یہ علاقہ بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔!“ پہلی بار اس نے واجبی سی اطالوی ہی میں الفروزے سے بات چیت کی تھی۔ لیکن دوسری ملاقات پر الفروزے نے اسے بتایا تھا کہ وہ فرانسیسی بھی آسانی سے بول سکتا ہے۔ اس پر ژولی نے بے حد خوشی ظاہر کی تھی کیونکہ فرانسیسی کو تو وہ اپنی مادری زبان ہی سمجھتی تھی۔!

تفریح کی تجویز پر الفروزے اچھل پڑا اور بولا ”میں خود بھی تمہیں اوسٹا دکھانا چاہتا تھا۔ لیکن تمہارا باس مجھے بے حد بور آدمی معلوم ہوتا ہے۔!“

”شریف آدمی ہے.... کوئی خاص بات نہیں.... میری کوئی بات نہیں ٹالتا۔!“

”تمہاری بات کون ٹال سکے گا.... اچھی خاتون....! تم سے زیادہ خوش ذوق اور ذہین خاتون میری نظر سے ابھی تک نہیں گزری....!“

”شکریہ....!“ وہ شرما گئی۔

الفروزے کی قلعے جیسی رہائش گاہ میں ان کا دوسرا دن تھا لیکن اسے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے دونوں برسوں سے اکٹھے رہتے چلے آئے ہوں اس عورت نے اسے بے حد متاثر کیا تھا۔ شاید پہلی عورت تھی ورنہ وہ صرف کھلاڑی تھا۔

آج کی شام اوسٹا کے سب سے شاندار ہوٹل میں گذارنے کا پروگرام بنا تھا۔ شیپرڈ نے اس تجویز پر بُرا منہ بنایا تھا۔ جیسے اچانک کسی طرف کی ڈاڑھ دکھنے لگی ہو لیکن پھر سنبھل گیا تھا اور تجویز منظور کرلی تھی۔

”محض تمہارا ایک نظر دیکھ لینا ہی کافی ہوتا ہے.... سارے معاملات ٹھیک....!“ الفروزے مسکرا کر بولا۔ ”آخر اس پتھر کے ساتھ کیسے وقت گذارتی ہو۔!“

”ہر وقت قوم کی فکر میں گھلتا رہتا ہے.... دراصل ہم لاطینی امریکی بڑی دشوار زندگی بسر کر رہے ہیں۔!“

”آخر تم.... یورپ چھوڑ کر وہاں کیوں چلی گئی تھیں۔ اٹلی ہی آگئی ہوتیں۔!“

”قصور میرا نہیں والدین کا ہے میں تو پیدا بھی نہیں ہوئی تھی تب ہی وہ وہاں چلے گئے تھے اور شہریت حاصل کرلی تھی۔!“

”اب آجاؤ....!“

"نہیں اپنی پوزیشن سے مطمئن ہوں.... موسیو آلن شیپرڈ کی سیکرٹری ہونا معمولی بات نہیں.... کمانڈر انچیف تک مجھے بڑے ادب سے سلام کرتا ہے۔!"

"خیر.... خیر.... بُرا مت ماننا ہمدردی میں یہ بات کہہ دی تھی۔!"

"شکریہ....! میں نے بُرا نہیں مانا۔!"

"آخر تمہارے باس کو فرانسیسی کیوں نہیں آتی جب کہ اس کا باپ بھی فرانسیسی ہی تھا۔!"

"اس کے باپ کو بھی نہیں آتی تھی اور شائد دادا کو بھی نہ آتی ہو۔!"

"عجیب بات ہے....!"

"قطعی نہیں.... یہ لوگ فرانس اور فرانسیسیوں سے نفرت کرتے ہیں دراصل ان کے ساتھ واقعہ ہی ایسا ہوا تھا۔ اس کے دادا کے باپ کی بہن نپولین کی محبوباؤں میں سے تھی۔!"

"اچھا وہ جوزیفائن....!" الفروزے نے اپنی معلومات کا سکہ بٹھانا چاہا۔

"وہ تو بیوی تھی محبوبہ نہیں.... تاریخ بتاتی ہے کہ جوزیفائن اس پر بُری طرح چھائی ہوئی تھی اور وہ اس سے بہت زیادہ ڈرتا تھا۔ لیکن دوسری عورتوں سے بھی اس کے تعلقات تھے۔ باس کے دادا کا باپ اس کی فوج میں ایک چھوٹا آفیسر تھا۔ اس کی بہن خوب صورت تھی۔ نپولین کی نظر اس پر پڑ گئی اور وہ بے چین ہو گیا۔!"

ظاہر ہے کہ وہ نپولین ہی تھا وہ لڑکی اس تک کیوں نہ پہنچتی پھر دادا کا باپ نہایت تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کرنے لگا۔ بہر حال جب نپولین اپنی فوج کے ساتھ کسی مہم پر روانہ ہوتا تو کوئی نہ کوئی محبوبہ اس کے ساتھ ہوتی۔ جوزیفائن کو اس پر شبہ ہونے لگا تھا۔ لہٰذا وہ اچانک فوج کے پڑاؤ پر پہنچنے لگی تھی۔ ایسے ہی ایک موقع پر نپولین کسی سرحدی قلعے میں فروکش تھا اور باس کے دادا کی بہن اس کے ساتھ تخلئے میں تھی کہ اچانک جوزیفائن پہنچ گئی۔ نپولین اسے دارالحکومت میں چھوڑ گیا تھا۔ بہر حال وہ پہنچی تو نپولین نے بوکھلاہٹ میں باس کے دادا کی بہن کو ایک بڑے صندوق میں بند کر دیا۔ جوزیفائن کے لئے عشرت گاہ کا دروازہ کھول دیا۔ وہ رات بھر وہاں رہی اور بے چاری محبوبہ صندوق میں بند رہی۔ دوسرے دن جب جوزیفائن چلی گئی تو صندوق کھولا گیا۔ محبوبہ دم گھٹ جانے کی وجہ سے چپ چاپ مر چکی تھی۔ دادا کے باپ کو علم ہوا تو وہ صدمے سے پاگل ہو گیا۔ جب طبیعت کچھ سنبھلی تو فرانس سے فرار ہو گیا۔ اسے فرانس اور نپولین دونوں سے

نفرت ہو چکی تھی۔ انگلستان پہنچا اور نپولین کے بہتیرے فوجی راز انگریزوں پر ظاہر کر دیئے۔ اس کے عوض خاصی دولت سمیٹ کر امریکہ کی طرف جا نکلا۔ وہیں شادی کی باپ کا دادا جنوبی امریکہ چلا آیا تھا۔ قصہ کوتاہ اس خاندان نے زبردستی بھلا دیا کہ وہ فرانسیسی تھا۔ باس تو اب خود کو خالص لاطینی امریکی سمجھتا ہے کیونکہ اس کی ماں کسی یورپی نسل سے تعلق رکھتی تھی۔ انکا نسل کے ایک سردار کی بیٹی تھی۔!"

"دردناک کہانی ہے.... یہ نپولین تو سخت نالائق آدمی ثابت ہوا۔ اب میں بھی اس کی عزت نہیں کروں گا۔ دادا کے باپ کی حمایت میں۔!" الفروزے بولا اور ژولی ہنس پڑی۔ شام خوش گوار گذری تھی اور رات گئے ہوٹل سے واپس آئے تھے۔!

الفروزے کو ایک خادم نے بتایا کہ اسے فون پر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرنے کو کہا گیا ہے۔ وہ بگٹٹ بھاگا تھا فون والے کمرے کی طرف اور تھوڑی دیر بعد ایڈلاوا سے گفتگو کرتا ہوا نظر آیا تھا۔

"نہیں باس....!" اس نے اس کو جواب میں کہا تھا۔ "ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی.... اس بار میں نے ہیڈ کوارٹر سے دو ایسے آدمی بھجوا دیئے ہیں کہ اگر مطلوبہ عورت میک اپ میں بھی ہو تب بھی کسی نہ کسی طرح پہچان لی جائے۔ چلنے کا انداز اور آواز تو نہ بدل سکے گی۔!"

"ٹھیک ہے....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "تم نے عقل مندی کا ثبوت دیا ہے.... اس کا ملنا بے حد ضروری ہے۔!"

"ضرور ملے گی باس....!"

دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز آئی۔ "کال ختم ہوئی۔!" اس نے ریسیور رکھ دیا اور پھر وہیں آیا جہاں ژولی کو چھوڑ گیا تھا لیکن وہ شائد اپنی خواب گاہ میں جا چکی تھی۔ ٹھنڈی سانس لے کر وہ وہیں ایک صوفے میں دھنس گیا۔ اس عورت نے تو اس کی راتوں کی نیند چھین لی تھی اور مستقل طور پر اسی ادھیڑ بن میں پڑا رہتا تھا کہ کسی طرح اسے لاطینی امریکہ نہ جانے دے۔ بظاہر یہ مشکل نظر آرہا تھا۔ لیکن وہ الفروزے ہی کیا جو ہمت ہار دیتا۔!

دونوں گاڑیاں آہستہ آہستہ چل رہی تھیں۔ کیونکہ راستہ بے حد دشوار گزار ہوتا جارہا تھا۔ صبح ہونے کو تھی جب وہ منزل مقصود پر پہنچے۔!

جیمسن عمران سے کہہ رہا تھا۔ "مجھے تو بوڑھا سنکی معلوم ہوتا ہے۔!"

"پرواہ مت کرو.... ! ہمیں یہاں کی ایسی جگہوں سے واقف ہونا چاہئے بوڑھا میری معلومات میں اضافے کا سبب بنے گا۔ میرے لئے بے حد قیمتی ہے۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ تم نے کیوں کر بات بنائی تھی۔ اپنے اور میریانا کے تعلق کے بارے میں کیا بتایا تھا۔!"

جیمسن نے من و عن سب کچھ دہرایا اور عمران پر تشویش لہجے میں بولا۔ "اب کہانی بدلنی پڑے گی۔!"

"کیوں....؟"

"احمق.... میریانا نے ان دونوں کو اسی کی موجودگی میں پہچانا تھا اور اس کی زبان سے کچھ ایسی باتیں نکل گئی تھیں جو تمہاری کہانی کی روشنی میں نہ نکلنی چاہئے تھیں۔ خیر میں بات برابر کرلوں گا اور وہ مطمئن بھی ہو جائے گا۔!"

"آپ جانیں....!" جیمسن بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "خواہ مخواہ یہ بلا گلے لگالی ہے۔!"

"نہ لگاتا تو خود ایڈلاوا میرے پیچھے نہ دوڑتا ہوتا یہ اس کے کسی ایسے راز سے واقف معلوم ہوتی ہے جس کا خود اسے علم نہیں ہے کہ وہ بہت اہم ہوگا۔!"

"اس نے بتایا تو تھا کہ وہ حکام سے کسی اور شکل میں ملتا ہے۔!"

"یہ بھی اہم ہے.... ممکن ہے کچھ اور بھی نکل آئے.... شروع ہی سے تھوڑا تھوڑا کر کے بتاتی رہی ہے.... میں سوال ہی اس طرح کرتا رہا تھا کہ اسے اگلنا پڑا تھا۔ ابھی اور بھی بہت کچھ اگلے گی دیکھتے جاؤ۔!"

آہستہ آہستہ رات کی دھند چھٹتی جارہی تھی۔ پھر سورج طلوع ہوا بڑی خوب صورت جگہ تھی اور یہاں چٹانیں اور کٹاؤ بھی موجود تھے جن میں پوری پوری گاڑیاں چھپائی جاسکتی تھیں۔!"

"قریب ہی ایک چھوٹی سی میٹھے پانی کی جھیل بھی ہے۔!" بوڑھا بولا۔ "جنگلی مرغ بکثرت ہیں۔ مہینوں محض شکار پر گذارا ہو سکتا ہے۔ تم دیکھ رہے ہو ان اونچی اونچی چٹانوں کو.... بس یہ سمجھ لو کہ یہ ایک بہت مضبوط قلعہ ہے۔ تین آدمی ایک پوری حملہ آور فوج کا صفایا کر سکتے ہیں اگر گھیر لئے جائیں۔!"

"اس میں تو شک نہیں۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "خیر میں اب آپ کو سچی کہانی سنادوں.... میریانا نے آپ کے ڈر سے اصل بات نہ بتائی ہوگی۔!"

بوڑھا اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے سچی کہانی سن کر شاید صدمہ ہوگا۔

"دراصل جمن مراکشی میرا بہت پرانا دوست ہے۔!" عمران نے کچھ دیر خاموش رہ کر کہا۔

"ہر سال یہاں آتا ہے.... اور کچھ دن میرے ساتھ قیام کرتا ہے اس بار بھی آیا تھا۔ میں اپنی ذاتی لانچ میں اس کے ساتھ کوموکے کناروں پر تفریح کر رہا تھا۔ ایک رات ہم اپنی لانچ میں بلیکو کی طرف واپس آرہے تھے کہ ایک تیز رفتار لانچ ہم سے ذرا فاصلے سے گذرتی چلی گئی۔ اس پر سے کسی کو پانی میں پھینکا گیا تھا۔ اپنے پیشے کی بناء پر میری عقل بھی تیز ہونی چاہئے اور نظر بھی۔ میں نے جمن سے کہا کسی آدمی کو پھینکا گیا ہے۔ وہ بولا کوئی وزنی چیز تھی اور بس.... پھر میں نے اپنی لانچ کی رفتار بہت کم کردی اور وہ لانچ تو اتنی دیر میں نہ جانے کہاں پہنچی ہوگی۔ بہر حال اب ہمیں واضح طور پر محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی ڈوب جانے سے بچنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ پھر قبل اس کے کہ وہ ڈوب ہی جاتا ہم اس کے قریب پہنچ گئے اور اسے بچالیا۔ وہ یہی آپ کی بھتیجی میریانا تھی۔!"

"خدا مجھ پر رحم کرے....!" بوڑھے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ پھر وہ بولا "اچھا تو پھر....!"

"کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی نادانستگی میں پھنس جاتا ہے، یہی حال آپ کی بھتیجی کا بھی ہوا تھا۔ اسے اس طرح سمجھئے کہ میں تلاش معاش میں سرگرداں ہوں.... کسی تجارتی فرم میں ملازمت مل جاتی ہے لیکن کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں دراصل اسمگلروں کے چنگل میں بُری طرح پھنس چکا ہوں تو پھر کیا ہوگا.... کیا وہ مجھے چھوڑ دیں گے۔!"

"قطعی نہیں....! اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ تم سب کچھ جان گئے ہو اور بھاگنا چاہتے ہو

تو تمہیں جان سے مار دیں گے۔!"

"بس یہی کچھ آپ کی بھتیجی کو بھی پیش آیا ہے۔ بہت اچھی عورت ہے۔ آج کل کے دور میں ایسی عورتیں کم ہوں گی۔ لیکن ناتجربہ کاری کی بنا پر ان کے ہاتھوں میں پڑ گئی اور ان کے ایک بہت ہی اہم راز سے بھی واقف ہو گئی پھر یہ ہوا کہ ان لوگوں کو اس کا علم بھی ہو گیا کہ اسے وہ بات معلوم ہوئی ہے جس کا علم کسی کو بھی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ ادارے کے سربراہ کا ایک ذاتی راز تھا اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں بہت دنوں سے اس ادارے کی فکر میں ہوں کیونکہ میرا چھوٹا بھائی بھی ان کا شکار ہو کر مارا گیا تھا۔!"

"خداوندا.... بوڑھا کراہ رہا تھا۔!"

"یہ ہے سارا قصہ... اب آپ میری اور ان دونوں کی گفتگو سن کر ہی اندازہ لگا سکیں گے کہ وہ کیسے لوگ ہیں۔ ابھی میں نے ان سے پوچھ گچھ نہیں کی آپ کی موجودگی ہی میں کروں گا۔!"

بوڑھا کچھ کہنے ہی والا تھا۔ عقب سے اس کی بیوی کی آواز آئی۔ "ناشتہ تیار ہے.... لیکن وہ دونوں تو ابھی تک ہوش میں نہیں آئے۔!"

"فکر نہ کیجئے...! مریں گے نہیں... اب یہ گہری نیند ہے بے ہوشی نہ ہوگی۔!" عمران بولا۔

انہوں نے زمین پر فرش بچھا کر ناشتہ کیا اور پھر بوڑھا ایک بیک چونک کر بولا۔

"ارے تم نے تو یہ بتایا ہی نہیں۔ پچھلی رات کہاں سے ٹپک پڑے تھے۔!"

"میں بھی انہی کی اسٹیشن ویگن کے پچھلے حصے میں موجود تھا۔!"

"وہ کس طرح....؟"

"میرا اندازہ تھا کہ آپ کے گھر کی نگرانی ضرور ہو رہی ہو گی اس لئے میں نے واپسی کی اداکاری کی تھی۔ حقیقتاً بستی سے گیا نہیں تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد میں نے انہیں ڈھونڈ نکالا۔ اگر پچھلی رات آپ لوگ گھر ہی میں ٹھہرے رہتے تو بھی میریانا آپ کے ہاتھ سے نکل جاتی۔ انہوں نے اندھیرا ہوتے ہی اپنی اسٹیشن ویگن آپ کے پچھواڑے کھڑی کر دی تھی اور خود وہاں سے ہٹ کر تھوڑے ہی فاصلے پر مکان کی نگرانی کرتے رہے تھے۔ بس مجھے ان کی گاڑی میں چھپ رہنے کا موقع مل گیا۔!"

"اگر تم ان لوگوں کے بارے میں پہلے ہی جانتے تھے تو پہلے کیوں نہ پکڑ لیا۔!"

"کوئی واضح ثبوت بھی تو ہو.... آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ان لوگوں کا سربراہ کتنا طاقتور اور ذی اثر آدمی ہے۔ طریق کار ایسا ہے کہ اس تک ہر ایک کی پہنچ ناممکن ہے اگر وہ مار ڈالا جائے تبھی یہ قصہ ختم ہوگا۔ قانون تو اس کے سامنے بالکل بے بس ہو کر رہ گیا ہے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اگر آپ کی بھتیجی عدالت میں بیان دے ڈالے تو اس کا کچھ بگڑ جائے گا.... ہرگز نہیں.... اس کا نام لینے پر عدالت میں ایک ایسا شخص پیش ہوگا کہ خود عدالت ہی اسے ایڈلاوا تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہوگی۔!"

"کیا نام لیا تم نے....؟" بوڑھا چونک پڑا۔

"ایڈلاوا....!"

"بڑی عجیب بات ہے.... لیکن عدالت اسے ایڈلاوا کیوں تسلیم نہ کرے گی....!"

"اس لئے کہ حکام کے لئے اور شکل رکھتا ہے اور ماتحتوں کے لئے کوئی اور شکل.... کوئی نہیں جانتا کہ اس کی اصلی شکل کیسی ہے۔!"

"تبھی ایڈلاوا کہلاتا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا محترم....!"

"جنوبی امریکہ میں جو انکا قوم آباد تھی۔ اس کا بڑا آخری بادشاہ مونٹے زوما سورج کے علاوہ ایڈلاوا کا بھی پجاری تھا۔ ایڈلاوا کا مطلب ہے۔ آواز ہی آواز.... یعنی آواز کا دیوتا تھا اور کوئی مخصوص شکل نہیں رکھتا تھا۔!"

"خوب....!" عمران جیمسن کی طرف دیکھ کر بولا۔ "دیکھو....! میں نے تم سے کہا تھا نا کہ بڑے صاحب بہت قیمتی چیز ہیں اور میں ان سے بہت کچھ سیکھوں گا۔!"

"مانتا ہوں آپ کی مردم شناسی کی صلاحیت کو....!"

میریانا دم بخود تھی.... اس وقت جو باتیں ہو رہی تھیں۔ وہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھیں۔ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ بربڑ ڈھمپ اس طرح ایڈلاوا کا نام لے بیٹھے گا اور پھر اس پر حیرت تھی کہ اس کے چچا نے خود اس سے ابھی تک کوئی سوال نہیں کیا تھا۔

"اب سنئے کہ ایڈلاوا بظاہر کیا ہے اور بباطن کیا ہے....؟" عمران نے کافی کی چسکی لے کر کہا۔ "بین الاقوامی خیر اندیش کے نام سے اس نے جنیوا میں ایک ایسا ادارہ قائم کر رکھا ہے جو

بیرونی تاجروں کے مفادات کی نگرانی کرتا ہے۔ اس کی قانونی حیثیت ہے لیکن حقیقت میں اسی ادارے کے توسط سے اسلحہ کی اسمگلنگ ہوتی ہے۔ ایک ملک کے راز چرا کر کسی دوسرے ملک کے ہاتھوں فروخت کئے جاتے ہیں۔ چوری کا یورینیم اور پلوٹونیم ایڈلاوا کے ہاتھ لگتا ہے اور وہ اسے ترقی پذیر ممالک کے ہاتھوں فروخت کر دیتا ہے کچھ ملک اس پلوٹونیم سے ناجائزہ فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ ایٹمی دھماکے کر کے پانچواں سوار بنانا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کے پڑوسی ملک ان سے لرزتے رہیں۔!"

"تب تو بے حد خطرناک آدمی ہے۔!"

"میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ اسے تلاش کر کے مار ڈالوں گا۔ ادارہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کس طرح اس پر ہاتھ ڈال سکو گے۔!"

"وقت بتائے گا....!"

ناشتے کے بعد میریانا عمران کو دوسروں سے الگ لے گئی اور برس پڑی۔ "تم آخر چاہتے کیا ہو....؟ جمن سے کوئی اور کہانی سنوائی اور اب سچی ہی بات کہہ دی۔!"

"تمہارے چچا کو تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ بے چارے نے کب تم سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا تھا۔ سنو! تمہاری پچھلی رات والی حماقت کی بناء پر مجھے ایسا کرنا پڑا۔ نہ تم ان دونوں کو پہچان کر بکواس شروع کر دیتیں اور نہ اس کی نوبت آتی۔!"

"پہچان لینے پر میں میرے اعصاب قابو میں نہیں رہے تھے۔!"

"لہٰذا میں نے معاملہ برابر کر دیا۔ اب غور سے سنتی رہو کہ میں نے انہیں کیا بتایا ہے۔ ورنہ اگر وہ کچھ پوچھ بیٹھے اور تم نے الٹا سیدھا جواب دیا تو....!"

پل بھر کے لئے خاموش ہو کر اس نے اسے تفصیل سے سمجھانا شروع کیا تھا اور آخر میں میریانا بولی۔ "چلو ٹھیک ہے.... تم نے میرے پانی میں گرنے کی اصل وجہ نہیں بتائی ورنہ میں تو مارے شرمندگی کے خودکشی کر لیتی۔ لیکن اگر وہ مجھ سے پانی میں پھینکے جانے کی وجہ پوچھ بیٹھے تو میں کیا بتاؤں گی۔!"

"وہی راز دہرا دینا.... جس سے تم اتفاقاً واقف ہو گئی تھیں۔ یعنی ایڈلاوا نے ایک مقامی حاکم سے کہا تھا کہ آپ تشریف رکھئے میں ایڈلاوا کو آپ کی آمد سے مطلع کرتا ہوں۔ پھر کمرے میں

ایک ایسا آدمی داخل ہوا تھا جسے تم نے کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن وہ حاکم اسے ایڈلاوا ہی کی حیثیت سے جانتا تھا۔!"

"چلو کام چل جائے گا۔!" وہ سر ہلا کر بولی "لیکن تمہاری کھوپڑی ہے یا....!"

"کچا تربوز....!"

وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ جیمسن آ گیا۔

"وہ جاگ پڑے ہیں....!" اس نے اطلاع دی۔!" اور ناشتہ مانگ رہے ہیں۔!"

"آؤ دیکھیں....!" عمران نے میریانا سے کہا۔

"نہیں....! میری موجودگی کی ضرورت بھی کیا ہے۔!"

"یہ بھی ٹھیک ہے....!" وہ جیمسن کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ وہ غار شور سے گونج رہا تھا جہاں انہیں رکھا گیا تھا۔ ان کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے لیکن زبانیں بہت تیز رفتاری سے چل رہی تھیں اور بوڑھا ان کے سامنے خاموش کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔!

"مسٹر پولیس آفیسر....! تمہیں پچھتانا پڑے گا۔!" ان میں سے ایک عمران کو دیکھ کر دھاڑا۔

"پچھتا ہی رہا ہوں تم لوگوں کی حالت دیکھ کر۔ رات ہی ٹھکانے لگا دیتا تو بہتر تھا۔!"

"دونوں کی کھوپڑیوں میں سوراخ ہوتے اور اپنی ہی گاڑی میں پڑے نظر آتے۔!"

"کس قانون کے تحت تم نے ہمیں باندھ رکھا ہے۔!"

"ڈھمپ کے قانون کے تحت....!"

"یہ کون سا قانون ہے....؟"

"میرا اپنا قانون ہے.... جہاں قانون بے بس نظر آنے لگتا ہے وہاں میں قوانین مرتب کرتا ہوں۔!"

"تمہاری لاش کا بھی پتہ نہ چلے گا۔!"

"فی الحال اپنی خیر مناؤ.... ناشتہ کر چکے ہو یا نہیں۔!"

"میں تو دیر سے کہہ رہا ہوں۔!" بوڑھے نے کہا "اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلا دیتا۔!"

"لاؤ ناشتہ....!" دوسرے نے بڑی ڈھٹائی سے کہا اور بوڑھا غار سے باہر نکل گیا۔

"اگر جاپانی میوزک ہو تو میں ٹین کی تھالی اٹھالوں....!" جیمسن نے ان سے پوچھا۔

"تم کچھ نہیں جانتے۔!" پہلا قیدی عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ "تمہارے شانوں پر نظر آ
والے نشان بتارہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ کسی ننھے منے اسٹیشن کے انچارج ہو گے۔!"

"کیا نہیں جانتا....؟"

"اس بے ایمان عورت کی ہمدردی میں مارے جاؤ گے۔ اس نے صدہا ہزار لیرے کا غبن
ہے۔ جنیوا میں اس کے خلاف رپورٹ درج کرائی جاچکی ہے۔!"

عمران نے طویل سانس لی اور جیمسن سے اردو میں بولا "بوڑھے کو روک دو کہہ دینا کہ اب
ناشتہ نہیں.... میں ان سے کچھ ضروری باتیں کررہا ہوں۔!"

جیمسن چلا گیا۔!

"تو اب یہ چال چلی گئی ہے۔!"

"کیسی چال....؟"

"ہوسکتا ہے تمہیں علم نہ ہو لیکن ایڈلاوا اور الفروزے اچھی طرح جانتے ہیں۔ تم مجھے
کہانی سناؤ گے نا کہ یہ ایڈلاوا کی سیکرٹری تھی۔ جو بین الاقوامی خیر اندیش کا سربراہ ہے اور یہ
کے صدہا ہزار لیرے لے بھاگی ہے۔!"

"یہ حقیقت ہے....!"

"تو پھر خود کیوں دوڑے آئے تھے....؟ جنیوا پولیس کو مطلع کیا ہوتا۔!"

"ہمیں اطلاع ملی تھی کہ وہ اپنے چچا کے یہاں مقیم ہے ہم نے سوچا کہ پہلے خود تصد
کرلیں تو پھر پولیس کو مطلع کریں۔!"

"تو پھر تصدیق کرکے واپس کیوں نہیں چلے گئے۔ اس کے اغواء کا پروگرام کیوں بنا بیٹھے۔

"تم اسے کسی عدالت میں بھی ثابت نہ کرسکو گے۔!"

"اسے قتل کرکے غبن کی رقم خود ہتھیالینا چاہتے تھے۔!"

"بکواس ہے....!"

"سنو....! سیدھی طرح بتادو ایڈلاوا کہاں چھپا بیٹھا ہے۔ ورنہ تمہاری کھوپڑیاں کئی ٹکڑ
میں تقسیم ہوجائیں گی۔!"

"ہم نہیں جانتے.... اپنی مرضی کا مالک ہے جہاں چاہے گا رہے گا۔! اس چکر میں نہ پڑو....
ہمیں چھوڑدو.... ہم تم سے جھگڑا نہیں کریں گے۔!"

"جھگڑے کی بھی ایک ہی کہی.... دو گھونسے کافی ہوں گے تمہاری گردنوں کی ہڈیاں توڑنے
کے لئے۔!"

"تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔!"

"چلو یہی سہی.... مگر اتنا ضرور جاننا چاہوں گا کہ تمہیں ایڈلاوا کے احکامات براہ راست ملتے
ہیں یا کسی کے توسط سے۔!"

"تمہیں اس سے کیا سروکار۔!"

"سروکار نہ ہوتا تو پوچھتا کیوں....!"

وہ آدمی بڑی حقارت سے ہنس کر بولا۔ "شاید تم ابھی حال ہی میں ایک دم ترقی کرکے
انچارج بنے ہو۔!"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے....!"

"بہت فرق پڑتا ہے.... بھولے آدمی مثلاً تم یہی نہیں جانتے کہ اس ترقی کو کس طرح
برقرار رکھا جاسکتا ہے۔ خیر تم دیکھ ہی لو گے جب ہمارے خلاف کیس بنا کر عدالت میں لے جاؤ
گے۔ اول تو یہ ہونا چاہئے کہ ہم ایک گھنٹے سے زیادہ حوالات میں گذار ہی نہ سکیں اور اگر معاملہ
کی بناء پر عدالت تک چلا بھی گیا تو وہی ہوگا جو ہم کہہ رہے ہیں۔ یعنی تم نے پولیس کو مطلوب
ایک ملزمہ کو فرار ہوجانے میں مدد دی۔ سنو! پہلے قانون اچھی طرح پڑھ ڈالو اور پھر کارگذاریوں
کے میدان میں نکلنا ورنہ مارے جاؤ گے۔!"

"پھر تو واقعی.... کیا ایسا نہیں ہے کہ لیگوریا ریجن کے معاملات تو مبارڈی ریجن کے
معاملات پر اثرانداز نہ ہوتے ہوں۔!" عمران کا لہجہ ڈھیلا پڑ گیا۔

"کمال ہے کیا تم ایک معمولی سپاہی کے درجے سے سیدھے جست لگا کر انچارج تک پہنچے
ہو.... حد ہوگئی۔ قانون کے محافظ اداروں کی یک جہتی ملک گیر ہے۔ حتیٰ کہ وہ ریجن بھی جو اٹلی
کے دستور کی طرف سے عطا کی ہوئی داخلی خود مختاری کے حامل ہیں۔ قانون کے محافظ اداروں کی
ملک گیر یک جہتی کے منکر نہیں ہوسکتے۔ یعنی اگر سسلی یا سارڈینیا کا بھی کوئی معاملہ ہوتا تو تم قطعی

بے بس ہو جاتے۔!"

"اچھا.... اچھا.... پہلے تم ناشتہ کرلو.... پھر باتیں ہوں گی۔!" عمران نے کہا اور دوڑتا ہوا ایک طویل غار سے باہر نکل آیا۔ ناشتہ بوڑھے نے پہلے ہی سے سنبھال رکھا تھا۔

"آپ یہیں ٹھہریئے....!" عمران نے اس سے کہا۔ "ہم دونوں ہی انہیں ناشتہ کرادیں گے۔ ان کی گفتگو آپ کے لئے دل آزاد ثابت ہو گی۔!"

"سنو صاحب زادے میں نے اب تک کئی طرح کی باتیں سنی ہیں اس سلسلے میں۔ لہٰذا کچھ اور بھی سہی کیا فرق پڑے گا۔!"

"نہیں میری بات مان لیجئے.... اسی میں بہتری ہے۔!"

"اچھی بات ہے جیسا تم چاہو....!"

وہ دونوں ناشتہ لے کر غار میں داخل ہوئے تھے اور ایک ایک کو سنبھال لیا تھا۔

"بھئی اس کی کیا ضرورت ہے ہمارے ہاتھ کھول دو.... پیر بندھے ہوئے ہیں۔!"

"ناشتے کے بعد ہی اس کی بات بھی کرنا....!" عمران بولا۔

"اچھا.... اچھا.... تمہاری مرضی....!"

جیمسن کی خوش مزاجی عود کر آئی تھی لیکن عمران نے اشارے سے اسے خاموش ہی رہنے کہا تھا۔

دونوں انہی کے ہاتھوں سے کھاتے رہے.... ناشتے سے فارغ ہو جانے پر انہوں نے فور طور پر گفتگو کرنی چاہی تھی لیکن عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کچھ دیر آرام کرلو.... تم میں سے کو سگریٹ تو نہیں پیتا۔!"

"نہیں....!" جواب ملا۔

"شراب....؟"

"بس یہی ایک تکلیف ہے.... کیا شراب بھی پلاؤ گے۔!"

"فوراً.... ناشتے کے بعد ہی پیو گے۔!"

"شاید ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ اس لئے کوئی حرج نہیں۔!"

"جاؤ.... دو گلاس بنا لاؤ۔!" عمران نے جیمسن سے کہا۔ وہ اٹھ کر چلا گیا۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر ان میں سے ایک بولا۔ "کیا شراب بھی خود ہی پلاؤ گے۔!"

"کہو تو میریانا سے پلوادوں....؟" عمران اسے آنکھ مار کر مسکرایا۔

"بس بس....!" اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ بے ایمان عورت....!"

"خیر تو ہم دونوں ہی ساقی گری کے فرائض انجام دے لیں گے۔!"

"اب ہاتھ کھول دو.... قریب قریب مصالحت ہی ہو گئی ہے۔!"

"شراب بھی اسی طرح پی لو....!"

"نہیں ہم شراب نہیں پئیں گے....!" دوسرے نے جھنجھلا کر کہا۔

"کیوں....؟"

"پچھلی رات کی زہریلی سوئی یاد ہے.... میں نے کسی پولیس آفیسر کے پاس ڈارٹ گن نہیں دیکھی۔!"

"ذاتی شوق کی چیز ہے۔ خواتین کی موجودگی میں لپاڈگی پسند نہیں کرتا۔!"

"تمہاری یہ حرکت بھی غیر قانونی ہے کہ تم ڈارٹ گن استعمال کرتے پھرو.... وہی اسلحہ استعمال کر سکتے ہو جو تمہارے محکمہ کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہوں۔!"

"پھر تو غلطی ہو گئی۔ اچھا میں وعدہ کرتا ہوں کہ شراب پلانے کے بعد باری باری دونوں کے ہاتھ پیر کھول دوں گا۔!"

"بھئی تم عجیب آدمی ہو.... آخر فرق کیا پڑتا ہے۔!"

"شراب ہر گز نہ پینا....!" دوسرا بول پڑا۔ "اب ہمیں یہ دوبارہ بے ہوش کرنا چاہتا ہے۔ شراب میں کوئی خواب آور چیز شامل ہو گی۔!"

"بے ہوش تو میں چپت لگا کر بھی کر سکتا ہوں۔ شراب اور خواب آور چیز کیوں ضائع کروں گا۔!"

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو....!" قیدی نے اپنے ساتھی سے کہا۔ "خواب آور چیز ہی دینی ہوتی تو کافی ہی میں دی جا سکتی تھی۔!"

"کچھ سمجھے ننھے منے....!" عمران دوسرے قیدی کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر ہنسا....

اتنے میں جیمسن واپس آ گیا۔ دونوں ہاتھوں میں گلاس تھے۔ ایک اس نے عمران کو تھمادیا اور دوسرا چڑچڑے قیدی کو پلانے بیٹھ گیا۔

"میں تو ہرگز نہیں پیئوں گا....!" وہ جھلا کر بولا۔

"سر پر انڈیل دو....!" عمران نے جیمسن سے کہا اور اس نے سچ مچ یہی کر ڈالا۔ قیدی کے منہ سے مغلظات کا طوفان امڈ پڑا تھا۔ دوسرا قیدی ہنس رہا تھا۔ چڑچڑا قیدی اس پر برس پڑا۔ لیکن وہ مزے لے لے کر عمران کے ہاتھوں گھونٹ گھونٹ کر کے شراب پیتا رہا۔ ہر گھونٹ پر آسودگی کی گہری سانس لیتا تھا.... خالی گلاس عمران نے جیمسن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "دوڑ کر گلاس دے آؤ کہیں ٹوٹ پھوٹ نہ جائیں۔!"

"اب کھول دو ہاتھ....!" قیدی بولا۔

"بات دراصل یہ ہے دوستو کہ میں کھلائے پلائے بغیر نہیں مارتا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اگر تم مجھے وہ اطلاعات بہم نہ پہنچاؤ گے جو میں چاہتا ہوں تو تم بھی الفروزے کے پہلے پائیلٹ ہی کی طرح غائب ہو جاؤ گے۔!"

"کک.... کیا مطلب....؟"

"مطلب صاف ہے کہ میں وہ نہیں ہوں جو تمہیں نظر آ رہا ہوں۔!"

"یعنی.... یعنی....!"

"میریانا کو میں نے بچالیا تھا۔ الفروزے کو ٹریسنی پارک میں للکار کر اتنی دیر تک میں نے ہی الجھائے رکھا تھا کہ اسٹیمر تباہ کر دیا جائے۔!"

"احمق یونانی طالب علم....!"

"درست سمجھے....!"

"آخر تم لوگ چاہتے کیا ہو۔!"

"ایڈلاوا کی موت....!"

دونوں میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔ خوف زدگی کے آثار ان کی آنکھوں سے جھانکنے لگے تھے۔ چڑچڑے قیدی کی اکڑ بھی غائب ہو چکی تھی اور بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگتا تھا۔

عمران بھی کچھ کہے سنے بغیر اٹھا اور باہر نکلا چلا آیا تھا۔ بوڑھا پہلے ہی سامنے پڑا تھا۔

"کیا رہا....؟"

"انہیں سوچنے اور آپس میں مشورہ کرنے کا موقع دے آیا ہوں۔!" عمران نے بوڑھے کے سوال کا جواب دیا۔

"کیا سوچنے کا....؟"

"یہی کہ جو کچھ میں ان سے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اسے بتا ہی دینے پر بخیریت رہ سکیں گے۔!"

"اگر نہ بتایا تو....؟"

"میں یہی سمجھوں گا کہ وہ لاعلم ہیں۔!"

"پھر کیا کرو گے....؟"

"انہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔!"

"لیکن اس کا خیال رکھنا کہ انہوں نے یہ جگہ دیکھ لی ہے۔!"

"بے ہوش آئے تھے اور بے ہوش ہی جائیں گے۔ آنکھ کھلنے کے بعد سے غار ہی تک محدود رہے ہیں اس لئے ان کے فرشتے بھی یہ جگہ دوبارہ دریافت نہ کر سکیں گے۔!"

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔!"

"کیوں نہ جنگلی مرغیوں کا شکار ہو جائے۔ بہت دنوں سے شکار کا گوشت نصیب نہیں ہوا۔!"

"ضرور.... ضرور....!" بوڑھا چہکا۔

✡

الفروزے بہت مسرور تھا۔ ڈولی آہستہ آہستہ راہ پر آ رہی تھی۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی محسوس کرتا رہا تھا کہ ہر معاملے پر عام عورتوں سے بہت مختلف ہے۔ ہر طرح کی بے تکلفی برداشت نہیں کر سکتی۔ اسی لئے وہ بعض معاملات میں بے حد محتاط رہتا تھا۔ وہ خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ اپنے بارے میں اس کے ذہن پر کوئی ناگوار تاثر چھوڑے۔

آج انہوں نے اوسٹا کی تاریخی عمارات دیکھنے کا پروگرام بنایا تھا۔ ڈولی ہوٹلوں کی تفریح سے

اکتا گئی تھی۔ لیکن اس کا باس تو سبھی قسم کی تفریحات سے اکتایا اکتایا سا نظر آتا تھا۔

تاریخی عمارات کے بارے میں وہ کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا۔ اس کی دانست میں ہر دور کی تاریخی عمارات آدمی پر آدمی کے جبر کی کہانیاں سناتی ہیں۔ یعنی کوئی ایک فرد اتنا دولت مند تھا کہ اس نے ہزاروں کیڑوں مکوڑوں سے دو وقت کی روٹی کے حصول کی خاطر بہت وزنی وزنی پتھر اٹھوائے ہوں گے۔!

"سچ مچ پاگل معلوم ہوتا ہے.....!" الفروزے اس کے خیالات سے آگاہ ہو کر بولا تھا۔

"فلسفی بھی ہے۔!" ژولی کا جواب تھا۔ "آدمی آدمی کی برابری کا قائل ہے۔ ہر بڑی اور شاندار عمارت کو دیکھ کر کہہ اٹھتا ہے کہ اگر اس کو توڑ کر اس کی اینٹوں سے لاتعداد چھوٹے چھوٹے مکانات بنوا دیئے جائیں تو کتنے آدمیوں کو سر چھپانے کی جگہ مل جائے گی۔ لیکن یہ منحوس عمارتیں خالی پڑی رہتی ہیں۔ اور ٹھیک اسی وقت ہزاروں جھونپڑوں کو کوئی بڑا طوفان اڑا لے جاتا ہے اور ان کے مکین بے بسی سے کھڑے چیختے رہ جاتے ہیں۔!"

"سوال یہ ہے کہ آخر ہمیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم تین سو سال پہلے کہاں تھے۔!" الفروزے بولا۔ اس پر ژولی نے کہا "ٹھہرو.....! میں اس سے جا کر پوچھتی ہوں اور اس کا جواب تم تک پہنچا دوں گی۔!"

"ارے چھوڑو.....!"

"نہیں.....! تمہارا یہ سوال بھی خاصی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر آثار قدیمہ نہ ہوتے تو ہمیں کیوں کر معلوم ہوتا کہ ہم اس وقت کہاں کھڑے تھے۔!"

وہ سچ مچ عمارت کے اس حصے کی طرف دوڑ گئی جس میں ان کا قیام تھا۔ الفروزے شاید نہیں چاہتا تھا کہ وہ اٹھ کر چلی جائے۔ اس لئے اس کا منہ بگڑ گیا تھا۔ ٹھیک اسی وقت ایک خادم نے ہیڈ کوارٹر کی کال کی اطلاع دی..... منہ کچھ اور بگڑ گیا۔ طوعاً و کرہاً اٹھ کر فون کے قریب پہنچا تھا۔

"ہیڈ کوارٹر.....!" دوسری آواز آئی۔! "بات کیجئے۔!"

"ہیلو.....!"

"میں سنگانوں بول رہا ہوں..... جناب..... وہ دونوں واپس آگئے ہیں۔!"

"کیا خبر لائے۔!"

"ابھی تو ہسپتال میں بے ہوش پڑے ہیں۔ ہوش میں آنے پر شاید خبر بھی دے سکیں۔!"

"یہ کیا بکواس ہے.....!" الفروزے دھاڑا۔

"آج صبح دفتر کے سامنے فٹ پاتھ پر بے ہوش پڑے پائے گئے۔ انکے لباس تار تار تھے۔!"

"معلوم کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ اس حال کو کیوں کر پہنچے۔!"

"کچھ معلوم کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے تاوقتیکہ وہ خود ہی ہوش میں آکر نہ بتائیں۔!"

"اچھی بات ہے.....!" الفروزے نے کہا اور جھلا کر ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔!

شدید غصہ آیا تھا۔ یہ بھول گیا کہ وہ واپس آنے والی ہوگی۔ ایک بات ہی تو پوچھنے گئی تھی اپنے باس سے۔!

اس کی مٹھیاں سختی سے بھنچی ہوئی تھیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دیواروں پر مکے برسانا شروع کر دے گا۔ اس کیفیت میں وہ نشست کے کمرے میں واپس آیا۔ یہاں اس نے ان دونوں ہی کو اپنا منتظر پایا..... وہ فوری طور پر اپنا موڈ بحال کرنے سے قاصر رہا تھا۔ اس لئے اسے ان دونوں پر غصہ آگیا تھا۔ یہ بھی کوئی ایسی بات تھی کہ اس سے پوچھنے دوڑی گئی تھی۔ اور اب آئی ہے۔ تو اسے بھی ساتھ لگا لائی ہے۔!

"یہ کوئی ایسا اہم سوال تو نہیں تھا محترمہ.....!" اس نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

ژولی نے کھٹاک سے اس کا ریڈ انڈین ترجمہ کھینچ مارا۔ شیپرڈ نے جواب میں کچھ کہا تھا اور ژولی الفروزے سے فرانسیسی میں بولی تھی۔ "باس نے تمہارے جملے کے جواب میں کہا ہے کہ جب ان آثار قدیمہ کی تعمیر ہوئی تھی تو تم وہاں موجود نہیں تھے۔ آج تم ہو تو انہیں تعمیر کرانے والے نہیں ہیں۔ وہ وہاں کھڑے تھے۔ تم یہاں کھڑے ہو..... دونوں کا درمیانی فاصلہ.....!"

"مجھے کوئی دلچسپی نہیں.....!" الفروزے پوری بات سنے بغیر ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"اوہ..... اچانک تمہاری طبیعت ناساز ہوگئی ہے۔!" وہ سنجیدگی اختیار کر کے بولی۔!

"ہاں میں معافی چاہتا ہوں.....!" کہہ کر وہ واپسی کے لئے مڑنے ہی والا تھا کہ اچانک ایڈلاوا پر نظر پڑی جو بائیں جانب والے دروازے میں کھڑا انہیں غور سے دیکھے جا رہا تھا۔ آمد غیر متوقع تھی۔ اس لئے الفروزے بری طرح بوکھلا گیا۔ اس کی دانست میں ایڈلاوا آج میک اپ کے بغیر ہی اپنی اصلی شکل میں اس تک آ پہنچا تھا۔ یعنی اس شکل میں جس میں وہ اس سے اسٹیمر پر ملا

کرتا تھا۔

"اوہ.... آپ.... یہ میرے مہمان ہیں.... اور یہ فرم کے مینجنگ ڈائریکٹر....!"

ڑولی نے غیر مانوس زبان میں اپنے باس کو بتایا تھا کہ وہ کون ہے اس پر اس نے بھی کچھ کہا تھا جس کا ترجمہ ڑولی نے یوں کیا۔ "بڑی خوشی ہوئی لیکن ہمارا وقت بہت ضائع ہو رہا ہے۔!"

ایڈلاوا نے ان سے مصافحہ نہیں کیا تھا۔ صرف سر کو خفیف سی جنبش دی تھی۔

"بزنس کی باتیں صرف مجھ سے کی جاتی ہیں۔!" الفروزے جلدی سے بولا۔ اور ان سے معذرت طلب کر کے ایڈلاوا کے پیچھے چلنے لگا جو کچھ کہے بغیر دوسرے کمرے کی طرف مڑ گیا تھا۔

"میں آپ کو رپورٹ دینے ہی جا رہا تھا باس....!"

"کیسی رپورٹ....؟" اس نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"وہ دونوں....!"

"مجھے علم ہے....! وہ بھی اسی طرح پاگل ہو گئے ہیں جیسے ایدلی دے ساواں ہوئی تھی....؟"

"میں اس حد تک علم نہیں رکھتا۔!"

"میں بھی جاگتا رہتا ہوں.... تم مجھے کیا سمجھتے ہو....؟"

"بالکل.... بالکل.... اگر ایسا نہ ہو تو ہم سب جہنم رسید ہو جائیں۔ باس.... لیکن کیا یہ مناسب تھا کہ آپ اپنی اصلی شکل میں تشریف لائے ہیں۔!"

"میری کوئی اصلی شکل نہیں ہے۔!"

الفروزے کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آئے تھے لیکن زبان نہیں ہلی تھی۔

"اس گدھے سے کہہ دو کہ پلوٹونیم ہنسی کھیل نہیں ہے۔ انتظار کرنا ہی پڑے گا....!"

"وہ تو میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں باس....!"

"اور وہ دوسری بات جو لاسلکی پیغام میں نہیں کہی جا سکتی تھی۔ وہ یہ کہ تمہیں ویل ڈی اوسٹا کی سرحدوں کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ اس لئے ایک تجربہ کار آدمی تمہارے ساتھ جائے گا۔!"

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے باس....!"

"پلوٹونیم لے جانے والی گاڑی وہ خود ہی ڈرائیو کرے گا اور اسی میں تم تینوں کے بیٹھنے کا بھی

انتظام ہوگا۔!"

"بہت بہتر....!"

"بس اب ان کے پاس واپس جاؤ۔!"

الفروزے واپسی کے لئے مڑ گیا تھا۔ یہ پوچھے بغیر کہ وہ ٹھہرے گا یا فوراً چلا جائے گا۔ ایڈلاوا اس طرح اپنے احکامات کی تعمیل چاہتا تھا۔

وہ دونوں ابھی تک وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ اسے دیکھتے ہی ڑولی نے کہا "جتنے تم خوش مزاج ہو اتنا ہی تمہارا مینجنگ ڈائریکٹر گھنا ہے۔!"

"ٹائپ ہوتا ہے! وہ بہت کم بولتے ہیں۔ بسا اوقات کئی کئی دن تک ہم انہیں دیکھتے تو رہتے ہیں لیکن آواز نہیں سن پاتے۔ بہر حال انہوں نے کہا ہے کہ دیر تو لگے گی۔ پلوٹونیم ہنسی کھیل نہیں ہے اور اس کی نقل و حرکت بھی آسان نہیں ہے اپنے باس کو بتا دو....!"

"بتا دوں گی.... لیکن یہ بتاؤ کہ تمہارا موڈ ٹھیک ہوا یا نہیں.... شاید میرے ساتھ باس کو دیکھ کر تمہیں کوفت ہوئی تھی۔!"

"یہی بات تھی....!" الفروزے جلدی سے بولا۔

"یہ میرا عملی لطیفہ تھا.... تم تو زبانی سناتے ہو۔!"

الفروزے مسکرایا تھا۔

"تمہیں زور سے ہنسنا چاہئے.... اس لطیفے پر....!"

"میں ہنسوں گا تو یہ بھی کچھ سمجھے بوجھے بغیر ہنس پڑے گا اور مجھے اس کی ہنسی بالکل اچھی نہیں لگتی.... کیا میں تھوڑا سا آرام کر لوں؟"

"ضرور... ضرور...!" ڑولی اٹھتی ہوئی بولی.... اسکے ساتھ ہی اس کا باس بھی اٹھ گیا تھا۔

الفروزے دوبارہ اسی کمرے میں داخل ہوا تھا۔ جہاں ایڈلاوا کو چھوڑ گیا تھا۔ لیکن اب وہ موجود نہیں تھا۔

جیمسن اور عمران دونوں جنیوا پہنچ گئے تھے جہاں جوزف بے کاری کے ایام گذار رہا تھا۔

عمران کو دیکھ کر اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"پردیس میں لاوارثوں جیسا برتاؤ نہ کیا کرو باس....!" اس نے شکوہ کیا۔

"صحت اچھی ہوگئی ہے تیری....!"

"بحر روم کی آب و ہوا مجھے تربوز بنائے دے رہی ہے۔ اگر زیادہ وقت ورزشوں پر نہ صرف کرتا رہوں تو ہاتھی ہو جاؤں۔!"

جیمسن بھی کچھ پوچھنے کے لئے بے چین تھا۔ جب عمران کچھ نہ بولا تو اس نے جوزف کو آنکھ مار کر کہا۔ "مس موگمبی کی صحت بھی خدا کے فضل سے اچھی ہی ہوگی۔!"

"میں کیا جانوں....؟" جوزف بھنا کر بولا۔

"کیوں.... کیا اب نہیں اٹھتی بیٹھتی تمہارے پاس....!"

عمران نے جیمسن کو گھور کر دیکھا تھا۔

"کیا یہ یتیم خانہ ہے....؟" اس نے غرا کر پوچھا۔

"میں نہیں سمجھا یور میجسٹی....!"

"کبھی کے نائیجر پہنچ گئے ہوں گے دونوں.... انہیں متعلقہ سفارت خانہ کے حوالے کر دیا گیا تھا۔!"

"اسی لئے یہ خود کو لاوارث محسوس کر رہا تھا اور بات آپ کے ہجر پر ڈال دی۔!"

"پھر تم نے ہجریانا شروع کر دیا۔ کہیں تمہیں سمعئی انفجار سے نہ دوچار ہونا پڑے۔!"

"ارے باپ رے....!" جیمسن اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھتا ہوا بڑبڑایا۔ پھر عمران انہیں اسی کمرے میں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

"کیا کیا گذری، کہاں کہاں رہے....!" جوزف نے پر اشتیاق لہجے میں پوچھا۔

"کچھ نہ پوچھو....! تمہارا باس واقعی بے حد عجیب چیز ہے۔ ہر موڑ پر کوئی نہ کوئی لڑکی اس کے لئے پاگل ہو جاتی ہے۔ ایک نے تو بن باس لے لیا ہے۔ وہ جنگلی مرغیوں کا گوشت کھا کھا کر اس کا انتظار کرے گی۔ ایک روم میں جھک مار رہی ہوگی۔ ارے ہاں صفدر اور جولیا کہاں ہیں؟"

"میں کیا جانوں.... وہ یہاں کہاں....!"

"میرا خیال ہے کہ پوری ٹیم یہیں موجود ہے اور سبھی کہیں نہ کہیں مصروف کار ہیں۔!"

"اس خطرناک آدمی کا کیا رہا....؟"

"ابھی تو ہم اس کے ماتحتوں ہی سے ٹکراتے پھر رہے ہیں۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس نے اس ملک میں ایک باطنی حکومت قائم کر رکھی ہو جس کا ظاہری حکومت احساس تو رکھتی ہو لیکن کوئی واضح نشان دہی نہ کر سکتی ہو۔ لہٰذا اس سے نپٹنے کے لئے پوری فوج چاہئے.... ہم چار مرغیاں اس کا بگاڑ لیں گی۔!"

"فضول باتیں مت کرو....!" جوزف نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "میرا باس تنہا ایک پورا بریگیڈ ہے۔!"

"جس سے لونڈیاں سر لڑایا کرتی ہیں۔!"

"اے مسٹر بس....!" جوزف اسے مکا دکھاتا ہوا بولا۔ "خدا اور مسیح کے بعد بس وہی ہے میرے لئے سب کچھ، لہٰذا اپنی زبان کو لگام دو۔!"

جیمسن بائیں آنکھ دبا کر ہنسا تھا۔

دو گھنٹے بعد عمران سے ملاقات ہوئی اور اس نے جیمسن کو الگ لے جا کر کہا۔ "ہمیں اس عمارت سے نکل چلنا ہے۔!"

"کیوں....؟"

"پولیس کو اس ہیلی کاپٹر کی تلاش ہے جس کے ذریعے میں پوائنٹ نمبر بارہ تک پہنچا تھا۔ الفروزے کا پائلٹ بھی یہیں نظر بند ہے۔!"

"لیکن اس کلوٹے کا کیا ہوگا....؟"

"پرواہ مت کرو.... یہ اب بھی شہزادہ بنے گا اور ہم سب اس کے خادم ہیں۔!"

"محض ہیلی کاپٹر کی وجہ سے دربدری ہوگی....؟"

"ہاں کیونکہ نجی ہیلی کاپٹر یہاں عام نہیں ہیں۔!"

"مگر ہمارے ساتھ تو ایک قیدی بھی ہے۔!"

"قیدی نہ کہو.... اب اسے بھی دوست ہی سمجھو....!"

"وٹالینی کی غداری کے بعد بھی....!"

"وٹالینی کے انجام نے ہی تو اس کی آنکھیں کھولی ہیں۔ پوائنٹ ایکس کے پانچوں افراد کا حشر سن کر رو پڑا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ہمارے ہی ساتھ رہ کر بچا رہے گا۔ ان میں پہنچا اور مارا گیا۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ ایکس ٹو کے یہ ایجنٹ کیسے ہیں جو اس حد تک بھی ہمارا تحفظ نہیں کر سکتے۔!"

"یہ دوسری قسم کے ایجنٹ ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"ساری دنیا میں ایکس ٹو کے دو طرح کے ایجنٹ ہیں.... عملی اور معاون جیمسن ہارلے یہاں اس کا عملی ایجنٹ تھا۔ کس طرح سمجھاؤں Active سمجھ لو اور یہ لوگ صرف معاونت کرتے ہیں۔ عملی حصہ نہیں لیتے۔!"

"سمجھ گیا....!"

"اس لئے ان کا تحفظ کرنا بھی ہم پر واجب ولازم ہے۔!"

"لیکن میرا خیال اس سلسلے میں کچھ اور ہے۔!"

"کس سلسلے میں....؟"

"جوزف کے سلسلے میں.... کیوں کہ اس کی شہزادگی بھی مشتبہ ہو چکی ہے۔ روم میں خواہ مخواہ شہزادہ سمجھ لیا گیا تھا۔!"

"ہاں اس میں خطرہ تو ہے....!"

"پھر کیوں نہ ہم اسے جنگل کا بادشاہ بنادیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اسے بھی وہیں پہنچادیں جہاں وہ آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ اس کا چچا انگلش بھی جانتا ہے۔ لہٰذا دونوں ایک دوسرے کو اپنے اپنے کارنامے سنا کر اچھا وقت گذار لیں گے۔!"

"میں تو فی الحال جنیوا نہیں چھوڑ سکتا۔!"

"میں لئے جاتا ہوں....!" جیمسن چہک کر بولا۔

عمران نے اسے غور سے دیکھا ہی تھا کہ وہ تڑ سے بولا۔ "جنگلی مرغیوں کا گوشت مجھے آوازیں دے رہا ہے۔!"

"زیادہ ہاتھ پاؤں نہ نکالئے گا۔ میریانا فطرتاً ریچھنی ہے۔!"

"ارے.... لاحول ولا.... جو آپ پر نظر رکھتی ہو وہ معمولی چیز تو ہو ہی نہیں سکتی۔!"

"اور تم صرف بندر چے ہو.... لہٰذا محتاط رہنا....!"

"ارے تو کیا سچ مچ مجھے جانا پڑے گا۔!"

"تجویز معقول ہے اور ہو سکتا کہ کسی مرحلے پر مجھے پھر وہاں پہنچنا پڑے کیوں کہ مجھے مزید معلومات حاصل کر کے میریانا سے ان کی تصدیق کرنا پڑے گی۔ دراصل اس کے ذہن کی بناوٹ ہی کچھ ایسی ہے کہ جب تک کسی خاص سچویشن سے دوچار نہ ہو بعض باتیں یاد ہی نہیں آتیں.... پہلے میں سمجھا تھا کہ وہ بہتیری باتیں چھپا گئی ہے۔!"

"لیکن یہاں سے اس کو کیسے نکالوں....!"

"اس کا بھی انتظام ہو جائے گا.... تم فکر مت کرو....!"

میریانا چچی اور چچا نے جنگل میں منگل منا کر رکھ دیا تھا۔ چچا نے اسے نشانہ بازی سکھانی شروع کر دی تھی اور چچی ایسے داؤ پیچ بھی سکھاتی تھی جن کے سہارے وہ نہتی ہو کر بھی کسی مسلح دشمن کا مقابلہ کر سکتی۔ دن کا زیادہ تر حصہ سیر و شکار میں بسر ہوتا اور اس کا چچا کہتا۔ "میں واقعی ایسا ہی محسوس کرنے لگا ہوں جیسے اپنی عمر سے بیس سال پیچھے چلا گیا ہوں....!"

ایک دن چچی اس سے جمن مراکشی کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگی اور میریانا نے محسوس کیا کہ وہ کوئی خاص بات معلوم کرنا چاہتی ہے۔!

"ہرگز نہیں....!" میریانا نے کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں.... ہمارے تعلقات محض دوستانہ ہیں اس سے آگے بڑھنے کا امکان نہیں۔!"

"اور وہ پولیس آفیسر....؟"

"بس ہمدرد ہے....!" میریانا کے لہجے میں درد کی لہر موجود تھی۔

بوڑھی اسے غور سے دیکھنے لگی.... پھر مسکرائی تھی۔

"یہاں ضرور کچھ نہ کچھ ہے....!" اس نے آہستہ سے کہا۔

"اگر ہو بھی تو مجھے ناممکن ہی لگتا ہے۔!"

"کیوں....؟ ناممکن کیوں....؟ میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔!"

"اس حد تک بھی نہیں کہ بات آگے بڑھ سکے۔!"

"تمہیں اب شادی کر ہی لینی چاہئے۔!"

میریانا کچھ نہ بولی۔ خالی خالی آنکھوں سے خلا میں دیکھتی رہی۔ چچی نے سنجیدگی سے سر کو جنبش دی تھی پھر کہا تھا۔ "ارے یہ بھی تو ضروری نہیں کہ وہ غیر شادی شدہ ہو۔!"

"غیر شادی شدہ تو ہے لیکن وہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔!"

"بڑی عجیب بات ہے....!" بوڑھی حیرت سے بولی۔ "ابھی تک صرف مردوں کو یہ کہتے سنا تھا کہ عورت کو سمجھنا مشکل ہے ساری دنیا کے لٹریچر اسی بکواس سے بھرے پڑے ہیں۔ آج ایک عورت کی زبان سے یہ سن رہی ہوں کہ مرد اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔!"

"کیا کروں.... حقیقت یہی ہے۔!"

"سب جذباتیت کے دھوکے ہیں۔ صرف عورت میں تھوڑا سا الجھاوا ضرور پیدا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بسا اوقات وہ اپنی مامتا کو کوئی واضح شکل نہیں دے پاتی اس سے غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔!"

"چچی....! الفاظ میں بیان کر سکتی تو تمہیں معلوم ہو جاتا کہ وہ کیسا آدمی ہے۔!"

"خیر چھوڑو.... پودے آہستہ آہستہ درخت بنتے ہیں ممکن ہے ابھی بیج سے صرف انکھوے ہی نے سر ابھارا ہو۔!"

وہ ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ بوڑھا آج تنہا شکار کے لئے گیا تھا۔ دفعتاً انہوں نے کسی قسم کی آہٹ سنی تھی اور ان کے ہولسٹر سے ریوالور نکل آئے تھے۔

"کوئی آہستہ آہستہ حرکت کر رہا ہے۔!" بوڑھی نے کہا۔ "فاصلہ غالباً سو گز کا ہوگا دیکھو۔!"

اس نے چٹان کے اوپری حصہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ میریانا بڑی پھرتی سے اوپر چڑھتی چلی گئی اور سر ابھار کر دوسری طرف دیکھتے ہی پر مسرت لہجے میں چیخ پڑی تھی "جمن مراکشی۔!"

پھر تیزی سے نیچے پلٹ آئی تھی اور ہانپتی ہوئی بولی تھی۔ "اس کے ساتھ ایک سیاہ فام آدمی بھی ہے۔!"

"تمہیں یقین ہے کہ مراکشی ہی ہے۔!"

"ہاں چچی....! کیا میری نظر کمزور ہے۔!"

اور پھر وہ دونوں نمودار ہوئے تھے۔ جوزف نے بڑے ادب سے بوڑھی کو سلام کیا تھا اور میریانا کی مزاج پرسی کی تھی۔ جیمسن نے اطالوی میں اس کی نیک خواہشات ان دونوں کو پہنچائی تھیں۔!

"یہ کون ہے۔؟" میریانا نے پوچھا۔

"اپنے آفیسر کے خادم خصوصی اور ان کے لئے جان پر کھیل جانے والا۔ چچا کہاں ہیں؟"

"آج تنہا ہی نکل گئے ہیں شکار کے لئے۔!"

تھوڑی ہی دیر بعد وہ اس سے تنہائی میں ملی تھی اور بر بڑھمپ کی باتیں شروع کر دی تھیں۔

"ذکر تمہارا ہی رہتا ہے لیکن یہ بتانا مشکل ہے کہ کس جذبے کے تحت....!" جیمسن بولا۔

"کیا تم اسے سمجھ سکے ہو....؟"

اچانک انہوں نے کسی کی چیخ سنی اور اچھل پڑے۔ آواز دور ہی کی تھی سمت کا اندازہ بھی ہو گیا تھا۔ دونوں نے اس سمت دوڑنا شروع کر دیا تھا اور پھر جیمسن نے دیکھا کہ بوڑھی اور جوزف بھی اسی سمت دوڑے جا رہے تھے۔ آواز پہچان لی گئی تھی۔ میریانا کا چچا مسلسل چیخے جا رہا تھا اور آواز جھیل کی طرف سے آ رہی تھی۔ جیمسن چھلانگیں مارتا ہوا جوزف کے برابر جا پہنچا تھا۔

"یہ لڑکی کے چچا کی آواز ہے.... ادھر سے آؤ۔!" وہ ایک طرف مڑتا ہوا بولا۔

وہ دونوں بہت پیچھے رہ گئیں تھیں۔

انہوں نے دیکھا کہ بوڑھا ویریو جھیل کے کنارے غسل کے لباس میں اکڑوں بیٹھا بُری طرح چیخ رہا ہے۔ اس نے داہنے ہاتھ سے کوئی چیز پکڑ رکھی تھی۔ قریب پہنچ کر جوزف اس پر جھک پڑا تھا۔ بوڑھا اسے دیکھ کر اور زور سے چیخا۔!

"کوئی شوٹی....!" جوزف مڑ کر جلدی سے بولا۔ "اس سے کہو.... اس پر زور نہ لگائے اگر یہ اندر ہی ٹوٹ گئی تو یہ دیکھتے ہی دیکھتے مر جائے گا بس پکڑے رکھے۔!"

جیمسن نے بھی جھک کر دیکھا۔ سرخ رنگ کا ایک کیچوا تھا جس کا کچھ حصہ بوڑھے کی دائیں پنڈلی کے گوشت میں پیوست ہو گیا تھا جیمسن نے اطالوی میں جوزف کی بات دہرائی پھر یاد آیا کہ بوڑھا پہلے ہی سمجھ گیا ہوگا۔

"نہیں نکلتا....!" بوڑھا کرب سے چیخا۔

"عورتیں آ رہی ہیں.... انہیں ہٹا لے جاؤ.... تم بھی ادھر مت آنا.... جلدی کرو....

اس کی زندگی خطرے میں ہے۔!"

"میں سمجھ رہا ہوں.... تم مجھ سے بات کرو....!" بوڑھے نے انگریزی میں کہا۔

"یہ بہت اچھا ہے مسٹر....!" جوزف نے کہا "بس اسی طرح پکڑے رکھو کھینچنے کے لئے زور نہ لگاؤ۔!"

جیمسن عورتوں کی طرف دوڑ گیا تھا۔ اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر انہیں آگے بڑھنے سے روکتے ہوئے کہا۔ "ادھر مت جاؤ۔!"

"بتاؤ.... کیا بات ہے۔؟" بوڑھی ہانپتی ہوئی بولی۔

"خاص بات نہیں، کوئی آبی کیڑا چمٹ گیا ہے.... شاید جھیل میں نہا رہے تھے۔ جوزف انہیں سنبھال لے گا۔!"

"لیکن ہمیں کیوں نہیں جانے دیتے۔!"

"میں نہیں جانتا.... جوزف نے یہی کہا ہے کہ عورتوں کو اس طرف نہ آنے دینا.... دراصل اس کیڑے کو دیکھ کر تمہاری بھی چیخیں نکل جائیں گی۔!"

"کوئی خطرے کی بات تو نہیں....؟"

"ہرگز نہیں.... جوزف ان معاملات کا ماہر ہے۔!"

"ہمیں دور ہی سے دیکھ لینے دو....!" میریانا نے چٹان کے اوپر سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ تنگ سا راستہ تھا اور جیمسن نے اب تک ہاتھ پھیلا رکھے تھے۔ بوڑھی اسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر وہ زور سے چیخی تھی۔ "ویریو....! کیا تم میری آواز سن رہے ہو....؟"

"ہاں.... آں.... سب ٹھیک ہے۔!" چٹان کی دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اب اطمینان ہوا تمہارا....!"

"کیا ہم آجائیں....؟" میریانا نے چیخ کر پوچھا۔

"ہاں.... آں.... اب آسکتی ہو....!" جواب ملا۔

"ہٹو.... چھوڑو راستہ....!" بوڑھی جیمسن کو دھکیلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ قریب پہنچ کر انہوں نے وہ کیچوا دیکھا۔ سات آٹھ انچ لمبا رہا ہوگا۔ گہری سرخ رنگت تھی۔

"کیا یہ زندہ ہے....؟" میریانا نے پوچھا۔

"نہیں مر چکا ہے.... اس شریف آدمی کو فرشتہ رحمت سمجھو جو اچانک اس طرح وارد ہو گیا۔ ورنہ جانتی ہو کیا ہوتا۔!" بوڑھا اپنی بیوی کی طرف دیکھ کر بولا۔ "ورنہ میری موت بھی واقع ہو سکتی تھی۔ قریباً ایک انچ گوشت میں اتر گیا تھا۔ میں کھینچ نکالنے کے لئے زور لگا رہا تھا لیکن نہیں جانتا تھا کہ اس طرح موت کو دعوت دے رہا ہوں۔ آخر مہربان باپ نے اس فرشتے کو بھیج دیا اور اس نے کیڑے پر میری گرفت ڈھیلی کرا دی ورنہ اگر اس کا وہ حصہ جو گوشت میں پیوست ہو چکا تھا اندر ہی ٹوٹ جاتا تو میری موت واقع ہو جاتی۔!"

بوڑھی سسکیاں لینے لگی تھی.... میریانا نے آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے سے بھینچ لیا۔!

"او شہزادے صاحب....!" جیمسن نے جوزف کو اردو میں مخاطب کیا۔ "آخر مجھے کیوں بھگا دیا تھا....؟"

"چوپ راؤ.... بٹا ڈیگا.... ڈرٹی ٹھنگ....!"

بوڑھے نے بھی نہ بتایا کہ پھر اس کیڑے نے اس کا گوشت کس طرح چھوڑا تھا۔ بیوی اور بھتیجی کے استفسار پر کسی قدر شرمندگی کے ساتھ بولا۔ "بس نکل گیا تھا کسی طرح....!"

جیمسن کا تجسس بڑھ گیا تھا لیکن خاموش ہی رہا۔

جوزف.... اسے علیحدگی میں بھی وہ تدبیر بتانے سے گریز کرتا رہا تھا جس کی بناء پر بوڑھے کو کیچوے سے نجات ملی تھی۔

"تم پاگل تو نہیں ہو گئے....!" جیمسن جھنجھلا کر بولا۔ "اگر تمہاری عدم موجودگی میں یہی حادثہ کسی اور کو پیش آگیا تو کس طرح بچایا جاسکے گا۔!"

جوزف شرماتا ہوا بدقت تمام بولا۔ "جس جگہ اس کیڑے نے اپنا سر ڈال رکھا ہو اس جگہ پیشاب کر دینا.... فوراً باہر آجائے گا۔!"

جیمسن پر قہقہوں کا دورہ پڑ گیا۔

دوسری طرف بوڑھا اپنی بیوی اور بھتیجی سے کہہ رہا تھا۔ "بہت کام کا آدمی معلوم ہوتا ہے.... بے حد تجربہ کار....!"

"آخر اس نے کیا کیا تھا....؟" بوڑھی نے پوچھا۔

"یہ تو میں نہیں دیکھ سکا تھا لیکن کچھ کیا ضرور تھا۔!"

"اس نے بتایا بھی نہیں....؟"

"نہیں.... یہ لوگ.... میرا مطلب ہے افریقہ کے وچ ڈاکٹر اپنے ٹوٹکے کسی کو بتاتے نہیں۔ پوچھو تو بُرا مانتے ہیں۔ تم لوگ بھی مت پوچھنا.... خواہ مخواہ بے چارے کی دل آزاری ہوگی۔!"

ان دونوں نے پھر اس پر اصرار نہیں کیا تھا۔

شام ہوتے ہوتے جیمسن نے دیکھا کہ بوڑھا وریو اور جوزف اس طرح گھل مل گئے ہیں جیسے برسوں کی جان پہچان ہو.... رات کے کھانے پر جیمسن نے جوزف سے متعلق ایک باقاعدہ قسم کی تقریر کرتے ہوئے آخر میں کہا تھا۔ "دن بھر میں چھ بوتلیں پیتا ہے.... لیکن لوگ اسے کبھی نشے میں نہیں پائیں گے۔ ایک ہفتے کا کوٹہ ساتھ لایا ہے۔ اس لئے اس کی فکر آپ لوگوں کو نہ ہونی چاہئے۔ اندھیرے میں آواز پر نشانہ لگاتا ہے جو شاذونادر ہی خطا کرتا ہو۔!"

"تو گویا یہ روائیتی آدمی ہے۔!" بوڑھی نے کہا۔

"یہی سمجھ لیجئے.... نہ کسی کو دکھ دیتا ہے اور نہ چاہتا ہے کہ کوئی اسے دکھ پہنچائے۔!"

"تمہارا دوست بہت عقل مند آدمی ہوتا ہے۔!"

"عقل کا دیوتا کہئے....!"

ہیلی پائیلٹ کی شکل تبدیل ہو چکی تھی۔ عمران اور وہ دونوں ہی بنے جنیوا کی سڑکوں پر گھومتے پھر رہے تھے۔

عمران کو ایڈلاوا کی یہ خصوصیت معلوم ہی ہو چکی تھی کہ مختلف قسم کے لوگ اسے مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں۔ ہیلی پائیلٹ ایک اچھا مصور بھی ثابت ہوا تھا اس نے ایڈلاوا کی وہ شکل پنسل سے بنانے کی کوشش کی تھی جس میں وہ اسٹیمر پر نمودار ہوا کرتا تھا۔ عمران نے اس سے کہا تھا کہ وہ یاد داشت پر زور دے کر اس کی آنکھوں کی بناوٹ کو من و عن ظاہر کرنے کی کوشش کرے۔ تصویر بنانے کے بعد ہیلی پائیلٹ اس سے غیر مطمئن نہیں معلوم ہوتا تھا۔

ویسے اس نے اس دوران میں ایڈلاوا سے متعلق کچھ ایسی کہانیاں سنائی تھیں جن سے اندازہ

ہوا تھا کہ اس کے آدمی اسے کوئی مافوق الفطرت ہستی سمجھتے ہیں۔ اور اسی لئے اس سے خائف بھی رہتے ہیں۔ کسی میں اتنی جرأت نہیں کہ اس کے خلاف کسی سازش کا خیال بھی دل میں لاسکے۔!"

ہیلی پائیلٹ عمران کی شخصیت سے بھی بہت زیادہ متاثر نظر آرہا تھا۔ ایک دن تو کھل کر کہہ بیٹھا تھا کہ ایڈلاوا کو پہلی بار کسی ہم پایہ حریف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس پر عمران نے کہا تھا۔ "ارے میں کیا چیز ہوں اپنے باس کے سامنے.... میں تو ایک معمولی کارندہ ہوں۔ اپنی تنظیم کا.... ہوسکتا ہے میرا باس اس کا ہم پایہ حریف ہو پھر تم تو ایڈلاوا کو کسی نہ کسی شکل میں دیکھتے ہی رہے ہو۔ ہم صرف آواز سنتے ہیں اپنے باس کی....!"

"وہ کہاں ہے....؟"

"پتا نہیں....! کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے اور کون ہے۔!"

"کچھ کہلاتا تو ہوگا۔!"

"کچھ بھی نہیں.... صرف باس کہلاتا ہے....!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"تم کہاں سے آئے ہو....؟"

"وہیں سے جہاں کے لئے اسلحہ اسمگل کیا جانے والا تھا۔!"

"ہم میں سے کسی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ مال کہاں کے لئے ہے شاید الفروزے جانتا ہو۔!"

"بس تو پھر یہ معلوم کر کے کیا کرو گے کہ کہاں سے آئے ہیں۔!"

"کچھ بھی ہو.... تم ذہنوں کو حیرت انگیز طور پر موڑ دیتے ہو۔ میں خود کو خوش نصیب تصور کرتا ہوں۔!"

اور پھر عمران نے اسے اس طرح "عیش" کرائے تھے کہ اس کے خواب و خیال میں بھی ممکن نہ ہوتے۔ جنیوا کے ایک لگژری ہوٹل میں ان کا قیام تھا اور وہ بہت مال دار لوگ سمجھے جاتے تھے۔!

ہپی صرف شکلوں سے معلوم ہوتے تھے۔ ورنہ صفائی ستھرائی کے معاملے میں ان کا جواب نہیں تھا۔ جس طرف سے بھی گذر جاتے ایک مخصوص قسم کی خوشبو سے فضا مہک اٹھتی.... عورتیں انہیں گھور گھور کے دیکھتیں.... گھنگریالے بالوں اور خوش نما ڈاڑھیوں کے وجہ سے فوراً دوسروں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرالیتے تھے۔

لیکن آج وہ پیدل ہی نکل کھڑے ہوئے تھے۔ ہیلی پائیلٹ نے عمران سے اس کی وجہ نہیں پوچھی تھی۔ پھر خود عمران ہی بولا۔ "بڑا دکھ ہوگا۔ اگر اٹلی آکر یہاں کی سیر نہ کی جائے۔ بڑا خوب صورت ملک ہے۔ ایسے حسین قدرتی مناظر مجھے تو کہیں اور نظر نہیں آتے۔ فضاء میں اپنائیت سی محسوس ہوتی ہے۔!"

"شکریہ....!" ہیلی پائیلٹ نے طویل سانس لے کر پوچھا "کہاں لے چلوں....؟"

"بس اس قدیم شہر کی تنگ گلیوں اور شاندار عمارتوں کو دیکھتے پھریں گے۔ مجھے بتاؤ کہ یہ شہر جو بیک وقت ساحلی اور پہاڑی دونوں طرح کا مقام ہے کتنا قدیم ہو سکتا ہے....؟"

"قدیم ترین....! لیگورین چرواہے قبائل جنہوں نے ساحلی علاقوں میں ڈیرے ڈالے تھے جنیوا بسایا۔ آہستہ آہستہ یہ ایک رومن سٹی بنا.... جس پر قزاقوں کے حملے ہوتے رہتے تھے۔ بتدریج ایک خود مختار اور آزاد رومن سٹی اسٹیٹ میں تبدیل ہوتا گیا....!"

"اس کی تنگ گلیاں اور اونچی اونچی عمارتیں مجھے اپنے دیس کے ایک شہر کی یاد دلاتی ہیں کیوں نہ ساحل کی طرف نکل چلیں۔ لینڑنا کے آس پاس کے مناظر بڑے حسین ہیں۔!"

"کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے دوست....!" ہیلی پائیلٹ مسکرایا۔ "تم محض تفریح کی خاطر کہیں نہیں جا سکتے.... لینڑنا.... آہا.... سمجھا....!"

"کیا سمجھے....؟"

"سان کیوان کے قریب ایک قدیم عمارت ہے جہاں غیر ملکی ہپی بھرے رہتے ہیں۔ بڑی بدبودار جگہ ہے.... دم گھٹنے لگتا ہے۔!"

"بہت تیز ہوتے جا رہے ہو....!" عمران نے ہنس کر کہا۔ "میں تمہاری ناک کے نتھنوں پر ایک ایسے محلول کی مالش کر دوں گا کہ کشیدنی منشیات کا دھواں تمہاری خوش ذوقی پر حملہ آور نہیں ہو سکے گا اور نہ تم اس دھواں دھار فضا میں گھٹن ہی محسوس کر سکو گے۔!"

"اس کی پرواہ نہیں ہے جہنم میں بھی لے چلو گے تو انکار نہیں کروں گا۔!"

انہوں نے ایک ٹیکسی رکوائی تھی اور چل پڑے تھے۔

"الفروزے تو اوستا میں ہے....!" عمران بولا۔

"اوستا میں کیا کر رہا ہے....؟"

"پتا نہیں....!"

"وہ فراڈ کمپنی اوستا ہی میں واقع ہے۔ لیکن الفروزے کو اس سے کیا سروکار۔!"

"جب سے تمہارا بڑا آدمی روپوش ہوا ہے وہی اس کی قائم مقامی کر رہا ہے شائد۔!"

"یہ ممکن ہے وہ الفروزے پر بہت زیادہ اعتماد رکھتا ہے۔!"

"کیا کبھی تم لوگ اپنے اسٹیمر پر پلوٹونیم بھی لے گئے ہو....؟"

"اگر ایسا ہوا ہوتا تو مجھے اس کا علم ضرور ہوتا۔ کیونکہ الفروزے مجھ پر اسی طرح اعتماد رکھتا تھا جس طرح بڑا آدمی اس پر رکھتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ مجھے تمہارے ساتھ کبھی نہ بھیجتا۔!"

"تو پھر پلوٹونیم کدھر سے جاتا ہے....؟"

"سوال تو یہ ہے کہ ہمیں پلوٹونیم ملے گا کہاں سے.... ہمارے یہاں تو نہیں بنتا.... اور جہاں بھی اس کی انڈسٹری ہے سرکاری تحویل میں ہے۔!"

"اس سلسلے میں تمہاری معلومات ناقص ہیں۔ امریکہ میں ایٹمی ایندھن کی چوری بھی ہوتی ہے وہاں نجی کمپنیوں کو پلوٹونیم تیار کرنے کی اجازت ہے۔ یہ نہ صرف اسے تیار کرتی ہیں بلکہ اس کا اختیار بھی رکھتی ہیں کہ اسے ایٹمی اداروں کو سپلائی کریں۔ انہیں کمپنیوں سے چرایا جاتا ہے اور دوسرے ممالک کو اسمگل کر دیا جاتا ہے۔!"

"یہ تو بڑی خطرناک بات ہے۔!"

"تمہارے پڑوسی ملک کے ابتدائی دھماکے ایسے ہی پلوٹونیم کے رہین منت تھے۔!"

"میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا۔!"

"وہ اسی طرح ایٹمی طاقت بنا ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "امریکہ مستوں کا ملک ہے۔ ارے وہاں تو جرائم پیشہ لوگ بھی پلوٹونیم حاصل کر لیتے ہیں دوسری ایٹمی طاقتیں اس سلسلے میں بہت محتاط ہیں۔ عام آدمی کو پلوٹونیم یا یورینیم کی ہوا بھی نہیں لگنے دیتیں۔ خود امریکہ کے اخبارات بھی اس سلسلے میں بہت شور مچا رہے ہیں۔!"

"خدا رحم کرے.... میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا تھا تمہیں یقین ہے کہ بڑا آدمی اس کی اسمگلنگ میں بھی ملوث ہے۔!"

"اسی طرح جیسے اسلحے کی اسمگلنگ پر یقین رکھتا تھا۔!"

"بڑی بھیانک بات ہے.... تب تو پڑوسی ملک کو اسی کے توسط سے پلوٹونیم ملا ہوگا...!"

"جانتے ہو....! وہ محض ہمارے لئے ایٹمی طاقت بنا ہے۔ کیونکہ پچھلی جنگ میں مسولینی نازیوں کا ساتھی تھا۔ صرف ہمارے لئے.. ورنہ روس کے مقابلے میں وہ آج بھی پدی ہی ہے۔!"

"اسی سے اندازہ کرلو کہ تمہارا بڑا آدمی کتنا بڑا غدار ہے۔ ہاں ٹھیک یاد آیا.... کیا وہ اسلحہ اپنی ذاتی نگرانی میں سرحد پار کراتا ہے۔!"

"ہاں یہ درست ہے... دریائے بریکیگلیا کے دہانے پر ہمارا کام ختم ہوجاتا تھا۔ وہاں سے اسلحہ چھوٹی چھوٹی لانچوں پر بار کر کے دریا میں لے جایا جاتا تھا۔ اس فلیٹ کی قیادت وہ خود ہی کرتا تھا۔!"

"تو پھر پلوٹونیم کے سلسلے میں بھی یہی کرتا ہوگا لیکن سوال تو یہ ہے کہ پلوٹونیم کدھر سے جاتا ہے۔!"

"خدا کی پناہ....!" دفعتاً ہیلی پائیلٹ اچھل پڑا۔

"کیا بات ہے....؟"

"ایک خیال آیا ہے لیکن ابھی مجھے سوچنے دو.... منزل مقصود پر پہنچ کر بتاؤں گا۔!"

"اچھا.... اچھا....!"

اور جب وہ ٹیکسی سے اتر کر پیدل ہی ایک طرف روانہ ہوئے تھے تو ہیلی پائیلٹ بولا تھا۔

"آخر ماہی گیری کی اس فراڈ کمپنی کا صدر دفتر ڈی اوستاریجن میں کیوں بنایا گیا ہے۔!"

"یہی سوال میرے ذہن میں بھی تھا۔!" عمران چلتے چلتے رک کر بولا۔

"دو اہم ترین ملکوں کی سرحدوں پر وہاں سے کام ہوسکتا ہے۔!"

"گڈ....! میں نے بھی یہی سوچا تھا۔!" عمران تڑ سے بولا۔ "لیکن شاید یہ نہ سوچ سکوں کہ پلوٹونیم کس ملک کی سرحد سے پار کیا جائے گا۔!"

"دیکھو دوست اب تم بن رہے ہو....!" ہیلی پائیلٹ انگلی اٹھا کر بولا۔

"یقین کرو....! بحالت امن اول درجے کا احمق ہوں.... میرے اندر کا جانور تو اس وقت جاگتا ہے جب خود کو کسی خطرے میں محسوس کرتا ہوں۔!"

"اس ملک کی سرحد کے علاوہ اور کس کی ہوسکتی ہے جسے اسمگل کیا ہوا پلوٹونیم پہلے ہی فراہم کرچکا ہو۔ کیا وہ ملک اسے اتنی بھی رعایت نہ دے گا کہ بڑا آدمی کسی اور کے کام بھی آسکے۔!"

"یار اس وقت تو تم میرے بھی کان کاٹ رہے ہو....!" عمران اس کی پیٹھ ٹھونکتا ہوا بولا۔

"بس اب ایک ہی مرحلہ رہ گیا.... مارو گولی ان منحوس پیپوں کو.... اڈے پر کون جائے.... کھلی ہوا میں تفریح کریں گے.... چلو ساحل کی طرف....!"

"اب کون سا مرحلہ باقی رہ گیا....؟"

"اس ملک کی سرحد پر وہ پوائنٹ جس سے مال گذرے گا۔!"

"اس کا علم شاید الفروزے کو بھی نہ ہو۔ بڑے آدمی کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔ کومو جھیل میں بھی وہ بریکیگلیا کے دہانے پر سے کبھی آگے نہیں بڑھا تھا۔ وہاں سے کمانڈ خود بڑا آدمی سنبھالتا تھا۔"

"خیر.... سوچیں گے....!"

وہ ٹہلتے ہوئے اس ڈوک کے قریب پہنچے تھے جہاں ہائی لیو نامی لانچ لنگر انداز رہتی تھی۔ لیکن ہیلی پائیلٹ پر اس کا کوئی رد عمل نہ ہوا۔

وہ محافظ کے قریب جا پہنچے۔ اس نے انہیں قہر آلود نظروں سے دیکھا تھا۔

"اگر بیگل لنگر انداز ہو تو....!" عمران بھی جملہ پورا نہ کرپایا تھا کہ محافظ ہاتھ ہلا کر بولا۔ "بھاگ جاؤ.... ادھر محکمہ صحت کے لوگ بھی آنے لگے ہیں۔ یہاں تم کچھ فروخت نہ کرسکو گے۔!"

"پوری بات بھی تو سنو پیارے بھائی....! اس طرح اچانک ناراض کیوں ہونے لگے۔ انٹونیو نے بتایا تھا کہ سارے محافظوں سے میری گہری دوستی ہے جس سے بھی کہو گے مجھے بلوادے گا۔!"

"اچھا.... وہ بیگل والا....!" محافظ کا رویہ بدل گیا۔

"ہم ڈوک پر قدم بھی نہیں رکھیں گے۔ تم اس سے بس اتنا کہلوادو کہ تمہارے دوست جمن مراکشی نے کسی کو بھیجا ہے۔!"

"اچھا.... اچھا.... ہاں بیگل شاید موجود ہے۔ تین دن سے کہیں نہیں گئی پھر اس نے کسی کو آواز دی اور کہا تھا کہ پیغام انٹونیو تک پہنچادے۔!"

"جمن مراکشی کا نام یاد رکھے....!" عمران بولا اور محافظ نے پیغام لے جانے والے کو دوبارہ یاد دہانی کرائی۔

پھر پانچ منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ انٹونیو جلدی جلدی قدم بڑھاتا ہوا ان کے پاس آ پہنچا۔

"سی نورا انٹونیو....!" عمران مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔

"ہاں....ہاں.... تم جمن کے دوست ہو....!" اس نے لپک کر مصافحہ کیا۔

"ہاں.... اس کے باس نے تمہارے لئے کچھ بھجوایا ہے۔!"

"آؤ.... تو یہاں کیوں کھڑے ہو.... لانچ پر چلو....!" پھر اس نے گارڈ سے کہا تھا۔ "اپنے ہی آدمی ہیں۔!"

"مم.... محکمہ صحت....؟" گارڈ ہکلایا۔

"ارے جہنم میں جائے محکمہ صحت.... اب وہاں بھی اپنی ہی حکومت ہے۔ آؤ آؤ تم لوگ....!وہ انہیں لانچ پر لایا تھا۔!"

"بتاؤ میرا دوست کیسا ہے.... مجھے شکوہ ہے کہ اس کی شکل دیکھنے کو ترس گیا۔!"

"ٹھیک ہے آج کل ڈیوٹی ذرا سخت ہے.... تم میرے ساتھ ذرا علیحدگی میں چلو۔!"

ہیلی پائیلٹ کو وہیں چھوڑ کر وہ انجن روم میں آئے۔ انٹونیو کہہ رہا تھا۔ "اس کا باس بھی بہت پیارا آدمی ہے۔ کیا نام بتایا تھا جمن نے۔" وہ ذہن پر زور دینے کے لئے خاموش ہو گیا۔ عمران سوچ رہا تھا پتا نہیں مردود نے کیا نام بتایا ہو کہ اچانک انٹونیو اچھل کر بولا۔ "ہاں یاد آ گیا.... سی نور ٹونٹی امرانو....!"

"کیا....؟" عمران منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

"ٹونٹی امرانو....!"

"ہوں.... میں صرف جمن کو جانتا ہوں۔ اس کے باس سے واقف نہیں۔ جو کچھ لایا ہوں جمن کے بیان کے مطابق اسی کے باس کا تحفہ ہے تمہارے لئے....!"

"لاؤ.... لاؤ....!"

عمران نے تھیلے سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی جس میں سیاہ رنگ کا کوئی گاڑھا سا سیال بھرا ہوا تھا۔ بیتابانہ انداز میں انٹونیو نے شیشی اس کے ہاتھ سے جھپٹ لی تھی اور بولا تھا "تم بھی وہیں چل کر بیٹھو.... دو سگریٹ تمہارے لئے بھی بنا لاؤں گا۔!"

"نہیں شکریہ....! ہم دونوں پتھیڈین کے علاوہ اور کچھ نہیں لیتے۔ تم ٹرائی کرو اور ہاں جمن کا ایک کام ہے۔!"

"ارے اس کے سو کام بتاؤ ایک کیا.... انٹونیو کو ہر وقت تیار پاؤ گے۔!"

"کام جلدی کا ہے۔!"

"ابھی بتاؤ کیا فکر ہے.... لیکن ذرا میں اس کا ذائقہ تو دیکھ لوں۔!"

"ضرور.... ضرور.... جمن نے کہا تھا بس ہلکی سی لکیر سگریٹ پر....!" عمران بولا۔

انٹونیو نے بڑی بے تابی سے سگریٹ نکالی تھی اور ماچس کی تیلی سے سیال کی ہلکی سی لکیر سگریٹ پر کھینچ کر اسے سلگانے لگا تھا۔ پہلا کش لے کر اس نے آنکھیں میچ لیں اور پھر آنکھیں کھول کر بولا۔ "واہ.... مزہ آ گیا.... لیکن اگر جلدی کا کوئی کام ہے تو پھر پورا سگریٹ میرے بس سے باہر ہو گا۔!"

"پھینکو اٹھا کر.... تمہارے لئے چھ ماہ کے لئے کافی ہو گا۔ ویسے جلدی ہی کا ہے۔!"

انٹونیو نے دو کش اور لئے تھے اور سگریٹ بجھا کر بڑی احتیاط سے پھر ڈبیہ میں رکھ دیا تھا اور بولا تھا۔ "اب بتاؤ.... میرے پیارے دوست کا کیا کام ہے۔!"

"یہاں سے قریباً دس میل تک جانا پڑے گا۔!"

"اس کے لئے ہزار میل تک جاؤں گا۔ تم پرواہ مت کرو۔!"

"اور وہاں پہنچ کر کم از کم دو گھنٹے تک ہماری واپسی کا انتظار کرنا پڑے گا۔!"

"دو ہزار گھنٹے بھی قبول.... تم بتاؤ کہاں چلنا ہے۔!"

عمران اسے اس سفر کے متعلق بتا رہا تھا اور وہ سر ہلا کر سب کچھ ذہن نشین کرتا جا رہا تھا۔

پھر عمران ہیلی پائیلٹ کے پاس آ گیا تھا اور لانچ ڈوک چھوڑنے لگی تھی۔

"اب کہاں....؟" ہیلی پائیلٹ نے پوچھا۔

"تھوڑی سی سمندر کی سیر....!"

"میں ابھی تک پلوٹونیم میں الجھا ہوا ہوں۔!"

"کوئی خاص بات....؟"

"میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایٹمی دھماکے کا سامان چوری چھپے ادھر ادھر ہو سکتا

ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا کسی گہری فکر میں ڈوب گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد لانچ ایک تنگ سی چٹانی پٹی کے درمیان سے گذر رہی تھی۔ دونوں اطراف میں اونچی نیچی چٹانوں کے سلسلے دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ جگہ اتنی ہی تھی کہ اگر دو لانچیں برابر سے چلیں تو کہیں نہ کہیں آپس میں ٹکراؤ ضرور ہوتا۔ آگے چل کر آہستہ آہستہ یہ تھوڑی بہت کشادگی مزید تنگی اختیار کرتی جارہی تھی۔

عمران ہیلی پائیلٹ کے پاس سے اٹھ کر انجن روم میں آیا۔

"عجیب جگہ ہے....!" انتونیو بولا۔ "میں تو ادھر کبھی نہیں آیا۔!"

"اسی لئے جمن نے تمہارے بارے میں سوچا تھا۔ کوئی اور ادھر آنے کیلئے تیار ہی نہ ہوتا۔!"

"تم غلط سمجھے....! میں شکوہ نہیں کررہا تھا بلکہ اپنی لاعلمی کا اظہار کررہا تھا۔ جمن جیسے دوستوں کے لئے تو میں جان تک دے سکتا ہوں۔!"

اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد انتونیو اچھل پڑا تھا اور اس نے لانچ کی رفتار یک لخت بہت کم کردی تھی۔

"آگے راستہ نہیں ہے....!" اس نے سامنے نظر جمائے ہوئے عمران سے کہا۔

"بس اس تکون میں لگادینا اور لنگر ڈال دینا۔!"

"بہت اچھا.... آہا.... بہت بہت شکریہ....! میں یہاں کا باشندہ ہوں اور ایسے خوب صورت اسپاٹ سے واقف نہیں تھا.... ادھر کیا ہے....!" اس نے تکون کے اوپر کی سرسبز چڑھائی کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

"ایک اڈہ ہے....!" عمران آہستہ سے بولا۔ "مجھے وہاں ایک کام ہے۔ پریشانی کی ضرورت نہیں تمہارا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اڈہ دراصل ایک سرکاری آدمی کی ملکیت ہے۔!"

"نہ ہو.... تب بھی کیا فرق پڑتا ہے.... میرا باس بھی معمولی آدمی نہیں۔ اگر ایک آدھ قتل بھی کردوں تو وہ مجھے صاف بچالائے گا لیکن میں ہوں ہی نہیں لڑائی بھڑائی والا آدمی....!"

"پرواہ نہ کرو.... ہم جلد از جلد واپس آنے کی کوشش کریں گے۔!"

"بے فکر ہو کر جاؤ.... دس گھنٹے تک انتظار کرسکتا ہوں۔!"

عمران ہیلی پائیلٹ کو ساتھ لے کر اترا تھا اور دونوں تکون کے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ قریباً

دس فٹ کی بلندی پر پہنچ کر انہوں نے خود کو مسطح زمین پر پایا جہاں سبزہ ہی سبزہ نظر آرہا تھا۔ لیکن یہ فطرت کا حسن بے پرواہ نہیں تھا۔ بلکہ اسے نکھارنے سنوانے میں انسانی ہاتھوں کا دخل ضرور تھا۔ سبزے کے درمیان ایک تین فٹ چوڑی پگڈنڈی دور تک چلی گئی تھی اور پھر اس کا اختتام شاید کسی نشیب پر ہوا تھا۔

"ہم کہاں آگئے....؟" ہیلی پائیلٹ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"آگے ہپیوں کی ایک جنت ہے....!" عمران بولا۔ "تم نے وہاں کسی اڈے کا ذکر کیا تھا لیکن وہ روشنی کے منارے کے قریب والا نہیں تھا۔!"

آگے بڑھتے ہوئے وہ اس نشیب کے سرے پر پہنچے تھے۔ وہ پگڈنڈی بالکل پچھلے ہی تناسب سے نشیب میں بھی اترتی چلی گئی تھی اور پھر انہیں اونچے اونچے درختوں کے درمیان ایک عمارت دکھائی دی۔

کسی نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا اور وہ عمارت میں داخل ہوگئے تھے۔ چاروں طرف ہپی ہی ہپی نظر آئے۔ عورتیں مرد مختلف قومیتوں اور رنگوں کے لوگ.... دھوئیں کے بادل ہوا میں چکراتے پھر رہے تھے اور مدھم سروں والی موسیقی کی لہریں فضا میں بھنور سے ڈال رہی تھیں۔

عمران دروازے کے قریب رک کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ لیکن شاید جس کی تلاش تھی وہ وہاں نہیں تھا۔ اس لئے اس نے ہیلی پائیلٹ کو واپس چلنے کا اشارہ کیا۔ باہر نکل کر وہ بائیں جانب مڑا تھا۔ قریباً ایک فرلانگ چلنے کے بعد وہ نشیب میں اترے اور وہاں انہیں بے شمار چوبی جھونپڑیاں نظر آئی تھیں۔

"تم تو بڑی عجیب عجیب جگہیں دکھا رہے ہو مجھے....!" ہیلی پائیلٹ بولا۔

"دیکھو اور زندہ رہو.... اس کے علاوہ اور کیا رکھا ہے اس زمین پر۔!" عمران بولا وہ ایک جھونپڑی کے دروازے پر رکا تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور سامنے ہی ایک ہپی پلاسٹک کی آرام دہ کرسی پر پڑا اونگھ رہا تھا۔

"پارکر....!" عمران نے اُسے آواز دی۔

اس نے آنکھیں کھولی تھیں انہیں دیکھتا رہا تھا لیکن سیدھے ہو کر بیٹھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے بھائی....؟" عمران آگے بڑھتا ہوا انگلش میں بولا۔

"میں تمہیں پہچان نہیں سکتا۔ میری آنکھوں میں غبار ہے۔!" وہ دھیمی آواز میں بولا۔

"او ہو.... تو کیا تم بالکل قلاش ہو چکے ہو۔!"

"بالکل.... اور اب.... موت کا منتظر ہوں۔!"

"یہ ناممکن ہے میرے بھائی.... تم جانتے ہو کہ میں کتنا شریف آدمی ہوں۔!"

"میں تمہیں پہچان نہیں سکتا۔!"

"ابھی پہچان لو گے.... پرواہ مت کرو....!"

ہیلی پائیلٹ باہر ہی کھڑا تھا۔ عمران اس کی طرف پلٹ آیا۔

"ذرا ایک سگریٹ تو دینا....!" اس نے اس سے کہا تھا۔

پائیلٹ نے جیب سے پیکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس سگریٹ کے ساتھ وہی کاروائی کی جو لانچ پر انٹونیو کے ساتھ ہوئی تھی۔ پھر وہ سگریٹ لئے ہوئے اُس کے قریب پہنچا تھا۔

"منہ کھولو بھائی.... اپنی زندگی ہونٹوں میں دبا لو.... میں سلگائے دیتا ہوں۔!"

اس نے کسی ندیدے کتے کی طرح سگریٹ کی طرف دیکھا تھا اور عمران کے ہاتھ سے جھپٹ لیا تھا۔ عمران نے ماچس دکھائی اور دھوئیں کا کثیف بادل ہپی کے منہ سے نکل کر جھونپڑی کی محدود فضا میں بکھر گیا۔ وہ مربھکوں کی طرح اس سگریٹ پر ٹوٹ پڑا تھا۔ ہیلی پائیلٹ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہا۔

"ذرا سنبھل کر....!" عمران بولا۔ "بہت ہے میرے پاس.... فکر مت کر۔!"

اس کی آواز سن کر وہ چونکا تھا۔ کچھ دیر پہلے کی دھند لائی ہوئی آنکھیں اندھیری رات کے ستاروں کی طرح چمکنے لگی تھیں۔

"ارے.... اوہ.... تم ہو....!" وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر اٹھتا ہوا بولا۔ "میرے بھائی.... میرے دوست....!" اور پھر وہ عمران سے لپٹ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے.... بیٹھ جاؤ.... یہ تم کس حال کو پہنچ گئے۔!"

"حماقت.... اور کیا کہوں.... لوگ وہ نہیں ہیں جو نظر آتے ہیں۔ پتہ نہیں کتنے چور ہم

ں گھس آئے ہیں۔!"

"ہو سکتا ہے.... ربیکا کہاں ہے۔!"

"چور....!" پارکر کی آنکھیں ابل پڑیں.... "چور.... وہ ہم میں سے نہیں تھی۔ کسی خاص مقصد کے تحت ہماری بھیڑ میں گھس آئی تھی۔ وہ تو مجھے مار ہی ڈالتے لیکن اس چور لڑکی میں اتنی مروت تو تھی کہ اس نے انہیں ایسا نہیں کرنے دیا۔!"

"تم کہاں کی ہانک رہے ہو بھائی.... کیا دوسرا سگریٹ تیار کروں۔!"

"بیٹھ جاؤ....! وہ کون ہے اسے بھی اندر بلا لو.... میں اپنے اعصاب پر قابو پا چکا ہوں۔!"

"عمران نے ہیلی پائیلٹ کو اندر آنے کا اشارہ کیا تھا۔!"

"وہ ربیکا.... ہم میں سے نہیں تھی۔!" پارکر کہتا رہا۔ "پچھلی رات دو آدمی آئے تھے ان کے ساتھ چلی گئی۔ اس کے لمبے لمبے بال نقلی تھے۔ اس نے انہیں اتارا.... ان کا لایا ہوا لباس پہنا اور اونچے طبقے کی لڑکیوں کے روپ میں آگئی۔ پھر اس نے ان دونوں سے کہا تھا کہ پارکر کو مار ڈالنے سے کیا فائدہ.... بے ضرر آدمی ہے۔ تم یہی چاہتے ہو نا کہ ہماری بات فی الحال اس سے آگے نہ بڑھے تو اس کے لئے بہترین صورت یہ ہو گی کہ یہ کچھ دنوں کے لئے یہیں قید ہو کر رہ جائے اور پھر اس کتیا نے انہیں وہ تدبیر بتائی تھی یعنی پارکر کو بالکل قلاش کر دیا جائے۔ اس کی ساری رقم چھین لی جائے نہ یہاں کے واجبات ادا کرے گا اور نہ یہاں سے باہر قدم نکال سکے گا۔!"

"اوہ.... تو انہوں نے تمہیں لوٹ لیا۔"

"یہی بات ہے اب میں مر رہا ہوں۔ پانچ لیرے بھی تو نہیں چھوڑے میرے پاس....!"

"کب کی بات ہے....؟"

"پچھلی رات کی.... وہ اپنا تھیلا بھی نہیں لے گئی۔ جو کپڑے پہنے ہوئے تھی وہ بھی اتار گئی۔ وہ اس کے لئے دوسرا لباس لائے تھے۔!"

"تمہارا انتقام ضرور لیا جائے گا پارکر اور تم یہاں قید بھی نہیں رہو گے۔!"

"وہ کس طرح پیارے بھائی....؟"

"میں تمہارے واجبات ادا کر دوں گا۔ اس کا تھیلا اور اتارا ہوا لباس کہاں ہے۔!"

"وہ ادھر.... اس کونے میں....!" پارکر نے ایک طرف اشارہ کیا تھا۔

عمران نے تھیلا اٹھایا تھا اور اسے فرش پر الٹ دیا تھا۔ اس میں نہ جانے کیا الا بلا بھری ہوئی تھی۔ ایک ننھی سی نوٹ بک بھی ہاتھ لگی تھی۔ وہ اسے الٹتا پلٹتا رہا۔ پھر اس نے اس سارے سامان میں صرف وہی منتخب کی تھی اور اسے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا تھا۔

"اندازاً کتنے کی ادائیگی تمہیں یہاں کرنی پڑے گی؟" اس نے پارکر سے پوچھا۔

"دو صد ہزار لیرے کی۔!"

عمران نے کمر سے پیٹی کھولی اور اس کی تہہ میں ہاتھ ڈال کر کچھ بینک نوٹ کھینچ نکالے....!

"یہ تو ہوئے پچاس ہزار لیرے کے چار نوٹ.... اور یہ دس دس ہزار لیرے کے تین نوٹ.... اب تو تمہیں اپنے لٹنے کا غم نہیں ہونا چاہئے۔ عیش کرو.... کرتے رہو لیکن جب تک میں نہ کہوں تم یہاں سے ہلو گے بھی نہیں۔ بُرے وقتوں کے لئے ایک تحفہ بھی دوں گا۔ لیکن اسے اسی وقت استعمال کرنا جب خریدنے کو تمہاری جیب میں کچھ بھی نہ بچے۔!"

"آخر تم مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہو....؟" پارکر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"ہم بقیہ دنیا سے کٹے ہوئے لوگ ہیں.... لہٰذا ہمیں ہوش مندوں کی طرح سود وزیاں کی فکر نہ ہونی چاہئے۔ تم کیسے ہپی ہو کہ اس قسم کے سوالات کرتے ہو۔!"

"معافی چاہتا ہوں پیارے دوست....!"

پھر عمران نے اسے بھی وہی تحفہ دیا جو انٹونیو کو دے چکا تھا اور بولا "تم ابھی جو کچھ پی چکے ہو۔ یہی تھا.... ایک تنکے سے سگریٹ پر ہلکی سی لکیر ڈالو اور شروع ہو جاؤ۔ سیکڑوں ہزار لیرے کا مال ہے۔!"

"تمہارے حکم کے بغیر یہاں سے ہلوں گا بھی نہیں۔ خواہ قیامت تک انتظار کرنا پڑے۔" ہپی نے بڑی گرم جوشی سے اس کا ہاتھ دبایا تھا۔

"کیا وہ بہت زیادہ جلدی میں معلوم ہوتی تھی....!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں.... میرا خیال یہی ہے.... ورنہ تھیلا کیوں چھوڑتی۔!"

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ...!" دفعتاً عقب سے آواز آئی۔ اطالوی میں کہا گیا تھا۔ عمران اور ہیلی پائیلٹ کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے اور عمران نے پارکر سے انگلش میں کہا تھا کہ وہ بھی اپنے ہاتھ اٹھا دے۔! دروازے میں کھڑے ہوئے بلڈاگ ٹائپ اطالوی کے ہاتھ میں خود اسی کی شکل کا سا خوف

ناک پستول بھی تھا۔

"کیا ان دونوں میں آپ بھی تھے....؟" پارکر سے عمران نے انگلش میں پوچھا۔

"ہاں پیارے بھائی.... اسی نے مجھ سے میرے چار ہزار لیرے چھینے تھے۔!"

"اچھا.... اچھا....!" عمران نے کہا اور نووارد سے اطالوی میں پوچھا۔ "تمہیں کیا تکلیف ہے بھائی۔!"

"تم سب اپنی جیبیں خالی کر دو۔!"

"اچھا.... اچھا.... اور کچھ....؟"

"یہاں ایک لڑکی تھی جو اپنا تھیلا چھوڑ گئی ہے.... واپس چاہئے۔!"

"وہ ادھر پڑا ہے تم اسے اٹھاؤ ہم اپنی جیبیں بھی خالی کئے دیتے ہیں۔!"

"نہیں پہلے جیبیں....!" وہ جھپٹ کر آگے بڑھا اور پستول کی نال عمران کے سینے پر رکھ دی پھر وہ اس کی جیبیں ٹٹولنے لگا تھا۔ عمران کے دونوں ہاتھ اوپر اٹھے ہوئے تھے۔ اس نے پلکیں جھکا کر پستول کو غور سے دیکھا اور اس کے ہونٹوں سے شرارت آمیز مسکراہٹ نظر آئی تھی۔ نووارد قد میں اس سے چھوٹا تھا اور اسے ایک بے ضرر ہپی سمجھ کر بڑی لاپرواہی سے ٹریٹ کر رہا تھا۔ صرف اسی کو کافی سمجھا تھا کہ پستول کی نال اس کے سینے سے ٹکائے رہے۔ بائیں ہاتھ سے جیبیں ٹٹولے جا رہا تھا۔ دفعتاً اوپر ہی عمران نے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ایک مٹھی بنائی اور اس کے سر پر دے ماری۔ وہ کسی ربر کے بولے کی طرح بیٹھتا چلا گیا پھر حلق سے آواز نکالے بغیر چت ہو گیا۔ پارکر اور ہیلی پائیلٹ نے قہقہے لگائے تھے۔ نووارد بے ہوش ہو گیا تھا۔

"تم یہیں ٹھہرو....!" عمران نے ہیلی پائیلٹ سے کہا۔ "میں دیکھ لوں.... کوئی اور بھی تو نہیں ہے۔ دروازے اندر سے بند کر لو.... ہوش آ جائے تو دیوار سے کور کئے رکھنا کیونکہ خود اس کا پستول نقلی ہے اور ہاں جیبیں وغیرہ ٹٹول کر دیکھ لینا کہ چاقو تو نہیں رکھتا۔!"

اس کے بعد وہ باہر نکل آیا تھا۔ دور دور تک دیکھ آیا لیکن کہیں بھی کوئی غیر ہپی دکھائی نہ دیا۔ اور نہ کوئی ایسا ہپی ہی جو پارکر کی جھونپڑی میں دلچسپی لے رہا ہو۔ وہ پھر پلٹ آیا۔ اجنبی اطالوی اب بھی بے سدھ پڑا تھا۔

"آخر یہ نقلی پستول....!" ہیلی پائیلٹ اس کے پستول کو ہاتھ میں لئے الٹ پلٹ رہا تھا۔

"امریکی کھلونے فروش بے حد خوش مزاج واقع ہوئے ہیں۔ بچوں کے لئے ایسے ڈراؤنے اور بھانت بھانت کے پستول بنا رہے ہیں جنہیں دیکھ کر دوسرے ممالک کے والدین کا دم نکل جائے۔ یہ بلی ماؤزر کی نقل ہے۔!"

"یہ ہے کون....؟"

"فکر نہ کرو اسے بھی ساتھ لے چلنا ہے۔!"

عمران نے اپنے تھیلے سے ایک چھوٹی سی ہائپوڈرمک سرنج نکالی اور پر تشویش نظروں سے بے ہوش آدمی کی طرف دیکھنے لگا۔

"اور تم....!" دفعتاً وہ پارکر کی طرف مڑ کر بولا "فوراً جا کر اپنا حساب بے باق کر دو.... اور جدھر سینگ سمائیں نکل جاؤ۔!"

"کک....کیوں....؟"

"اس کے بعد وہ تمہیں مار ڈالیں گے۔!"

"مم....میرا........قق....قصور....؟"

"پارکر....! اگر زندہ رہنا ہے تو وہی کرو جو کہا جا رہا ہے اب یہ جنگل بھی صاف کرا دو تاکہ آسانی سے پہچانے نہ جا سکو.... جاؤ حساب بے باق کر آؤ....!"

وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں جھونپڑی سے باہر نکل گیا تھا۔ عمران نے بے ہوش آدمی کے بازو میں کوئی سیال انجکٹ کر کے سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا یہ ہمارے ساتھ ہی چلے گا۔

"یہ بھی لانچ ہی سے آیا ہوگا اور ادھر ہی کھڑی ہوگی۔!"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.... جدھر سے ہم آئے ہیں ادھر سے صرف غیر قانونی طور پر منشیات یہاں آتی ہے۔ عام راستہ نہیں ہے۔ یہ پیگلی جانے والی سڑک سے آیا ہوگا۔!"

"ہاں....آں....تو کیا یہ جگہ اس سڑک سے قریب ہے۔!"

"زیادہ سے زیادہ چار فرلانگ دور ہوگی۔!"

پارکر ابھی پلٹا نہیں تھا کہ اطالوی کو ہوش آ گیا وہ اٹھ بیٹھا اور اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا جیسے کچھ سمجھ ہی نہ رہا ہو!

"موپو....!" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔ "تمہارا نام موپو ہے نا....؟"

"ہہ....ہہ....ہاں سی نور....!" وہ اٹھتا ہوا بڑے ادب سے بولا۔!

"دھوبی ہو....؟"

"ہاں سی نور....!"

"تمہارا باپ گدھا تھا....؟"

"ہاں....سی نور....!"

"تم کتے ہو....؟"

"ہاں....سی نور....!"

"چلو اٹھو میرے ساتھ....!"

وہ چپ چاپ اٹھ گیا تھا اور ہیلی پائیلٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ پھر وہ پارکر کا انتظار کئے بغیر نکل کھڑے ہوئے تھے۔ عمران خود بھی تیز چل رہا تھا اور انہیں بھی چلا رہا تھا۔ اطالوی بھیگی بلی بنا ہوا تھا۔ عمران جو کچھ کہتا اس کے خلاف ہرگز نہ کرتا.... اس طرح وہ لانچ تک پہنچے تھے۔!

انٹونیو نے تیسرے آدمی کو دیکھ کر کچھ پوچھا نہیں تھا۔ عمران اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے کیبن میں لایا تھا اور اس سے بولا تھا۔ "موپو....! تم بہت تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔!"

"ہاں....سی نور....شائد میں تھکا ہوا ہوں۔!"

"اچھا تو یہاں لیٹ کر سو جاؤ۔!"

"بہت اچھا سی نور....!"

لانچ حرکت میں آ کر الٹی چلتی ہوئی اتنی کشادہ جگہ پہنچ چکی تھی جہاں سے اسے واپسی کے لئے موڑا جا سکتا۔

ہیلی پائیلٹ دم بخود تھا۔ کبھی عمران کی طرف دیکھتا اور کبھی اس اطالوی کی طرف جو ایک وفادار اور مالک سے محبت کرنے والے کتے کی طرح ہر حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ اسے وہیں لیٹا چھوڑ کر عمران ہیلی پائیلٹ سمیت عرشے پر واپس آ گیا۔

"میں تو حیرت کے مارے پاگل ہو جاؤں گا۔ کیا وہ تمہیں پہچانتا ہے؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

"آج سے پہلے نہ میں نے کبھی اس کی شکل دیکھی ہے اور نہ اس نے میری دیکھی ہوگی۔!"

"تو پھر وہ..... موپو.....!"

"کیا تم نے سنا نہیں تھا کہ اس نے اپنے دھوبی اور باپ کے گدھے ہونے کو بھی تسلیم کر لیا تھا۔!"

"اوہ.....ہاں.....!"

"اس کے بازو میں دیا جانے والا انجکشن برائے نزلہ وزکام نہیں تھا۔ وہ بارہ گھنٹوں کے لئے اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہے۔ اس وقت اسے قطعی ہوش نہیں ہے کہ وہ کون ہے۔ وہاں کیوں آیا تھا کس کو جواب دہ ہے۔!"

"خدا کی پناہ.....!"

"میں اس قسم کی چیزیں بدرجہ مجبوری استعمال کرتا ہوں.....اسے وہاں سے ساتھ لانا تھا کسی ہنگامے کے بغیر۔!"

"ہے کون آخر.....؟اور تمہیں کس لڑکی کی تلاش تھی۔!"

"ایک انگریز لڑکی ہے۔ اس کے دو ساتھی اور ہیں ان کی قومیت نہیں معلوم ہو سکی۔ پلوٹونیم یہی لوگ اسمگل کر کے لائے ہیں۔ لڑکی ہپیوں کے روپ میں تھی اور ان دونوں نے پتا نہیں کون سا طریقہ اختیار کیا تھا۔ بہر حال وہ اس ہپی کے ساتھ آوارہ گردوں کیطرح اٹلی میں داخل ہوئی تھی۔!"

"اور تمہارا یہ موپو..... میں نے ہپی سے تمہاری باتیں سنی تھیں۔ مجھے تھوڑی بہت انگلش آتی ہے۔ تمہارے مافی الضمیر سے آگاہ ہو گیا تھا۔ تو موپو اس لڑکی کا چھوڑا ہوا تھیلا واپس لینے آیا تھا۔!"

"ہاں.....!اور جس چیز کے لئے تھیلا لینے آیا تھا وہ میری جیب میں ہے۔!"

"اوہ شاید تم نے کوئی ننھی سی نوٹ بک نکالی تھی۔!"

"تمہارا خیال درست ہے۔!"

"تو پھر اب اس موپو کا کیا کرو گے۔!"

"یہ بھی ممکن ہے کہ ان دونوں میں سے ایک یہ خود ہی ہو۔ جن کے بارے میں مجھے اطلاع ملی تھی اور لڑکی تو پہلے ہی سے جانی پہچانی ہوئی ہے۔ بہر حال ان سے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ پلوٹونیم کہاں لے جایا گیا ہے۔!"

"اگر ایڈلاوا کے آدمیوں میں تم جیسا کوئی پھرتیلا اور ذہین آدمی بھی ہوتا تو شاید اٹلی پر

ڈلاوا ہی کی حکومت ہوتی..... میرا مطلب ہے.....!"

"سمجھ گیا.. خواہ مخواہ میری تعریفیں کر کے میرا دماغ نہ الٹ دینا۔!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

الفروزے بے حد پریشان تھا۔ کیونکہ باس نے بھی ڈولی میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔ ی نہ کسی بہانے روز ہی پہنچنے لگا تھا۔ لیکن بظاہر یہی کہا جا سکتا تھا کہ وہ الفروزے کو بہت زیادہ ہوکس رہنے کی ہدایت دینے آیا ہے۔

الفروزے عورتوں کے معاملے میں اس کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھا.....!

چوبیس عدد سیکرٹریاں یونہی نہیں پال رکھی تھیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس کے انداز میں چھچھورا پن نہ رہا ہو۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ ایڈلاوا بے حد خشک آدمی ہے۔ اتنی سیکرٹریاں کھ چھوڑنے میں کوئی مصلحت ہو گی۔ کسی خاص مقصد کے لئے یہ فوج تیار کی گئی ہے۔!

لیکن الفروزے ان لوگوں میں سے نہیں تھا۔ اسے ایڈلاوا سے قریب رہنے کے جتنے مواقع لے تھے شاید ہی کسی دوسرے ماتحت کو نصیب ہوئے ہوں۔!

اس وقت بھی ایڈلاوا اسی عمارت میں موجود تھا اور الفروزے سے انہیں دونوں کے بارے ں گفتگو ہو رہی تھی۔

"تم اچھی طرح ہوشیار ہونا.....اس پر خاص طور پر نظر رکھنا کہ ان کی نگرانی تو نہیں ہو رہی۔!" ایڈلاوا نے کہا۔

"نہیں باس.....!میں پوری طرح چوکس ہوں..... یہ عمارت سے باہر ہی نہیں نکلتے جب ک میں ان کے ساتھ نہ ہوں۔ انہیں بھی اپنی مہم کی اہمیت کا احساس ہے۔!" الفروزے نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"آلن شیپرڈ تو اول درجے کا احمق معلوم ہوتا ہے۔!"

"وہ کہتی ہے کہ بہت عقل مند ہے اور ملک کے مانے ہوئے سیاست دانوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔!"

الفروزے کی بے چینی بڑھتی جارہی تھی۔ ایڈلاوا اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا اور الفروزے کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے خود اس کا ذہن چیخ چیخ کر ایڈلاوا کی آنکھوں کو یہ سب کچھ بتائے دے رہا تھا۔

دفعتاً ایڈلاوا بولا "میں ان دونوں کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔!"

"کک.... کیوں باس....؟"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ میک اپ میں نہیں ہیں۔!"

"میک اپ.... ہرگز نہیں باس.... سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔!"

"کیوں نہیں پیدا ہوتا۔!"

"قریب ہی سے دیکھتا ہوں انہیں۔!"

"کتنے قریب سے....؟ کیا کبھی ان کے گالوں پر ہاتھ پھیرا ہے۔!"

"سوال ہی........ نن.... نہیں پیدا ہوتا باس....!"

"میں انہیں چیک کرنا چاہتا ہوں۔ رات کے کھانے کے بعد والی کافی میں خواب آور دوا ملوا دینا۔!"

"یعنی کہ.... یعنی کہ....!"

"یہ کیا بکواس لگا رکھی ہے۔!" ایڈلاوا پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"کک.... کچھ نہیں باس....! دراصل اس وقت میرے پیٹ میں تکلیف ہے.... بار بار ذہن اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔!"

"اچھا تو اب تم آرام کرو....!" ایڈلاوا اٹھتا ہوا بولا۔ "یاد رکھنا کافی میں خواب آور دوا....!"

"بہت بہتر باس....!" الفروزے بولا اور شاید پہلی بار ایڈلاوا کے لئے خوف کے ساتھ ہی نفرت کا احساس بھی اس کے ذہن کے کسی گوشے سے ابھر آیا تھا۔ جیسے ہی وہ کمرے سے باہر نکلا غیر ارادی طور پر الفروزے بھی اٹھ گیا تھا۔ اس سے قبل کبھی اس نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی تھی کہ وہ کدھر سے آتا ہے اور نہ یہ دیکھنے کا خیال ہی آیا کہ کدھر جاتا ہے۔ لیکن وہ خود پر قابو نہ پاسکا۔ شاید اضطراری طور پر یہ فعل اس سے سرزد ہوا تھا کہ وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ ایڈلاوا طویل راہداری میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اس کی پشت الفروزے کی طرف تھی اور پھر یک بیک اسے زمین نگل گئی۔ الفروزے بوکھلا کر پیچھے ہٹ آیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں

تھا کہ جس عمارت میں مقیم ہے اس میں کوئی ایسا میکانکی نظام بھی موجود ہو گا۔!

وہ کمرے میں پلٹ آیا اور بے خیالی میں ٹہلتا رہا۔ تو اس عمارت میں یہ سب کچھ بھی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہر کمرے میں ایڈلاوا کی رسائی ہو سکتی ہو۔ خواہ اس کا دروازہ مقفل ہی کیوں نہ ہو۔ اور اسے ژولی کا بھی خیال آیا۔ کہیں اس کمرے میں بھی.... الفروزے کی مٹھیاں سختی سے بھنچ گئیں۔ اس شدت سے دانت پر دانت جمائے تھے کہ جبڑے دکھنے لگے۔ لیکن پھر خیال آیا کہ اگر اس طرح ایڈلاوا کی رسائی ژولی تک ہو سکتی تو وہ کافی میں خواب آور دوا دینے کی تجویز کیوں پیش کرتا۔ پہلے ہی اندازہ لگا چکا ہوتا کہ وہ میک اپ میں تو نہیں ہے۔!

موڈ بے حد خراب ہو چکا تھا۔ رات آدھی سے زیادہ گذر چکی تھی اور وہ دونوں اپنی خواب گاہوں میں جا چکے تھے آج سے پہلے کبھی اس نے ایڈلاوا کے لئے نفرت محسوس نہیں کی۔ ایک وفادار کتے کی طرح اس کے پیچھے دم ہلاتا پھرا تھا۔ لیکن یہ معاملہ؟ اگر وہ ژولی پر نظر رکھتا ہے تو اسے پچھتانا پڑے گا۔ اسے اپنا دادا ڈان الفریڈو یاد آ گیا۔ جو ایک عورت ہی کے لئے ایک اسپینی شہزادے کو قتل کر کے اٹلی بھاگ آیا تھا۔ پھر یہاں دوسری عورت سے اس کا باپ پیدا ہوا تھا اور یہ خاندان اٹلی ہی میں بس گیا تھا۔ پچھتائے گا ایڈلاوا اگر اس نے ڈان الفریڈو کے پوتے کی عورت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔ بہر حال اب اسے خاموشی سے حالات کا مشاہدہ کرنا چاہئے۔ دماغ ٹھنڈا رکھ کر.... ایڈلاوا اسی لئے ایڈلاوا بنا ہے کہ اس کی کھوپڑی میں برف کی سل رکھی ہوئی ہے پھر اسے وہ احمق یونانی طالب علم بھی یاد آیا اور وہ شدید غصے کے باوجود بھی مسکرا پڑا۔ وہ تو شاید ایڈلاوا سے بھی زیادہ ٹھنڈے دماغ کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ تبھی تو ایڈلاوا بھاگتا پھر رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے پوری فوج لے کر اٹلی میں گھس آیا ہو۔ حالانکہ پولیس بھی اس سے پیچھے تھی۔ اسٹیمر کی تباہی کے بعد پولیس بھی حرکت میں آ گئی تھی۔ لیکن شاید اس کی ریشہ دوانیاں اب بھی جاری ہیں۔ اسی لئے ایڈلاوا کو یہ خیال آیا کہ یہ گاہک اصلی ہی ہیں یا اسی کے آدمی ہیں۔

جوں توں کر کے الفروزے نے وہ رات گذاری تھی اور ناشتے کی میز ہی پر ژولی سے پوچھ بیٹھا تھا کہ آرام سے سوئی ہے یا اسے یہاں کوئی تکلیف ہے۔ پھر خیال آیا کہ ایک ہفتے بعد اس قسم کا سوال احمقانہ ہی کہلائے گا۔ یہ تو پہلی رات گذارنے کے بعد ہی پوچھنے کی بات تھی۔ ژولی کے چہرے پر پہلے تو حیرت کے آثار دکھائی دیئے پھر وہ ہنس پڑی اور بولی۔ "کیا یہ کوئی لطیفہ ہے۔!"

"نہیں....!" وہ گڑبڑا کر بولا۔ "دراصل یہاں کی آب و ہوا.... اچانک ایسی ہوا چلتی ہے کہ آدمی نفخ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پچھلی رات میری یہی کیفیت تھی میں نے سوچا ممکن ہے۔!"

"ایسی کوئی بات نہیں.... میں گہری نیند سوئی تھی۔!"

دن بھر وہ اسی قسم کی اکھڑی اکھڑی باتیں کرتا رہا اور بعد میں پچھتاتا رہا تھا۔ کچھ سمجھ ہی میں نہیں آرہا تھا کہ اس کی ذہانت اور بدلہ سنجی کہاں غائب ہوگئی۔ ایسی ذہنی کیفیت سے تو پہلے کبھی دوچار نہیں ہوا تھا۔ "اوہ....! یہ ایڈلاوا....!" وہ دانت پیس کر رہ گیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے ایڈلاوا بھی اسی عمارت میں مستقل طور پر رہ رہا ہو۔ محض پوز کرتا ہو کہ اور کہیں سے آیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تہہ خانے سے اس کی لاسلکی کالیں ہیڈ کوارٹر جاتی ہوں وہاں سے یہاں ری ڈائریکٹ کردی جاتی ہوں۔ بہر حال اس کے اور ژولی کے درمیان ایڈلاوا کا بھوت گھس آیا تھا۔

لیکن اس رات تو اسے اس کے حکم کی تعمیل کرنی ہی تھی۔ رات کے کھانے کے بعد کی کافی میں خواب آور دوا شامل کردی گئی تھی اور وہ دونوں وہیں بیٹھے بیٹھے سو گئے تھے۔ آگے کی طرف جھکے تھے اور ان کے سر ڈائننگ ٹیبل پر ٹک گئے تھے۔ آج وہ انہیں کافی نوشی کے کمرے میں نہیں لے گیا تھا۔ ڈائننگ روم میں ہی کافی طلب کرلی تھی۔ ژولی کو اس حال میں دیکھ کر اس کا دل ڈوبنے لگا۔ پتہ نہیں کیوں اس کے سلسلے میں بالکل بچوں کا سا ذہن ہو کر رہ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایڈلاوا ڈائننگ روم میں داخل ہوا پہلے اس نے آلن شیپرڈ کے گال ٹٹولے تھے اور پھر جیسے ہی ژولی کی طرف بڑھا۔ الفروزے بولا۔ "کیوں باس کیا وہ میک اپ میں ہے؟"

"نہیں....!" اس نے کہا اور ژولی کے گالوں پر ہاتھ پھیرنے ہی والا تھا کہ الفروزے بول پڑا۔ "یہ بھی ٹھیک ہی ہوگی۔!"

"خاموش کھڑے رہو....!" ایڈلاوا سرد لہجے میں بولا۔

الفروزے خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ ویسے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اچانک ایڈلاوا پر ٹوٹ پڑے۔ خواہ پھر انجام کچھ بھی ہو۔!

"یہ بھی میک اپ میں نہیں ہے۔!" ایڈلاوا پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

"لیکن کیا یہ یونہی پڑے رہیں گے....؟" الفروزے نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"اچھا تو پھر....؟ کیا ارادہ ہے.... انہیں گود میں اٹھا کر خواب گاہ میں پہنچاؤ گے۔!"

"نن.... نہیں....!"

"بچی ہوئی کافی پھکوا کر اتنی ہی مقدار میں دوسری ڈلوا دو پاٹ میں۔!" ایڈلاوا نے کہا اور کمرے سے چلا گیا۔

اس کے لئے ایک گندی سی گالی الفروزے کے ذہن میں گونجی تھی لیکن اسے وہی کرنا پڑا جس کی ہدایت ملی تھی۔ اس کے بعد وہ اس سوچ میں پڑ گیا تھا کہ اسے وہیں ٹھہر کر دوبارہ ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرنا چاہئے یا ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ ہرگز نہیں.... ذہن نے جواب دیا۔ ایڈلاوا اسی عمارت میں موجود ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے یہ چال محض اسی لئے چلی ہو کہ ژولی اپنی خواب گاہ میں مقفل نہ ہونے پائے۔ ایسی کی تیسی ایڈلاوا کے بچے کی۔ مجھے اس کمرے سے تیرا باپ بھی نہیں ہٹا سکے گا۔ اس نے بغلی ہولسٹر کو تھپکی دی تھی اور ڈائننگ روم میں ہی بیٹھا رہا تھا۔

عمران اس سے کچھ بھی نہ معلوم کر سکا۔ اس نے اپنے بارے میں بتایا تھا کہ وہ [illegible] رہتا ہے اور کسی نے اسے اس کام پر آمادہ کیا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ لڑکی کون تھی۔ اس آدمی نے معقول معاوضے پر اس کی خدمات حاصل کی تھیں۔ وہ لڑکی کو اپنے ساتھ لے گیا اور دوسری صبح پھر اس کے گھر پہنچ کر کہا تھا کہ معقول معاوضے پر اسے ایک کام ادا کرنا پڑے گا۔ ربیکا اس ہٹ میں اپنا تھیلا بھول آئی۔ اگر وہ چاہے تو بہ آسانی اسے وہاں سے لا سکتا ہے۔

"اور اب وہ تھیلے کے لئے میرے گھر چکر لگا رہا ہوگا۔!" اطالوی نے کہا۔ اب وہ انجکشن کے اثرات سے آزاد ہو چکا تھا۔ جس نے بارہ گھنٹے تک اسے خود فراموشی کی سی کیفیت میں مبتلا رکھا تھا۔ وہ اب بھی بیگل ہی پر تھے لیکن اطالوی کو لانچ کے زیریں حصے میں منتقل کر دیا گیا تھا۔

"آخر چکر کیا ہے....؟" انٹونیو نے عمران سے پوچھا۔

"ہمارے ایک حریف کا کاروباری گرگا.... جو ہمارا بزنس تباہ کر دینا چاہتا ہے۔!"

"تو پھر اب اس کا کیا کرو گے....؟"

"اندھیرا پھیلنے تک اسے روکے رکھنا چاہتا ہوں۔!" عمران نے کہا۔ "اس کے بعد سوچیں

گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔!"

"جیسی تمہاری مرضی....! میں بھی تمہارا ہوں اور فی الحال اس لانچ کو بھی اپنا ہی سمجھو کیونکہ میرا باس فرانس گیا ہوا ہے۔ پندرہ دن سے قبل اس کی واپسی ممکن نہیں۔!"

"خوب اچھی طرح سوچ لو کہیں بعد میں گھپلا نہ ہو جائے۔!"

"میری ذمہ داری.... اب اگر میں ایسے پیارے دوستوں کے لئے اتنا بھی نہ کر سکوں تو تف ہے میری زندگی پر۔!"

عمران نے اطالوی سے اس کے گھر کا پتہ معلوم کیا تھا اور پھر اسے اور ہیلی پائیلٹ کو وہیں چھوڑ کر خود نکل کھڑا ہوا تھا۔ اطالوی نے لیزنا کے قریب کا پتہ لکھوایا تھا اور یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ وہ سچ ہی بولا ہو۔ ویسے عمران نے اس پر ذرہ برابر بھی تشدد نہیں کیا تھا۔ اگر اس نے غلط پتہ بتایا تھا تب مطلب بر آری ہو جانے کی توقع کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔ بہر حال وہ اس عمارت کو ڈھونڈ نکالنے میں کامیاب ہو گیا جس کے ایک فلیٹ میں اس نے اپنی رہائش بتائی تھی۔ وہ اس فلیٹ کے سامنے بھی جا پہنچا اور کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ کسی نے دروازہ کھولا تھا۔ یہ ایک قوی الجثہ آدمی تھا۔ عمران کو گھورتے ہوئے اس نے اطالوی میں پوچھا "کیا بات ہے.... تم کون ہو....؟" سوال اطالوی میں ضرور کیا گیا تھا لیکن وہ کسی اطالوی کی اطالوی نہیں تھی۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔ بعض الفاظ صحیح تلفظ کے ساتھ ادا نہیں کئے گئے تھے۔

"سی نور مرسیانو یہیں رہتے ہیں....؟" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"ہاں.... کیوں....؟"

"میں ودلی ڈیاگو سے آیا ہوں....!" عمران بولا۔

"ودلی ڈیاگو....!" اس نے اس طرح پلکیں جھپکائیں تھیں جیسی ودلی ڈیاگو اس کے لئے کوئی نیا نام ہو پھر بولا تھا "اچھا.... اچھا.... کیوں آئے ہو؟"

"سی نور مرسیانو کا ایک پیغام ہے.... ان کے گھر والوں تک پہنچانا ہے۔ لیکن سی نور آپ اس کے خاندان کے فرد تو نہیں معلوم ہوتے۔!"

"اندر آجاؤ.... میں اس کی بیوی کو بلاتا ہوں.... مہمان ہوں مرسیانو کا....!"

"اچھا.... اچھا شکریہ....!"

وہ عمران کو ایک کمرے میں بٹھا کر چلا گیا.... پھر ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی تھی اور وہی آدمی اس کے پیچھے تھا۔

"کیا بات ہے....؟" لڑکی کی اطالوی جھول دار نہیں تھی لیکن وہ بھی اہل زبان نہیں معلوم ہوتی تھی۔!

"سی نور مرسیانو ودلی ڈیاگو کے ایک ہٹ میں چھپے بیٹھے ہیں اور آپ کو پیغام بھجوایا ہے کہ میں خطرے میں ہوں۔!"

لڑکی نے مڑ کر مرد کی طرف دیکھا تھا۔ عمران نے اسکی آنکھوں میں الجھن کے آثار دیکھے تھے۔!

"اس نے یہ نہیں بتایا کہ خطرے کی نوعیت کیا ہے۔!" لڑکی نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں سی نورا.... انہوں نے یہ نہیں بتایا۔!"

"کیا تم وہیں مقیم ہو....!"

"برابر والے ہٹ میں.... عمران نے کہا اور سوچنے لگا کہ مرسیانو نے ہی تو گردن کٹوانے کا انتظام کیا تھا۔ لیکن وہ اس لڑکی کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ البتہ مرد اس کے لئے اجنبی تھا۔

"ہم تمہارے ساتھ ہی چلیں گے....!"

"مجھے خوشی ہوگی آپ کی خدمت کر کے.... کیا آپ کے پاس گاڑی موجود ہے۔ ادھر کوئی ٹیکسی والا جانے پر تیار نہیں ہوتا۔ البتہ اگر پیگلی تک کا کرایہ طے کیا جائے تو شائد مان جائے کیونکہ ودلی ڈیاگو سے اسے خالی واپس آنا پڑے گا۔!"

"ہمارے پاس اپنی گاڑی ہے۔!"

"تب تو پھر ٹھیک ہے۔!"

وہ عمارت سے باہر آئے تھے اور سڑک کے کنارے کھڑی ہوئی ایک گاڑی میں جا بیٹھے تھے۔ وہ دونوں آگے بیٹھے اور اجنبی ہی کو پچھلی سیٹ پر بٹھایا تھا۔ جب گاڑی پیگلی والی سڑک پر اس جگہ پہنچی جہاں سے بائیں جانب ایک کچا راستہ مغرب کی طرف چلا گیا تھا تو عمران نے گاڑی کو اسی راستے پر موڑ لینے کو کہا۔ لیکن اگلی سیٹ سے آواز آئی۔

"ہم جانتے ہیں۔!"

اس راستے پر دو رویہ پائین کے اونچے اونچے درخت کھڑے تھے۔ ایک جگہ پھر عمران نے

بائیں جانب موڑنے کو کہا۔

"کیوں کیا ضرورت ہے....؟" مرد نے اکھڑ لہجے میں سوال کیا۔

"اچھا تو گاڑی یہیں روک کر میری ایک بات سن لیجئے... اس کے بعد جو دل چاہے کیجئے گا۔!"

مرد نے بریک لگا کر گاڑی کنارے کر لی اور اسے نیوٹرل گیئر میں ڈال کر انجن بند کئے بغیر عمران کی طرف مڑا۔

اگر سی نورا مرسیانو.... علانیہ ادھر سے گذر سکتے تو مجھے آپ کے پاس بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس طرف سے ہم سیدھے اسی ہٹ کے قریب پہنچیں گے۔

"عقل مندی کی بات ہے....!" مرد سر ہلا کر بولا اور پھر گاڑی بتائی ہوئی سمت میں موڑ لی گئی لیکن وہ جیسے ہی کسی قدر اوٹ میں پہنچی تھی عمران کا پستول لڑکی کی کھوپڑی سے جا لگا تھا۔ ساتھ ہی اس نے کہا بھی تھا۔ "لڑکی کا بھیجا اڑ جائے گا۔ ورنہ گاڑی روک کر انجن بند کردو۔!" دھمکی انگلش میں دی گئی تھی اور انداز اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں کا سا تھا۔ مرد نے بریک لگایا۔ لیکن عمران غافل نہیں تھا۔ اسے جس رد عمل کا خدشہ تھا وہی ہوا۔ بریک لگاتے ہی اس نے لڑکی کی زندگی کی پرواہ کئے بغیر پستول پر ہاتھ ڈال دینے کی کوشش کی تھی لیکن دوسرے ہی لمحے میں عمران کا بایاں ہاتھ اس کی داہنی کنپٹی پر پڑا۔ ایسا ہی جچا تلا ہاتھ تھا کہ فوری طور پر اس کے اعصاب بے کار ہوگئے۔

"لڑکی انجن بند کردو.... اور کنجی اگنیشن سے نکال کر میرے حوالے کردو....!" عمران نے اس کی کھوپڑی پر پستول کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ نقلی بلی ماؤزر نہیں ہے۔!"

لڑکی کے ساتھی کا سر بائیں جانب کھڑکی کے اوپر جا ٹکا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ لڑکی نے بے چون و چرا تعمیل کی۔ بائیں ہاتھ سے اس نے کنجی سنبھال کر اپنے دانتوں میں دبالی تھی۔ اور پھر لڑکی کی گدی پر ضرب لگائی تھی وہ ڈیش بورڈ سے جا ٹکرائی اور دوبارہ سیدھی نہ ہو سکی۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے عمران نے اپنے جسم کی مشینری میں کوئی فاضل پرزہ لگا لیا ہو۔ بڑی پھرتی سے ان دونوں کے بازوؤں میں بھی وہی سیال انجکٹ کردیا جو مرسیانو پر استعمال کر چکا تھا۔ اس کے بعد نیچے اتر کر دونوں کو اگلی سیٹ سے پچھلی سیٹ پر منتقل کرنے میں بھی دیر نہیں لگائی تھی اس پوری کاروائی میں تین چار منٹ سے زیادہ صرف نہیں ہوئے تھے۔

گاڑی دوبارہ روشنی کے مینار لینز نا والے علاقے کی طرف واپس جا رہی تھی۔ ان دونوں کو اس طرح پچھلی سیٹ پر بٹھایا تھا کہ دور سے دیکھنے والوں کو سوتے ہوئے نظر آئیں۔ جیسے لمبے سفر کی تھکاوٹ نے انہیں بیٹھے ہی بیٹھے سو جانے پر مجبور کردیا ہو۔ لینز نا کے قریب پہنچ کر اس نے گاڑی بیگل والے ڈوک کی طرف موڑی تھی۔

الفروزے کچھ دیر تک تو یونہی خالی الذہنی کے سے عالم میں بیٹھا رہا تھا۔ پھر چونک کر چاروں طرف دیکھتا ہوا اٹھا تھا اور برتنوں والی الماری کے پیچھے دبک رہا تھا۔ ایسے لحیم شحیم آدمی کے لئے لفظ دبکنا شاید موزوں نہ ہو لیکن اپنی دانست میں وہ دبکا ہی تھا۔ جب کہ ہر گوشے سے کم از کم اس کی آدھی چوڑائی ضرور نظر آسکتی تھی۔

اس کے ذہن میں اس وقت اس کے علاوہ اور کوئی خیال نہیں تھا کہ ڑولی کو کسی نہ کسی طرح ایڈلاوا سے بچایا جائے۔ خواہ اسے اپنی زندگی ہی سے کیوں نہ ہاتھ دھونے پڑیں۔ عجیب سی وحشت ذہن پر طاری تھی۔ اس لڑکی ڑولی نے اسے کہیں کا نہ رکھا تھا۔ کبھی کبھی وہ سوچتا کاش یہ آلن شیپرڈ اُلو کا پٹھا تنہا ہی آیا ہوتا۔ بہت کوشش کرڈالی تھی کہ ڑولی سے اس طرح متاثر ہونا چھوڑ دے لیکن محض اس کی آواز ہی سن کر قوت ارادی پر کپکپی طاری ہو جاتی۔!

دفعتاً اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے ناک کے سوراخوں میں جلن سی شروع ہو گئی ہو۔ پھر ایک بلند آہنگ چھینک سے کمرے کی محدود فضا گونج اٹھی تھی اور.... اور وہ رہ رہ کر آنکھیں پھاڑتا ہوا ایک جانب ڈھلتا چلا گیا۔ متحرک پہاڑ بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔ پھر جب آنکھ کھلی تھی تو بہت دیر تک یہی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہ کس حال میں ہے اور کہاں ہے....! فرش پر پڑے ہی پڑے چاروں طرف نظر دوڑائی تھی۔ اور پھر اسی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا جیسے کسی بہت وزنی کچھوے نے چھلانگ لگانے کی کوشش کرڈالی ہو۔ اس چھلانگ کے ساتھ ہی ذہن بھی فوری طور پر صاف ہو گیا۔ سب کچھ یاد آگیا تھا۔ یہ کمرہ تو وہی تھا لیکن ڈائننگ ٹیبل کرسیوں سمیت غائب تھی۔ الفروزے بوکھلا کر ان دونوں کی خواب گاہوں کی جانب دوڑ پڑا.... دونوں کے دروازے

کھلے ہوئے تھے.... بستر خالی نظر آئے۔ ان کی حالت سے صاف ظاہر تھا کہ استعمال ہی نہیں کیے گئے۔ الفروزے نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ دوسرا دن شروع ہو چکا تھا۔ باہر دھوپ پھیل رہی ہو گی۔ وہ دیوانوں کی طرح پوری عمارت میں دوڑتا پھرا تھا لیکن اندر تو وہ نہ دکھائی دیئے ان کے بارے میں ملازموں نے بھی لاعلمی ظاہر کی تھی اور بتایا تھا کہ کافی نوشی کے کمرے میں بہت دیر ہوئی ناشتہ میز پر لگایا جا چکا ہے۔ الفروزے عمارت کے باہر بھاگا تھا۔ پاگلوں کی طرح چاروں طرف دوڑتا پھر رہا تھا۔ پورٹیکو میں ساری گاڑیاں بھی موجود تھیں وہ پھر پلٹ آیا۔ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ اب بھی اس کا رخ ڈائننگ روم ہی کی طرف تھا۔ وہاں پہنچا تو ایک بار پھر اسے چونکنا پڑا۔ کیوں کہ ڈائننگ ٹیبل کرسیوں سمیت موجود تھی۔ اس نے دل ہی دل میں ایڈلاوا کو ایک گندی سی گالی دی اور پھر یک بیک خود اس کی مکارانہ صلاحیتیں بیدار ہو گئیں اور اس نے کسی خوف زدہ بچے کی طرح چیخنا شروع کر دیا۔ کئی ملازم دوڑتے ہوئے اس طرف آئے تھے۔ الفروزے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے بھبھوت.... بھوت.... کہے جا رہا تھا۔ پھر وہ دھڑام سے فرش پر آ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا بیٹے ایڈلاوا ابھی تک تو میں تمہارا وفادار رہا ہوں اب تم دیکھنا.... سور کے بچے.... کیا میں اتنا بدھو ہوں پندرھویں صدی کا کوئی اسپینی ہوں کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے کسی کارنامے کو مافوق الفطرت سمجھ لوں گا۔

شاید ملازم اس بیوقوف کو پکڑ لائے تھے جو ان کا معالج تھا۔ اس نے الفروزے کو ہوش میں لانے کی تدبیریں شروع کر دی تھیں اور الفروزے نے اسے مایوس نہیں کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اٹھ گیا لیکن خوف زدہ نظروں سے ڈائننگ ٹیبل اور کرسیوں کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

"کیا ہوا تھا سی نور....؟" بٹلر نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"کک.... کچھ نہیں.... مم.... میرا خاندانی مرض ہے۔ کبھی کبھی دورے پڑتے ہیں۔ اب ٹھیک ہوں شکریہ....! تم سب جاؤ.... لیکن بٹلر تم ٹھہرو گے۔!"

"بہت بہتر سی نور....!"

جب وہ سب چلے گئے تو الفروزے نے اس سے بھی کمرے سے نکل چلنے کو کہا۔ وہ اسے عمارت سے باہر لایا تھا۔ بڑا متحیر تھا۔ اس سے پہلے تو اس نئے مالک نے اسے اتنی اہمیت نہیں دی تھی۔ کسی ملازم کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا تھا۔ اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔

"ایک بات بتاؤ....!" الفروزے چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"ہاں سی نور....!"

"اس عمارت میں مجھ سے پہلے کون رہتا تھا۔!"

"کوئی بھی نہیں سی نور.... یہ تو کمپنی کا مہمان خانہ ہے۔ مہمان آتے جاتے رہتے ہیں۔ لیکن اب ہمیں حکم ملا ہے کہ مستقل طور پر آپ کی تابع داری کریں۔!"

"اچھا.... اچھا.... یہ بتاؤ تم یہاں کب سے ہو....؟"

بٹلر کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔ "کم و بیش دس سال سمجھ لیجئے۔ سی نور.... بٹلر ہی کی حیثیت سے تقرر ہوا تھا۔ میں کاؤنٹ ڈی دی سینی کا بٹلر بھی رہ چکا ہوں۔!"

"نہیں.... تم بہت شائستہ آدمی ہو.... میرا یہ مطلب نہیں تھا۔!"

"شکریہ سی نور....!"

"میں دراصل یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ عمارت آسیب زدہ ہے....؟"

"ہرگز نہیں سی نور.... سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دس سال میں میں نے یہاں کچھ بھی نہیں دیکھا۔ البتہ کاؤنٹ ڈی دی سینی کے کیسل کا ایک حصہ ضرور آسیب زدہ تھا۔!"

"اسے جہنم میں جھونکو.... میں اس عمارت کی بات کر رہا ہوں۔!"

"نہیں... سی نور.... اگر اجازت ہو تو میں پوچھوں کہ آپ کو کس بناء پر اس کا خیال آیا۔!"

"اوہ.... کچھ نہیں ہو سکتا ہے.... میرا وہم ہو لیکن وہم کیونکر ہو سکتا ہے۔ آخر وہ دونوں کہاں غائب ہو گئے۔!"

"سی نور.... ہو سکتا ہے کہ صبح چہل قدمی کے لئے نکل گئے ہوں اور ناشتہ کسی ریسٹورنٹ میں کر لیا ہو۔ اس نے اس طرح کہا جیسے الفروزے کی دماغی صحت پر شبہ رکھتا ہو۔!"

"اچھا دوسری بات.... ڈائننگ روم سے سارا فرنیچر غائب ہو گیا تھا۔ جب میں دوبارہ اندر واپس آیا تو موجود تھا۔!"

"ہم نے تو فرنیچر کو ہاتھ بھی نہیں لگایا سی نور....!"

"ظاہر ہے کوئی غیر ضروری حرکت کیوں کرو گے۔ لیکن جو کچھ میں کہہ رہا ہوں سچ ہے۔!"

"ہو سکتا ہے سی نور....!"

"کیا ہو سکتا ہے....!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا عرض کروں جب کہ....!"

"خیر.... خیر.... جاؤ.... لیکن اس گفتگو کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔!"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں کاؤنٹ ڈی دی سینی کا بٹلر اور ان کا راز دار رہ چکا ہوں۔!"

الفروزے نے دل ہی دل میں کاؤنٹ ڈی دی سینی کو بھی ایک گندی سی گالی دی اور بٹلر کو رخصت کر دیا۔

"اسی دوپہر کو وہ ہیڈ کوارٹر کے توسط سے ایڈلاوا کو کال کر رہا تھا۔!"

"کیا بات ہے....؟" نامعلوم جگہ سے ایڈلاوا کی آواز آئی۔

"وہ دونوں غائب ہو گئے....!" الفروزے بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"نہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔!"

"مم.... مطلب.... یہ.... کہ....!"

"اپنے کام سے کام رکھو اوور اینڈ آل....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو جانے پر الفروزے نے اتنے زور سے ریسیور کریڈل پر پٹخا تھا کہ کمرہ گونج اٹھا تھا۔

"ولد الحرام.... میں دیکھوں گا تجھے۔!" وہ دانت پیس کر بڑبڑایا۔

انٹونیو سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن اسے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں تھی کہ لانچ میں کیا ہو رہا ہے کیونکہ خود اس کا اندازہ یہی تھا کہ چرس کے ایسنس کی وہ قلیل مقدار کم از کم چھ ماہ کے لئے کافی ہو گی اور پھر جمن مراکشی کے آدمیوں نے خود اسے کوئی تکلیف نہیں دی تھی.... وہ لانچ کے نچلے حصے میں اپنے معاملات نپٹا رہے تھے اور وہ خود اوپر کیبن میں دھوئیں کے بادل اڑا رہا تھا۔

عمران کے دونوں نئے قیدی ابھی تک اسی انجکشن کے زیر اثر تھے۔ مرسیانو کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دیئے گئے تھے۔ لیکن اس کی زبان چل رہی تھی اور وہ اپنے ساتھیوں سے اطالوی میں

برابر کہے جا رہا تھا کہ وہ اپنی زبان بند ہی رکھیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس وقت ان دونوں کی آنکھوں میں اس کے لئے شناسائی کی ہلکی سی جھلک بھی نہ رہی ہو۔!

لڑکی اور مرد جو کچھ بھی بولتے تھے انگلش ہی میں بولتے تھے اور زیادہ تر یہی کہتے تھے کہ وہ ان سے جو کچھ بھی کہہ رہا ہے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا۔ وہ صرف انگلش ہی سمجھ سکتے ہیں۔ تھک ہار کر مرسیانو خاموش ہو گیا تھا اور پھر عمران بولا۔ "فضول ہے دوست.... جس طرح تم چپ چاپ میرے ساتھ چلے آئے تھے اسی طرح یہ بھی آئے ہیں.... اس لئے ان کے باقاعدہ طور پر ہوش میں آنے کا انتظار کرو.... انہیں اطالوی زبان بھی یاد آ جائے گی۔!"

وہ اسے قہر آلود نظروں سے گھور کر رہ گیا تھا۔!

"ویسے تم نے میری گردن ہی کٹوا دینے کا انتظام کیا تھا۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "اب خیریت اسی میں ہے کہ جو کچھ بھی پوچھا جائے اس کا بالکل صحیح جواب مہیا کرو.... ورنہ حشر برا ہو گا۔!"

"میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو اور تم نے مجھے کیوں قید کر رکھا ہے.... اور میرے ان مہمانوں کو یہاں کیوں پکڑ لائے ہو۔!"

"دونوں مہمان ہیں....!"

"ہاں میرے مہمان ہیں۔ مجھے قانوناً حق پہنچتا ہے کہ اپنے غیر ملکی دوستوں کو مہمان بناؤں۔!"

"لیکن تمہارے مرد مہمان نے تو لڑکی کا تعارف تمہاری بیوی کی حیثیت سے کرایا تھا۔!"

مرسیانو اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گیا۔

"اور....!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا۔ "اس وقت یہ دونوں بُری طرح بوکھلا گئے تھے جب میں نے تمہارے پیامبر کی حیثیت سے انہیں یہ بتایا تھا کہ تم ہپیوں کے اڈے کے ایک جھونپڑے میں چھپے بیٹھے ہو اور خود کو خطرے میں محسوس کر رہے ہو۔!"

"تم نے یہ کہا تھا ان سے....!" وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"یہ نہ کہتا تو اس کا اندازہ کیوں کر لگا سکتا کہ تم محض کرائے کے ٹٹو نہیں بلکہ ان پر حکم چلاتے ہو۔!"

اس نے پھر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا تھا۔

"تم آخر چاہتے کیا ہو....؟" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"ابھی بتادوں گا۔ لیکن تمہیں پہلے یہ بتادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ربیکا میرے لئے جانی پہچانی لڑکی ہے اور اس کا اصل نام ایڈتھ ہارلنگر ہے۔ ویسٹ ویلی کے ان بدمعاشوں کی نمائندہ ہے جو یورینیم اور پلوٹونیم کے ذخائر پر ہاتھ صاف کر کے اسے اسمگل آؤٹ کرتے ہیں۔ یہ ابھی حال ہی میں کئی کلوگرام پلوٹونیم اسمگل کر کے اٹلی لائی ہے۔ کئی ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹ اس کے پیچھے تھے لیکن یہ ہپیوں میں مل کر کسی نہ کسی طرح یہاں داخل ہو ہی گئی اور اب تم مجھے بتاؤ گے کہ وہ پلوٹونیم کہاں ہے....؟"

مرسیانو حیرت سے منہ پھاڑے سنتا رہا۔ عمران کے خاموش ہوتے ہی اس نے اپنے دانت سختی سے بھینچے تھے۔

"تم اس کا تھیلا لینے وہاں پہنچے تھے حالانکہ اس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ کوئی ایسی قیمتی چیز نہیں تھی لیکن نہیں.... بے حد قیمتی تھی۔ شاید جلدی میں ربیکا یا ایڈتھ کو خیال نہیں رہا تھا کہ اس کی ننھی سی ڈائری تھیلے ہی میں رہ گئی ہے۔!"

"تم آخر ہو کون....؟" وہ پھٹی پھٹی سی آواز میں بولا۔

"حقیقتاً مجھے یہی دونوں درکار ہیں تمہیں صاف چھوڑ دوں گا۔ کیونکہ میرا تعلق تمہارے ملک سے نہیں۔!"

"تم کیا چاہتے ہو....؟"

"چرایا ہوا پلوٹونیم یہاں اسمگل کر کے کس جگہ ذخیرہ کیا جارہا ہے....؟"

"مم.... میں نہیں جانتا.... کہ یہ اٹلی کیوں آتے ہیں.... لیکن میرے دوست ہیں۔!"

"تو تم نہیں جانتے حالانکہ ان کی شکلیں دیکھ کر تم نے چیخنا شروع کر دیا تھا کہ وہ اپنی زبانیں بند رکھیں.... آخر تم انہیں کس بات سے روک رہے تھے۔!"

وہ پھر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر خاموش ہو گیا۔

"اگر میں تم تینوں کو پولیس کے حوالے کر دوں تو کیسی رہے گی۔" دفعتاً عمران کا لہجہ بدل گیا۔

"نن.... نہیں....!"

"اور میں تمہیں یہ بھی بتادوں کہ وہ بڑا آدمی جس نے کہ اپنی دانست میں یہاں ایک باطنی

حکومت قائم کر رکھی ہے چند دنوں کا مہمان ہے۔ اگر تم ان دونوں سمیت پولیس کے حوالے کر دیئے گئے اور اس ملک کا سفارت خانہ بھی ملوث کیا گیا جس سے ان دونوں کا تعلق ہے تو وہ بڑا آدمی بے دست وپا ہو جائے گا اور تم تینوں کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔!"

اطالوی کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ آنکھوں کی سرخی غائب ہو گئی۔ سینہ لوہار کی دھونکنی کی طرح پھولنے پچکنے لگا۔

"اگر تم نے ذخیرے کی جگہ بتادی تو کم از کم تمہیں تو چھوڑ ہی دوں گا۔!"

"ان دونوں کو یہاں سے ہٹالے جاؤ....!" وہ آہستہ سے بولا۔

"ان کی قطعی پرواہ نہ کرو.... یہ ابھی دس گھنٹے تک نہ تو تمہیں پہچان سکیں گے اور نہ تمہاری کوئی بات ہی ان کے پلے پڑے گی۔!"

"اوسٹاپروانس....!" وہ آہستہ سے بولا۔ "سینٹ ونسنٹ.... اسپاویشیو....!"

"اگر یہ اطلاعات غلط نکلیں تو....؟"

"نہیں سی نور.... میں کہاں بھاگ کر جاؤں گا.... لل.... لیکن یہ دونوں میری گردن کٹوادیں گے۔!"

"قطعی نہیں....! انہیں ان کے سفارت خانے کے حوالے کر دوں گا اور سفارت خانہ ہرگز یہ نہ چاہے گا کہ مقامی پولیس کے کان میں اس کی بھنک بھی پڑنے پائے۔ لہٰذا اگر انہوں نے تمہارا نام لیا بھی تو بات سفارت خانے کی حدود ہی میں رہ جائے گی۔!"

"یقین کرو سی نور.... میں نے تمہیں وہی جگہ بتائی ہے جہاں پہنچایا جاتا ہے۔!"

"آمد کی اوسط کیا ہے....؟"

"ہر دو ماہ کے دوران میں دس کلوگرام....!"

"اور وہ وہیں پہنچادیا جاتا ہے....!"

"میں خود پہنچاتا ہوں.... دو دن ہوئے.... یہ کھیپ پہنچائی تھی۔!"

"ادائیگی کس طرح ہوتی ہے....؟"

"رقم سوئٹزرلینڈ کے ایک بینک میں جمع کر کے رسید ہمیں دی جاتی ہے۔ وہ ہم تینوں کا مشترکہ اکاؤنٹ ہے رسید حاصل کئے بغیر ہم مال حوالے نہیں کرتے۔!"

"اور مال کی حوالگی تم ہی کرتے ہو۔!"

"ہاں سی نور....!"

"اندازاً کتنی رقم ہوگی.... تم تینوں کے نام پر....!"

"مجھے اندازہ نہیں ہے لیکن چیک پر تینوں کے دستخط ہوتے ہیں تب ہی رقم نکل سکتی ہے۔ اب وہ سب تو ڈوب ہی گیا۔!"

"کوئی چیک بک ہے تمہارے پاس....!"

"کک.... کیوں....؟"

"مجھے کچھ بھی نہ چاہئے.... میں چاہتا ہوں کہ تمہاری رقم ڈوبنے نہ پائے.... بلکہ تم ہی سب ہضم کر جاؤ۔!"

"نن.... نہیں.... انہیں ان کے ملک میں پھانسی تو نہ ہو جائے گی۔ جہاں بھی ہوں گا ڈھونڈ کر مار ڈالیں گے۔"

"بکواس ہے.... سفارت خانے کے حوالے کیئے گئے تو عمر قید سمجھو....!"

"تت.... تو یہ کیسے ہوگا سی نور....!"

"سارے چیکوں پر دونوں کے دستخط لوں گا اور تمہارے حوالے کر دوں گا۔ پاسپورٹ تو ہوگا ہی تمہارے پاس....!"

"ہے سی نورا....!" اس کی آواز سے مسرت آمیز جوش کا اظہار ہو رہا تھا۔!

"تمہارا اور کوئی ساتھی....؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"لیکن ایک بات بتا دوں.... میں کھلے دل سے لوگوں پر اعتماد کر لیتا ہوں اگر دھوکا ہوا تو پھر دنیا کے کسی حصے میں بھی سر نہیں چھپانے دیتا....!"

"اور میں یہ بھی بتا دوں کہ میں صرف اسپادیشیو ہی تک کی بات کر رہا ہوں اور وہاں سے نہیں اور آگے جاتا تو مجھے اس کا علم نہیں۔!"

"مجھے اندازہ ہو جائے گا کہ تم صحیح کہہ رہے ہو یا غلط.... میرے صرف ایک سوال کا جواب دو۔!"

"وہ کیا ہے سی نور....؟" اس نے کنکھیوں سے دوسرے قیدیوں کی طرف دیکھتے ہوئے

پوچھا۔ وہ دونوں بیٹھے بیٹھے ہی سو گئے تھے۔!

"تمہارے معاملات کس سے طے ہوئے تھے اور تمہیں رسید کہاں سے ملتی ہے۔!"

"بین الاقوامی خیر اندیش نام کا ایک دفتر ہے۔!" اس نے کہا اور لڑکی کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "جس کا پتہ اسی سے ملا تھا مجھ کو۔ خود اس نے گفت و شنید نہیں کی تھی۔ مجھے بیچ میں ڈالا تھا۔ مجھے وہاں سے رسید ملتی ہے.... اور میں.... مال سینٹ ونسنٹ میں اسپادیشیو کے ناظم کے حوالے کر آتا ہوں۔!"

"تم سچ بول رہے ہو.... اب تم میرے ساتھ اپنے گھر چلو گے.... تمہاری گاڑی ڈوک کے قریب موجود ہے وہاں سے چیک بک لائیں گے اور تمہارا کام ہو جائے گا۔!"

لیکن اس کا کام دوسری طرح ہوا۔ جیسے ہی وہ دونوں ڈوک سے اتر کر گاڑی کی طرف بڑھے تھے۔ مرسیانو لڑکھڑایا تھا اور ڈھیر ہو گیا تھا۔ خود عمران نے بڑی پھرتی سے ایک طرف چھلانگ لگائی تھی اور اس کے قریب ہی مٹی اڑی تھی وہ قلابازیاں کھاتا ہوا نشیب میں لڑھکتا چلا گیا۔ ورنہ تیسرا بے آواز فائر اسے بھی چاٹ گیا تھا.... ابھی تاریکی پوری طرح نہیں پھیلی تھی۔ افق میں خاصا اجالا تھا.... شاید فائر کرنے والے نے اس کے بعد وہاں ٹھہرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ ورنہ اوپر سے وہ بہ آسانی نشانہ بنایا جا سکتا۔ ابھی وہ سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ ایک زوردار دھماکے سے فضا لرز اٹھی۔

"خداوندا....!" وہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔.. پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ اپنے مصنوعی بال نوچ نوچ کر چہرے سے الگ کرنے لگا تھا۔ دھماکے کی وجہ سے آس پاس ایسی افراتفری پھیلی تھی کہ کسی کو کسی کا ہوش نہیں تھا۔ عمران مصنوعی بالوں سے پیچھا چھڑا چکا تھا اور اب ایک طرف بے تحاشا دوڑا جا رہا تھا۔ دوڑنے والوں میں صرف وہی ایک تو نہیں تھا، اس جیسے نہ جانے کتنے تھے۔

دوسری طرف ڈوک پر اب اس جگہ کوئی لانچ نہیں تھی۔ جہاں کچھ دیر پہلے جمن مراکشی کے دوست انٹونیو کی لانچ بیگل لنگر انداز تھی اور دھوئیں کا کثیف بادل فضا میں بلند ہو کر اپنا حجم بڑھا رہا تھا۔

"پہلے مجھے پنشن ہوئی تھی اور اب تم بڑھاپے کے ایام خواتین کے ساتھ گذار رہے ہو۔!" جوزف نے جیمسن سے کہا جو تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا رائفل کی نال صاف کر رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہے.... میں یہاں بہت خوش ہوں....!"

"بوڑھے کی باتیں سن سن کر میں پاگل ہوا جا رہا ہوں۔!"

"مجھے کسی سے بھی کوئی شکایت نہیں ہے.... میں نے تھوڑے ہی فاصلے پر معدنی پانی کا ایک چشمہ دریافت کیا ہے۔ اس کے دو گھونٹ دن بھر کے لئے کافی ہوتے ہیں یعنی چوبیس گھنٹوں میں پندرہ منٹ کے لئے بھی بور نہیں ہوتا۔!"

"عورتوں میں بیٹھ کر گپیں ہانکنے والے بوریت کے اتنے عادی ہو جاتے ہیں کہ پھر وہ انہیں اپنا مزاج ہی معلوم ہونے لگتی ہے۔!" جوزف بولا اور جیمسن رائفل رکھ کر اس طرح اسے گھورنے لگا جیسے اس پر اچانک جوزف کے "افلاطون" ہونے کا انکشاف ہوا ہو۔

"اس طرح کیا دیکھ رہے ہو....؟"

"یہی کہ تم آسمان پر کب اٹھائے جاتے ہو۔!"

"میرا مضحکہ نہ اڑاؤ مسٹر....! مجھے الجھن ہو رہی ہے ایسا لگتا ہے جیسے باس پر کوئی بپتا پڑی ہو۔ ہزاروں میل دور بیٹھ کر بھی میں یہ محسوس کر سکتا ہوں۔ اگر وہ فکر مند بھی ہوں گے تو یہاں میرا دم گھٹ رہا ہوگا۔!"

"یار کبھی تو افلاطون لگتا ہے.... اور کبھی اٹھارہویں صدی کی کوئی والدہ محترمہ۔!"

"آہاہ.... تو تم دونوں یہاں ہو....!" عقب سے بوڑھے ویریو کی آواز آئی اور دونوں ہی اچھل پڑے۔ یہ بڈھا اب جیمسن کو بھی کھلنے لگا تھا ہر وقت اپنے جمہوری انقلابی محاذ کی باتیں کرتا رہتا تھا۔

"بالکل یہیں ہیں چچا اور سوچ رہے ہیں کہ کس طرح جلد از جلد دنیا کا خاتمہ ہو جائے۔!" جیمسن بولا۔

"دنیا کا خاتمہ جلد از جلد ناممکن ہے.... ایک زبردست ایٹمی جنگ بھی ایسا نہیں کر سکتی۔ اس کرہ ارض پر زندگی کے آثار اس وقت تک باقی رہیں گے جب کہ یہ خود کسی دوسرے سیارے سے نہ ٹکرا جائے اور اس وقت تک یہ ناممکن ہے جب تک کسی دوسرے سیارے کی کشش اس پر غالب نہیں آجاتی۔!"

"کیا اب سائنس پڑھاؤ گے....!" جوزف بول پڑا "تمہارا جمہوری انقلابی محاذ ہی کافی تھا۔!"

ویریو ہنس پڑا اور بولا "اگر یہ بات ہے تو اب تم کبھی میری زبان سے اس کا نام تک نہیں سنو گے.... میں سمجھتا تھا کہ تم لوگ بھی عالمی سیاست سے دلچسپی رکھتے ہو.... اچھا آؤ خوش رنگ اور دیدہ زیب عورتوں کی باتیں کریں۔!"

"ارے بڑے صاحب کیا عورت اور سیاست کے علاوہ دنیا میں اور کچھ نہیں۔!" جوزف بولا۔

"نہیں روٹی بھی ہے....! لیکن اسے سیاست کے کانٹے میں پھنسی ہوئی مچھلی سمجھ لو.... کیونکہ عورت بھی آج کل زیادہ تر سیاست دان ہی پیدا کر رہی ہے۔!"

بات کچھ اور آگے بڑھتی لیکن اچانک چچا کی مادہ چینختی ہوئی سنائی دی۔ "ارے تم لوگ یہاں ہو.... وہ آگیا ہے۔!"

"کک.... کون آگیا....؟" بوڑھا چونک پڑا۔

جیمسن اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا اور رہائشی حصے کی طرف دوڑ لگا دی تھی۔ جوزف کے پلے کچھ بھی نہ پڑا۔!

"کیا بات ہے....؟" اس نے بوڑھے سے پوچھا۔

"اس نے اطلاع دی ہے کہ کوئی آگیا ہے۔!"

"کہیں باس نہ ہو....!" جوزف بھی اٹھتا ہوا بولا۔ "اور کون آسکتا ہے بقول تمہارے۔!"

"چلو دیکھیں....!"

وہ جو کوئی بھی رہا ہو.... میریانا اس سے چمٹی کھڑی پھوٹ پھوٹ کر روئے جا رہی تھی۔

"کک.... کون ہے یہ....؟" بوڑھے نے ہکلا کر جیمسن سے پوچھا۔

"ارے وہی ہے.... پولیس والا....!"

"لل.... لیکن....!"

"بڑے میاں بور مت کرو.... دوسرے حلیے میں ہے.... ورنہ آپ کی بھتیجی صاحبہ کسی اور کو اس طرح بور نہیں فرما سکتیں۔!"

"یہ کیوں رو رہی ہے....؟"

"دو بچھڑے ہوئے اچانک اس طرح ملتے ہیں تو یہی ہوتا ہے.... تمہاری عقل تو جمہوری انقلاب نے چرلی ہے۔!"

"اچھا.... اچھا.... تو اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے....؟"

دوسری طرف عمران میریانا سے کہہ رہا تھا۔"اب بس بھی کرو.... ورنہ میرا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا۔!"

جیمسن نے کان پر ہاتھ رکھ کر اردو میں ہانک لگائی۔"ہم کو بھی کوئی پیار کرتا تو کتنا اچھا ہوتا۔!"

"ٹم کیا ٹائیں ٹائیں کرتا سالا.... چوپ راؤ....!" جوزف بھنا کر بولا۔ اس کے دانت بھی نکلے پڑ رہے تھے۔!

اچانک میریانا نے اسے چھوڑ دیا اور دوڑتی ہوئی غار کی طرف چلی گئی۔ بڑھیا آہستہ آہستہ اس کے پیچھے چل پڑی تھی۔ اب عمران ان کی طرف پلٹا۔

"تم تو پہچانے نہیں جا رہے.... آواز نہ پہچانتے ہوں ہم لوگ تو.... مارے ہی جاؤ۔!" بوڑھے ویریو نے ہنس کر کہا۔

"تم سب خیریت سے ہو نا....!"

"ابھی تک تو خیریت ہی ہے۔!"

"لیکن شاید اب نہ رہے....!"

"کیوں....؟"

"اس کے آدمی ان حصوں میں دور دور تک پھیل رہے ہیں جہاں میرے یا میریانا کے ملنے کے امکانات ہو سکتے ہیں۔!"

"ادھر کون آسکے گا۔!"

"میں اب اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہا۔ ایڈلاوا مکھن کی ڈلی نہیں لوہے کا چنا ہے۔!"

"تم جانو بھئی....! جو کچھ کہو گے کریں گے.... ابھی تک تو یہاں گھر سے زیادہ آرام

نصیب ہوا ہے۔!" ویریو نے کہا پھر وہ بھی اسی طرف چلا گیا تھا جدھر اس کی بیوی گئی تھی۔

"اب آپ حضرات فرمائیں۔!" عمران ان دونوں کو گھورتا ہوا بولا۔

"کیا آپ نے شادی سے انکار کر دیا تھا....؟" جیمسن نے پوچھا تھا۔

"کیا بکواس ہے۔!"

"پھر بے چاری اس طرح کیوں رو رہی تھی۔!"

"تم میری عدم موجودگی میں اسے مثنوی زہر عشق کا ترجمہ سناتے رہے ہو گے بدبخت....!"

"میر سے میرا جی تک پڑھا دیا ہے۔!"

"تمہاری سرکوبی کے لئے "گرز نریمان" تلاش کرنا پڑے گا۔!"

"مجھ سے بھی تو کچھ بولو باس....!" جوزف نے دردناک لہجے میں کہا۔

"اور اسے شاید خواجہ سگ پرست کا قصہ سناتے رہے ہو۔!"

"سب کچھ میں ہی کرتا رہا ہوں....!" جیمسن چڑھ کر بولا۔

"ہاں آپ نے کیا فرمایا....!" عمران جوزف کی طرف مڑا۔

"پردیس میں تم سے الگ رہنے سے تو یہی بہتر ہے کہ مر جاؤں۔!"

"اب اسے میرا بائی کے بھجن سناؤ....!" اس نے جیمسن سے کہا اور جیمسن ہنس پڑا۔

"اب اسکیم یہی ہے کہ سب ساتھ رہیں گے۔!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ پھر اس نے جیمسن کو ہیگل کے انجام سے آگاہ کرتے ہوئے کہا تھا "کبھی کبھی کوئی بڑی غلطی بھی سرزد ہو جاتی ہے مجھ سے۔!"

"مجھے تو اس معاملے میں کوئی غلطی نہیں نظر آئی۔!"

"میں نے یہ کیوں سمجھ لیا تھا کہ ایڈلاوا کی باطنی حکومت ایسے لوگوں کی نگرانی نہ کرتی ہو گی جو اس کے لئے مال فراہم کرتے ہیں۔!"

"بالکل.... سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔!"

"بہر حال انہوں نے لانچ کی تباہی کا انتظام کر لیا تھا اور ڈوک کے آس پاس ہی منڈلاتے رہے تھے۔ لیکن عین وقت پر مجھے اور مرسیانو کو لانچ چھوڑتے دیکھ کر انہوں نے بے آواز فائرنگ شروع کر دی۔ دھماکہ بھی فوراً ہی ہوا تھا یعنی اگر میں پانچ منٹ کی تاخیر سے بھی لانچ چھوڑتا تو تہہ

نشین ہو چکا ہوتا۔ مجھے ایسے سبھی مرنے والوں پر رحم آتا ہے جو بے بسی اور بے خبری کے عالم میں مارے جائیں۔ ہیلی پائیلٹ بھی کام کا آدمی تھا۔!"

"اب کیا سوچا ہے۔!"

"سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کا کیا ہوا....؟ کوئی اطلاع نہیں مل رہی۔ الفروزے تک تو جا پہنچے تھے.... لیکن تین دن سے عمارت سے باہر نہیں نکلے۔!"

"کس کی بات کر رہے ہیں....؟"

"جولیانا اور صفدر کی.... انہیں لاطینی امریکہ کے ایک ملک کا نمائندہ بنا کر پلوٹونیم کے گاہک کی حیثیت سے خیر اندیشوں تک پہنچایا تھا.... اور اب.... شاید اس.... پر بھی پچھتانا پڑے گا۔!"

"الفروزے کہاں ہے....؟"

"اوستا میں....!"

"تو پھر جلدی ہی ان کی خبر لینی چاہئے۔!" جیمسن بولا "آج رات کو جب یہ لوگ سو رہے ہوں چپ چاپ کھسک لیں گے۔!"

"اب دوسری عقل مندی سرزد نہیں ہو گی۔!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"پورا اٹلی میرا چھانا ہوا نہیں ہے.... جب بھی آیا صرف وینس یا روم تک محدود رہا۔ جنیوا بھی کسی قدر دیکھا ہوا تھا۔ لومبارڈی ریجن میں کسی نہ کسی طرح کام چلا لینے کا مطلب یہ نہیں کہ ڈی اوستا ریجن میں بھی ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ شائد ایڈلاوا کو اس کا وہم بھی نہ رہا ہو کہ ہم اسٹیمر ہی کو تباہ کر دیں گے۔ ورنہ وہ اسٹیمر کی طرف سے اس طرح غافل نہ ہوتا اور اب میں اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں کہ اس نے پوائنٹ نمبر بارہ کو ایکس ٹو کے خوف سے تباہ کیا ہو گا۔ یہ اس کی حکمت عملی تھی۔ اسٹیمر کی تباہی سے پہلے وہ بے خبر تھا۔ پوائنٹ نمبر بارہ سے فرار ہو کر اس نے مجھے غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ میں بڑھ بڑھ کر ہاتھ دکھانے کی کوشش کروں اور وہ کسی دن میرا کان پکڑ کر اپنے ساتھ لے جائے۔!"

"تو پھر میریانا کے خدشات درست ہی تھے۔!" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"اس لئے کم از کم میریانا کا ہمارے ساتھ ہونا ضروری ہے۔؟"

"لیکن یہ چچا اور چچی....!"

"چچا بھی ساتھ ہو تو کیا کہنا... البتہ چچی!" عمران خاموش ہو کر اپنا بایاں کان مروڑنے لگا۔!

ان کی نیند ختم ہوئی تھی تو انہوں نے خود کو ڈائننگ روم میں نہیں پایا تھا۔ بوکھلا کر سیدھے ہو بیٹھے اور ژولی ژوگواں نے ٹوٹی پھوٹی اردو میں کہا۔

"یہ کدھر ہوتا.... ہام کافی پی کر سویا.... میز پر....!"

"یہ تو.... کوئی تہہ خانہ معلوم ہوتا ہے!" آلن شیپرڈ صاحب نے بھی اردو میں فرمایا تھا۔

"ٹو فیر.... ٹو فیر....؟" جولیا ہکلائی۔ تنہائی میں وہ اردو ہی بولتے تھے کہ کہیں کسی ڈکٹافون نے ان کی نجی گفتگو کہیں اور پہنچا دی تو کیا ہوگا۔! وہ اپنی پوزیشن سے مطمئن تو نہیں تھے۔!

"تو پھر یہ کہ ہمیں پچھلی رات کافی میں بیہوشی کی دوا دی گئی تھی۔!"

"ٹو.... ام کو پے چان لیا.... گایا....!"

"ضرور پہچان لیا گیا ہے....!"

"بس.... فیر.... مارا جائیں گا....!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"دیکھا جائے گا۔!" صفدر نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا "دوسرا دن شروع ہو چکا ہے۔!"

"اور بوکا مریں گا....!"

"نہیں بھوکی نہیں مرو گی.... اگر ہم پہچان بھی لئے گئے ہیں تو ہمیں آرام ہی سے رکھا جائے گا کیونکہ صرف ہم ہی اس کے ہاتھ لگے ہوں گے اور وہ گروگھنٹال اس تنظیم سے نپٹتا پھر رہا ہو گا۔ لہٰذا اس پر ہاتھ ڈالنے کے لئے ہمیں ضرور استعمال کرنے کی کوشش کی جائے گی۔!"

"ڈیکو.... کیا.... ہوتا....!"

"سب ٹھیک ہی ہو گا.... پرواہ نہ کرو.... ہمارا سربراہ بھی معمولی ذہانت کا آدمی نہیں....!" دفعتاً انہوں نے قدموں کی چاپ سنی تھی اور بے ساختہ مڑے تھے۔ سامنے وہ آدمی کھڑا نظر آیا جس سے الفروزے نے یہ کہہ کر ملوایا تھا کہ وہ کمپنی کا مینجنگ ڈائریکٹر ہے.... وہ ناشتے

کی ٹرالی دھکیلتا ہوا لایا تھا۔!

"ناشتہ ماموزئیل....!" اس نے جولیا کو فرانسیسی میں مخاطب کیا۔

"لیکن ہم اس حال میں کیوں ہیں موسیو....؟"

"یہ ایک بے حد آرام دہ تہہ خانہ ہے.... نہ یہاں تم گھٹن محسوس کرو گی اور نہ کوئی دوسری قسم کی تکلیف....! بس یہ سمجھ لو کہ اوپر کی عمارت کے رقبے کے برابر ہی اس کا پھیلاؤ ہے.... کیا یہ خواب گاہ تمہیں پسند نہیں۔ کیا یہ بستر بھی اتنے ہی آرام دہ نہیں.... اور پھر تمہیں اس لیے احمق کی بکواس سے بھی نجات مل گئی جو لکڑ بگھوں کی سی آواز میں ہنستا ہے۔!"

"لیکن آخر کیوں....؟"

"پہلے ناشتہ کرو.... پھر بتاؤں گا....!" اس نے بے حد نرم لہجے میں کہا اور جولیا صفدر کو قدیم انکا زبان میں سوال کا جواب کچھ اس طرح دینے لگی جو موقعے کی مناسبت سے ذرا طویل ہو گیا۔ دفعتاً ایڈلاوا بولا "پہلے ناشتہ کر لیجئے.... موزئیل.... باتیں بھی ساتھ ہوتی رہیں گی۔!"

اس نے ٹرالی جولیا کے بستر کے قریب لگا دی.... اور دو کرسیاں بھی رکھ دیں۔ ایک پر خود بیٹھا اور دوسری کی طرف صفدر کے لئے اشارہ کیا.... ناشتے کے دوران میں اس نے کہا۔ "کچھ لوگ ہمارے پیچھے لگ گئے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس وقت تم دونوں کا تعاقب کیا جائے جب تم سرحد پار کرنے کے لئے روانہ ہونے لگو۔!"

"کک.... کون پیچھے لگ گئے ہیں....؟" جولیا ہکلائی۔

"ہو سکتا ہے مقامی پولیس کے لوگ ہوں.... کسٹمز کے لوگ بھی ہو سکتے ہیں....؟ اس لئے تم دونوں اوپر سے نیچے منتقل کر دیئے گئے ہو اور نیچے ہی نیچے سرحد پار کر جاؤ گے....!"

"اوہ....!" جولیا نے طویل سانس لی اور پھر صفدر سے چٹر پٹر کرنے لگی۔ جواب میں صفدر بھی کچھ کہہ رہا تھا۔

دفعتاً ایڈلاوا بولا۔ "یہ تم دونوں بندروں کی طرح کیوں بولنے لگتے ہو....!"

"یہ موسیو آلن شیپرڈ کی مادری زبان ہے....!" جولیا نے کہا اور اس کے فرانسیسی اجداد کی کہانی سناتی ہوئی بولی "اس کی ماں قدیم انکا خاندان کی فرد تھی....! مونٹے زوما کے قریبی اعزہ میں اس کی ماں کے اجداد بھی تھے جنہوں نے اسپینی حملہ آور پنزارو کی دستبرد سے بچنے کے لئے وسطی

انڈیز کے میچو پچو شہر میں پناہ لی تھی میں نے میچو پچو کے کھنڈرات دیکھے ہیں موسیو! کیسی حسرت برستی ہے اور کتنی حیرت ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ اتنی اونچائی پر ایسا شہر کیوں کر بسایا جا سکا ہو گا.... یقیناً مونٹے زوما کے دور کے لوگ مہذب اور انجینئرنگ کے ماہر رہے ہوں گے۔ جنہوں نے ایسی عمدگی سے عمارتیں بنائی تھیں....!"

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ اس کی ماں اس کے باپ کے ہاتھ کیسے لگی جب کہ اس کے اجداد میچو پچو پر جا بسے تھے کیوں کہ وہ سب تو وہیں مر کھپ چکے تھے.... کوئی بھی میچو پچو کے زیر سایہ نہیں آیا تھا پھر اس کی ماں کہاں سے ٹپک پڑی۔!"

"یہ تو میں نہیں جانتی موسیو....!"

"پوچھ کر بتاؤ....!"

جولیا نے پھر چٹر پٹر شروع کر دی اور صفدر کی چٹر پٹر سن کر فرانسیسی میں بولی۔ "اس کی ماں کے جدامجد بعد میں پہاڑ سے اتر آئے تھے اور پنزارو کی اطاعت کر لی تھی۔!"

"کھلی ہوئی بکواس ہے.... جو وہاں چلے گئے تھے وہیں مر گئے ان میں سے کوئی بھی اتنا بے ضمیر نہیں تھا کہ پزاروں کی اطاعت کر لیتا۔!"

"پتا نہیں.... ہو گا کچھ....!" جولیا نے لاپرواہی سے کہا۔

"اور یہ وہی زبان بولتا ہے جو مونٹے زوما کے دور میں پیرو کی زبان تھی....؟"

"ہاں موسیو....!"

"تمہیں یقین ہے۔!"

"ارے میں خود بھی تو اسی زبان میں اس سے گفتگو کرتی ہوں۔!"

"یہ بندروں کی زبان تو ہو سکتی ہے لیکن جس زبان کا ذکر کر رہی ہو وہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔!"

"آپ ہماری توہین کر رہے ہیں موسیو....!"

اس پر ایڈلاوا نے کسی نامعلوم زبان میں کچھ کہہ کر جولیا سے اس کا جواب مانگا تھا اور جولیا کا چہرہ فق ہو گیا تھا۔

"یہ ہے وہ زبان جس کا تم نے نام لیا تھا.... مونٹے زوما کے دور میں بولی جانے والی زبان.... تمہاری اطلاع کے لئے میں لاطینی امریکہ کی کئی قدیم زبانوں کا ماہر ہوں....!"

صفدر بھی فرنچ جانتا تھا اس کی حالت بھی غیر ہو گئی۔

"اب تم دونوں مجھ پر ٹوٹ پڑو....!" ایڈلاوا بے حد سرد لہجے میں بولا۔ "شیپرڈ خاصا طاقتور معلوم ہوتا ہے اور میرے اندازے کے مطابق تم بھی کم پھرتیلی نہ ہو گی۔!"

وہ دونوں دم بخود بیٹھے رہے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بیٹھے بیٹھے ہی ان کی روحیں قبض کر لی گئی ہوں۔ ایڈلاوا انہیں غور سے دیکھے جا رہا تھا۔ یک بیک غیر متوقع طور پر بے حد نرم لہجے میں ان سے پوچھا "ایکس ٹو کے آدمی ہو....؟"

"ہاں موسیو....! اب اعتراف ہی کر لینا چاہئے....!" صفدر نے کہا۔

"میں نے کبھی کسی ماتحت آدمی کو پریشان نہیں کیا.... وہ قابل معافی ہوتے ہیں محض مہرے.... اس لئے تمہیں خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔!"

"ہر انصاف پسند آدمی یہی سوچے گا.... موسیو....!" جولیا بولی۔

"تم تو خاموش ہی رہو شریر لڑکی.... تم بہت تیز ہو.... اپنی قومیت بتاؤ....!"

"سوئیس ہوں موسیو....!"

"اور شائد تم وہی ہو....!" ایڈلاوا صفدر کو بغور دیکھتا ہوا بولا "جس نے میرے نائب الفروزے کو ٹریسنی پارک میں چیلنج کیا تھا....!"

"نہیں....! میں وہ نہیں ہوں بلکہ مجھے تو اس کا علم بھی نہیں.... وہ کوئی اور ہو گا....!"

"تمہیں احکامات کس سے ملتے ہیں....؟"

"ایکس ٹو سے....!"

"یہاں بھی....!"

"ہاں موسیو....! وہ ہمیں مخصوص اوقات پر لاسلکی پیغامات بھیجتا ہے۔!"

"کل کتنے آدمی یہاں آئے ہیں....؟"

"یہ بتانا مشکل ہے موسیو....! ہم دونوں کو جو احکامات ملے ہیں بجا لائے ہیں....!"

"ہم نے آج تک اسے دیکھا نہیں صرف آواز سنتے ہیں....!"

"مجھے علم ہے....!"

"ہمیں پلوٹونیم کا گاہک بنا کر بھیجا گیا تھا....!"

"اور اسی سے یہ ہدایت بھی ملی ہو گی کہ قدیم انکا زبان کی بات کر کے میرے آدمیوں کو پوری طرح مطمئن کر دینا....!"

"یہ ہماری اپنی حماقت تھی موسیو....!"

"یہ حماقت نہ ہوتی تب بھی تم ایڈلاوا کو دھوکا نہیں دے سکتے میرے ذرائع لامحدود ہیں.... میں نے معلوم کر لیا تھا کہ پیرو کی حکومت نے کوئی آدمی نہیں بھیجا....!"

"آپ.... آپ.... ایڈلاوا....!" صفدر بوکھلا کر کھڑا ہو گیا.... اس کے جسم پر کپکپی سی طاری ہو گئی تھی۔

"بیٹھ جاؤ....!" ایڈلاوا نرم لہجے میں بولا۔ "میرے سب ہی آدمی مجھے دیکھتے رہتے ہیں۔ ہزاروں دشمن بھی رکھتا ہوں.... اس کے باوجود بھی کوئی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔!"

"ایسا ہی ہو گا.... موسیو....! مجھے یقین ہے....!"

"اب تم دونوں کچھ دنوں تک میرے مہمان رہو گے.... پھر میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ ظاہر ہے کہ وہ چوہا تو اپنے بل سے نکلے گا نہیں.... پیدلوں کو کٹواتا رہے گا.... لیکن ایسا نہیں ہو گا.... میرے ہاتھوں پیدل محفوظ رہیں گے اور میں اس چوہے کو بل سے نکال کر مار ڈالوں گا.... اچھا اب تم دونوں آرام کرو.... تنہائی کے علاوہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی.... تفریحات کے سارے سامان تمہیں اس وسیع تہہ خانے میں ملیں گے.... ایک چھوٹا سا پروجیکشن ہال بھی ہے.... اٹلی کی بہترین فلمیں موجود ہیں.... خود چلاؤ اور دیکھو.... یا جس زبان کی فلمیں چاہو مہیا کر دی جائیں۔!"

"بہت بہت شکریہ موسیو....!" جولیا بولی.... لیکن اب ایڈلاوا اس کی طرف دیکھتا بھی نہیں تھا۔ ساری باتیں صفدر سے مخاطب ہو کر کہی تھیں.... پھر وہ اٹھا تھا اور انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔ ایک لفٹ کے ذریعے وہ عمارت کی کھلی چھت پر جا پہنچا اور جیسے ہی اس نے چھت پر قدم رکھا تھا چھت کی وہ جگہ برابر ہو گئی جس سے خود برآمد ہوا تھا۔ اب وہ زینے طے کر کے نچلی منزل پر آیا اور الفروزے کے رہائشی کمروں کی طرف چل پڑا۔

وہ شاید دفتر جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اس کی آہٹ پر مڑا تھا اور پھر بوکھلائے ہوئے انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"وہ دونوں بعافیت سرحد پار کر گئے....!" ایڈلاوا پر سکون لہجے میں بولا۔

"کب....؟" الفروزے کے حلق سے یہ "کب" توپ کے گولے کی طرح نکلی تھی۔!

"کیا مطلب....؟ تمہیں کیا ہو گیا....!" ایڈلاوا اسے گھورتے ہوئے بولا۔ "تمہیں اس سے کیا سروکار.... کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ اس بار میں کوئی خطرہ مول لوں گا۔ تمہارے حوالے کردوں گا کہ تم سرحد پار کرآؤ.... پہلے یہی سوچا تھا اور شاید تم سے کہا بھی تھا کہ تم انہیں وہاں تک پہنچاؤ گے جہاں سے پلوٹونیم والی گاڑی انہیں سرحد پار کرانے کے لئے لے جائے گی۔!"

"پھر.... تو پھر....؟"

"شاید تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے.... تم پہلی بار ایڈلاوا سے اس طرح سوال کر رہے ہو.... اپنے کام سے کام رکھو.... تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہاری ایک بڑی، حماقت پر تمہیں کوئی سزا نہیں دی گئی.... تمہیں اس رات اسٹیمر کو اس طرح نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔!"

الفروزے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا.... ایڈلاوا اسے گھورے جا رہا تھا۔

"بب.... بہت بُرا ہوا باس....!" الفروزے کچھ دیر بعد بڑبڑایا۔

"کیا ہے....؟ ادھر دیکھو میری طرف....!" ایڈلاوا نے سخت لہجے میں کہا۔

"اس نے مجھے کہا تھا کہ وہ سرحد تک جا کر میرے ساتھ واپس آجائے گی۔!"

"اس بکواس کا مطلب....؟"

"وہ یہیں میرے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔!"

"اور....! اس نے کہا تھا تم سے....؟"

"کہا تھا باس....!"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔!"

الفروزے سر جھکائے کھڑا رہا.... ایڈلاوا اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔!

دفعتاً الفروزے نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "میں اس عمارت میں نہیں رہنا چاہتا.... یہ.... یہ آسیب زدہ ہے....!"

"مجھے حیرت ہے.... کیا تمہاری ذہنی حالت درست کہی جا سکتی ہے۔!"

"میں غلط نہیں کہہ رہا باس....!"

"میں نے آج تک کسی کی زبانی ایسی کوئی بات نہیں سنی....!"

"میں اپنا تجربہ بیان کر رہا ہوں.... ڈائننگ روم سے میز اور کرسیاں غائب ہو گئیں تھیں اور پھر واپس آگئیں....!"

"کون سی پی رہے ہو آج کل....!"

"باس....!"

"میرا خیال ہے کچھ دنوں کے لئے سینٹ ونسنٹ چلے جاؤ.... معدنی چشموں کا پانی پیو.... غسل کرو ٹھیک ہو جاؤ گے.... بہر حال یہ مسئلہ اسی جگہ ختم کر دو.... اگر یہ عمارت آسیب زدہ بھی ہے تو میں ڈان الفروزے کو بزدل سمجھ لینے پر ہرگز تیار نہیں.... اب رہا اس لڑکی کا مسئلہ اگر وہ تم سے اسی قدر متاثر ہوئی ہے تو پیرو سے تمہارے پاس واپس بھی آسکتی ہے۔!"

"اگر یہ اس کے لئے ممکن ہوتا تو یہ تجویز ہرگز پیش نہ کرتی کہ تم ساتھ چلنا اور مجھے زبردستی روک لینا....!"

"یہ کہا تھا اس نے۔!"

"میں جھوٹ نہیں بول رہا باس....!"

"بس تو پھر فکر نہ کرو.... اسے واپس آنا پڑے گا.... پیرو میں دنیا کی کوئی قوت اسے نہ روک سکے گی.... یہ میں کہہ رہا ہوں سمجھے....!"

"سمجھ گیا باس....!" الفروزے بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اور معافی چاہتا ہوں اس جسارت کی....!"

"سب ٹھیک ہے.... میں دیکھوں گا کہ تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔!"

"بہت بہت شکریہ باس....!" الفروزے کھل اٹھا۔

"ایڈلاوا کمرے سے نکلتا چلا گیا.... جب اس کے قدموں کی چاپ سنائی دینی بند ہو گئی تو الفروزے کے ہونٹوں پر ایسی مسکراہٹ دکھائی دی تھی جیسے ایڈلاوا کو الو بنا کر خوش ہو رہا ہو۔!"

سینٹ ونسنٹ ایک پر فضا پہاڑی مقام تھا.... جہاں زیادہ تر معدنی چشموں سے فائدہ اٹھانے والوں کی بھیڑ نظر آتی تھی۔ مئی سے اکتوبر تک خاصی چہل پہل رہتی تھی.... ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا۔ یہاں ایک اعلیٰ درجے کا ہوٹل تھا اور پھر تیسرے اور چوتھے درجے کے متعدد ہوٹل ہر طبقے کے سیاحوں کو سمیٹتے رہتے تھے۔ اعلیٰ درجے کا ہوٹل وہی "اسپا" تھا جس کا نام مرسیانو نے پلوٹونیم کی کھیپ کے سلسلے میں لیا تھا۔ لہٰذا مرسیانو کے افسوس ناک انجام اور بیگل کی تباہی کے بعد بھلا عمران ادھر کا رخ کیسے کر سکتا تھا۔ ایک تیسرے درجے کے ہوٹل میں اس نے اپنے ساتھیوں کے لئے کمرے حاصل کئے تھے اور خود بھی وہیں رہ پڑا تھا۔ ساتھیوں میں صرف جیمسن اور میریانا شامل تھے جوزف کو پھر پیچھے چھوڑ آیا تھا اس کی رنگت کی بناء پر ساتھ رکھنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ بوڑھے ویریو نے کہا تھا کہ وہ لوگ بخوشی جا سکتے ہیں وہ اپنی اور جوزف کی حفاظت کر سکے گا ایڈ لاوا انہیں تلاش نہیں کر سکے گا۔!

میریانا عمران کی عدم موجودگی میں اپنے چلنے کا انداز بدل دینے کی مشق کرتی رہی تھی اور اس میں کامیاب بھی ہو گئی تھی۔ لیکن آواز پر قابو نہیں تھا۔ ایک دن عمران نے انہیں تو سینٹ ونسنٹ میں چھوڑا اور خود اسٹا کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ جیمسن کو بتا دیا تھا کہ کہاں جا رہا ہے لیکن میریانا تو اس سے بھی بے خبر رہی تھی کہ وہ کہیں باہر چلا گیا ہے.... جب رات گئے تک اس کی واپسی نہ ہوئی تو میریانا نے جیمسن کو گھورتے ہوئے کہا۔ "تم دیکھ لینا بالآخر ہمیں رونے کو اس کی لاش بھی نہ مل سکے گی۔!"

"اچھا ہی ہے.... میں تمہیں روتا ہوا نہ دیکھ سکوں گا۔ عجیب مضحکہ خیز شکل ہو جاتی ہے!"

"تم زیادہ بکواس نہ کیا کرو ورنہ پٹو گے.... میرے ہاتھ سے کسی دن....!"

"تم اپنے بربڑھمپ کی باتوں سے مجھے بور نہ کیا کرو۔ کیا میں اس سے کم خوبصورت ہوں۔!"

"جیمو جھینگے....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی تھی۔

دوسری صبح جیمسن نے اس سے کہا "چلو اسپادیشیو چلیں.... ذرا معدنی پانی کی رہے....

بڑی آنتیں خشک ہو گئی ہیں جنگلی مرغیاں کھاتے کھاتے شاید جگر بھی کسی قدر متاثر ہے۔!"

"میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی.... اسپادیشیو کی کہانی نہیں سنی تھی اور پھر اس کے لئے اسی ہوٹل میں کیوں جائیں.... یہاں کئی اور چشمے ہیں۔!"

"ارے بابا تو نکلو باہر، کمرے میں مقید رہنے کے لئے تو نہیں آئے تھے۔!"

"سچ مچ بتاؤ کیا وہ تمہیں کوئی خاص کام بتا گیا ہے....!"

"یقیناً.... اور وہ خاص کام اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ تمہیں زیادہ سے زیادہ خوش رکھوں اور اس کے بارے میں بتاتا رہوں کہ وہ کیسا آدمی ہے۔!"

"بہت کچھ وہ خود ہی بتا چکا ہے.... میں اس سلسلے میں کسی خوش فہمی کا شکار نہیں.... لیکن اس کے باوجود بھی اس کے ساتھ جو وقت گذرتا ہے مجھے اپنی زندگی کا حاصل معلوم ہوتا ہے۔!"

"تمہاری نفسیات بہت پیچیدہ ہے.... عام طور پر عورتیں ایسے مرد کو پسند کرتی ہیں جو جلدی سے قابو میں آ جائے۔!"

"جدوجہد کے بغیر حاصل ہو جانے والی چیزیں میرے لئے بے وقعت ہیں۔!"

"اچھا ایک بات بتاؤ۔!"

"دس بتاؤں گی جیمو پیارے تم پوچھو تو....!"

"اگر ایڈلاوا کے ہاتھ لگ جاؤ تو تمہارا کیا حشر ہو گا....؟"

"کچھ بھی نہیں....! وہ بھی اسی قسم کا آدمی ہے۔ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اسے بھول جاؤ۔ ظاہر ہے کہ اس کا کوئی کیا بگاڑ لے گا۔ لہٰذا اسے پرواہ بھی نہیں ہوتی ایک اسٹیمر مع اسلحہ تباہ ہو گیا۔ جتنی رقم ضائع ہوئی ہے وہ دوسرے ذرائع سے پھر پوری ہو جائے گی۔ اس کی بساط پر جو مہرے پٹے ہیں ان کی جگہ دوسرے لیں گے.... کوئی عورت اس سے بھاگ کر پھر اسی کی طرف پلٹ جائے تو وہ اسے اپنی فتح سمجھتا ہے۔ اگر میں اس سے کہہ دوں گی کہ میں نے صرف اس لئے خودکشی کرنی چاہی تھی کہ وہ مجھے ہاتھ لگا چکا تھا۔ اس کے بعد کسی اور کی قربت پر میں نے موت ہی کو ترجیح دینا مناسب سمجھا تھا تو جانتے ہو کیا ہو گا۔!"

"کیا ہو گا....؟"

"الفروزے جیسے کام کے آدمی کو میرے ہی ہاتھوں موت کے گھاٹ اتروا دے گا۔!"

"تم نے تو کہا تھا کہ سزا بھی تمہیں ہی ملے گی۔ وہ الفروزے یا اس کے آدمیوں سے کچھ نہیں کہے گا کیوں کہ وہ اس کے لئے کام کے آدمی ہیں۔۔!"

"میں نے غلط کہا تھا کیونکہ میں اپنی اس توہین کے بعد واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔۔!"

"پھر وہ تمہاری بازیافت کے لئے کیوں اس قدر کوشش کر رہا تھا جب کہ تم اسے کوئی نقصان بھی نہیں پہنچا سکتیں۔۔!"

"محض ایک واقعے کی بناء پر.... شائد میں نے تم لوگوں کو بتایا تھا۔۔!"

"اچھا وہ کوئی حاکم جو اس سے ملنا چاہتا تھا اسی سے اس کے بارے میں پوچھ بیٹھا تھا اور وہ اس سے اس شکل میں نہیں ملا تھا جس میں خیر اندیش کا عملہ اسے جانتا تھا۔۔!"

"میرا یہی خیال ہے کہ اسی وجہ سے وہ مجھے اپنے ہی پاس رکھنا چاہتا ہے لیکن کسی عورت کا قتل اس کے ہاتھوں یا اس کے حکم سے.... ناممکن قطعی ناممکن....!"

"تو پھر ایسا کرو کہ اس کے پاس چلی جاؤ.... اس طرح ہم اور آسانی سے اس پر ہاتھ ڈال سکیں گے۔۔!"

"بکواس مت کرو.... میں ایسا نہیں کروں گی.... کسی کے لئے بھی نہیں حتیٰ کہ ڈھمپ کے لئے بھی نہیں.... وہ مجھ سے کبھی ایسا نہ کہتا.... جیمبو جھینگے میں اس انداز میں تم لوگوں سے معاونت نہ کر سکوں گی۔۔!"

"ارے تم تو بُرا مان گئیں....!"

"میں اب صرف اپنے بربر سے قریب رہنا چاہتی ہوں۔ خواہ یہ ساتھ عارضی ہی کیوں نہ ہو۔۔!"

"یہ بربر بھی پتا نہیں کس مٹی کا بنا ہے اور میں اس کو یہاں اسی لئے لایا تھا کہ کسی اسپا میں کیچڑ کا تھرمل باتھ دلوا سکوں تا کہ اس کی کھال پر جو چیکنے والا مادہ پایا جاتا ہے اس کا صفایا ہو سکے۔۔!"

"تم آخر اتنی بکواس کیوں کر رہے ہو....؟"

"وہ آج تک کسی بھی عورت کے معاملے میں سنجیدہ نہیں ہوا.... میرا مطلب یہ ہے کہ اس کی زندگی میں عورت کی گنجائش ہی نہیں ہے.... نہ جانے کتنی عورتوں کی زندگیاں اس کی وجہ سے سنور گئی ہیں۔۔!"

"یہی احسان تو مجھے اس سے قریب رکھنا چاہتا ہے کہ وہ سچا ہمدرد اور دوست ہے اور اسی لئے

میں ایڈلاوا کے سلسلے میں اس کی مدد صرف اس حد تک کرنا چاہتی ہوں کہ وہ ایڈلاوا سے مار نہ کھانے پائے.... یقین کرو یہ پہلا مرد ہے جس نے مجھے ان نظروں سے نہیں دیکھا جن نظروں سے مرد عورتوں کو دیکھتے ہیں۔۔!"

"بچہ ہے....!"

"خاموش رہو.... ورنہ سچ مچ جھینگے ہی کی طرح تمہاری کھال اتار دوں گی۔۔!" جیمسن دانت نکالے اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا "تم نے ابھی ایک غلط بات کہی تھی۔۔!"

"میں نہیں سمجھی۔۔!"

"تم نے کہا تھا کہ وہ کسی عورت کا قتل گوارہ نہیں کر سکتا لیکن شاید تم اس لانچ کی تباہی بھول گئیں جس کا ذکر تمہارے بربر ڈھمپ نے کیا تھا۔ اس پر بھی تو ایک لڑکی تھی۔۔!"

"ضروری نہیں کہ ایڈلاوا کو اس کا علم ہو.... مختلف لوگوں کے سپرد مختلف کام ہیں اور وہ خود بخود انہیں مزید کسی ہدایت کے بغیر سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ جو لوگ ان اسمگلروں کی نگرانی کرتے رہے ہوں گے.... انہوں نے ایڈلاوا سے براہِ راست احکامات لینے کی ضرورت ہی نہ محسوس کی ہوگی۔۔!"

"خیر.... خیر.... تو مڈباتھ کی کیسی رہے گی۔۔!"

"مجھے ضرورت نہیں ہے جلدی امراض کے لئے ہوتا ہے کیچڑ کا غسل....!"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کس طرح کیا جاتا ہے....!"

"کیچڑ کو تالابوں میں اکٹھا کیا جاتا ہے۔ ان میں مختلف معدنی نمکیات ملا ہوا پانی بھی شامل ہوتا ہے مخصوص ٹمپریچر کا خیال رکھا جاتا ہے اور پھر اسی کیچڑ کا پلاسٹر کر دیا جاتا ہے مریضوں کے جسموں پر.... تم تو بالکل گندے جھینگے لگو گے مڈباتھ لیتے وقت....!"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں....!"

"تنہا چلے جاؤ.... اس کی عدم موجودگی میں باہر نہیں جاؤں گی.... اور سنو بہتر یہی ہے کہ چلے جاؤ.... وہاں کوئی نہ کوئی لڑکی مل ہی جائے گی۔ وقت گذار لو گے.... اور میں بالکل خاموشی سے وقت گذارنا چاہتی ہوں۔۔!"

پھر جیمسن نکل کھڑا ہوا تھا۔ نہ جانے کہاں کہاں مارا مارا پھرا لیکن میریانا کی پیش گوئی پوری نہ

ہو سکی کہ اسے بھی کہیں نہ کہیں کوئی لڑکی مل ہی جائے گی۔ تھکا ہارا شام کو واپس آیا تھا لیکن کمرہ خالی دیکھ کر الجھن میں پڑ گیا.... میریانا کا سوٹ کیس بھی موجود نہیں تھا۔ تو گویا اس نے اسے اسی لئے باہر بھیجا تھا۔ وہ جلدی جلدی اپنی چیزیں بھی چیک کرنے لگا اور پھر ایک طویل سانس لے کر آرام کرسی ہی پر گر پڑا.... کیونکہ وہ اس کا جیبی ٹرانس میٹر بھی لے گئی تھی۔

عمران ان دونوں کے لئے متفکر تھا۔ آج پانچواں دن تھا کہ ان کی طرف سے کوئی لاسلکی پیغام نہیں ملا تھا۔ وہ ان اوقات پر جیبی ٹرانس میٹر کا سوئچ ضرور آن کر دیتا تھا جو گفتگو کے لئے پہلے سے طے کر لئے گئے تھے۔ لیکن صفدر کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ پانچ دن پہلے اس نے اطلاع دی تھی کہ جولیا الفروزے پر ہاتھ صاف کر دینے میں کامیاب ہو گئی ہے اور عنقریب یہ معلوم ہو جائے گا کہ سرحد کب پار کرائی جائے گی۔ الفروزے کسی مخصوص جگہ پر ان دونوں کو پہنچائے گا۔ وہاں سے مال بردار گاڑی میں بیٹھ کر وہ سرحد کی طرف جائیں۔ گمان غالب ہے کہ وہ ڈرائیور مطلوبہ آدمی ہی ہو گا جو اس مال بردار گاڑی کو ڈرائیو کرے گا۔ الفروزے بھی ساتھ ہو گا کیونکہ جولیا نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ وہ سرحد پار نہیں کرے گی بلکہ غیر متوقع طور پر الفروزے کے ساتھ واپس چلی آئے گی۔ اور صفدر یعنی اس کا باس آلن شیپرڈ بے بس آدمیوں کی طرح سرحد پار کر جائے گا۔ وہاں کوئی بکھیڑا کرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔ بات الفروزے کی سمجھ میں آ گئی ہے اور وہ اس کی تجویز سے متفق ہو گیا ہے۔!

صفدر اور جولیا کو الفروزے تک پہنچانے کے لئے عمران کو بڑے پاپڑ بیلنے پڑے تھے۔ اس نے سچ مچ پیرو کے ذریعے رابطہ قائم کرایا تھا اور پیرو کے سفارت خانے کے ایک ذمہ دار آدمی نے "خیر اندیش" سے اس سودے کی بات چیت کی تھی۔ پھر جب صفدر نے وہاں پہنچ کر اطلاعات دینی شروع کی تھیں تو عمران نے اندازہ لگایا تھا کہ ایڈلاوا خود ہی انہیں سرحد پار کرائے گا اور پھر وہ دیکھ لے گا ایڈلاوا کو....!

اس وقت وہ اسٹا میں ایک ویران مقام پر بیٹھا وقت گذار رہا تھا اس توقع پر کہ شاید معینہ وقت

پر صفدر کی کال ہو ہی جائے۔ ٹرانس میٹر کا سوئچ دو منٹ پہلے ہی آن کر دیا تھا اور پھر اس کی توقع پوری ہی ہو گئی.... صفدر اسے کال کر رہا تھا۔ اس کی کالیں اردو میں ہوتی تھیں اور وہ اسے ایکس ٹو ہی کہہ کر مخاطب کرتا تھا تاکہ ایکس ٹو کا نام ایڈلاوا یا اس کے کسی آدمی کے کان میں پڑ ہی جائے تو یہ مہم کچھ زیادہ ہی مرعوب کرنے والی بن جائے گی۔ عمران نے اس کی کال کا جواب دیا تھا لیکن گفتگو کا آغاز ہوتے ہی اس کے کان کھڑے ہو گئے.... صفدر کی آواز تو صاف پہچان لی تھی لیکن وہ خلاف معمول اردو کی بجائے انگریزی زبان استعمال کر رہا تھا۔ حالانکہ عمران نے اردو کے علاوہ کسی اور زبان کے استعمال پر پہلے ہی پابندی عائد کر دی تھی۔ صفدر کہہ رہا تھا "اسکیم شاید بدل گئی ہے.... روانگی کے لئے کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ دوسرا آئندہ پیغام کل بارہ بجے دن.... اوور اینڈ آل....!" ٹرانس میٹر کا سوئچ آف کر کے بڑبڑایا۔ "تو بیٹے اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم دونوں دھر لئے گئے ہو....!" وہ آج ہی اوسٹا پہنچا تھا۔ اس سے قبل کے پیغامات میں صفدر اسے جولیا اور الفروزے کے روز افزوں عشق کی داستانیں بھی سناتا رہا تھا اور اسی سلسلے میں ان تفریح گاہوں کے نام بھی بتائے تھے جہاں جہاں وہ انہیں لئے پھرتا تھا۔ لہٰذا اب ان دونوں کی صحیح پوزیشن اسی طرح معلوم ہو سکتی کہ عمران ان تفریح گاہوں کو کھنگال ڈالتا۔ صفدر کے بیان کے مطابق الفروزے نے گھر سے تنہا نکلنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ وہ دونوں ضرور ہوتے تھے اسکے ساتھ....

پھر وہ اس جگہ سے اٹھ ہی رہا تھا کہ کسی ہیلی کاپٹر کی گرج سنائی دی ساتھ ہی اس کی چھٹی حس نے بھی اسے جھنجھوڑا تھا وہ بڑی تیزی سے نشیب میں اترنے لگا۔ مسطح زمین پر پہنچ کر تو باقاعدہ دوڑ لگا دی تھی۔ ہیلی کاپٹر کی آواز قریب ہوتی جا رہی تھی۔ اس چٹان کے اوپر پہنچ کر ہیلی کاپٹر فضا میں معلق ہو گیا جس پر ذرا دیر پہلے عمران نے صفدر کی کال ریسیو کی تھی اور مزید کچھ دیر بیٹھا اسی کے متعلق سوچتا رہا تھا۔ حالانکہ اب خاصا اندھیرا پھیل گیا تھا لیکن تاروں کی چھاؤں میں ہیلی کوپٹر کا ہیولا صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران ایک جگہ رک کر حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اچانک مشین گن کی فائرنگ سنائی دینے لگی تھی۔ اس نے دوبارہ دوڑنا شروع کر دیا۔ فائرنگ ہیلی کاپٹر سے اسی چٹان پر ہوئی تھی جس پر سے عمران نے اپنی اس دوڑ کا آغاز کیا تھا۔

کچھ دیر بعد سناٹا چھا گیا اور ہیلی کاپٹر کی آواز بھی بتدریج دور ہوتی گئی عمران زمین پر گر کر ہانپنے لگا۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس قسم کا کوئی واقعہ پیش آئے گا۔ کیا صفدر کی کال ریسیو

کرنے کی بناء پر اس کی اتنی درست نشان دہی ہوئی تھی.... ؟ حیرت انگیز.... کیا ایڈلاوا کے پاس کوئی ایسا آلہ بھی موجود ہے جو لاسلکی کال کا جواب ملنے کی جگہ کا فاصلہ، زاویہ اور سمت بتا سکے.... اتنی صحیح نشان دہی کر سکے.... جس کا ثبوت ہیلی کاپٹر نے ذرا دیر پہلے دیا تھا۔ وہ اس چٹان پر سے فوراً ہی نہ بھاگ کھڑا ہوتا تو ہیلی کاپٹر سے کی جانے والی گننگ اسے چھلنی کر دیتی۔

کچھ دیر بعد سانسوں پر قابو پا کر وہ پھر اٹھا اور آبادی کی طرف چل پڑا۔ خدشہ تھا کہ کہیں کوئی ٹیم ہیلی کاپٹر کی کارکردگی کا جائزہ لینے نہ پہنچ جائے۔

اوسٹا پروانس کی راتیں خوش گوار ہوتی تھیں تفریح گاہیں بھری پڑی نظر آئیں ہواؤں میں لطیف سی خنکی ذہنوں کو تازگی بخشتی رہتی.... یہاں عمران نے دوسرے درجے کے ایک ہوٹل میں قیام کیا تھا اور اب بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔ کوئی ایسی حرکت اس سے سرزد نہیں ہوتی تھی جس کی بناء پر دوسروں کی توجہ اس طرف مبذول ہو سکتی۔ ایسے ملبوسات کا استعمال بھی ترک کر دیا تھا جن میں اس کی شخصیت دوسروں سے نمایاں لگتی.... ایک شریف سیاح کی سی دھج بنائی تھی جو صرف دنیا دیکھنے اور متحیر رہ جانے کے لئے گھر سے نکلا ہو۔

صفدر کی کال کے سلسلے میں پہلے جو شبہ پیدا ہوا تھا وہ ہیلی کاپٹر کی فائرنگ کے بعد یقین کی شکل اختیار کر چکا تھا وہ ضرور پکڑے گئے تھے.... اس کے باوجود بھی وہ ان تمام تفریح گاہوں کے چکر کاٹتا پھر رہا تھا جن کے حوالے صفدر نے اپنے پچھلے لاسلکی روابط میں دیئے تھے۔ بالآخر آنٹی کولانا کے ریکریئشن ہال میں الفروزے نظر آ ہی گیا۔ لیکن وہ دونوں اس کے ساتھ نہیں تھے اور خود بھی کچھ بجھا بجھا سا نظر آ رہا تھا۔ اس کی میز پر کئی بوتلیں اور سائیفن موجود تھے۔ ویسے کوئی ساتھی بھی نہیں تھا۔ تنہا تھا اپنی میز پر.... بہتیری میزیں خالی تھیں کیونکہ یہاں بیٹھتا کون تھا۔ ساری بھیڑ تو رقص کے فرش پر ہوتی تھی.... بس تھکے تھکائے جوڑے ذرا دیر کو کہیں ٹکتے اور پھر ناچنے چل دیتے.... بلند آہنگ موسیقی سے ہال گونج رہا تھا۔ عمران بیٹھنا تو چاہتا تھا لیکن تنہا نہیں۔ اتفاقاً الفروزے کے قریب ہی کی میز پر دو معمر عورتیں نظر آئیں۔ چالیس سال سے کم نہ رہی ہوں گی۔ چہروں سے گھریلو پن ظاہر ہوتا تھا.... عمران آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھا اور قریب پہنچ کر بڑے ادب سے بولا۔ "معزز خواتین معذرت خواہ ہوں.... عظیم اٹلی میرا موضوع ہے اور میں ایک طالب علم سیاح ہوں۔!"

دونوں حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی تھیں.... اس نے پھر کہا تھا۔ "آپ اٹلی کی اصل کلچر کی نمائندہ نظر آئیں.... اسی لئے اگر اسے بد تہذیبی خیال نہ کریں تو ذرا دیر گفتگو کا خواہش مند ہوں۔!"

"کیوں نہیں.... کیوں نہیں۔!" ان میں سے ایک مسکرا کر بولی۔ "بیٹھو.... خوش آمدید۔!"

عمران ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بڑے ادب سے بیٹھ گیا۔ لیکن ایسی کرسی منتخب کی کہ رخ الفروزے ہی کی طرف رہے دونوں خواتین دائیں بائیں تھیں۔ الفروزے اس کے مقابل ہی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں تھرکتے ہوئے جوڑوں پر لگی ہوئی تھیں۔

"کہاں سے آئے ہو....؟" دوسری عورت نے پوچھا۔

"مصر سے سی نورا.... اٹلی کی تاریخ میرا موضوع ہے۔ اوسٹا کے آثار قدیمہ خصوصیت سے تفصیلی مطالعہ میں ہیں.... کیا بات ہے اوسٹا کی رومن آگسٹا پریٹوریا.... جب میں آگسٹس کی محراب سے گذر کر شہر میں داخل ہو رہا تھا تو آنکھیں قدیم رومن تہذیب کے خوابوں میں کھوئی ہوئی تھیں۔!"

"تم بہت پڑھے لکھے ہوئے اطالویوں کے سے انداز میں اطالوی بول رہے ہو۔!" پہلی عورت بڑے پیار سے بولی "کسی غیر ملکی سے اپنی زبان سن کر عجیب سا لگاؤ محسوس ہوتا ہے مجھے۔!"

"اور میں آپ دونوں میں اٹلی کی اسی عظمت رفتہ کی جھلکیاں دیکھ رہا ہوں اس بھیڑ میں کیا رکھا ہے....!" عمران نے رقص کرنے والوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ان کے پاس اپنا کیا ہے.... لباس جانے کہاں سے لائے ہیں اور افریقہ کے وحشی قبائلیوں کی طرح اچھل کود رہے ہیں۔!"

"ان کے اندر اطالیہ دم توڑ رہا ہے....!" دوسری عورت نے قابلیت چھانٹنے کی کوشش کی تھی۔ اتفاقاً اسی دوران میں عمران اور الفروزے کی نظریں ملی تھیں اور عمران نے غیر ارادی طور پر اسے آنکھ ماری تھی۔ وہ ایک دم جھرجھری سی لے کر اسے گھورنے لگا تھا۔ عمران جلدی سے دوسری عورت کی طرف جھک کر بولا۔ "میں دراصل آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ....!"

"ہاں.... ہاں بولو.... کیا معلوم کرنا چاہتے تھے۔!"

عمران نے آہستہ سے رازدارانہ لہجے میں کہا "کیا یہاں کوئی ایسا خیراتی ادارہ موجود ہے جو

میری مدد کر سکے میں بالکل قلاش ہو گیا ہوں اپنے سفارت خانے سے اس لئے رجوع نہیں کرنا چاہتا کہ وہاں میرا ایک خاندانی دشمن بیٹھا ہوا ہے۔ مجھے ایڑیاں رگڑ کر مر جانے پر مجبور کر دے گا۔ اٹلی کے کسی نیک دل آدمی کو بھی میری مدد نہیں کرنے دے گا۔!"

وہ اس انداز میں آہستہ آہستہ بول رہا تھا کہ الفروزے اس شبہے میں مبتلا ہو سکے کہ شاید گفتگو اسی سے متعلق ہو رہی ہے۔ نتیجہ خاطر خواہ نکلا تھا۔ الفروزے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے انہیں گھورے جا رہا تھا اور ادھر دونوں عورتیں اس انکشاف پر بالکل ہی بجھ کر رہ گئی تھیں اور ان کے چہرے اکتاہٹوں کی آماجگاہ بن گئے تھے۔

"نہیں سی نور....! ہم کسی ایسے ادارے سے واقف نہیں....!" ایک عورت بولی اور پھر اس نے دوسری سے کہا۔ "اب چلنا چاہئے.... بہت دیر ہو گئی ہے....!" پھر وہ اسے وہیں بیٹھا چھوڑ کر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی تھیں۔ عمران نے طویل سانس لی۔ الفروزے کی طرف دیکھا اور پھر چھت کی طرف دیکھنے لگا۔ الفروزے اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کی طرف آیا تھا اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا تھا۔ "خبیث آدمی....! کیا میں تم سے ان کھوسٹ بوڑھیوں کا سودا کروں گا۔!"

وہ نشے میں بھی معلوم ہوتا تھا بلانوش ضرور تھا.... لیکن اس وقت اس سے بھی کچھ زیادہ ہی ہو گئی تھی۔

"میں نہیں سمجھا سی نور....!" عمران بھی اٹھتا ہوا بولا۔ الفروزے قد میں اس سے قریباً گیارہ انچ اوپر جا رہا تھا۔

"تم نے کیا سمجھ کر آنکھ ماری تھی۔!"

"یہ آپ کہہ رہے ہیں!" عمران گفتگو میں مناسب الفاظ استعمال کر رہا تھا لیکن لہجہ اکھڑ تھا۔!

"تم سمجھتے ہو کہ میں کوئی گھٹیا ٹیسٹ کا آدمی ہوں.... ہاں اگر کوئی ڈھنگ کی ہو تو لاؤ....!"

"مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے آپ جیسے گلفام کو آنکھ ماری ہو.... لیکن کیا آپ مجھے عورتوں کا دلال سمجھ رہے ہیں....!"

"پھر تم کون ہو....!"

"میں کوئی بھی ہوں.... تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔!"

"گھونسہ مار کر چپٹا کر دوں گا۔!"

"باہر چلو تو بتاؤں اگر یہ پہاڑ ریزہ ریزہ نہ کر دوں تو شمال کے خانہ بدوشوں کا خون نہیں گدھی کا پیشاب دوڑ رہا ہے میری رگوں میں....!"

الفروزے نے اسے حقارت سے دیکھا تھا اور بولا تھا۔ "آؤ....!"

پھر وہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ ساتھ ہی اکھڑ لہجے میں کہتا بھی جا رہا تھا۔ "پتا نہیں کیا سمجھ لیتے ہیں خود کو یہ لمبے چوڑے لوگ.... ہوش ہی میں نہیں رہتے۔!"

الفروزے سن رہا تھا اور خاموشی سے چلا جا رہا تھا لیکن دروازے سے گذر کر اچانک مڑا تھا اور اس کا گھونسہ کسی گرز ہی کی طرح عمران کے سر پر پڑا ہوتا۔ لیکن شاید وہ اس لئے اسے غصہ دلاتا ہوا آیا تھا کہ باہر نکلتے ہی وہ اس پر حملہ کر بیٹھے۔ گویا پہلے ہی سے اس کے لئے تیار تھا لہذا مار کھا جانے کا امکان ہی نہیں تھا۔ پھرتی سے جھکائی دے کر بائیں جانب ہٹ گیا۔ دیوار پر پڑا تھا الفروزے کا گھونسہ اور وہ خود ہی تکلیف سے بلبلا اٹھا تھا۔ پھر تو کھوپڑی سے بالکل ہی آؤٹ ہو گیا۔ دوبارہ جھپٹا عمران پر اور عمران نے برآمدے سے پورچ پر چھلانگ لگائی۔

"زندہ نہیں چھوڑوں گا....!" وہ دہاڑتا ہوا آگے بڑھا۔ عمران اس چکر میں تھا کہ دوسروں کی پہنچ سے دور لے جا کر اس کی مرمت کرے.... یہی ہوا بھی.... پارک کے ایک نیم تاریک گوشے میں اچانک مڑ کر اس نے الفروزے کے سینے پر ٹکر ماری اور وہ اس غیر متوقع حملے کی تاب نہ لا کر چاروں خانے چت ہو گیا۔ وہ تو سمجھ رہا تھا کہ اکھڑ خانہ بدوش اب اس سے خائف ہو کر نکل جانا چاہتا ہے۔ شراب نے ویسے بھی دماغ گھما کر رکھا تھا۔ بہر حال گرا تو پھر اٹھنا نصیب نہ ہو سکا۔ عمران چھلانگ لگا کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا تھا اور پھر کسی ہزار پا کی طرح اس کے جسم سے چمٹتے ہوئے سرگوشی کی "پلوٹونیم کب جا رہا ہے۔!"

الفروزے کا جسم ڈھیلا پڑ گیا.... اور عمران کے پیروں کی گرفت اور سخت ہو گئی۔

"تت.... تم کون ہو....؟"

"یہ میں بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے تم بتاؤ کہ آج وہ دونوں تمہارے ساتھ کیوں نہیں ہیں۔!"

"چچ.... چلے گئے....!"

"بکواس ہے....!"

"دیکھو....!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "اگر تم ایکس ٹو کے آدمی ہو تو.... میں.... تت تو میں....!" وہ اس کے بعد کچھ نہ کہہ سکا کیونکہ عمران کی گرفت بتدریج سخت سے سخت تر ہوتی جارہی تھی۔ الفروزے کے عضلات بھی سخت ہی تھے۔ لیکن گوشت کی زیادتی کی بناء پر وہ کسی حد تک ناکارہ ہی ہو کر رہ گئے تھے۔ اس لئے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے عمران کی ہڈیاں اُس کی کھال پھاڑتی ہوئی گوشت ہی میں اتر جائیں گی۔!

"خاموش کیوں ہوگئے بولو.... پہاڑ کے بیٹے....!"

"تم اگر ایکس ٹو کے آدمی ہو تو میں تم سے ایک خفیہ معاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔!"

"تم اسپین ہو امریکہ نہیں ہو پیارے۔!"

"مم.... میری بات سمجھنے کی کوشش کرو.... مجھے اٹھنے دو.... دوستوں کی طرح نہ ملوں تو کتیا کی اولاد سمجھنا۔!"

"اسپینی بات کے پکے ہوتے ہیں....!" عمران بولا۔ "میں ضرور یقین کروں گا.... تمہارے قول پر!" عمران نے یک لخت نہ صرف گرفت ڈھیلی کر دی بلکہ اسے چھوڑ کر ہٹ بھی گیا۔ یہی نہیں بلکہ اس کے بعد اسے زمین سے اٹھنے میں مدد بھی کی تھی.... الفروزے کھڑا ہانپتا رہا.... پھر عمران نے اندھیرے میں اس کا دبا دبا سا قہقہہ سنا تھا۔!

"میں مطمئن ہوں....!" عمران بولا "کہو کیا کہتے ہو....؟"

"پہلے مجھے ہنس لینے دو....!"

"ضرور ہنسو....!"

"وجہ نہیں پوچھو گے....!"

"طبیعت ہے اپنی اپنی میں پٹنے کے بعد پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا ہوں تم ہنستے ہو.... وجہ پوچھ کر کیا کروں گا....!"

"یہ بات نہیں ہے.... تم وہی مردود یونانی طالب علم معلوم ہوتے ہو.... میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔!"

"لیکن میری بے بی بچھڑ گئی۔!"

الفروزے کا قہقہہ دور دور تک گونجا تھا۔!

"چلو واپس چلیں....!" وہ بالآخر بولا۔

"کہیں اور.... اب وہاں نہیں....!" عمران بولا۔

"کہیں اور سہی.... آؤ میری گاڑی موجود ہے۔!"

عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور الفروزے کے ساتھ چل پڑا۔ الفروزے نے اس کے لئے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا اور خود گھوم کر اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔ دس منٹ بعد وہ فوئیشیو میں پہنچے تھے اس کا پارک بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ حالانکہ خاصی خنکی تھی لیکن لوگ کھلے ہی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ الفروزے نے ایک گوشہ منتخب کیا جہاں آس پاس میزیں خالی پڑی تھیں۔!

"کیا پیئو گے....!" اس نے عمران سے پوچھا۔

"کافی....!"

"صرف....؟"

"پردیس میں اس سے آگے نہیں بڑھتا۔!"

"اسی لئے شیطان کے دادا ہو....!" الفروزے اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ عجیب ٹائپ تھا اس کا.... قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کچھ دیر پہلے اس کے ہاتھوں زک اٹھائی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے برسوں کا بچھڑا ہوا کوئی دوست ملا تھا۔!

"کیا تم ہی ایکس ٹو ہو....؟" الفروزے نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

اس پر عمران ہنس کر بولا تھا۔ "اس کا ایک ادنیٰ خادم.... وہ تو صرف ایک بہت بڑا دماغ ہے.... خود حرکت نہیں کرتا.... صرف پلاننگ کرتا ہے۔ ہم لوگ تو اس کی بساط کے مہرے ہیں۔!"

"اس کے مہروں نے ایڈلاوا کو تھکا مارا تھا۔!"

"پیدلی مات ہوگی....!" عمران خشک لہجے میں بولا۔ "اب تم کام کی بات کرو.... مجھے یقین نہیں آتا کہ پلوٹونیم سرحد پار کر گیا....!"

"ایڈلاوا کا بیان ہے.... میں کچھ نہیں جانتا.... میں تو ہمیشہ اسٹیمر پر ہی رہا ہوں....!"

"وہ دونوں ہی لے گئے ہیں یا کوئی اور بھی تھا....؟"

"میری دانست میں کوئی چوتھا آدمی ہرگز نہ رہا ہوگا۔!" الفروزے بولا۔ "میں صرف عزم محکم ہوں.... ذہانت نہیں رکھتا.... کمانڈ کر سکتا ہوں.... پلاننگ نہیں کر سکتا.... ایڈلاوا مجھے بلڈوزر کی جگہ استعمال کرتا ہے۔!"

"میرا یہی اندازہ تھا....!"

"وہ اس تنظیم کا ذہن ہے اور میں جسم .... لیکن اس نے میری خواہشات کا گلا گھونٹ دیا زندگی میں پہلی بار ایک دلکش عورت نے مجھے چاہا تھا۔ ایڈلاوا نے اسے مجھ سے چھین لیا۔!"

"اس سے بڑا کمینہ پن اور کوئی نہیں ہو سکتا....!" عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔

پھر الفروزے نے ژولی ژوگواں کی کہانی شروع کر دی۔ عمران خاموشی سے سنتا رہا لیکن بات جب قدیم انکا کی زبان تک پہنچی تو وہ اپنی کھوپڑی سہلائے بغیر نہ رہ سکا۔!

"وہ اس کا ترجمہ فرانسیسی میں کرتی ہوئی اتنی بھلی لگتی تھی کہ کیا بتاؤں۔!"

"کیا ایڈلاوا کی موجودگی میں بھی کبھی ان کی زبان اور فرانسیسی ترجمے کی ہوئی تھی یا نہیں۔!" عمران نے پوچھا۔

"مجھے تو نہیں یاد پڑتا.... لیکن ٹھہرو....! مجھے سوچنے دو.... اوہ ہاں.... پہلی بار جب وہ اچانک ان کی موجودگی میں پہنچ گیا تھا۔!"

عمران نے منہ چلا کر ٹھنڈی سانس لی اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔

"لیکن تم نے یہ کیوں پوچھا تھا....؟"

"ایڈلاوا چاہتا تو خود ان سے اسی زبان میں گفتگو کر سکتا تھا۔!" عمران بولا۔

"میں ایڈلاوا کے متعلق اس حد تک نہیں جانتا...!" الفروزے اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں جانتا ہوں.... وہ اسی خاندان کا ایک بچا کھچا آدمی ہے جس کی حکومت اسپینی حملہ آور فرانسسکو پزارد کے حملے کے وقت پیرو میں تھی.... مونٹے زوما کی نسل کا آدمی ہے۔!"

"کمال ہے.... میں پندرہ سال سے....!"

"تم نے آج تک اس کی اصلی شکل ہی نہ دیکھی ہوگی۔!"

"تم لوگ بہت کچھ جانتے ہو....!"

"ایڈلاوا.... اسی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے آواز ہی آواز....!"

"خدا کی پناہ....!" وہ عمران کو حیرت سے دیکھے جا رہا تھا۔

عمران ویٹر کی طرف متوجہ ہو گیا جو کافی اور شراب کی بوتل لایا تھا۔ اس کے رخصت ہو جانے پر الفروزے نے بقیہ کہانی شروع کر دی اور اختتام پر بولا۔ "اس نے میری لاعلمی میں نہیں سرحد پار کرادی ورنہ اگر میں ساتھ ہوتا تو وہ واپس آجاتی۔!"

"مجھے یقین ہے کہ وہ واپس آگئی ہوگی....!" عمران سنجیدگی سے بولا۔

"کیا کہہ رہے ہو....!" الفروزے اچھل پڑا۔

"پرسکون رہو.... میں غلط نہیں کہہ رہا.... وہ ایڈلاوا کے ساتھ ہی پلٹ آئی ہوگی۔ اگر تمہیں اتنا ہی چاہنے لگی تھی.... لیکن ایڈلاوا اسے ہڑپ کر گیا۔!"

الفروزے کی مٹھیاں کھلنے اور بند ہونے لگیں.... چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں اپنے حلقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں۔ بالآخر وہ پھنسی پھنسی سی آواز میں بولا۔ "میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" پھر اس نے ایڈلاوا کے خلاف شکووں کا دفتر کھول دیا تھا۔ اس عمارت کا بھی ذکر کیا جہاں خود مقیم تھا۔ تہہ خانوں پر بات چلی اور اس نے عمران کو بتایا کہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ تہہ خانے میں داخل ہونے کا راستہ نہیں تلاش کر سکا۔!

"دونوں مل کر تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔!"

"اگر وہ مل گئی تو میں تمہیں مالا مال کر دوں گا تم لوگ یہی چاہتے ہو نا.... ایڈلاوا مار ڈالا جائے۔!"

"کھلی ہوئی بات ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرا باس اس کی لاش دیکھنا چاہتا ہے۔!"

"تم جیسا کوئی پھرتیلا اور ذہین آدمی میرے ساتھ ہو تو یہ ناممکن بھی نہیں.... میں نے اپنی زندگی اس کے ساتھ خواہ مخواہ برباد کر دی.... نہ وہ وفاؤں کا صلہ دے سکتا ہے اور نہ خود کسی کا وفادار رہ سکتا ہے۔!"

"میں کوئی نئی اسکیم ترتیب دوں گا تم بے فکر رہو.... ژولی ژوگواں تم تک ضرور پہنچے گی۔!"

وہ دونوں تہہ خانے ہی میں تھے اور یہاں انہیں کوئی تکلیف نہیں تھی۔ لیکن بقیہ دنیا سے کٹ کر رہ جانا ہی بڑا تکلیف دہ مسئلہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ایڈلاوا کے علاوہ ابھی تک یہاں انہیں چوتھی شکل نہیں دکھائی دی تھی۔ ان کی دانست میں ایڈلاوا انہیں شیشے میں اتارنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پچھلے دن اس نے صفدر سے ایکس ٹو کے لئے کال بھی کرائی تھی۔ اس کے لئے کچھ ہدایات دی تھیں اور صفدر کو بے چون وچرا وہی کرنا پڑا تھا جو ایڈلاوا نے کہا تھا۔ ویسے صفدر کو یقین تھا کہ اردو کی بجائے انگلش میں پیغام سننے کے بعد عمران کا ذہن فوری طور پر دوسرے نکتہ نظر سے سوچنا شروع کر دے گا۔ اسے رہ رہ کر اپنی اور جولیا کی حماقت یاد آتی رہی۔ "انکا" قبائل کی زبان والی حماقت.... یہ حرکت عمران کی اسکیم میں شامل نہیں تھی۔ آلن شیپرڈ کا شجرۂ نسب بھی خود جولیا ہی نے مرتب کیا تھا۔ ورنہ اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ عمران نے تو ان سے یہی کہا تھا کہ وہ فرانسیسی اور ٹوٹی پھوٹی اطالوی سے کام چلائیں گے۔ لیکن ہونے والی بات ہو کر رہتی ہے۔ الفروزے کا سامنا ہوتے ہی جولیا کی مزاح کی حس بیدار ہو گئی تھی اور اس نے آلن شیپرڈ کا نسب نامہ فی البدیہہ کھینچ مارا تھا۔ بہر حال صفدر نے ناکامی کا سارا الزام اسی کے سر رکھ دیا اور جولیا جھنجھلا کر بولی۔ "میرا بھی اتنا قصور نہیں جتنا عمران کا ہے۔!"

"بھلا ان کا کیا قصور....!"

"اس کی صحبت میں تو ہم سب خراب ہوئے ہیں۔ بسا اوقات غیر شعوری طور پر اس کی نقالی کرنے بیٹھ جاتے ہیں اور مارے جاتے ہیں۔!"

"یہ دلیل ٹھیک رہے گی۔!" صفدر بولا "اگر زندہ بچیں اور ایکس ٹو جواب طلب کرے تو تم اپنی عرضی میں یہی عذر ٹانک دینا....!"

"پھر کیا کروں گی....؟"

"اب سونا چاہئے....!" صفدر گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت کسی نے پارٹیشن کے دروازے پر دستک دی۔ "آجاؤ....!" صفدر نے فرانسیسی میں کہا اور ایڈلاوا دروازہ

کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔

"ناوقت آیا ہوں.... میں نے سوچا تم لوگ بور ہو رہے ہو گے.... لہٰذا تم میں ایک فرد کا اضافہ کر دیا جائے.... یہ میریانا ہے.... میری آٹھویں سیکرٹری.... یہ جولیانا فٹز واٹر.... اور یہ صفدر سعید....!" ایڈلاوا نے ان کا تعارف کرایا تھا۔ میریانا نے دونوں سے مصافحہ کیا اور بیٹھ گئی۔

"تم لوگ کافی پینا چاہو تو....!" ایڈلاوا بولا۔

"نہیں سی نور تکلیف نہ کیجئے....!" جولیا بولی "ہم سونے کی تیاری کر رہے تھے۔!"

"میری یہ سیکرٹری ایک حادثے کا شکار ہو کر تمہارے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ مجھ سے رابطہ قائم نہ کر سکی.... اب یہ پھر میری طرف پلٹ آئی ہے۔ بس ان کے پنجے سے نکل آنے کا ایک موقع نصیب ہو گیا تھا۔!"

"ہمارے آدمیوں نے تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی تو نہیں کی سی نورا....!" جولیا نے اس سے پوچھا۔

"قطعی نہیں....! جہاں تک آدمیت کا سوال ہے ان میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔!" میریانا نے طویل سانس لے کر کہا "بس وہ مجھے میرے عزیز ترین باس کے خلاف استعمال کرنا چاہتے تھے۔!"

"خیر یہ تو محبت اور جنگ میں ہوتا ہی رہتا ہے۔!" جولیا نے کسی قدر طنزیہ انداز میں کہا اور محبت کے نام ہی پر میریانا چونک کر اسے گھورنے لگی تھی اور جولیا نے کوئی بہت ہی خاص بات نوٹ کی۔!

"ایڈلاوا صفدر کو بغور دیکھے جا رہا تھا۔ دفعتاً بولا۔ "موسیو صفدر سعید! کیا تم اپنے باس سے انگلش ہی میں گفتگو کرتے ہو۔!"

"ہاں موسیو....! وہ ہمیں اسی زبان میں احکامات دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک ہم یہی اندازہ نہیں کر پائے کہ وہ ہمارے ہی ملک کا کوئی باشندہ ہے یا غیر ملکی۔!"

ایڈلاوا کی سپاٹ آنکھیں کسی قدر فکر مندی کا اظہار کرنے لگی تھیں۔ اس نے تھوڑی دیر بعد کہا "تم اسے معینہ اوقات میں برابر کال کرتے رہو۔!"

"ضرور موسیو....! پہلے ہم سمجھتے تھے کہ وہ بہت باخبر آدمی ہے.... لیکن بالآخر اس کی بے

خبری نے ہماری گردن کٹوا ہی دی.... نہ ہم تمہاری قومی زبان میں گفتگو کرتے اور نہ اس حشر کو پہنچتے اور سچی بات یہ ہے موسیو کہ میں اس پر یقین کرنے پر ہرگز تیار نہیں کہ تمہیں پیرو سے ہمارے متعلق کوئی اطلاع ملی ہو گی۔!"

"کیوں....؟"

"ہمارے باس نے پکا کام کیا تھا پیرو کے سفارت خانے کے توسط سے.... دراصل ہم اپنی مادری زبان کی وجہ سے مارے گئے جو تمہارے لئے بندروں کی چڑ چڑ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تھی۔ الفروزے تو آگیا تھا چکر میں....!"

ایڈلاوا کچھ نہ بولا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے میریانا سے کہا تھا "تم فی الحال انہی لوگوں کے ساتھ رہو گی۔!"

"جیسی باس کی مرضی....!"

"ایک بار پھر تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ الفروزے تمہارے ہی ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے گا۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا.... مجھے دوسری کہانی سنائی گئی تھی۔!"

"خیر.... دیکھا جائے گا....!" میریانا بولی۔

ایڈلاوا چلا گیا تھا اور جولیا میریانا کو گھورتی رہی تھی۔ دفعتاً وہ بولی "کیا صرف اطالوی ہی بول سکتی ہو....؟"

"نہیں....! تھوڑی بہت فرنچ بھی آتی ہے۔!"

"تم ہمارے کس آدمی کے ہاتھ لگی تھیں۔؟"

"ایک نہیں دو ہیں.... بربڈھمپ اور جمن مراکشی.... ڈھمپ کہیں گیا ہوا تھا میں جمن مراکشی کا جیبی ٹرانس میٹر چرا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ ٹرانس میٹر پر باس سے رابطہ قائم کیا اور ان کے پاس چلی آئی۔ جانتی ہو میرے باس کی چوبیس سیکرٹریاں ہیں۔ سب ہی اسے یکساں طور پر چاہتی ہیں اور ایک دوسری سے حسد نہیں رکھتیں۔ میں ایک غلط فہمی کی بناء پر اپنے آدمیوں سے بچھڑ گئی تھی۔!"

"ذرا میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرو....!" جولیا بولی۔

"کیا مطلب....؟"

جولیا کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی اور وہ اس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہی تھی۔ میریانا گڑبڑا کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ دوبارہ نظر ملی تب بھی جولیا اسی طرح دیکھے جا رہی تھی۔

"تت.... تم کیا سمجھتی ہو.... آخر....!" وہ بولنے پر مجبور ہو گئی۔

"کچھ بھی نہیں....!" جولیا مسکرائی۔

"تمہاری نظر مجھے الجھن میں مبتلا کر رہی ہیں۔!"

"میں کہنا چاہتی تھی کہ وہ صرف ایک مسخرہ درندہ ہے اس سے متاثر ہو کر جی کو روگ نہ لگا لینا....!"

"بکواس مت کرو....!" میریانا بھنا کر بولی۔ "میں صرف اپنے باس کی وفادار ہوں.... میرا باس مافوق الفطرت ہے.... وہ عظیم ہے.... حسین ہے اس جیسا کوئی مرد میری نظر سے آج تک نہیں گذرا اور وہ ڈھمپ....!" میریانا حقارت سے ہنسی تھی۔

جولیا کے چہرے پر اس نے اطمینان کی لہریں محسوس کر لی تھیں۔ میریانا بھی کم گھاگ نہیں تھی۔ صفدر ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے ان کی اطالوی سنے جا رہا تھا!

❖

الفروزے واپس آیا تو بے حد خوش تھا۔ صبح ہونے میں صرف ڈھائی گھنٹے باقی تھے۔ خواب گاہ میں داخل ہوا۔ بلب روشن ہی کیا تھا کہ ایڈلاوا سامنے کھڑا نظر آیا۔ اس کی آنکھیں الفروزے کو اپنے پورے وجود میں چبھتی محسوس ہو رہی تھیں....!

"کیا یہ مناسب ہے....؟" دفعتاً ایڈلاوا سرد لہجے میں بولا۔

"مم.... میں نہیں سمجھا باس....!"

"وہ کون تھا.... جس سے تم فونے شیو میں مل بیٹھے تھے....!"

"ارے وہ باس.... لوپو فوناٹا....!"

"یہ کیا بلا ہے....؟"

"ایک شمالی خانہ بدوش.... میرے بچپن کے دوست کا بیٹا ہے۔ اس کا باپ ٹوگو فوناٹا بہترین نشانے باز تھا۔ شمال میں سفید بھیڑیوں کا مشہور ترین شکاری....!"

"میں سمجھا شائد وہ کوئی اجنبی تھا۔!"

"نہیں باس....!سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"میریانا واپس آگئی ہے۔!"

"نن.... نہیں۔!" الفروزے بوکھلا گیا۔اس سے اصل بات چھپائے رکھی تھی۔ یہ بتایا تھا کہ موگمبی والے معاملے میں دونوں کے درمیان سخت کلامی ہوئی تھی اور میریانا نے طیش میں آکر اسٹیمر سے چھلانگ لگادی تھی۔

"وہ اسی طرح آئی ہے جیسے وتالینی پوائنٹ نمبر بارہ پر پہنچا تھا....!"

"تب تو....!" الفروزے نے ہاتھ کو جنبش دے کر کہا....انداز ایسا ہی تھا جیسے قتل کردینے کا مشورہ دیا ہو۔

"فی الحال نہیں....!"

"میرے بارے میں اس نے یقیناً کوئی نہ کوئی جھوٹ بولا ہوگا۔!"

"کیا فرق پڑتا ہے.... مجھے کب یقین آئے گا۔!"

"اعتماد کے لئے شکر گزار ہوں باس....!" الفروزے گھگھیایا۔

"اور اب تم اس طرح تنہا باہر نہیں نکلو گے۔!"

"کک.... کیوں.... باس....؟"

"ایکس ٹو اوشاہی میں موجود ہے.... آج مارا ہی گیا ہوتا لیکن نکل گیا....!"

الفروزے نے متحیرانہ نظروں سے دیکھا تھا۔ ایڈلاوا سرد لہجے میں بولا۔ "میں جانتا ہوں کہ تم بہت دلیر ہو.... تمہیں پرواہ نہیں کہ کب اور کہاں مر جاؤ گے لیکن میں تم جیسے کار آمد آدمی سے ہاتھ دھونا نہیں چاہتا۔!"

"جیسا حکم باس.... لیکن کھلی ہوا کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا اور اسے بھی گوارا نہیں کرسکتا کہ باڈی گارڈ کے ساتھ باہر نکلوں....!"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے.... کم از کم چار بہترین لڑاکے تم سے دور رہ کر عقب سے ہونے والے حملے کا خیال رکھیں گے۔!"

"میں زندہ نہیں رہنا چاہتا باس....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"یہ الفروزے کی آواز ہے....!" ایڈلاوا نے طنزیہ لہجہ میں کہا۔الفروزے کچھ نہ بولا۔

"خام خیالیوں سے باز آجاؤ.... میں نے وعدہ کیا ہے کہ اسے پیرو سے بلوالوں گا.... فی الحال چھیڑنا مناسب نہیں....اگر میں یہ طریقہ اختیار نہ کرتا تو پھر زک اٹھانی پڑتی.... وہ لوگ ان لوگوں تک بھی پہنچ گئے تھے جن کے ذریعے مال ہمارے پاس پہنچتا ہے۔!"

"یہ تو بہت بُرا ہوا باس....!"

"پرواہ مت کرو.... دروازہ بند کردیا گیا ہے.... اس کے آگے کوئی راہ نہیں اور ہاں.... وہ تمہارا شمالی خانہ بدوش کیا مستقل طور پر یہاں رہتا ہے۔!"

"یہ میں نے پوچھا ہی نہیں.... قریباً پانچ سال بعد ملاقات ہوئی ہے.... پانچ سال پہلے چیادینا میں ملا تھا۔!"

"کیا کرتا ہے....؟"

"وہی خاندانی پیشہ.... سفید بھیڑیوں کا شکار....!"

"کہاں مقیم ہے....؟"

"یہ بھی نہیں پوچھا میں نے.... ضروری نہیں کہ کل پھر ملاقات ہو.... ہو سکتا ہے دس سال بعد ہو۔!"

ایڈلاوا کچھ نہ بولا۔ کمرے سے نکلا چلا گیا.... پھر وہ متعدد راستوں سے ہوتا ہوا چھت پر پہنچا اور لفٹ اسے تہہ خانے میں لے گئی تھی۔ تہہ خانے کی تاریکیوں نے اسے نگل لیا۔

میریانا دوسری صبح خود ہی بیدار ہوئی تھی اور چاروں طرف دیکھنے لگی تھی۔ جیسے خواب دیکھ رہی ہو۔ کیونکہ یہ تہہ خانے کا وہ کمرہ نہیں تھا جہاں وہ سوئی تھی۔ یہ تو کسی کھلی جگہ پر بنے ہوئے مکان کا کوئی کمرہ تھا۔ وہ بوکھلا کر کھڑکی کے قریب آئی تھی اور باہر دیکھنے لگی تھی۔ بڑا پر فضا مقام تھا۔ صبح کی ابتدائی کرنیں فضا میں بھیگی بھیگی سی نرم حرارت پھیلا رہی تھیں اور دور تک سبزہ ہی سبزہ لہلہا رہا تھا۔ لیکن کہیں اور کوئی عمارت نہ دکھائی دی۔ وہ پلٹ کر بستر کی طرف آئی تھی۔ سلیپر پہنے اور سرہانے پڑے ہوئے سلیپنگ گاؤن کو اٹھا کر دیکھا اور پھر اسے پہن کر دوڑتی ہوئی کمرے سے نکل آئی۔ عمارت زیادہ بڑی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ کل چار عدد کمرے رہے ہوں گے۔ لیکن صرف وہی کمرہ مقفل نہیں تھا جس سے خود میریانا برآمد ہوئی تھی.... کچن میں کھانے

پینے کے سارے لوازمات موجود تھے لیکن وہ اس عمارت میں بالکل تنہا تھی۔ پھر تھوڑی دیر ہی بعد اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ فی الحال کسی ویرانے میں مقیم تھی۔ جہاں دور دور تک کسی عمارت کا پتا نہیں تھا دس پندرہ منٹ اس نے کھلی فضا میں گذارے تھے پھر عمارت کی طرف پلٹی تھی۔ صدر دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے پشت پر ایک زبردست قسم کی پھنکار سنی اور اچھل پڑی۔ پھر مڑتے ہی چیخ پڑی۔ ایک بہت بڑا اژدھا اس کی جانب رینگ رہا تھا۔ ایک چیخ پھر اس کے حلق سے نکلی پھر اچانک بائیں جانب سے زرد رنگ کی کسی گول مٹول سی شے نے اژدھا پر چھلانگ لگائی تھی۔ میریانا اور اژدھے کے درمیان حائل ہو جانے والی یہ شے ایک بہت بڑی بلی تھی۔ زرد رنگ کے لمبے لمبے بالوں سے ڈھکی ہوئی ایک غیر معمولی جسامت والی بلی.... اژدھا سکڑتا ہوا کسی قدر **پیچھے ہٹا تھا اور پھر یک بیک بلی پر جھپٹا تھا۔ بلی بھی اس پر چڑھ بیٹھی تھی ....! میریانا گرتی پڑتی** صدر دروازے سے اندر داخل ہوئی اور دروازہ بولٹ کر کے چکرائی تھی اور فرش پر آ رہی تھی۔ بے ہوش تو نہیں ہوئی لیکن جسم بالکل بے دم ہو کر رہ گیا تھا۔ ہاتھ پیر ہلانے کی سکت بھی محسوس نہیں کر رہی تھی۔ دونوں درندوں کی پرجوش آوازیں اب بھی اس کے کانوں میں پڑ رہی تھیں اور جسم کے اندر نہ مٹنے والی تھرتھراہٹ جاری تھی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ پرسکون ہوتی گئی۔ ان درندوں کی آوازیں بھی اب نہیں آ رہی تھیں۔ وہ اٹھی تھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کمرے میں پہنچی تھی جو مقفل نہیں تھا اور جہاں وہ بیدار ہوئی تھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیوں اور کیسے ہوا۔ کیا ایڈلاوا اس کا بھی وہی حشر کرے گا جو نٹالینی کا ہوا تھا۔ کاش وہ جلد بازی سے کام نہ لیتی۔ وہ تو اسے بچا لینے کے لئے ایڈلاوا کے پاس دوبارہ آئی تھی اور ایسی کہانی ساتھ لائی تھی جس پر ایڈلاوا کو یقین کر لینا چاہئے تھا۔ وہ اس کے قریب رہ کر بربر ڈھمپ کی حفاظت کرنا چاہتی تھی۔ لیکن یہ کیا ہو گیا۔ وہ مضطربانہ انداز میں اپنی پیشانی رگڑنے لگی پھر بری طرح چونکی تھی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے چہرے کی کھال بالکل بے جان ہو۔ اس کیفیت کا تجربہ تھا۔ بربر ڈھمپ نے کئی بار اس کا پلاسٹک میک اپ کیا تھا اور وہ میک اپ ہی میں ایڈلاوا کے پاس پہنچی تھی۔ لیکن ایڈلاوا نے اس کا میک اپ اتار دیا تھا اور جب وہ اس کے ساتھ تہہ خانے میں پہنچی تھی تو میک اپ میں نہیں تھی لیکن اس وقت کیا ایڈلاوا نے دوبارہ اس کا میک اپ کیا تھا۔ پھر وہ پوری عمارت میں آئینہ ڈھونڈتی پھری تھی۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی تھی۔ پانی کے ذخیرے میں جھانک کر دیکھا لیکن اس میں

بھی شکل واضح طور پر نہ دکھائی دی۔ کچن کے سارے برتن دھندلائے ہوئے تھے۔ کچن میں پہنچی تو یاد آیا کہ اس نے ناشتہ نہیں کیا لیکن بھوک پیاس تو غائب ہی ہو چکی تھی۔

آج الفروزے نے شام باہر گذارنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔ وہ ایڈلاوا سے خائف تھا۔ جسے ذرا ذرا سی بات کی خبر ہو جاتی تھی۔ شکر تھا اس کے سراغرسانوں نے انہیں اس ہوٹل میں دیکھا تھا جہاں دونوں دوستانہ انداز میں گفتگو کر رہے تھے۔ وہاں نہیں دیکھا جہاں یونانی طالب علم نے اس کی پٹائی کی تھی۔ بند کمروں میں شام گذارنا اس کے بس سے باہر ہو جاتا تھا۔ اس نے سوچا بس عمارت ہی تک محدود رہنا چاہئے۔ عمارت کے سامنے والے پارک میں آ بیٹھا۔ بٹلر کو بلوا کر وہیں شراب طلب کی اور پینے بیٹھ گیا۔ ستمبر کا مہینہ تھا اوسٹا کی شامیں اور راتیں خاصی سرد ہونے لگی **تھیں لیکن اتنی بھی نہیں کہ آتش دانوں کی یاد ستانے لگے۔**

سورج غروب ہو جانے تک وہ اتنی پی چکا تھا کہ ذہن کو جس راستے پر بھی لگانا چاہتا لگا دیتا۔ اس نے سوچا اب اٹھنا چاہئے اور خواب گاہ میں پہنچ کر اتنی ہی اور پینی چاہئے.... جتنی اب تک پی چکا ہے۔ اس کے بعد دماغ میں اتنی سکت نہ رہے گی کہ وہ جاگتا رہ سکے۔ خواب گاہ کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ اچھل پڑا تھا۔ پھر دہاڑنے ہی والا تھا کہ سامنے کھڑے ہوئے ملازم نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ الفروزے کا کھلا ہوا منہ بند ہوا۔ ملازم نے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ جیب سے نکالا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن اس کی انگلی بدستور ہونٹوں پر رہی تھی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تحریر پڑھ لینے سے قبل ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالے۔ تحریر اطالوی میں تھی "دوست الفروزے! تمہارا وفادار دوست یونانی طالب علم حاضر ہے۔ ہمارے درمیان تحریری گفتگو ہو گی۔ کیونکہ پوری عمارت بگڈ ہے ہلکی سی سرسراہٹ بھی کہیں نہ کہیں ضرور سنی جاتی ہو گی۔ آج دن بھر میں یہاں اسی دیکھ بھال میں رہا ہوں۔ تہہ خانے کا راستہ بھی دریافت کر لیا ہے۔ فکر نہ کرو۔ تمہارا وہ ملازم بخیریت ہے جس کے روپ میں مجھے دیکھ رہے ہو۔ فی الحال ایڈلاوا یہاں نہیں ہے۔!"

الفروزے کے دانت نکل پڑے۔ اس نے جیب سے قلم نکال کر لکھنا شروع کیا "تم قول کے سچے ہو۔ میں مطمئن ہوں.... مگر میری جان پر بنی ہوئی ہے۔ ژولی ژوگواں....!"

عمران نے پرچہ اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر لکھنا شروع کر دیا۔ "وہ یہیں موجود ہے لیکن ایڈلاوا سے نپٹے بغیر اسے چھیڑنا مناسب نہ ہوگا۔ اس لئے چپ چاپ بیٹھو اور مجھ پر اعتماد کرو۔ جو کچھ میری زبان سے نکل جاتا ہے اس کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینا میری ہابی ہے اور ہاں ابھی تمہیں تہہ خانے کا راستہ بھی نہیں بتاؤں گا۔!"

"جیسی تمہاری مرضی.....! میں مطمئن ہوں.....!" الفروزے نے لکھا اور عمران اس کے ہاتھ سے پرچہ لے کر کمرے سے باہر آ گیا..... الفروزے کمرے کے وسط میں متحیر کھڑا رہا۔ پتا نہیں کتنی دیر تک کھڑا رہا تھا۔ شراب کے نشے کے علاوہ بھی کسی اور طرح کا نشہ طاری ہو گیا۔ لذت آگئیں، سرور آمیز اور اسی کیفیت کو برقرار رکھنے کے لئے اس نے مزید پینے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔ دفعتاً وہ چونکا تھا بالکل سر ہی پر کسی بڑے ہیلی کوپٹر کی گھن گرج سنائی دی تھی اور یہ اس کے لئے کوئی نئی بات بھی نہیں تھی۔ ایڈلاوا کبھی کبھی یوں بھی نازل ہو جاتا تھا۔ عمارت کی وسیع چھت پر ایک طرف مختصر سا ہیلی پیڈ بھی بنا ہوا تھا۔ وہ نہایت اطمینان سے آرام کرسی پر نیم دراز ہوتا ہوا سوچنے لگا تھا۔ آؤ بیٹے تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کسی ایجنسی سے سابقہ پڑا تھا۔ ایسی تیسی مونٹے زوما کی ہو نہ ہو آج تمہیں فرانسسکو پزارو سے الجھنا پڑے گا۔

تھوڑی دیر کے بعد راہداری میں وزنی جوتوں کی آواز گونجی تھی اور پھر کسی نے دروازہ پر دستک دی تھی۔

"آ جاؤ.....!" الفروزے غرایا۔ ہوائی فوج کا ایک باوردی پائیلٹ کمرے میں داخل ہوا۔

"تم..... تم کون ہو.....!" الفروزے اٹھتا ہوا بولا۔

"باس نے طلب کیا ہے اور یہ دیا ہے۔!" اس نے ایک لفافہ الفروزے کی طرف بڑھا دیا تھا۔ الفروزے نے خط نکالا۔ ایڈلاوا نے صرف اتنا ہی لکھا تھا "حامل رقعہ کے ساتھ چلے آؤ اور ژولی کو لے جاؤ۔!"

الفروزے نے پائیلٹ کو گھور کر دیکھا تھا اور بولا تھا۔ "تم یہیں بیٹھو میں ابھی آیا۔!"

"شکریہ جناب.....!" پائیلٹ بڑے ادب سے بولا اور اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس کی طرف الفروزے نے اشارہ کیا تھا۔ وہ باہر نکلا تھا اور پوری عمارت چھان ماری تھی۔ اس ملازم کی تلاش میں جو کچھ دیر پہلے اسے ڈھارس بندھا گیا تھا۔ لیکن وہ کہیں نہیں ملا تھا..... جھنجھلا کر پھر خواب گاہ

کی طرف چلا آیا تھا اور پائیلٹ سے بولا تھا۔ "چلو.....!" وہ دونوں چھت پر آئے۔ ہیلی پیڈ پر ایک بڑا ہیلی کاپٹر موجود تھا جس پر فضائیہ کا نشان دور سے دیکھا جا سکتا تھا۔ پائیلٹ نے اسے اپنے برابر کاک پٹ ہی پر بٹھایا تھا۔ ہیلی کاپٹر پرواز کے لئے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ پھر وہ مغرب کی طرف مڑ کر سیدھی پرواز میں آ گیا تھا۔ الفروزے سختی سے ہونٹ پر ہونٹ جمائے بیٹھا رہا۔ اس سفر کا اختتام قریباً چالیس منٹ بعد ہوا تھا۔ وہ ایک ویرانے میں اترے تھے جہاں چاروں طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ پائیلٹ نے نیچے اتر کر پلاسٹک کی بڑی دستی سرچ لائٹ روشن کی اور الفروزے کو راستہ دکھانے لگا۔ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ ایک بھیانک قسم کی پھپھکار سنائی دی تھی۔ دونوں ٹھٹھک گئے۔ آواز کی سمت روشنی کا رخ ہوتے ہی الفروزے کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی تھی۔ ایک بہت بڑا اژدھا منہ پھاڑے غالباً ان پر جھپٹ پڑنے ہی والا تھا کہ پائیلٹ نے تین بار زمین پر پاؤں مارا اور اژدھا فوراً دوسری طرف مڑ کر چل دیا۔

"باس کے کئی محافظوں سے ملاقات ہو سکتی ہے۔!" پائیلٹ نے الفروزے سے کہا۔

"ب..... باس عظیم ہے.....!" الفروزے بھرائی ہوئی آواز میں بولا تھا اور وہ آگے بڑھتے رہے تھے۔ پھر کچھ دور چل کر زرد رنگ کی ایک عظیم الجثہ بلی بھی ان پر جھپٹ پڑنے کے لئے تیار نظر آئی تھی۔ یہاں بھی پائیلٹ نے تین بار زمین پر پاؤں مارا تھا اور وہ راستے سے ہٹ کر بائیں جانب بھاگ گئی تھی اور وہ ایک بڑی عمارت کے سامنے رکے تھے۔ پھر پائیلٹ الفروزے کو ساتھ لئے ہوئے اندر داخل ہوا۔ وہ ایک بڑے کمرے میں آئے تھے جو اپنی وضع کے اعتبار سے سائنسی تجربہ گاہ معلوم ہوتا تھا..... پائیلٹ نے ایک آہنی کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا "بیٹھ جاؤ..... میں باس کو مطلع کرتا ہوں۔!"

الفروزے متحیرانہ انداز میں چاروں طرف دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔

جیسے ہی پائیلٹ اس کمرے سے باہر نکلا دروازہ خود بخود بند ہو گیا یہی نہیں بلکہ الفروزے کے حلق سے ایک بے ساختہ قسم کی کراہ نکلی تھی۔ کیونکہ جس کرسی پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اس نے اسے جکڑ لیا تھا۔ پشت گاہ کی دونوں اطراف سے بے شمار موٹے موٹے تار برآمد ہو کر اس کے گرد لپٹ گئے تھے اور وہ اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کر سکتا تھا۔

میریانا نے اسی ایک کمرے میں پورا دن گذار دیا تھا ان درندوں کی وجہ سے نہ تو باہر قدم نکالنے کی ہمت پڑی اور نہ کسی اور طرف گئی تھی کیونکہ بقیہ تین کمرے تو مقفل ہی تھے۔ لیکن باورچی خانے تک جانے سے کب تک گریز کرتی۔ کھانے پینے کے لئے بھی تو کچھ نہ کچھ مہیا ہی کرنا تھا۔ بہر حال جوں توں شام ہوئی تھی اور ڈر کے مارے اس کی حالت ابتر ہونے لگی تھی وہ خوف ناک اژدھا.... وہ خون خوار بلی.... کیا اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو وٹالینی کا ہوا تھا....؟ لیکن نہیں! ایڈلاوا کسی عورت کو اذیت نہیں دے سکتا۔ پھر آخر یہاں لاکر رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اندھیرا ہوتے ہی کمرہ خود بخود روشن ہوگیا تھا۔ دیواروں پر بڑی بڑی روشن لکیریں نظر آنے لگی تھیں۔ روشنی تیز تھی۔ لیکن بصارت پر گراں نہیں گذر رہی تھی۔ اس نے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوکر بقیہ حصوں کو دیکھا وہ بھی تاریک نہیں تھے۔ اس طرح خوف اور گھٹن سے کسی حد تک نجات مل گئی اور اس نے پھر باورچی خانے کا رخ کیا۔ فرائینگ پین میں انڈے توڑ ہی رہی تھی کہ پشت پر کسی کی آہٹ سن کر مڑی اور پھر اس کی گھگھی بندھ گئی تھی۔ ایک عجیب الخلقت آدمی دروازے میں کھڑا نظر آیا۔ اس کے جسم پر ایک لمبا سا لبادہ تھا اور چہرے پر کھریئے اور گیرو کے نشانات بنائے گئے تھے۔

"ڈرو نہیں....! میں ایڈلاوا ہوں.... آواز ہی آواز.... میری کوئی شکل نہیں ہے۔!"

"ب.... باس....!" وہ ہکلائی۔

"ہاں.... ہاں.... اور تمہارا شکار میرے قابو میں ہے اور تم ہی اسے ٹھکانے لگاؤ گی۔ اپنی توہین کا بدلہ لوگی۔!"

"کک.... کون ہے.... باس....؟"

"خود ہی چل کر دیکھ لینا.... میں اسی کمرے میں تمہارا منتظر ہوں.... لیکن پہلے یہ دیکھو تم اس وقت میریانا نہیں ہو۔!"

"اس نے لبادے کے نیچے سے ایک آئینہ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔ میریانا اپنی شکل دیکھ کر اچھل پڑی۔ یہ تو اسی عورت کی شکل تھی جسے اس نے پچھلی رات تہہ خانے میں دیکھا تھا۔

جولیانا فٹنر واٹر.... ڈھمپ کی ساتھی....!"

"یہ.... یہ.... کک.... کیا باس....؟"

"بس دیکھ لینا.... تم اسے مار دگی.... اپنے ہاتھ سے۔!"

میریانا کا دل دھڑکنے لگا.... تو کیا وہ ڈھمپ کو پکڑ لینے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو اس کی ساری محنت ضائع ہوگئی.... وہ اسی کے بچاؤ کے لئے تو بھاگ نکلی تھی خیر دیکھا جائے گا.... اس نے فرائینگ پین چولہے سے اٹھا کر رکھ دیا اور ایڈلاوا کے پیچھے پیچھے چل پڑی تھی۔ ایڈلاوا صدر دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"ب.... باس.... ادھر ایک خوف ناک اژدھا اور ایک عفریت نما بلی بھی ہے۔!" میریانا خوف زدہ آواز میں بولی۔

"اوہ.... وہ.... وہ چوکیدار ہیں میرے.... میریانا کا باس عام آدمیوں سے بہت مختلف ہے وہ آدمیوں سے زیادہ جانوروں پر اعتماد کرتا ہے۔ لیکن اب تم انہیں بھی اپنا غلام پاؤ گی۔!"

"باس عظیم ہے....!" میریانا نے ایڈلاوا کا پسندیدہ جملہ دہرایا۔

"آؤ....!" اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ ایڈلاوا نے اب ٹارچ روشن کر رکھی تھی۔ میریانا نے دیکھا کہ وہ کوئی چھوٹی سی عمارت نہیں تھی بلکہ اس رہائشی حصے سے ملحق ایک بڑی عمارت پچھواڑے بھی موجود تھی۔ لیکن رہائشی حصے کے اندر سے اس تک کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ دیوار سے لگے چلتے رہے اور پھر اس عمارت کے صدر دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ اس حصے میں بھی دیواروں سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔

"باس....! یہ ایک دور افتادہ اور ویران مقام ہے یہاں یہ روشنی کیسی....؟" میریانا نے پوچھا۔

نیچے تہہ خانے میں ایسا برقی نظام موجود ہے جو دو سو مربع میل کے رقبے کو بہ آسانی منور کرسکتا ہے۔ یہ ایڈلاوا کی سائنسی تجربہ گاہ ہے۔ یہاں ایڈلاوا اپنے اجداد کا انتقام لینے کے لئے نت نئی تدبیریں کیا کرتا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی باس....!"

"بس ذرا دیر اور سب کچھ سمجھ میں آجائے گا۔!" ایڈلاوا نے کہا پھر وہ ایک دروازے سے

اس کمرے میں داخل ہوئے تھے جہاں الفروزے لوہے کی عجیب وضع والی کرسی میں جکڑا ہوا بے بس بیٹھا تھا۔ میریانا پر نظر پڑتے ہی جسمانی تکلیف کے باوجود بھی پر مسرت لہجے میں چیخا تھا۔

"ڈولی.... جان سے پیاری....!" پھر ایڈلاوا کو دیکھ کر ہکلایا تھا۔

"یہ.... یہ کون ہے۔!"

"مونٹے زوما....!" ایڈلاوا پر وقار لہجے میں بولا۔ "اور تم آج کی رات فرانسسکو پزارو۔!"

"بب.... باس....!" الفروزے نے حیرت سے کہا۔ "یہ.... تم ہو....!" اس نے اسے پہچان لیا کیونکہ وہ اس کی یہی آواز سنتا چلا آیا تھا۔

"ہاں.... میں ہی ہوں۔ فرانسسکو پزارو جب تمہاری فوج نے میری مملکت پر چڑھائی کردی۔!"

"اس میں میرا کیا قصور ہے باس.... پزارو مجھ سے سینکڑوں سال قبل پیدا ہوا تھا۔!"

"وہ برابر نئے جنم لیتا رہا ہے اور میں بھی اس سے پیچھے نہیں رہا۔ کیا تمہیں وہ رات یاد نہیں جب تمہارے سپاہیوں نے میرے گھرانے کی تمیں عورتوں کو زبردستی تباہی کے غار میں دھکیل دیا تھا۔ میرے آدمی جو پہلے ہی سے چیچک کی وبا میں مبتلا تھے۔ بے موت مر گئے تھے۔ تم سفید فام سوروں نے ان پر جہنم کا دہانہ کھول دیا تھا۔ سنو! آج کی رات میرے غسل کی رات کہلاتی ہے میں اس رات کو ایک اسپینی کے خون سے غسل کرتا ہوں۔ اس بار میں نے تمہیں منتخب کیا ہے.... میں تمہارے خون سے غسل کروں گا۔ پھر تمہارے مردہ جسم کو میرے چوکیدار تین چار دن تک کھاتے رہیں گے۔!"

"مم.... میرا قصور باس....؟ میں تو ہر حال میں وفادار رہا ہوں۔!"

"تو اگر میرا وفادار ہوتا تو میری عورت کی اس طرح توہین نہ کرتا۔ تو نے میریانا کے سلسلے میں مجھے جھوٹی کہانی سنائی تھی۔ وہ تو اس نے بروقت جان پر کھیل جانے کا فیصلہ کر لیا ورنہ تم سب میرے ہی ہاتھوں اسی اسٹیمر سمیت غرق ہو جاتے۔!"

"وہ جھوٹی ہے....!"

"میں جھوٹی ہوں....؟" میریانا مٹھیاں بھینچ کر چیخی تھی۔

"تت.... تت.... تم....!"

"ہاں.... میں میریانا ہوں....!"

ایڈلاوا نے قہقہہ لگایا اور بولا "جس پر تم مرمٹے ہو وہ ایکس ٹو کی عورت ہے۔!"

"نن.... نہیں....!" الفروزے کرسی کی گرفت سے آزاد ہو جانے کے لئے زور لگانے لگا۔

"تو میرے لئے سانپ پالتا رہا ہے.... خیر.... میریانا وہ ٹیوب دیکھ رہی ہو جس کے سرے پر ایک لمبی سی سوئی فٹ ہے اسے اس کی نبض والی رگ میں اتار دو تاکہ میرا باتھ ٹب بھر جائے میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ الفروزے تمہارے ہی ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے گا۔!"

"مجھے یاد ہے باس....!" میریانا نے کہا اور آگے بڑھ کر وہ ٹیوب اٹھایا اور الفروزے کی نبض ٹٹولنے لگی۔

"نن.... نہیں....!" وہ بے بسی سے ہکلایا.... اس کے پیر بھی آزاد نہ تھے۔ ٹھیک اسی وقت وہ دروازہ کھلا جس کے بند ہونے پر الفروزے کو کرسی نے جکڑ لیا تھا۔ اس کا کھلنا تھا کہ کرسی پھر اپنی اصلی حالت میں آگئی اور الفروزے کی ٹھوکر نے میریانا کو دور اچھال دیا۔

"اب آ سور کے بچے ایڈلاوا....!" وہ دہاڑتا ہوا ایڈلاوا کی طرف بڑھا تھا۔

ایڈلاوا نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "یہ حسرت بھی نکال لے گوشت کے پہاڑ....!"

وہ دونوں آپس میں گتھ کر رہ گئے تھے۔ میریانا کے پیٹ پر الفروزے کی لات پڑی تھی۔ اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے دم نکل جائے گا۔ وہ اپنے ذہن سے لڑ رہی تھی کہ بے ہوش نہ ہو پائے۔ دفعتاً کسی نے میریانا کی بغلوں میں ہاتھ دے کر کمرے سے باہر گھسیٹ لیا تھا۔ وہ دروازے کے قریب ہی گری تھی۔ اب بھی ہوش ہی میں تھی۔ اجنبی اسے دوسرے کمرے میں اٹھا لایا وہ اطالوی ہی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن لباس سے کوئی کمتر درجے کا آدمی لگتا تھا۔

"مم.... میں.... مر مر.... رہی ہوں۔!"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم چپ چاپ لیٹی رہو....!" اس نے کہا اور اسے فرش ہی پر لٹا دیا تھا۔ میریانا کو ایسا لگ رہا تھا جیسے پیٹ کے اندر کچھ پھٹ گیا ہو۔ ایسی شدید تکلیف تھی کہ ذہن کو ماؤف کئے دے رہی تھی۔

"مگر تم یہاں کیوں چلی آئی تھیں۔!"

"تت.... تم کون ہو....؟"

"کیا تمہیں وٹالینی کا انجام یاد نہیں رہا تھا۔ یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا سوجھی تھی۔!"

"ڈھمپ۔۔۔۔!" وہ ہاتھ پھیلا کر سسکیاں لینے لگی۔ تیرے لئے۔۔۔۔ میرے محبوب تیرے تحفظ کے لئے۔۔۔۔ تو نے دیکھا میری جان۔۔۔۔ وہ کیسا آدمی ہے۔ میرے قریب آجا۔۔۔۔ میں مر رہی ہوں۔!" اور پھر اس کے منہ سے جیتا جیتا خون ابل پڑا تھا۔!" یہ دیکھ۔۔۔۔! پہاڑ کی لات پڑی تھی میرے سینے پر۔!"

عمران بوکھلا کر جھک پڑا اور آستین سے اس کا منہ صاف کرنے لگا۔

"بس۔۔۔۔ یہیں بیٹھا۔۔۔۔ رہ۔۔۔۔ میرے سب کچھ اور میں تجھے دیکھتے دیکھتے مر جاؤں۔!"

اس دوران میں دوسرے کمرے سے دھینگا مشتی کی آوازیں آتی رہی تھیں۔ پھر یک بیک ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی بڑا جانور ذبح کیا جا رہا ہو۔!

"سنو۔۔۔۔!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "شاید اس نے الفروزے کو ذبح کر دیا۔ اب اس کے خون میں غسل کرے گا۔ اوہ۔۔۔۔ بھاگو۔۔۔۔ ڈھمپ۔۔۔۔ بھاگ جاؤ میری جان تم اسے شکست نہ دے سکو گے۔ اس کے اندر کوئی خبیث روح سمائی ہوئی ہے۔ اس نے اژدھا اور۔۔۔۔ دیونی بلی پال رکھی ہے۔!"

"دونوں کو ختم کر چکا ہوں۔۔۔۔ تم فکر نہ کرو۔۔۔۔ اور انہیں بھی جہنم میں جانے دو میں تمہارے لئے کیا کروں۔۔۔۔ بہت اچھی لیکن بے وقوف لڑکی۔۔۔۔!"

"میں اچھی لڑکی ہوں ڈھمپ۔۔۔۔؟"

"لاکھوں سے بہتر۔۔۔۔ تم میں برائی کے خلاف جنگ کرنے کی صلاحیت ہے۔۔۔۔ تم بہت اچھی لڑکی ہو۔!"

"اپنی پیشانی میرے ہونٹوں پر رکھ دو ڈھمپ۔۔۔۔ آخری خواہش۔۔۔۔!"

عمران جھکا تھا اور وہ اس کی پیشانی چوم کر بولی تھی۔ "اب میں سکون سے مر سکوں گی۔ ایک آدمی تو اس بھری پُری دنیا میں ایسا ہے جو مجھے اچھی لڑکی کہہ رہا ہے۔۔۔۔ اب میں سکون سے مر سکوں گی۔!"

دفعتاً ایڈلاوا کی دہاڑ سنائی دی۔ "میریانا۔۔۔۔! تم کہاں ہو۔۔۔۔؟ دیکھو میں نے غسل کر لیا۔ مونٹے زوما امر ہے۔ فرانسیسکو پزارو۔۔۔۔ مردہ باد۔۔۔۔!" اور پھر وہ خون میں نہایا ہوا اسی کمرے میں

گھس آیا۔ اس کے ہاتھ میں بڑا سا چمکدار خنجر تھا۔ "تو کون ہے۔۔۔۔؟" وہ عمران کو دیکھ کر دہاڑا۔

"تیری موت۔۔۔۔!" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

اور اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔!

"ایکس ٹو۔۔۔۔؟" ایڈلاوا کسی درندے کی طرح غرایا۔

"نہیں اس کا ایک ادنیٰ خادم۔۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ سے کسی کو بھی نہیں مارتا۔!"

"اچھا تو۔۔۔۔ تو بھی جا۔۔۔۔!" ایڈلاوا نے عمران پر چھلانگ لگائی تھی۔ عمران پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔۔۔۔ خلاف توقع ایڈلاوا جھونک میں آگے نکل جانے کی بجائے اسی جگہ سے اس کی طرف مڑ گیا۔۔۔۔ پھر مقدر ہی نے عمران کو خنجر کے وار سے بچایا تھا۔ سنگ ہی سے سیکھا ہوا ایک پینترہ کام آگیا۔ دشواری یہ تھی کہ ایڈلاوا خون میں بھیگا ہوا تھا۔ اس لئے جب تک خنجر اس کے ہاتھ سے نہ نکل جاتا وہ لپٹ پڑنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا اور خود اس کے کمرے سے بھی نکل جانا چاہتا تھا کیونکہ میریانا شائد بے ہوش ہو گئی تھی۔ کہیں اس دھینگا مشتی میں کچل ہی نہ جائے اور پھر اسے کمرے سے نکل جانے کا موقع مل گیا تھا۔ لیکن لوہے کی وہ بڑی سلاخ اسے نہیں دکھائی دی تھی جو راہداری میں پڑی ہوئی تھی۔ اس پر پیر پڑتے ہی رپٹ گیا تھا۔ نہ سنبھل سکا۔۔۔۔ منہ کے بل فرش پر جانا پڑا۔ ساتھ ہی اس پر ایڈلاوا نے چھلانگ لگائی تھی لیکن وہ گرتے گرتے بھی نہیں بھولا تھا کہ ایڈلاوا اس کے پیچھے ہے۔ اس پر ٹوٹ ہی پڑے گا۔ اس لئے گرتے ہی کچھ اور آگے اپنی کوشش سے سرک گیا تھا۔ اندازے کی غلطی کی بنا پر ایڈلاوا بھی گرا تھا اور عمران نے لیٹے ہی لیٹے دونوں ٹانگیں جوڑ کر بھرپور لات اس کی کھوپڑی پر رسید کی تھی۔ ایڈلاوا کے حلق سے کریہہ سی آواز نکلی اور قبل اس کے کہ وہ پھر اٹھتا عمران نے اس کے اوپر سے دوسری طرف چھلانگ لگائی۔ پھر ایڈلاوا کے پوری طرح سنبھلنے سے پہلے ہی اس نے لوہے کی اس موٹی سی سلاخ پر قبضہ کر لیا تھا۔ جس سے رپٹ کر گرا تھا۔ سلاخ گھومی اور ایڈلاوا کے اس ہاتھ پر پڑی جس میں خنجر دبا ہوا تھا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ سلاخ کا دوسرا وار ایڈلاوا کے سر پر ہوا تھا۔ پھر عمران اسے سنبھلنے کا موقع کہاں دینے والا تھا۔ سلاخ سر پر تڑاتڑ پڑتی رہی اور ایڈلاوا چیختا رہا۔ دہاڑتا رہا۔ قلابازیاں کھا کھا کر خود کو بچانے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن عمران کے ہاتھ گویا کسی مشینی عمل کے تحت یکساں رفتار سے چل رہے تھے۔ پھر ذرا ہی سی دیر میں سر کی جگہ کچومر نظر آنے

لگا۔ ایڈلاوا ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ وہ سلاخ پھینک کر میریانا کے کمرے کی طرف دوڑا تھا۔ لیکن اسے اس کمرے کے سامنے ٹھٹھک جانا پڑا جہاں الفروزے کا سر الگ پڑا ہوا تھا اور دھڑ الگ.... اس نے سر کو جنبش دی اور اس کمرے میں گھس پڑا جہاں میریانا فرش پر پڑی گہری گہری سانسیں لے رہی تھی اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔ عمران نے اسے آوازیں دی لیکن جواب نہ ملا۔ اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور عمارت سے باہر نکل گیا۔ چاروں طرف گہرے اندھیرے اور سناٹے کی حکمرانی تھی۔ فضا ایسی پُر سکون تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ سر پر تاروں بھرا آسمان پہلے ہی کی طرح لاپرواہ نظر آرہا تھا۔ عمران اسے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے انداز سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا رہا۔ کتنی بھیانک رات تھی۔ اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اب صبح کبھی نہ ہوگی۔ آدمی حیوانیت کے تاریک جنگل میں ہمیشہ ٹھوکریں کھاتا پھرے گا۔ کیا خود اس سے حیوانیت سرزد نہیں ہوئی تھی۔

صرف عمل اور ردعمل کا نام زندگی ہے۔ منطقی جواز تو بعد میں تلاش کیا جاتا ہے۔

جولیا اور صفدر بے خبر سو رہے تھے جب ان کے زمین دوز اپارٹمنٹ کا دروازہ پیٹا جا رہا تھا۔ جولیا ہی پہلے بیدار ہوئی اور ایک اجنبی کو سامنے کھڑا دیکھ کر پیچھے ہٹ گئی تھی۔

"کیا تم دونوں کے جعلی کاغذات محفوظ ہیں۔!" عمران اصلی آواز میں بولا۔ وہ ابھی تک میک اپ میں تھا۔

"ہاں.... ہاں.... کیوں....!" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"اسے بھی جلدی سے اٹھاؤ اور نکل چلو....!"

دس منٹ کے اندر ہی اندر وہ روانگی کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ لفٹ کے ذریعے چھت پر پہنچے تھے۔ جولیا خاموشی سے سب کچھ دیکھے جا رہی تھی۔ صفدر بھی چپ ہی تھا۔ وہ عمارت سے باہر آئے اور گیراج سے الفروزے کی گاڑی نکالی۔ ان دونوں کو اگلی ہی سیٹ پر اپنے برابر بٹھایا تھا اور گاڑی سڑک پر نکل آئی تھی۔ عمران نے صفدر سے کہا "پچھلی سیٹ پر ایک زخمی لڑکی بے ہوش پڑی ہے۔ تم اپنے سفارت خانے کے حوالے سے اسے ہسپتال میں داخل کراؤ گے۔!"

"مم.... میری اطالوی....!" صفدر ہکلایا۔

"جولیا تمہاری طرف سے گفتگو کرے گی۔ مطلب یہ ہے کہ تم سفارت خانے کے حوالے

کی وجہ سے بہت زیادہ پوچھ گچھ سے بچ جاؤ گے۔ کہہ دینا کہ سڑک کے کنارے بے ہوش پڑی ملی تھی۔ کسی بھی سڑک کا نام لے لینا۔ کئی دن یہاں گھومے پھرے ہو.... میں ہسپتال کے باہر ہی ٹھہروں گا۔!"

پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر یہ کام بھی ہو گیا۔ بے ہوش میریانا ہسپتال میں داخل کر لی گئی تھی۔ واپسی پر جولیا بولی۔ "تو یہ محترمہ تھیں۔!"

"کیوں.... کیا تم اسے جانتی ہو....؟"

"کیوں نہیں.... تم سے کٹ کر پھر ایڈلاوا کے پاس آگئی تھی۔!"

"سوال یہ ہے کہ آپ نے کیا کیا؟" صفدر مضطربانہ انداز میں بولا۔ "ہم تو پھنس گئے تھے۔!"

"اور اس لئے پھنس گئے تھے کہ قدیم ریڈ انڈین زبان بڑی روانی سے بول سکتے ہیں آپ لوگ۔!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا....؟" جولیا بوکھلا کر بولی۔

"آپ کے چوہے باس نے اطلاع نہیں دی.... خود دو دو ہاتھ کرنے پڑے ایڈلاوا سے تو پتہ چلا برخوردار کو۔!"

"بات دراصل یہ ہے....!" صفدر بولا۔ "آپ کی صحبت نے ہم سب کو تباہ کر دیا ہے۔!"

"نقالی کے لئے بھی عقل چاہئے۔ ایڈلاوا نسلاً انکا قوم کے بادشاہ مونٹے زوما کے سلسلے سے تعلق رکھتا تھا۔!"

"رکھتا تھا کا کیا مطلب....؟" جولیا بولی۔

"اس لئے کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔!"

"یعنی.... یعنی.... آپ نے اس کا خاتمہ کر دیا۔!"

"مؤرخین سے یہی روایت ہے....!" عمران نے کہا۔ "خیر ان جھگڑوں کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ تمہیں اس نے کس طرح مجھے کال کرنے پر مجبور کیا تھا۔ یہاں میں تمہاری دانش مندی کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکوں گا کہ تم نے وہ کال انگلش میں کی تھی۔!"

"کیا کرتا.... کس طرح آپ کو اطلاع دیتا کہ دھر لئے گئے ہیں۔!"

"کال کیا اسی تہہ خانے سے ہوئی تھی....؟"

"نہیں.....!وہ ہمیں ایک ویران جگہ پر لے گیا تھا۔ ہماری آنکھوں پر چمڑے کے تسمے چڑھا دیئے گئے تھے۔ پھر شاید ہم لفٹ کے ذریعے اسی عمارت پر پہنچے تھے۔ وہاں اٹلی کی فضائیہ کا ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔!"

"کیا ایڈلاوا خود لے گیا تھا۔!"

"نہیں فضائیہ کا ایک پائیلٹ تھا۔!"

"وہ خود.....ایڈلاوا ہی تھا۔ تمہارے ایکس ٹو کی ٹکر کا آدمی.....بے چارہ۔ اس کا طریق کار یہی تھا کہ نام تو ایڈلاوا ہی چل رہا تھا لیکن مختلف لوگ اسے مختلف شکلوں میں دیکھتے تھے۔ میک اپ کا ایسا ماہر آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔ آواز بدلنے پر قدرت رکھتا تھا۔!"

"ہاں.....!تو وہ پائیلٹ تمہیں کہاں لے گیا تھا.....؟"

"ایک ویران سی جگہ پر ایک بڑی عمارت میں غالباً وہ اس کی تجربہ گاہ تھی۔ بہر حال پائیلٹ وہاں مجھے چھوڑ کر چلا گیا تھا اور میں نے انتہائی کوشش کر ڈالی تھی کہ اس تجربہ گاہ کے بند دروازوں میں سے کسی کو کھول کر نکل بھاگوں مگر کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ پھر ایڈلاوا آیا اور اس نے اپنے ٹرانس میٹر کے ذریعے ایکس ٹو کے لئے کال کرائی تھی۔!"

"ٹرانس میٹر کا سائز کیا رہا ہوگا.....؟" عمران نے سوال کیا۔

"میرے لئے بالکل نئی چیز تھی.....سائز کیا بتاؤں.....کمپیوٹر تو دیکھے ہوں گے آپ نے۔!"

"نہیں.....بھلا میں نے کہاں دیکھے ہوں گے.....ٹنڈوالہ یار میں رہتا ہوں نا اور کھیتی باڑی کرتا ہوں۔!"

"یہ مطلب نہیں تھا.....دراصل مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ بیک وقت کمپیوٹر بھی ہو اور ٹرانس میٹر بھی۔!"

"اسی لئے اتنا ناپا تلا حملہ ہوا تھا مجھ پر.....!"

"میں نہیں سمجھا.....!"

عمران نے اسے بتایا کہ کس طرح ٹھیک اسی جگہ ایک ہیلی کاپٹر پہنچا تھا جہاں سے اس کی کال کا جواب دیا تھا۔ "اس نے نہ صرف کال کے جواب کی صحیح سمت بتائی ہوگی بلکہ ٹھیک اس جگہ کی نشان دہی بھی کی ہوگی۔ اب مجھے اس معاملے کو مقامی پولیس کے سپرد کرنے سے پہلے ایک بار پھر

اس عمارت کا جائزہ لینا پڑے گا۔!"

"تو کیا آپ اس عمارت تک پہنچ گئے تھے۔!"

"وہیں سے آرہا ہوں.....ایڈلاوا نے الفروزے کو مار ڈالا اور میں نے ایڈلاوا کو.....!"

"اوہ.....!" صفدر چونک کر بولا..... "لیکن اب ہم کہاں جارہے ہیں.....؟"

"الفروزے کی گاڑی میرے حوالے کر کے چپ چاپ جنیوا کھسک جاؤ.....!"

"کہانی سنے بغیر ہر گز پیچھا نہیں چھوڑوں گی.....!" جولیا جھنجھلا کر بولی۔

"اس وقت ایسے لہجے میں گفتگو مت کرو.....ورنہ مجھ پر خون سوار ہے ہی ابھی جی نہیں بھرا۔!"

"باتوں میں نہ اڑاؤ.....!" جولیا غصے سے بولی۔

"تو پھر آپ ایسا کیوں نہ کریں.....!" صفدر بولا۔ "ہمیں ریلوے اسٹیشن پر چھوڑ دیں۔ صبح والی لگژری سے نکل جائیں.....صبح بھی ہونے ہی والی ہے۔!"

جنیوا میں وہ سب اسی عمارت میں مقیم تھے جہاں کرنل موگمبی اور زلیخا موگمبی عمران کی قید میں رہے تھے۔ جیمسن تو دوسرے ہی دن پہنچا تھا اور جوزف تیسرے دن.....لیکن عمران کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔ ان چاروں نے اپنی اپنی کہانیاں سنائیں اور پھر کہانیوں کو آپس میں مربوط کر کے قیاس آرائیوں کے سہارے داستان مکمل کرنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ لیکن جب بات کسی طرح نہ بنی تو جوزف کے علاوہ اور سبھوں نے عمران پر جھلانا شروع کر دیا تھا۔

اسی دن اچانک ان چاروں کو اس عمارت سے بھی نکلنا پڑا۔ عمارت کے مکین نے ان کے لئے ایک تیز رفتار مائیکرو بس مہیا کی تھی اور وہ اپنے سامان سمیت اس پر سوار کرا دیئے گئے اور اب وہ اپنی اصلی شکلوں میں تھے۔ ہر قسم کا میک اپ ختم کر دیا گیا تھا اور صاحب خانہ نے ان کے ہر قسم کے جعلی کاغذات آتش دان میں ڈال دیئے تھے۔ مائیکرو بس ان چاروں کو لیگوریا ریجن کی سب سے خوب صورت جگہ پورٹو نینو لے جارہی تھی۔ اس بس میں ڈرائیور کے علاوہ اور کوئی پانچواں آدمی نہیں تھا۔ جولیا خصوصیت سے جیمسن کو ساتھ لے کر پچھلی سیٹ پر چلی گئی تھی اور اس سے میریانا کے بارے میں پوچھ گچھ کرتی رہی تھی۔ لیکن جیمسن نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش

نہیں کی تھی بلکہ ایک طرح سے اسے چڑھاتا اور جلاتا رہا تھا۔ پورٹو نینو میں مائیکرو بس اسی ہوسٹل کے سامنے رکی تھی جہاں انہیں قیام کرنا تھا اور عمران انہیں وہاں پہلے سے موجود ملا تھا۔ جیمسن نے چھوٹتے ہی میریانا کی خیریت دریافت کی تھی اور سمجھا تھا کہ عمران اس کے بارے میں کچھ بُرے کلمات کہے گا کیونکہ اس کی دانست میں تو وہ وتالینی ہی کی طرح فرار ہوئی تھی۔

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ انتہائی کوششوں کے باوجود اس کی جان نہ بچائی جا سکی۔ میں زیادہ تر اس کے قریب ہی رہا تھا۔ اسی لئے اتنی دیر ہوئی ورنہ کبھی کے روانہ ہو چکے ہوتے۔!"

"کمال ہے کہ آپ کو اس دھوکے باز کی اتنی پرواہ ہوئی....!"

"تمہیں غلط فہمی ہوئی تھی۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا "پھر کبھی بتاؤں گا۔!" اور اپنے کمرے کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ "صفدر کو بھیج دینا....!"

تھوڑی دیر بعد صفدر اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا اور اسے اپنی مربوط کی ہوئی کہانی سنانے بیٹھ گیا۔ عمران سر ہلاتا رہا تھا کہیں کہیں ٹوک کر اس کی اصلاح کرتا لیکن یہ کہانی قدیم انکا زبان والے مرحلے سے آگے نہ بڑھ سکی اور عمران اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "اصل کامیابی اس وقت سے شروع ہوئی تھی جب میں نے الفروزے پر ہاتھ صاف کیا تھا....!" اس نے الفروزے سے ٹکراؤ کا واقعہ بتاتے ہوئے کہا "اس بُری طرح ریجھا تھا ژولی ژوگو اس پر کہ ایڈلاوا کا دشمن بن گیا تھا اور تم دونوں اسی عمارت کے تہہ خانوں میں رکھے گئے تھے۔ بہر حال جب میں نے اسے پٹخنی دی تھی تو بے ساختہ اس کی زبان سے احمق یونانی طالب علم کا حوالہ سرزد ہوا تھا اور اس نے ایکس ٹو سے معاونت کا وعدہ کر لیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ ژولی کو خود ایڈلاوا ہڑپ کر گیا اور مزے کی بات یہ ہے کہ خود الفروزے محض شبہے میں مبتلا تھا کہ عمارت کے نیچے تہہ خانے بھی ہیں۔ لیکن راستہ تلاش کرنے میں ناکام رہا تھا۔ بہر حال میں اسی کے ایک ملازم کے میک اپ میں عمارت میں داخل ہوا اور تہہ خانے کی لفٹ چھت پر دریافت کر لی۔ ایک لفٹ نچلی منزل کی ایک راہداری میں بھی تھی۔ شائد جسے میں نہ تلاش کر سکا اور نہ اسے آپریٹ کرنے کے طریقے ہی سے آگاہ ہو سکا۔ چھت پر ہیلی پیڈ نہ ہوتا تو شائد اس میں بھی ناکامی ہوتی کیونکہ ایڈلاوا کے حکم کے مطابق اسے صرف نچلی منزل تک محدود رہنا تھا۔ ہاں تو ایڈلاوا فضائیہ کے پائیلٹ ہی کے روپ میں چھت پر پہنچا تھا اور تہہ خانے میں اتر کر لباس تبدیل کر لینے کے بعد تم لوگوں کو ساتھ

نہیں لے جانے کے لئے آیا تھا تو میں ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں چھپ گیا تھا۔ اس طرح اس عمارت تک پہنچ سکا....!" وہ تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا تھا پھر اس عمارت میں جو کچھ پیش آیا تھا دہرانے لگا۔ صفدر کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں وہ پھر خاموش ہو گیا۔ صفدر نے اسے کبھی ایسے موڈ میں نہیں دیکھا تھا۔ اس قدر بجھے ہوئے عمران کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

شاید عمران نے اس کے چہرے سے اس کے خیالات پڑھ لئے تھے۔ طویل سانس لے کر بولا۔ "دراصل میں ہی نادانستگی میں میریانا کی موت کا سبب بن گیا تھا۔ مجھے علم نہیں تھا کہ اس کرسی کی آٹومیٹک گرفت کے کھلنے اور بند ہونے کا انحصار اسی کمرے کے اسی دروازے کے کھلنے اور بند ہونے پر تھا۔ جیسے ہی میں نے ہینڈل کو گھما کر دروازے کو دھکا دیا الفروزے آزاد ہو گیا۔ پھر وہ ایک پہاڑ کی لات تھی جو میریانا کے پیٹ پر پڑی تھی اور یہ بھی سن لو کہ ایڈلاوا کو میں مار کر بھی خوش نہیں ہوں وہ بھی مظلوم تھا۔ صدیوں پرانے دکھ میں مبتلا تھا۔ ان سفید درندوں نے امریکہ کے دونوں براعظموں میں قیامت برپا کر دی تھی۔ وہ جو صدیوں پہلے بھی مہذب ہونے کے دعوے دار تھے بھوکے کتوں کی طرح سادہ لوح مقامی آدمیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ خصوصیت سے اسپینی، فرانسیسی اور انگریز ان میں پیش پیش تھے۔ ٹھہرو.... میں تمہیں ایڈلاوا کی ڈائری کے کچھ منتخب حصے سناتا ہوں.... وہ دراصل ایک بہت بڑا فنڈ اکٹھا کرنے کے لئے اتنا عظیم الشان اور مختلف النوع گھڑاگوں کا مجموعہ پھیلا بیٹھا تھا۔ وہ ذاتی طور پر اتنے ایٹم بم بنانا چاہتا تھا جن سے پورے اسپین کو کھنڈر بنا سکتا۔!" اس نے خاموش ہو کر اپنے بریف کیس سے ایک ڈائری نکالی اور اس کی تحریر کا اردو ترجمہ صفدر کو سناتا رہا.... "سفید فام نسلوں کا وجود ہی دنیا میں بدامنی کا باعث ہے۔ ان کے امن کے جھوٹے پراپیگنڈے کا شکار ہو جانے کی بجائے ساری دنیا کی رنگ دار اقوام کو ان کے خلاف متحد ہو جانا چاہئے۔ ان کے سفید سینوں میں اتنے تاریک دل ہوتے ہیں کہ ان کی آنکھیں انسانیت کی روشنی سے محروم ہو گئی ہیں۔ اب انہوں نے اپنی بقاء کے لئے دو کیمپ بنا لئے ہیں۔ دونوں کا مقصد ایک ہی ہے یعنی رنگدار اقوام کا استحصال.... بظاہر دونوں متضاد نظریات کے حامل اور ایک دوسرے کے جانی دشمن بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ محض فریب نظر ہے۔ عالمی بھائی چارے کی بات بھی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن ریڈ انڈین لوگوں کو اپنے برابر حقوق دینے پر تیار نہیں۔ میں جس تیسرے کیمپ کا خواب دیکھ رہا ہوں وہ صرف رنگ دار اقوام پر مشتمل

ہوگا۔ میں لاطینی امریکہ میں بھی سفید فام نسلوں کی حمایت نہیں کر سکتا۔ انہیں ہماری سرزمین سے نکلنا ہوگا۔ خواہ انہوں نے کتنی ہی صدیاں وہاں کیوں نہ گذاری ہوں۔ میں ایڈلاوا صرف اسی لئے زندہ ہوں۔ میری مہم کا آغاز اسپین میں ہوگا۔ میں پہلے اسے کھنڈر کر دوں گا پھر پھر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوگا۔ مرتے دم تک میری یہ جدوجہد جاری رہے گی۔ میں مروں گا تو دوسرا ایڈلاوا میری جگہ سنبھال لے گا۔!" عمران ڈائری بند کر کے صفدر کی طرف دیکھنے لگا جیسے پوچھ رہا ہو.... کیا خیال ہے.؟ صفدر کچھ نہ بولا اس کی پیشانی پر سوچ کی گہری لکیریں نمایاں ہو گئیں تھیں۔ تھوڑی دیر عمران بولا تھا "اس نے مختلف کاموں کے لئے مختلف شعبے قائم کر رکھے تھے۔ بین الاقوامی سراغ رسانی اور رازوں کی چوری کے شعبے کا سربراہ کرنل ہوریشیو تھا۔!"

"اور وہ رنگ دار اقوام کا ہمدرد تھا....!" صفدر زہریلے لہجے میں بولا۔ "کیا ہم سفید فام ہیں۔!"

"کسی نہ کسی سفید فام کیمپ کا طفیلی ہونے کا شبہ ہم پر ضرور کیا جاسکتا ہے۔ خواہ ہماری خارجہ پالیسی کچھ ہی کیوں نہ ہو۔!"

"اگر وہ اسپینیوں سے اتنا ہی متنفر تھا تو الفروزے کو دست راست کیوں بنایا تھا....!"

"اپنی تسکین کے لئے کہ ایک دیو پیکر اسپینی اس کے تلوے چاٹتا رہتا ہے۔ مجھے اس کے آدمیوں میں زیادہ تر اسپینی ہی نظر آتے ہیں۔!"

"کیا وہ بہت طاقت ور تھا....؟"

"یقین کرو.... قوت میں مجھ سے کم از کم دس گنا ضرور رہا ہوگا۔ اگر مجھے لوہے کی سلاخ اتفاقاً نہ مل گئی ہوتی تو شاید تم بھی میری لاش کو شناخت نہ کر سکتے۔ محض چلت پھرت کی وجہ سے بچ گیا۔ اب سوچتا ہوں تو خود مجھے یقین نہیں آتا کہ ایڈلاوا میرے ہی ہاتھوں مارا گیا ہے۔!"

"اور آپ تہار سک لینے کی عادت ترک نہیں کریں گے۔!"

"سب چلتا ہے اللہ کی طرف سے مدد ہو ہی جاتی ہے۔ جب تک وہ مہربان ہے پہاڑوں سے ٹکراتا ہی رہوں گا....!"

﴿ختم شد﴾